عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فتاویٰ محمودیہ

جلد ٦

از

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206



مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ھند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶



انتباہ

کوئی صاحب فتاویٰ محمودیہ کوکلاً یا جزأً بلا اجازتِ مرتب شائع نہ فرمائیں۔

تفصیلات

نام کتاب	:	**فتاویٰ محمودیہ......٦**
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیو بند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۵۷۲
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ:۲۴۵۲۰۶

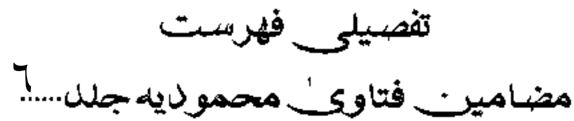
اجمالی فہرست

نمبر شمار	مضامین		نمبر صفحہ
	کتاب العلم		
۱	**باب اول**	علم کا بیان	۳۲
۲	**باب دوم**	تعلیم نسواں	٦۴
۳	**باب سوم**	علمی اصطلاحات اور عبارت کا حل	۹۴
۴	**باب چھارم**	وعظ..	۱۱۲
۵	**باب پنجم**	آداب افتاء واستفتاء..	۱۲۵
٦	**باب ششم**	کتب معتبرہ وغیر معتبرہ..	۱۴۹
	کتاب السلوک والاحسان		
۷	**باب اول**	تصوف وسلوک	۲۱۸
۸	**باب دوم**	بیعت	۲٦۰
۹	**باب سوم**	سلاسل صوفیاء اور ان کے اصطلاحات	۲۸۴
۱۰	**باب چھارم**	اوصاف شیخ اور اہمیت تصوف	۳۰۳
۱۱	**باب پنجم**	مجالس صوفیاء اور ان کے وظائف	۳۲۰
۱۲	**باب ششم**	خلیفہ بنانا	۳۴۰

نمبر شمار	مضامین		نمبر صفحہ
١٢	**باب هفتم**	منکرات تصوف	٣٥٣
١٣	**باب نهم**	متفرقات تصوف	٣٧٦
		کتاب التاریخ والسیر	
١٤	**باب اول**	عہد نبویؐ کے تاریخی حقائق	٣٨٤
١٥	**باب دوم**	عہدِ انبیاء علیہ السلام کے تاریخی حقائق	٤٢٠
١٦	**باب سوم**	عہدِ صحابہؓ کے تاریخی حقائق	٤٤٤
١٧	**باب چهارم**	عہدِ تابعین کے تاریخی حقائق	٤٩٣
١٨	**باب پنجم**	عہدِ سلف کی تاریخی شخصیات	٥٣٥
١٩	**باب ششم**	چند تاریخی حقائق	٥٥٦
٢٠	**باب هفتم**	تاریخِ ہند کے چند حقائق	٥٦٤

□ مسکہ لیجیو اللہ لبس جحی پھلیپے □ بجب □ لنحو □□ چکھیے

رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلیپے □ □ متصلاً مسکہ جحی شعبی



تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد.....٦

کتاب العلم

☆............ باب اوّل ....☆

علم کا بیان

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱	کیا علم دین سیکھنے کے لئے عربی سیکھنا ضروری ہے؟	۳۲
۲	علم ضروری کیا ہے؟	۳۳
۳	کیا بے نمازی کو بھی علم باطن ہے؟	۳۴
۴	کثرت عبادت بہتر ہے یا تحصیل علم شریعت؟	۳۵
۵	نبی اکرم ﷺ کے برابر کسی کا علم نہیں	۳۵
۶	والدین علم دین سے روکیں تو کیا کریں؟	۳٦

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۷	تعلیم کا مقصد	۳۸
۸	ضروری مستند مسائل کی اشاعت	۳۹
۹	والدین کی مرضی کے خلاف علم دین کے لئے سفر کرنا	۴۰
۱۰	مسائل اختلافیہ پر غور وفکر کے لئے چند اصول موضوعہ	۴۱
۱۱	درجۂ حفظ سے انگریزی تعلیم میں جانا	۴۳
۱۲	دنیوی تعلیم کے نتائج	۴۶
۱۳	نہ جاننے والے کو لاعلم کہنا	۴۷
۱۴	کم پڑھے لکھے کو مولانا کہنا	۴۷
۱۵	عالم دین کو کوتاہی پر ٹوکنا	۴۸
۱۶	بے عمل لوگوں کا یہ کہنا کہ فلاں فلاں کہیں گے تو عمل کریں گے	۴۹
۱۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کوڑا ہاتھ میں لے کر بازار میں مسائل کی تعلیم دینا	۵۱
۱۸	نکاح کی عملی صورت تفہیم کے لئے	۵۲
۱۹	ائمہ اربعہ کو حق تسلیم کرنا کہاں سے ثابت ہے؟	۵۳
۲۰	علم الیقین ،عین الیقین ،حق الیقین کی تشریح	۵۳
۲۱	اجماع کی حجیت	۵۵
۲۲	غیر مسلم کو تعلیم قرآن وفقہ	۵٦
۲۳	غیر مسلم کو قرآن پاک کی تعلیم دینا	۵۷
۲۴	انگریز کو قرآن شریف کی تعلیم دینا	۵۷
۲۵	کسی عالم کا داماد کو باپ کی دوکان سے چوری کی تلقین کرنا	۵۹
۲٦	استاذ کا شاگرد کو معاف نہ کرنا	٦۱

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۷	نابالغ بچوں سے تربیت کیلئے خدمت لینا	۶۲
۲۸	قرآن پاک کی تعلیم کا ثواب جبکہ پڑھنے والا کامیاب نہ ہو	۶۳
	☆............ **باب دوم** ....☆	
	تعلیم نسواں	
۲۹	تعلیم نسواں	۶۴
۳۰	تعلیم لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے ہے	۶۵
۳۱	کتابۃ النساء	۶۶
۳۲	عورتوں کو تعلیم دینا پردہ نہ ہونے کی صورت میں	۶۸
۳۳	لڑکیوں کی تعلیم اور نامحرم کو حیض ونفاس کے مسائل بتانا	۶۸
۳۴	لڑکیوں مدرسہ میں تعلیم دینا	۷۰
۳۵	مدرسۃ البنات سے متعلق بعض سوالات	۷۲
۳۶	کتنی عمر کی بچی مدرسہ میں پڑھ سکتی ہے؟	۷۴
۳۷	معلمین کے ساتھ معلمات کا تقرر اور سیانے بچوں بچیوں کی یکجائی تعلیم	۷۵
۳۸	تعلیم کے لئے لڑکیوں کی تقریر لاؤڈ اسپیکر پر	۷۶
۳۹	نرسری اسکول اور عیسائی معلمات	۷۷
۴۰	لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دلانا	۸۵
۴۱	لڑکے اور لڑکیوں کی ہندی، انگریزی تعلیم کا ممبر بننا	۸۷
۴۲	نیم عریاں لباس اسکول میں لڑکیوں کو تعلیم دینا	۸۷

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۴۳	طبیہ کالج میں داخلہ پردہ نشین لڑکی کے لئے	۸۹
۴۴	اپنی بیوی سے تعلیم حاصل کرنا	۹۰
۴۵	عورتوں کی اجلاس میں شرکت تقریر وقراءت	۹۱
	☆............ **باب سوم** ....☆	
	علمی اصطلاحات اور عبارت کا حل	
۴۶	تحریر یا تقریر کے ختم پر واللہ اعلم	۹۴
۴۷	غزیر العلم کے معنی	۹۵
۴۸	دور اور تسلسل	۹۵
۴۹	فصاحت وبلاغت	۹۶
۵۰	تاویل	۹۷
۵۱	کیمیا	۹۸
۵۲	مرحبا کے معنی	۹۸
۵۳	لفظ ''درست نہیں'' سے کیا مراد ہے؟	۹۹
۵۴	امی کی تشریح	۱۰۰
۵۵	مذکورہ شعر کا کیا حکم ہے؟	۱۰۱
۵۶	بچپن کے بد نیک کام	۱۰۱
۵۷	دو دینار سرخ کا وزن	۱۰۲
۵۸	الفاظ ثویبہ عرب العرباء ضرار کی تحقیق	۱۰۲

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
٥٩	مکروہ تحریمی اور حرام میں فرق	١٠٣
٦٠	معذور و مجبور میں فرق	١٠٤
٦١	لازم کو متعدی بنانے کا طریقہ	١٠٤
٦٢	حاشیہ پر بارہ کا مطلب	١٠٥
٦٣	صاحب ہدایہ نے ''قال العبد الضعیف'' کیوں کہا؟	١٠٦
٦٤	نور الانوار کی عبارت پر خلجان	١٠٧
٦٥	ایک تھانوی تحریر کا مطلب	١٠٩
٦٦	خودداری کا مفہوم	١١٠
٦٧	روشن ضمیر کا مطلب	١١٠
	☆............باب چہارم............☆	
	وعظ	
٦٨	وعظ میں خطاب کا طریقہ	١١٢
٦٩	جلسہ میں غزل و نعت پڑھنا	١١٣
٧٠	تقریر میں سونے والوں کو جگانا	١١٣
٧١	غیر عالم کا تقریر کرنا	١١٤
٧٢	غیر عالم کی تقریر سننا	١١٤
٧٣	مقرر کو نبی پر قیاس کرنا	١١٦
٧٤	اپنی نصیحت پر خود عمل	١١٦

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۷۵	غیر تعلیم یافتہ شخص کی تقریر	۱۱۷
۷٦	بے عمل واعظ کا حکم	۱۱۷
۷۷	بے عمل کا وعظ کہنا اور چھوٹے بھائی کا اس کو ٹوکنا	۱۱۸
۷۸	وعظ کہہ کر چندہ مانگنا	۱۱۹
۷۹	وعظ ریڈیو، لاؤڈ اسپیکر سے	۱۲۰
۸۰	بغیر سامعین کے لاؤڈ اسپیکر پر وعظ کہنا	۱۲۱
۸۱	مردوں کا ٹیپ عورتوں کے لئے عورتوں کا مردوں کے لئے	۱۲۱
۸۲	ریڈیو پر عورت کی اناؤنسری	۱۲۲
۸۳	عورت کی تقریر لاؤڈ اسپیکر پر	۱۲۳
۸۴	کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہنا	۱۲۳
۸۵	وعظ سنتے وقت وظیفہ میں مشغول ہونا	۱۲۴
	☆............ **باب پنجم** ....☆	
	آداب افتاء واستفتاء	
۸٦	فتوی دینے کا حق کس کو ہے؟	۱۲۵
۸٦	کیا عالم کے ذمہ ہر سوال کا جواب ضروری ہے؟	۱۲٦
۸۷	دار العلوم دیوبند میں مفتی کی ضرورت	۱۲۷
۸۸	فتاوی رشیدیہ اور فتاوی دار العلوم سے مسئلہ بتانا	۱۲۸
۸۹	شامی دیکھ کر فتوی دینا	۱۲۸

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
٩٠	بغیر استاذ کے محض آداب المفتی کتاب دیکھ کر فتوی دینا	١٢٩
٩١	جاہل مفتی	١٣١
٩٢	غیر عالم کو مسائل بتانے سے روکنا	١٣٢
٩٣	غیر مستند عالم کا فتوی دینا جیسا کہ جماعت اسلامی والے کرتے ہیں	١٣٣
٩٤	غیر عالم سے مسائل پوچھنا	١٣٥
٩٥	غلط فتوی دینا اور فتوے کو نہ ماننا	١٣٥
٩٦	غیر عالم کو مسئلہ بتانا	١٣٧
٩٧	بغیر علم کے فتوی دینا	١٣٨
٩٨	ترک نماز کا فتوی	١٣٨
٩٩	حنفی المسلک مفتی کا شافعی فقہ پر فتوی دینا	١٣٩
١٠٠	جہاں سے سہولت متوقع ہو وہاں سے فتوی پوچھنا	١٤٠
١٠١	شیعہ کے سوال کا جواب کس طرز پر ہونا چاہئے؟	١٤١
١٠٢	امام عالم نہ ہو تو مسئلہ کس سے پوچھے؟	١٤٢
١٠٣	جو شخص غلط فتوی دے اس سے تعلق رکھنا	١٤٢
١٠٤	شرعی قوانین عالم دین پر بھی لاگو ہیں	١٤٤
١٠٥	مفتی کا فتویٰ اگر واقع کے خلاف ہو	١٤٤
١٠٦	لامذہب کے سوال کا جواب	١٤٦
١٠٧	اپنی ذات سے متعلق سوال سے مفتی کا جواب سے معذرت کرنا	١٤٧
☆	☆......☆......☆......☆......☆	☆

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب ششم** ....☆	
	کتب معتبرہ وغیر معتبرہ	
۱۰۸	چند کتب معتبرہ وغیر معتبرہ	۱۴۹
۱۰۹	چند مفید وغیر مفید کتب کے نام	۱۵۰
۱۱۰	کتاب آزرجندی کی حقیقت	۱۵۱
۱۱۱	بلاغ المبین	۱۵۴
۱۱۲	مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلویؒ شہید اوران کی کتابیں	۱۵۵
۱۱۳	تقویۃ الایمان، ارواح ثلاثہ، الشہاب الثاقب کے حوالے	۱۵۵
۱۱۴	تقویۃ الایمان وتذکیر الاخوان کی شان	۱۵۶
۱۱۵	تقویۃ الایمان کی ایک عبارت پر اشکال کا جواب	۱۵۷
۱۱۶	تقویت الایمان کی عبارت پر اعتراض	۱۵۹
۱۱۷	صراط مستقیم کی عبارت پر اعتراض کا جواب	۱۶۱
۱۱۸	حفظ الایمان اور کلمہ سے متعلق حضرت تھانویؒ پر اعتراض	۱۶۶
۱۱۹	توضیح البیان فی عبارۃ حفظ الایمان	۱۷۰
۱۲۰	حفظ الایمان، تقویۃ الایمان، صراط مستقیم کس کی تصنیف ہیں	۱۷۳
۱۲۱	بہشتی زیور اور تقویۃ الایمان کیسی کتابیں ہیں	۱۷۴
۱۲۲	بہشتی یور	۱۷۵
۱۲۳	رکن الدین اور بہشتی زیور میں کونسی کتاب معتبر ہے	۱۷۶

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
١٢٤	رکن الدین کی اصلاح	١٧٧
١٢٥	فقہ اوزاعی	١٧٧
١٢٦	امام غزالیؒ کی کتابوں کا مطالعہ	١٧٩
١٢٧	فتاویٰ عالمگیری کو غیر مستند کہنا	١٨٠
١٢٨	ذکر شہادت کی کتابیں	١٨١
١٢٩	جنگ نامہ محمد حنیف وغیرہ	١٨١
١٣٠	تاریخ ابن خلدون کا حال	١٨٢
١٣١	کیا قدوری کا درجہ صحاح سے بڑھا ہوا ہے	١٨٢
١٣٢	مؤطا، کتب حدیث اور قدوری وغیرہ کتب فقہ میں صحیح قابل عمل کون ہے......	١٨٤
١٣٣	صحاح ستہ اور معتبر وغیر معتبر کتب	١٨٥
١٣٤	کتب صحاح	١٨٥
١٣٥	صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب حدیث	١٨٦
١٣٦	بخاری ومسلم کی شروح کا حال	١٨٧
١٣٧	انوار الاتقیاء کا حال	١٨٩
١٣٨	غیر عالم کو مسائل بتانا اور چند معتبر کتابیں	١٩٠
١٣٩	مثنوی شریف کے مطالعہ کا فائدہ	١٩١
١٤٠	قاعدہ یسرنا القرآن کے اثرات	١٩٢
١٤١	مناجات مقبول اور الحزب الاعظم میں فرق	١٩٤
١٤٢	عین الہدایہ	١٩٥
١٤٣	شبلی نعمانی کی کتاب سیرۃ النبی کا مطالعہ	١٩٥

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
١٤٤	کیا تاریخ الخلفاء مستند ہے	١٩٦
١٤٥	فتاویٰ رشیدیہ کی تحقیق	١٩٧
١٤٦	کتاب جلوۂ طور کا پڑھنا	١٩٨
١٤٧	فقہ کی معتبر کتابیں	١٩٨
١٤٨	شیخ احمد نامی کے خواب سے متعلق طبع شدہ پرچہ کی تحقیق	١٩٩
١٤٩	طبع شدہ پرچہ کی نقل	١٩٩
١٥٠	ہما، ہدیٰ وغیرہ پرچوں کا دیکھنا	٢٠٢
١٥١	رسالہ آستانہ پڑھنا	٢٠٣
١٥٢	مسئلہ تقدیر پر کونسی کتاب ہے	٢٠٣
١٥٣	ردشیعہ اور ردّ اہل ہنود میں کونسی کتاب معتبر ہے	٢٠٤
١٥٤	اہل حق اور بریلویوں کے متفقہ مسائل کی اشاعت	٢٠٥
١٥٥	صلہ رحمی اور اس کا معیار، پر کتاب لکھنے کا مستفتی کا مطالبہ	٢٠٦
١٥٦	کتاب ''دوا اسلام'' کا مطالعہ	٢٠٧
١٥٧	مذہب اسلام میں سیاست اور مفتی محمد شفیع کی کتاب کی عبارت کی توضیح	٢٠٨
١٥٨	فرمان مصطفوی کے نام کا پرچہ نحوست یا دولت کا کارڈ	٢١١
١٥٩	اہل فرنگ کے رد کیلئے کتابیں اور توریت وانجیل کی زبان	٢١٣
١٦٠	دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے کونسی کتاب معتبر ہے	٢١٤
١٦١	جس کتاب میں مضمون غلط ہو اس کا پڑھنا	٢١٥
١٦٢	ناسخ ومنسوخ سے متعلق کتابیں	٢١٦
☆	☆......☆......☆......☆......☆	☆

نمبرشمار	مضامین	نمبرصفحہ
	کتاب السلوک والاحسان	
	﴿تصوف کا بیان﴾	
	☆............باب اوّل............☆	
	تصوف وسلوک	
١٦٣	تصوف اورسلوک	٢١٨
١٦٤	ولی کی تعریف اور ایک پیر کے حالات	٢٢٦
١٦٥	ولی کی تعریف تارک فرائض شیخ سے بیعت	٢٢٩
١٦٦	کیا ولی سے عبادت ساقط ہوجاتی ہے نبی اور ولی میں فرق توہین علماء	٢٢٩
١٦٧	ہرترویحہ میں دعاء	٢٣٠
١٦٨	جمعہ میں اذان ثانی کا معمول	٢٣٠
١٦٩	خطبۂ جمعہ دیکھ کر پڑھنا	٢٣٠
١٧٠	وہابی کی تعریف	٢٣٠
١٧١	کیا اولیاء پرموت طاری نہیں ہوتی	٢٣٢
١٧٢	حرام کمائی والے کا ہدیہ	٢٣٢
١٧٣	تقبیل یدین ورجلین	٢٣٢
١٧٤	کیا انتقال کے بعد غوث اپنے مرتبے پرقائم رہتا ہے؟	٢٥٣

نمبرشمار	مضامین	نمبرصفحہ
۱۷۵	کیامنصور ولی تھے؟	۲۵۴
۱۷۶	مجدد کون ہے؟	۲۵۴
۱۷۷	مجدد کے شرائط	۲۵۷
۱۷۸	تجدید دین کی حقیقت	۲۵۸
۱۷۹	اولیاء صالحین کیا پہلے بھی پیدا ہوتے تھے؟	۲۵۹
	☆............باب دوم............☆	
	بیعت	
۱۸۰	بیعت کا ثبوت قرآن وحدیث سے	۲۶۰
۱۸۱	پیر یا ولی کی ضرورت	۲۶۳
۱۸۲	مقاصد بیعت	۲۶۴
۱۸۳	کیا بیعت کے بغیر کامل اصلاح نہیں ہوسکتی؟	۲۶۵
۱۸۴	کیا شیخ صالح کے ہاتھ پر بیعت ضروری ہے؟	۲۶۷
۱۸۵	کیا بیعت ہونا ضروری ہے؟	۲۶۸
۱۸۶	ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرنا	۲۶۸
۱۸۷	وفات پیر کے بعد دوسرے پیر کی طرف رجوع کرنا	۲۶۹
۱۸۸	ایک بزرگ کے بعد دوسرے بزرگ سے بیعت ہونا	۲۷۰
۱۸۹	پیر بدلنا	۲۷۱
۱۹۰	متعدد مشائخ سے بیعت	۲۷۲

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
١٩١	دو پیر سے بیعت ہونا	٢٧٣
١٩٢	کیا محض عقیدت کی بنا پر کسی کو مرید کہا جا سکتا ہے؟	٢٧٤
١٩٣	حاجی امداد اللہ کے صاحب کے مریدین میں کیا مولوی احمد رضا بھی ہیں؟	٢٧٥
١٩٤	بیعت کے بعد پھر ارتکاب معاصی	٢٧٧
١٩٥	بیعت کا حکم	٢٧٨
١٩٦	حکم بیعت (جاہل فقیروں کا مقولہ)	٢٧٩
١٩٧	مرید اور شاگرد میں فرق؟	٢٨٠
١٩٨	عورتوں کو ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرنا	٢٨٠
١٩٩	عورت کا مرید کرنا	٢٨١
٢٠٠	عورت سے بیعت	٢٨٢
	☆............ باب سوم ....☆	
	سلاسل صوفیاء اور ان کے اصطلاحات	
٢٠١	تصوف کے چار سلسلے	٢٨٤
٢٠٢	سلاسلِ صوفیہ کی انتہاء حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کیوں ہے؟	٢٨٥
٢٠٣	اختلاف کے باوجود چاروں سلسلوں میں بیعت و اجازت کی وجہ	٢٨٦
٢٠٤	طرق نقشبندیہ کی تحقیق	٢٨٧
٢٠٥	شریعت، معرفت، طریقت اور حقیقت کیا ہیں؟	٢٩٦
٢٠٦	شریعت و طریقت میں فرق	٢٩٧

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
٢٠٧	کیا حقیقت اور شریعت الگ الگ ہیں؟	٢٩٨
٢٠٨	طریق توبہ	٢٩٩
٢٠٩	تصور شیخ	٣٠٠
٢١٠	نماز میں پیر صاحب کا تصور	٣٠١
	☆............**باب چہارم**............☆	
	اوصاف شیخ اور اہمیت تصوف	
٢١١	شیخ طریقت کے اوصاف	٣٠٣
٢١٢	کیا اولیاء بھی معصوم ہوتے ہیں؟	٣٠۴
٢١٣	کامل بزرگ کی پہچان	٣٠٥
٢١۴	پیر کیسا ہونا چاہئے؟	٣٠٦
٢١٥	پیر کے شرائط یعنی پیر کیسے شخص کو بنایا جائے؟	٣٠٧
٢١٦	مرید ہونے کا حکم اور پیر کیسا ہونا چاہئے اور بیعت ہونے کا کیا طریقہ ہے	٣١٠
٢١٧	بیعت کیسے شخص سے ہونا چاہئے؟	٣١٢
٢١٨	مرتکب کبیرہ پیر کا حکم	٣١٣
٢١٩	مرتکب کبائر پیر سے بیعت	٣١۴
٢٢٠	اپنا علاج کیسے شخص سے کرایا جائے	٣١٧
٢٢١	کسی بزرگ سے سوء ظن	٣١٧
٢٢٢	روحانیت کا حاصل	٣١٨

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۲۳	حج کے بعد ایک پیر سے بیعت ہوا جسکے حالات یہ ہیں، اسکا حج باقی رہا یا نہیں؟......	۳۱۹
	☆............ **باب پنجم** ....☆	
	مجالس صوفیہ اوران کے وظائف	
۲۲۴	ایک پیر صاحب کے وظیفے	۳۲۰
۲۲۵	کیا بزرگوں سے رہبانیت ثابت ہے؟......	۳۲۲
۲۲۶	ذکر جہری کا ثبوت	۳۲۳
۲۲۷	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے ذکر جہری کی ممانعت	۳۲۶
۲۲۸	ذکر بالجہر	۳۲۸
۲۲۹	ذکر اللہ کا طریقہ	۳۲۹
۲۳۰	کلمۂ طیبہ کا مخصوص مقدار میں پڑھنا	۳۲۹
۲۳۱	کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت کا ثبوت	۳۳۲
۲۳۲	ذکر بالجہر آواز ملا کر کرنا	۳۳۴
۲۳۳	محاسبہ	۳۳۶
۲۳۴	وعظ سنتے وقت وظیفہ میں مشغولی	۳۳۶
۲۳۵	اللہ اللہ کا ذکر ہونٹ اور زبان کی حرکت کے بغیر اور نماز	۳۳۷
۲۳۶	شب برأت میں غروب آفتاب کے بعد چالیس دفعہ لاحول الخ کا ورد	۳۳۸
۲۳۷	حلقۂ ذکر مخصوص ایام میں اور اس میں عورتوں کی شرکت	۳۳۸
☆	☆......☆......☆......☆......☆	☆

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب ششم** ....☆	
	﴿خلیفہ بنانا﴾	
۲۳۸	آستانۂ شیخ کی تولیت	۳۴۰
۲۳۹	دوسرے کے مرید کو اجازت دینا	۳۴۰
۲۴۰	شیخ کی طرف سے بیعت واجازت	۳۴۱
۲۴۱	بغیر اجازت وخلافت کے بیعت کرنا	۳۴۱
۲۴۲	بغیر اجازت شیخ بیعت کرنا	۳۴۲
۲۴۳	دوسرے پیر سے خلافت قبول کرنا	۳۴۴
۲۴۴	اپنے مرشد کی طرف سے اجازت دینا	۳۴۵
۲۴۵	ایضاً	۳۴۵
۲۴۶	ایضاً	۳۴۶
۲۴۷	حاجی صاحب کے پیر اور خلفاء	۳۴۶
۲۴۸	کیا خلافت دینے کے لئے مرید ہونا ضروری ہے؟	۳۴۸
۲۴۹	شیخ کا نافرمان کیا سجادہ نشین بننے کا مستحق ہے	۳۴۸
۲۵۰	مرید ہونے کے لئے سند کی ضرورت	۳۵۰
۲۵۱	خلافت، وصیت، خائن، فاسق، فاجر کسے کہتے ہیں؟	۳۵۰
۲۵۲	تمباکو کے تاجر کو اجازت بیعت	۳۵۱
☆	☆......☆......☆......☆......☆	☆

نمبرشمار	مضامین	نمبرصفحہ
	☆............باب هفتم............☆	
	منکرات تصوف	

نمبرشمار	مضامین	نمبرصفحہ
۲۵۳	پیر کا نام بطور وظیفہ پڑھنا اور مرید سے نذرانہ لینا	۳۵۳
۲۵۴	پیر نذرانہ لیتا ہے اور مرید کی اصلاح نہیں کرتا	۳۵۴
۲۵۵	مریدوں سے ہدیہ لینا	۳۵۵
۲۵۶	پیر صاحب کا دعوائے الوہیت	۳۵۶
۲۵۷	ایک پیر صاحب کے حالات تصوف	۳۵۶
۲۵۸	پیر کا بخشش کروانا	۳۵۸
۲۵۹	ایک پیر کے مخلوط حالات	۳۵۹
۲۶۰	ایک پیر صاحب کے خلاف شرع حالات	۳۶۲
۲۶۱	اپنے پیر پر جھوٹا مقدمہ چلانا	۳۶۴
۲۶۲	بزرگوں کے اس عمل کا اتباع جو کتاب وسنت کے خلاف ہے	۳۶۶
۶۳	کلام مشائخ میں خلاف شرع بات ہو تو کیا کیا جائے؟	۳۶۸
۲۶۴	فقیری جماعت میں داخل کرنے کے لئے تمام جسم پر استرہ پھیرنا	۳۷۰
۲۶۵	ایک شیعہ پیر کے عقائد وخیالات	۳۷۱
۲۶۶	فقیر اور ولی کا مجاہدہ کے لئے ترکِ جماعت	۳۷۴
۲۶۷	اولیاء اپنے مریدین کی مدد کرسکتے ہیں یا نہیں؟	۳۷۵
☆	☆......☆......☆......☆......☆	☆

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب ہشتم** ....☆	
	متفرقات تصوف	
۲۶۸	اقطاب وابدال کامسکن معلوم کرنے کا حساب	۳۷۶
۲۶۹	ایک شعر کی تحقیق	۳۷۷
۲۷۰	ایک شعر میں مسیح وخضر سے کیا مراد ہے؟	۳۷۷
۲۷۱	پیرومرید کا مسجد کے قریب بیت الخلاء بنانا	۳۷۸
۲۷۲	پیراور مرید کا ایک امام کی تقلید ضروری ہے	۳۷۹
۲۷۳	شہ رگ سے قریب ہونے کے باوجود پیر کے وسیلہ کی کیا ضرورت	۳۷۹
۲۷۴	قبولیت دعاء کے لئے ضعفاء کا وسیلہ	۳۸۰
۲۷۵	علاج وسوسہ	۳۸۰
۲۷۶	طہارت ونماز میں وہم کا علاج	۳۸۱
	کتاب التاریخ والسیر	
	﴿تاریخ وسیرت﴾	
	☆............ **باب اوّل** ....☆	
	عہدِ نبویؐ کے تاریخی حقائق	
۲۷۷	کیا حضور ﷺ کی عمر مبارک ۹۰ رسال ہے؟	۳۸۴

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۷۸	آنحضرت ﷺ کیلئے صدقہ کی حرمت کی تحقیق	۳۸۵
۲۷۹	آنحضرت ﷺ کا گدھے پر سواری فرمانا	۳۸۷
۲۸۰	حضور ﷺ کے لئے ایلچی کا لفظ	۳۸۸
۲۸۱	فضلات نبی ﷺ کی طہارت	۳۸۹
۲۸۲	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی تھے	۳۹۰
۲۸۳	حضرت ماریہؓ آنحضرت ﷺ کی لونڈی تھیں، نہ کہ زوجۂ مطہرہ	۳۹۱
۲۸۴	کثرت ازدواج کی حکمت	۳۹۵
۲۸۵	کیا حضرت مریم کا نکاح حضور ﷺ سے ہوگا؟	۳۹۸
۲۸۶	معراج میں واپسی براق پر ہوئی	۳۹۸
۲۸۷	معراج میں رویت	۳۹۹
۲۸۸	حدیث معراج اور قلب ماہیت	۴۰۰
۲۸۹	کیا قبل از معراج پچاس نمازیں اور دن میں سات مرتبہ غسل فرض تھا؟	۴۰۱
۲۹۰	ولادت شریفہ سے خوش ہوکر باندی آزاد کرنے پر بھی کیا عذاب جہنم ہوگا	۴۰۲
۲۹۱	مہر نبوت اور جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھی	۴۰۳
۲۹۲	حضرت نبی اکرم ﷺ نے کس کو قتل کیا	۴۰۴
۲۹۳	حضور ﷺ نے کس کے لئے بددعا کی	۴۰۶
۲۹۴	حضور ﷺ کے نیزے کا طول وعرض	۴۰۷
۲۹۵	عصا ہاتھ میں رکھنا سنت ہے	۴۰۸
۲۹۶	قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۰۸
۲۹۷	نعلین شریفین کیسے تھے	۴۰۹

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۹۸	قیلولہ اور کھانے کا معمول	۴۱۰
۲۹۹	ابوجہل سے غلام کا حضرت نبی اکرم ﷺ سے متعلق سوال کرنا،	۴۱۱
۳۰۰	کیا حضور ﷺ نے پہاڑ سے گرنے کا ارادہ فرمایا؟	۴۱۳
۳۰۱	وفات آنحضرت ﷺ کے وقت کسی خلیفہ کے موجود نہ ہونے کی وجہ	۴۱۵
۳۰۲	آپ ﷺ کا صاحبزادی کو دفن کرنے کے لئے ایسے شخص کا تجویز فرمانا جس نے رات کو صحبت نہ کی ہو	۴۱٦
۳۰۳	امت امیہ کا مصداق	۴۱۷
۳۰۴	غروب کے بعد سورج کا لوٹ آنا	۴۱۸
	☆............ باب دوم ....☆	
	عہد انبیاء علیہم السلام کے تاریخی حقائق	
۳۰۵	انبیاء علیہم السلام کے دین کا نام	۴۰۲
۳۰٦	انبیاء علیہم السلام کی ولادت کا طریقہ	۴۲۱
۳۰۷	حضرت آدم علیہ السلام کا مرد ہونا اور حضرت حوا علیہا السلام کا عورت ہونا کیا دنیا میں آ کر ہوا یا جنت میں؟	۴۲۲
۳۰۸	حضرت آدم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟	۴۲۳
۳۰۹	حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش بائیں پسلی سے	۴۲۴
۳۱۰	حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنے پر چالیس سال تک رونا	۴۲۵

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
٣١١	نبوت آدم علیہ السلام وخلافت معاویہ رضی اللہ عنہ	٤٢٦
٣١٢	قبر آدم علیہ السلام	٤٢٧
٣١٣	حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کی قبر کہاں ہے	٤٢٧
٣١٤	حوا اور قابیل کے تعلق کا افسانہ	٤٢٨
٣١٥	سفینۂ نوح علیہ السلام میں کتنے آدمی تھے؟	٤٢٩
٣١٦	حضرت یونس علیہ السلام کا تحت الثریٰ تک پہنچنا	٤٣١
٣١٧	دیو کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت بنانا	٤٣١
٣١٨	انگشتریٔ حضرت سلیمان علیہ السلام	٤٣٢
٣١٩	حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا نام	٤٣٣
٣٢٠	کیا زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی بیوی تھیں؟	٤٣٤
٣٢١	زلیخا کی تحقیق	٤٣٥
٣٢٢	حضرت ہاجرہؓ اور سارہؓ کیا ایک ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی تھیں؟	٤٣٥
٣٢٣	حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہونیکی دعا اورخواہش کرنا	٤٣٦
٣٢٤	حضرت خضر علیہ السلام	٤٣٧
٣٢٥	حیات خضر علیہ السلام	٤٣٩
٣٢٦	حیات خضر علیہ السلام کی تحقیق	٤٤٠
٣٢٧	حیات حضرت خضر علیہ السلام	٤٤٣
☆	☆......☆......☆......☆......☆	☆

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............**باب سوم**............☆	
	# عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے تاریخی حقائق	
۳۲۸	خلفاء اربعہؓ کی ازواج وامہات	۴۴۴
۳۲۹	حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیوی کو غسل میت کی وصیت کرنا	۴۴۸
۳۳۰	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح آپ ﷺ کی نواسی سے	۴۴۸
۳۳۱	فتح بیت المقدس کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس چیز پر سوار تھے؟	۴۴۹
۳۳۲	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد	۴۵۰
۳۳۳	شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۴۵۱
۳۳۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیویوں کا حال	۴۵۳
۳۳۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مدفن متعین نہ ہونے کی حکمت	۴۵۵
۳۳۶	محاربۂ حضرت علی رضی اللہ عنہ وحضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۴۵۵
۳۳۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت دحیہؓ کی ڈاڑھی کیا ناف تک تھی؟	۴۵۷
۳۳۸	کیا دجال کی پنڈلی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار کا زخم ہے؟	۴۵۸
۳۳۹	حضرت ام سلمہؓ	۴۵۹
۳۴۰	کیا حضرت حلیمہ نے اسلام قبول کیا؟	۴۵۹
۳۴۱	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مدفن	۴۶۰
۳۴۲	حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل کس نے دیا	۴۶۱
۳۴۳	حضرت فاطمہؓ کا مدفن	۴۶۲

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۴۴	مقابلۂ علی رضی اللہ عنہ ومعاویہ رضی اللہ عنہ	۴۶۳
۳۴۵	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اشکالات	۴۶۶
۳۴۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام	۴۶۹
۳۴۷	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیویاں	۴۷۰
۳۴۸	کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بچپن میں کوئی وعدہ کیا تھا	۴۷۲
۳۴۹	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فضیلت یزید پر	۴۷۳
۳۵۰	محاربۂ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ویزید	۴۷۴
۳۵۱	حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا معاملہ	۴۷۵
۳۵۲	کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ باغی تھے	۴۷۵
۳۵۳	کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام محمد بن حنفیہ نے لیا	۴۷۷
۳۵۴	جنگ یزید وحسین رضی اللہ عنہ کا محمل	۴۷۸
۳۵۵	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر عیسائی کا اشکال	۴۷۹
۳۵۶	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اللہ کے لئے ہوئی یا امت کے لئے؟	۴۸۰
۳۵۷	کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نعش کو روندا گیا	۴۸۰
۳۵۸	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مدفن	۴۸۱
۳۵۹	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کا مدفن	۴۸۱
۳۶۰	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کہاں مدفون ہیں؟	۴۸۲
۳۶۱	حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات، مدفن اور نماز جنازہ کی تحقیق	۴۸۳
۳۶۲	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۸۴
۳۶۳	اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کون تھے؟	۴۸۵

مسکہ لیجیو اللہبس جحی پھلیے بجب لنحو چکھیے
رضی اللہ عنہ رحمۃ اللہ علیہ جحی ﷺ عبد لیجیو پھلیے متصلاً مسکہ جحی شعبی

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
٣٦٤	سب سے اوّل شہید	٤٨٦
٣٦٥	بچہ کے انتقال پر اہلیہ کا اپنے شوہر کو مطلع نہ کرنا	٤٨٦
٣٦٦	مہاجرین کی شادی کا طریقہ انصار کی بیویوں کے ساتھ	٤٨٨
٣٦٧	ابولہب کے بیٹوں کا نام	٤٨٩
٣٦٨	ابوطالب کا ایمان لانا	٤٩٠
٣٦٩	ابوجہل کا باپ	٤٩١
	☆............ **باب چہارم** ....☆	
	عہد تابعین کے تاریخی حقائق	
٣٧٠	محمد بن حنفیہؒ کی نسبت	٤٩٢
٣٧١	محمد بن حنفیہؒ کی تحقیق	٤٩٤
٣٧٢	محمد بن حنفیہؒ کا حال	٤٩٥
٣٧٣	کیا حضرت حسن بصریؒ صحابی ہیں	٤٩٧
٣٧٤	خلافت یزید	٤٩٧
٣٧٥	مسئلۂ یزید	٥٢٠
٣٧٦	یزید کی ولی عہدی	٥٢٥
٣٧٧	یزید کی ولی عہدی	٥٢٦
٣٧٨	یزید کی نسل	٥٢٧
٣٧٩	کیا یزید نے حضرت عائشہؓ کو پیغام نکاح دیا تھا؟	٥٢٧

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۸۰	مروان کا مدینہ سے اخراج اور پھر واپسی	۵۲۸
۳۸۱	کیا کعبہ حضرت رابعہؒ کے استقبال کو گیا تھا	۵۲۹
۳۸۲	حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا سن پیدائش	۵۳۰
۳۸۳	امام اعظمؒ کا عشاء کے وضو سے فجر کی نماز	۵۳۰
۳۸۴	امام اعظمؒ کا منصور کے خلاف واقعہ	۵۳۱
۳۸۵	امام مالک وامام ابوحنیفہؒ پر گمراہ ہونے کا الزام	۵۳۲
۳۸۶	امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کو مرجیہ کہنے والا	۵۳۴
	☆............ **باب پنجم** ....☆	
	عہد سلف کی تاریخی شخصیات	
۳۸۷	محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تفصیل	۵۳۵
۳۸۸	محمد بن عبدالوہاب کا حال، نجد کی تحقیق	۵۴۱
۳۸۹	محمد بن عبدالوہاب نجدی	۵۴۳
۳۹۰	پالن حقانی	۵۴۴
۳۹۱	مولانا اشرف علی تھانویؒ کے جانشیں	۵۴۸
۳۹۲	سحبان الہند	۵۴۸
۳۹۳	سید قطب اور اخوان المسلمین	۵۴۹
۳۹۴	عبدالرحمٰن قاری کا حال	۵۵۰
۳۹۵	کیا امام مہدی علیہ السلام پہلے سے موجود ہیں؟	۵۵۱

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۹۶	بادشاہ جمجاہ کا دوبارہ زندہ ہونا..................................	۵۵۲
۳۹۷	کیا حاتم طائی نوشیرواں ایمان لائے؟..................................	۵۵۲
۳۹۸	اولیاء کرام میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟..................................	۵۵۴
۳۹۹	امام بخاریؒ امام مسلمؒ کے استاذ ہیں..................................	۵۵۵
	☆............باب ششم............☆	
	چند تاریخی حقائق	
۴۰۰	اول غلاف کعبہ کس نے دیا؟..................................	۵۵۶
۴۰۱	خانۂ کعبہ کے غلاف کا رنگ..................................	۵۵۷
۴۰۲	سن ہجری وعیسوی کی ابتداء..................................	۵۵۸
۴۰۳	اردو کس نے ایجاد کی..................................	۵۵۹
۴۰۴	کیا چودھویں صدی پر دنیا ختم ہوجائے گی؟..................................	۵۵۹
۴۰۵	مجنوں کس قبیلے سے تھا؟ کیا لیلیٰ مجنوں کی شادی ہوگئی؟..................................	۵۶۰
۴۰۶	حضرت میکائیل علیہ السلام کے شانے کی مسافت..................................	۵۶۱
۴۰۷	گاڑا کون ہیں؟..................................	۵۶۱
۴۰۸	شیخ صدیقی، شیخ فاروقی اور مغل پٹھان کی نسل..................................	۵۶۲
۴۰۹	کیا عرب سب امیؔ تھے؟..................................	۵۶۲
☆	☆......☆......☆......☆......☆	☆

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب ہفتم** ....☆	
	تاریخ ہند کے چند حقائق	
۴۱۰	جمعیت العلماء کا جھنڈا	۵۶۴
۴۱۱	بانی جامع مسجد دہلی	۵۶۵
۴۱۲	قیام دارالعلوم ومظاہر علوم کی تاریخ	۵۶۶
۴۱۳	کیا سب سے پہلے خواجہ معین الدین چشتیؒ ہندوستان آئے	۵۶۶
۴۱۴	خواجہ اجمیریؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد	۵۶۷
۴۱۵	حضرت شمس تبریزؒ کی پیدائش سے متعلق ایک بے سند واقعہ	۵۶۸
۴۱۶	کیا صابر صاحبؒ نے بیوی کو جلا دیا	۵۶۹
۴۱۷	خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کا زمانہ	۵۷۰
۴۱۸	اعلیٰ حضرت بریلوی کی سند	۵۷۱
۴۱۹	کیا اعلی حضرت خانصاحب نے دارالعلوم دیوبند میں پڑھا ہے؟	۵۷۲
۴۲۰	اورنگ زیب عالم گیرؒ کو ولد الحرام کہنا	۵۷۳
۴۲۱	گاندھی اور نہرو کی موت پر کس نے تلاوت کی؟	۵۷۴
	تمت وبالفضل عمت	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

﴿علم کا بیان﴾

کیا علم دین کے لئے عربی سیکھنا ضروری ہے؟

سوال:- زید کہتا ہے کہ علم فقہ اور عربی ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور قرآن پاک و اردو مسائل کی کتب پڑھنے والا علم دین سے ناواقف ہے۔ بکر کہتا ہے کہ علم دین ہر مسلمان پر فرض ہے اور علم دین یہ ہے کہ قرآن پاک اور پانچ رکن جو بنیادِ اسلام کہلاتے ہیں ان کے مسائل جاننا ہی فرض ہیں نہ کہ فارسی عربی پڑھنا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نفس علم دین کے سیکھنے کی فرضیت پر اتفاق ہو گیا[1] بحث صرف زبان کی رہ گئی کہ کس

[1] عن انس مرفوعاً طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (مشکوٰۃ ص ۳۴/ ج ۱/ کتاب العلم، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۸۴/ ج ۱/ کتاب العلم ،الفصل الثانی، مکتبہ نوریہ دیوبند، مقدمه شامی زکریا ص ۱۲٦/ ج ۱/ قبیل مطلب فی فرض الکفایة وفرض العین.

ترجمہ:- علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

زبان میں سیکھے۔تدریس میں شریعت نے کسی خاص زبان کی خصوصیت نہیں رکھی، بلکہ جس زبان سے یہ مقصد حاصل ہوسکے اور سہولت سے سمجھ میں آجائے اس میں سیکھ لیا جائے۔لیکن نماز میں قرآن کریم کو عربی ہی میں پڑھنا چاہیے یہ نہیں کہ اردو میں ترجمہ پڑھ لے اور اس قدر قرآن کریم حفظ کرنا فرض عین ہے جس کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی[1] اور بغیر عربی پڑھے قرآن اور حدیث شریف کا پورا انکشاف بھی نہیں ہوتا۔حدیث شریف میں عربی زبان کی فضیلت بھی وارد ہے۔محبوب رب العالمین ﷺ اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہے[2]۔فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ نے بستان العارفین[3] میں ایک مستقل باب اس امر کے لئے منعقد کیا ہے۔ لہٰذا عربی نہ سیکھنا ایک بڑی نعمت سے محرومی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

علم ضروری کیا ہے

سوال:-جس علم کو حاصل کرنے کی حدیث شریف میں تاکید فرمائی اس کی تعریف کیا ہے؟

---

[1] وحفظ ماتجوزبه الصلوٰة من القرآن فرض (طحطاوی علی المراقی ص ۱۸۲) باب شروط الصلوٰة وارکانها، مطبوعه مصری،

[2] عن ابی هريرة مرفوعاً اَنَا عَرَبِیٌّ وَالْقُرْآنُ عَرَبِیٌّ وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ (المقاصدالحسنة ص۲۳/ رقم الحديث ۳۱/ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، المستدرک للحاكم ص۹۸/ ج۴/ فضل كافة العرب، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، مجمع الزوائد ص ۲۵/ ج ۱۰/ باب ماجاء فی فضل العرب، مطبوعه دارالفكر بيروت)

ترجمہ:-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور اہل جنت کا کلام عربی ہے۔

[3] بستان العارفين لابی الليث السمرقندی ص۶۸/ الباب السادس والعشرون، باب تفضيل لسان العربية علی غيرها، مطبوعه دهلی.

الجواب حامداً ومصلیاً

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اس علم کی تعریف یہ لکھی ہے۔

والمراد بالعلم العلم الشرعی الذی یفید معرفة مایجب علی المکلف من امر دینه فی عباداته ومعاملاته والعلم بالله وصفاته ومایجب له من القیام بامره وتنزیهه عن النقائص ومدار ذلک علی التفسیر والحدیث والفقه.[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح عبد اللطیف

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ٥٦/١٢/٢٧ھ

کیا بے نمازی کو بھی علم باطن ہے؟

سوال: -علم باطن کیا ہے؟ اور علم باطن کیا بے نمازی کو بھی ہوسکتا ہے؟

الجوب حامداً ومصلیاً

علم باطن جب ہی نافع ہے جب کہ ظاہر شریعت پر بھی عمل ہو۔ جو شخص فرض نماز کو ترک کرتا ہے اس کو علم باطن سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

دار العلوم دیو بند ٨٨/١٢/٢٥ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند

---

[1] فتح الباری ص ١٩٢ ج ١، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه، کتاب العلم، مقدمه شامی زکریا ص ١٢٦/١/ قبیل مطلب فی فرض الکفایة وفرض العین، (باقی اگلے صفحہ پر)

کثرت عبادت بہتر ہے یا تحصیل علم شریعت

سوال:- کثرت عبادت بہتر ہے یا تحصیل علم شریعت !اور کیا کثرت عبادت سے کرامت اور تحصیل علم شریعت سے کامل ہدایت جاری ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عبادات نافلہ کی کثرت موجب رفع درجات ہے تحصیل علم شریعت میں جدوجہد کی کثرت کا فائدہ متعدی ہے جو کہ اعلیٰ ہے[1] اخلاص بہرحال ضروری ہے[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کا علم نہیں

سوال:- حضور اکرم ﷺ کے علم میں اور ابلیس لعین کے علم میں کس کا علم زیادہ ہے اور

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] قال القشیری والشریعة امربالتزام العبودیة والحقیقة مشاهدة الربوبیة فکل شریعة غیر مؤیدة بالحقیقة فغیرمقبول وکل حقیقه غیر مقیدة بالشریعة فغیر محصول (مرقاة ص۲۴۸ ج ا مطبوعه المکتبة النوریة مدنی مسجددیوبند،باب الاعتصام با لکتاب والسنة، حاشیه عقیدة الطحاوی ص ۱۵۱/تحت قول الماتن، ولانصدق کاهناً ولاعرافاً ولامن یدعی شیئاً یخالف الکتاب والسنة واجماع الامة،مطبوعه یاسرندیم دیوبند)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] عن حذیفة ابن الیمان مرفوعاً فضل العلم خیر من فضل العبادة (مجمع الزوائد ص ۳۲۵/ ج ۱/ کتاب العلم)

ترجمہ: علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ بہتر ہے۔

[2] طلب العلم والفقه اذاصحت النیة افضل من جمیع اعمال البر وکذاالاشتغال بزیادة العلم اذاصحت لانه اعم نفعالکن بشرط ان لایدخل النقصان فی فرائضه الخ، بزازیه علی الهندیة ص۳۷۸/ج۶/ کتاب الاستحسان، مطبوعه کوئٹه،

زیادتی کماً (مقدار میں) یا کیفاً (کیفیت میں) ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کو اللہ پاک نے اپنی ذات اور صفات کے متعلق اور شانِ نبوت کے لائق (مثلاً علم جنت، لوح محفوظ، کرسی، عرش، امور دوزخ وآخرت وغیرہ) کا اتنا علم عنایت فرمایا کہ نہ کسی اور نبی کو دیا اور نہ ملائکہ کو دیا بلکہ اولین وآخرین کے علم کا مجموعہ بھی اس کے برابر نہیں ہوسکتا ان علوم میں کوئی بھی آپ کے مقابلہ میں نہیں ہوسکتا۔ ان علوم میں کسی کو بھی آپ کے مقابلہ میں نہیں لایا جاسکتا۔ کسی کو بھی یہ فضل وکمال حاصل نہیں[1] پھر ابلیس لعین کو مقابلہ میں لاکر موازنہ کرنا انتہائی ذہنی پستی اور علم وشرف سے تہہ دستی اور شانِ اقدس ﷺ کی واقفیت سے بے مائیگی پر مبنی ہے رہا خسیس اور گندی چیزوں کا علم تو یہ مدار فضل وکمال نہیں، موجب قرب الٰہی نہیں، باعث رفع درجات نہیں، اگر یہ علوم ابلیس یا اس کی ذریت یا کسی ہمنوا کو حاصل ہوں تو ان کا حال ایسا ہے جیسے کسی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد مائۃ حاضرہ، حضور پرنور کے مقابلہ میں خنزیر کو پاخانہ کے ذائقہ کا علم حاصل ہوجائے۔ کوئی ادنیٰ فہم والا بھی یہ نہیں کہے گا کہ اس سے خنزیر کا مقام بلند ہوگیا یا وہ بڑا عالم ہوگیا اور اعلیٰ حضرت کا مقام پست ہوگیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

والدین علم دین سے روکیں تو کیا کریں

سوال: -زید تحصیل علوم دینیات کررہا ہے اور اس کا رجحان دیوبندی کی طرف ہے

[1] اعطیہ من العلوم والمعارف التی لم یؤتہا احد مثلہ فیما مضی (مرقاۃ ص ٨/ج ١/، مطبوعہ نوریہ دیوبند، فی الخطبۃ، فتح الباری ص ١٠٠/ج ١/کتاب الایمان، باب قول النبیؐ انا اعلم باللّٰہ، مطبوعہ نزار مصطفی البازمکۃ المکرمۃ)

اور اس کے باپ اور عزیز واقارب اس کو روکتے ہیں ایسی حالت میں اگر زید اپنے باپ اور عزیز وقریب کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ تو یہ فعل زید کا بہتر ہے یا نہیں۔ فقط والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

بقدر ضرورت تو تحصیل علم ہر شخص کے ذمہ ضروری ہے[١] اگر والدین اس سے روکتے ہیں تب تو والدین کی اطاعت زید کے ذمہ واجب نہیں بلکہ ناجائز ہے۔ سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں[٢] ور تبحر جمیع علوم میں فرض کفایہ ہے[٣] اس سے اگر روکتے ہیں تو زید کو ان کی اطاعت ضروری ہے اور بستی میں ایک عالم ہونا بھی لازم ہے۔ اگر کوئی اور عالم وہاں موجود ہے تب بھی زید کے ذمہ تکمیل ضروری نہیں۔ اگر اور عالم نہیں صرف زید ہی تعلیم حاصل کر رہا ہے اور والدین زید کی خدمت وغیرہ کے اس قدر محتاج نہیں کہ بلا زید کے گذر دشوار ہو۔ نیز زید اس قدر کم عمر اور ناسمجھ نہیں کہ اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو زید والدین کی تعمیل نہ کرنے سے گنہ گار نہ ہوگا[٤] اور اگر اس وجہ سے روکتے

---

١ عَنْ اَنَسٍؓ مَرْفُوْعًا طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ الحديث رواه ابن ماجه (مشكوٰة ص ٣٤/ ج ١/، كتاب العلم، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، ابن ماجه ص ٢٠/ باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، مطبوعه اشرفى ديوبند)

ترجمہ: علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

٢ عن النواس بن سمعان مرفوعاً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ رواه فى شرح السنة (مشكوٰة ص ٣٢١/ ٢) كتاب الامارة الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

ترجمہ: خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت درست نہیں۔

٣ واعلم ان تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر مايحتاج لدينه وفرض كفاية وهو مازاد عليه ومندوباً وهو التبحر فى الفقه وعلم القلب (درمختار على هامش الشامى نعمانيه ص ٢٩، ٣٠/ فى المقدمة)

٤ وله الخروج لطلب العلم الشرعى بلااذن والديه (درمختار) اى ان لم يخف على والديه الضيعة بان كانا مؤسرين ولم تكن نفقتهما عليه الخ (شامى نعمانيه ص ٢٦١ ج٥ فصل فى البيع كتاب الحظر والاباحة)

ہیں کہ زید فرقہ بریلویہ سے نکل کر فرقہ دیوبندیہ میں جا ملے گا تو یہ انکی سخت غلطی ہے اس سے ان کو خود ہی رکنا چاہیے اور اس تعمیل حکم نہ کرنے سے گنہ گار نہ ہوگا بلکہ ماجور ہوگا۔ کیونکہ راہ حق معلوم کرلے گا۔ خود گمراہی سے بچے گا اور کیا عجب ہے کہ اللہ شانہ اسکے ذریعہ دوسرے لوگوں اور اس کے والدین واعزہ کو بھی گمراہی سے بچالیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم رمضان ۱۳۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ

صحیح عبد اللطیف یکم رمضان ۵۵ھ

تعلیم کا مقصد

سوال:- بچہ کو کس واسطے پڑھایا جاتا ہے، اور قرآن شریف کس مقصد کے لئے نازل ہوا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس لئے پڑھایا جاتا ہے کہ حق اور ناحق کو سمجھے اور جان لے کہ اس دنیا میں اس کی ذمہ داری کیا ہے جس کے پورا کرنے سے آخرت میں راحت ملے گی اور پورا نہ کرنے سے سخت تکلیف ہوگی[1]، اس مقصد کے لئے قرآن کریم بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ابتداءً اس کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ اس کے الفاظ سے قلب میں نور پیدا ہو اور اس کی برکت سے آئندہ سمجھنے اور اس

[1] العالم بالرحمن من عباده من لم يشرك به شيئا واحل حلاله وحرم حرامه وحفظ وصيته وايقن انه ملاقيه ومحاسب بعلمه، تفسير بن كثير ص ۳/۸۸۰، سورۂ فاطر تحت آيت: ۲۸، مطبوعه مصطفى احمد الباز مكه مكرمه،

پر عمل کرنے کا داعیہ پیدا ہو[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۸/۱۰/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

ضروری مستند مسائل کی اشاعت

سوال:- سائل نے کچھ ضروری مسائل کتب فقہ سے لیکر مستند علماء سے تصدیق کرا کر شائع کئے ہیں، وہ دارالافتاء کو روانہ کئے ہیں کہ میرا یہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟ مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

آپ کا یہ طریقہ کہ مستند ومعتبر کتب فقہ سے ضروری مسائل لے کر اوران پر قابلِ اعتماد علماء کی تصدیق حاصل کر کے شائع فرماتے ہیں جس سے عامۃ المسلمین کو واقفیت حاصل ہوتی ہے بہت بہتر اور انشاء اللہ تعالیٰ موجب اجر وثواب ہے[۲] حق تعالیٰ قبول فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۰/۷/۹۱ھ

---

[۱] راجع للبسط احياء العلوم ص ۴۷/۱، كتاب العلم، الباب الخامس فى آداب المتعلم والمعلم، مطبوعه عثمانيه مصر، فى القرآن تطهير للنفس عن الهيات السفلية وهو قوله صلى الله عليه وسلم لكل شىء مصقلة ومصقلة القلب تلاوة القرآن، حجة الله البالغة ص ۷۵/۱، باب اسرار انواع من البر، مطبوعه مصر،

[۲] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله وملائكته واهل السمٰوٰت والارض حتى النملة فى جحرها وحتى الحوت ليصلون على معلم الناس الخير، مشكوة شريف ص ۳۴، كتاب العلم، الفصل الاول،

والدین کی مرضی کے خلاف علمِ دین کے لئے سفر کرنا

سوال:- مسمّٰی محمد مکرم علم دین حاصل کرنے کیلئے پردیس میں جاتا ہے، اور اس کے والدین چاہتے ہیں کہ محمد مکرم ہم کو چھوڑ کر پردیس میں نہ رہے بلکہ وہ ہمارے پاس رہ کر کچھ کمانے کی کوشش کرے، تاکہ ہم لوگ آخری وقت میں سہولت کے ساتھ زندگی بسر کرسکیں۔ لیکن محمد مکرم بالکل نہیں چاہتا ہے کہ وہ حصولِ علم کو چھوڑ کر دنیاوی کام میں لگ کر اپنی زندگی برباد کرے، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ صرف اس کے والدین نہیں ساری دنیا ناراض اور سب ان سے جدائی حاصل کرلیں جب بھی وہ حصولِ علم دین میں ذرا سستی نہیں کریگا۔ لہٰذا دریافت طلب یہ ہے کہ علم دین حاصل کرنا والدین کے حکم کی نافرمانی کر کے کیسا ہے؟ جائز ہے کہ ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بقدرِ ضرورت علم دین حاصل کرنا فرضِ عین ہے[1] لیکن تکمیل نصاب فرضِ عین نہیں ہے۔ اگر والدین حاجتمند ہیں، کما نہیں سکتے تو ان کی خدمت حسبِ وسعت لڑکے پر لازم ہے، مکان پر رہ کر آہستہ آہستہ کچھ علم بھی حاصل کرتا رہے اور ان کی خدمت بھی کرتا رہے ان کو ناراض نہ کرے[2] فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٦/٦/٩٠ھ،

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عن انس مرفوعاً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٌ الحدیث رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ ص ۳۴/ج ۱/ کتاب العلم ،طبع یاسر ندیم دیوبند،الدر المختار علی الشامی ص ۴۲/ج ۱/ مقدمہ کراچی ،ابن ماجہ ص ۲۰/طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، مطبوعہ اشرفیہ دیوبند)

[2] ولو اراد الخروج الی الحج وکرھا ای ابوین قالوا ان استغنیٰ الاب عن خدمتہ فلاباس بہ والافلایسعہ الخروج (شامی نعمانیہ ص ۲٦١ ج۵ فصل فی البیع کتاب الحظر والاباحۃ)

مسائل اختلافیہ پر غور وفکر کرنے کے لئے چند اصول موضوعہ

ایک صاحب نے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں چند سوالات ارسال کئے تھے اورلکھا تھا کہ ثبوت مدعا کے لئے صرف صحاح ستہ ہی کی احادیث پیش کی جائیں، حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے ان کے سوالات کے تفصیلی جوابات تو دیئے نہیں اس لئے کہ وہ مسائل ایسے معرکۃ الآ راءاور مختلف فیہ تھے کہ دونوں طرف کے علماء نے اس مضمون پر مستقل کتابیں تصنیف کی تھیں، اس پر مزید کچھ لکھنا وقت کی بربادی کے سواء اور کوئی خاص افادیت نہیں رکھتا۔ ایسے اصول تحریر فرمادیئے کہ جو کسی بھی مسئلہ کے سمجھنے کے لئے کلید کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امید کہ علماءکرام اس مضمون سے خاص طور پر محظوظ ہوں گے۔ (ادارہ)

مکرم محترم .... زادکم اللّٰہ علماً نافعاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط ملا چند اصول موضوعہ تحریر ہیں ان کو بغور دیکھیں اور مستحضر رکھیں پھر اپنے سوال پر غور کریں (۱) اصول فقہ چار ہیں[1]۔ (۲) سائل کو حق نہیں ہے کہ کسی فرع کی دلیل کو کسی ایک اصل میں منحصر مان کر اس کا مطالبہ کرے۔

(۳) مجیب ذمہ دار نہیں کہ سائل کے حصر کردہ اصل کا پابند رہے۔

(۴) حدیث صحیح کتب صحاح میں منحصر نہیں[2] لہٰذا غیر صحاح ستہ کی ہر حدیث کو غیر صحیح نہیں کہا جاسکتا۔

---

[1] ان اصول الفقه اربعة كتاب اللّٰه وسنة رسوله واجماع الامةوالقياس (اصول الشاشی ص۵) کتب خانہ امدادیہ دیوبند،

[2] الاحاديث الصحيحة لم تنحصر فی صحيح البخاری ومسلم ولقدصنف الآخرون من الائمة صحاحاً مثل صحيح ابن خزيمة ومثل ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۵) صحاح ستہ کی ہر حدیث اصطلاح محدثین میں صحیح نہیں بلکہ ان میں حسن غریب وغیرہ بھی ہیں[۱]۔

(۶) صحاح ستہ کی ہر حدیث کو غیر صحاح ستہ کی ہر حدیث پر ترجیح نہیں۔

(۷) استدلال کے لئے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں، بلکہ حسن وغیرہ سے بھی استدلال درست ہے[۲]۔

(۸) تعارض حدیث کے وقت لازماً نسخ ہی متعین نہیں، بلکہ ترجیح، تطبیق، رجوع الی الآثار اجتہاد متعدد طرق ہیں[۳]۔

(۹) سنت خلفاء راشدین کی حیثیت مستقل دلیل کی ہے[۴]۔

(۱۰) اجراء مصالح مرسلہ کا مقام تحت التشریع فوق الاجتہاد ہے[۵]۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...........صحیح ابن حبان وهذه الكتب كلهامختصة بالصحاح (مقدمة للشيخ عبدالحق ص ۷/مخلصاً، ملحق مشكوة شريف، مطبوعه ياسرنديم ديوبند)

ترجمہ:- احادیث صحیحہ صحیح بخاری ومسلم میں ہی منحصر نہیں ہیں دیگر ائمہ نے بھی صحاح تصنیف فرمائی ہیں جیسے صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان یہ بھی سب کتابیں صحاح کے ساتھ مخصوص ہیں۔

(**حاشیہ صفحہ ھذا**) [۱] کتب ستہ کہ مشہور اند در اسلام گفتہ اند کہ در آنجا اقسام حدیث از صحاح وحسن وضعیف ہمہ موجود است ونقاد وحذاق فن آں را تمیز کردہ اند وتسمیہ آنہا بصحاح ستہ بطریق تغلیب است (دیباچہ شرح سفر السعادۃ ص ۱۶)

ترجمہ:- کتب ستہ اسلام میں مشہور ہیں کہا گیا ہے کہ حدیث کی تمام اقسام صحیح حسن ضعیف ان میں موجود ہیں ناقدین و ماہرین فن نے ان کو الگ الگ کیا ہے، اور ان کا صحاح نام رکھنا بطور تغلیب کے ہے۔

[۲] الحسن كالصحيح فى الاحتجاج به (مقدمه اعلاء السنن ص ۴۹/ طبع كراچى)

[۳] وحكمه اى التعارض ظاهراً النسخ والافالترجيح ان امكن والافالجمع فالمصير الى مادونهمامن الحجج ملخصاً (مقدمه اعلاء السنن ص ۱۷۶/ج ۱/طبع كراچى)

[۴] فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْاِلَيْهَاوَعَضُّوْعَلَيْهَابِالنَّوَاجِذِ (مشكوٰة ص ۳۰/ج ۱) باب الاعتصام بالكتاب والسنة، طبع ياسرنديم،

[۵] المرسلة فوق الاجتهادلان فيه دخلا للعقل وليس كذالك المصالح المرسلة (الاعتصام ص ۲۸۴/ج ۲)

(۱۱) مقلد کو مسئلہ معلوم ہونے کے بعد عمل کو ماخذ معلوم ہونے پر موقوف کرنا منصب تقلید کے خلاف ہے[1]۔

(۱۲) مجیب کے ذمہ ماخذ بیان کرنا ضروری نہیں، اگر بیان کردے تو اس کا تبرع ہے، البتہ تصحیح نقل ضروری ہے[2]۔

(۱۳) ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی کو دور کرنے کے لئے مسائل یا دلائل دریافت کرنا بے سود ہے۔

(۱۴) جو مسائل مستقلاً معرکۃ الافکار اور مطرح الانظار رہ چکے ہوں ان پر مناظرے ہوئے ہوں رسائل لکھے گئے ہوں ان کیلئے براہ راست رسائل کا مطالعہ کیا جائے، فتوی کے ذریعہ انکے مباحث طویلہ عریضہ کو حل کرنا بے محل ہے کوئی خاص پہلو مخفی ہو اس کو دریافت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ جامع العلوم کانپور

درجہ حفظ سے انگریزی تعلیم میں جانا

سوال:- معہود مدرسہ عرصہ دراز سے بغرض ترویج امور دینیہ قائم ہے۔ حفظِ قرآن کی تعلیم تھی۔ اسی کے ساتھ ساتھ بغرض درجہ بندی اردو کی بھی تعلیم ہوتی تھی مگر حفظِ قرآن کو غلبہ رہا۔ اسی درجہ میں طلبہ کی کثرت رہی اور بحمداللہ حفظ کا اچھا خاصا کام ہو رہا تھا۔ سرکاری ہندی وغیرہ کے پرائمری اسکول تھے جو خالص دنیوی اور عقائد شکن تھے۔ ایسی صورت میں مسلم لڑکوں کا کتنا عقیدہ خراب ہوتا تھا نا گفتہ بہ ہے حالات کی نزاکت کا خیال کرتے

---

[1] وینبغی للعامی ان لایطالب المفتی بالدلیل(شرح المهذب ص ۹۱/ج ۱/فصل فی آداب المستفتی ،مطبوعه دار الفکر)

[2] لیس بمنکر ان یذکر المفتی فی فتواه الحجة اذا کانت نصاً واضحاً مختصراً (شرح المهذب ص ۸۴/ج ۱/ فصل فی آداب الفتوی، مطبوعه دار الفکر بیروت،

ہوئے سرپرستانِ مدرسہ نے معہود مدرسہ کے اندر باقاعدہ درجہ بندی کراکے پرائمری کا نصاب قائم کرایا اور انجمن سے الحاق کرایا، تاکہ لڑکے پرائمری تک اس میں تعلیم حاصل کریں۔ عقائد کی درستگی کے ساتھ پھر آگے انگریزی میں داخل ہونا چاہیں تو الحاق ہونے کے ناطے اسی سارٹیفکٹ سے بلا رکاوٹ داخلہ لے لیں تاکہ کم ازکم ابتدائی تعلیم تو ایسی رہے کہ انکے اندر اسلامی داغ بیل پڑی رہے۔ ظاہر ہے اس نظریہ کے فوائد سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا، مگر یہ سارے اخراجات کی تکمیل انھیں رقوم سے کی گئی جو خالص قرآن کی تعلیم و دینیات کے لئے آتی رہیں اور پرائمری تعلیم کیلئے یہ تنصیف انھیں طلباء کے اندر کی گئی جو غالب طور پر حفظِ قرآن کیلئے رہتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ درجہ پرائمری کو عروج وفروغ ہوا اور عوام بھی کسی حد تک زمانے کے ساتھ ہوجانے کے باعث مطمئن ہوگئے اور پرائمری کے وجود سے طلبہ کی تعداد میں بھی غیر متوقع اضافہ ہوا گویا کہ یہاں سے نکل کر انگریزی مدرسہ میں داخل ہوجانے کے بعد نہ تو اس کی زہریلی فضا سے وہ بچ سکے اور نہ خود اپنی بنیادی ساکھ جس پر انھیں چند سال تک باقی رکھا گیا تھا محفوظ رہ سکے۔ اس طرح درجہ پرائمری کے وجود کا اولین مقصد تقریباً فوت ہوگیا۔ اس کے برعکس درجہ حفظ و دینیات پر یہ اثر پڑا کہ اس درجہ میں طلبہ انتہائی قلیل ومحدود رہ گئے۔ جہاں سال میں کئی جدید طلباء داخل ہوتے رہے وہ درجہ بندی کی زد میں آگئے۔ جو پرائمری سے نکلے وہ انگریزی کے پیچھے دوڑ پڑے۔ اس کیلئے گویا کہ مدرسہ نے ہی راستہ ہموار کیا۔ مزید غضب یہ ہوا کہ طلباء قدیم ماحول نہ پاکر نیز درجہ کا شیرازہ بکھر جانے کے باعث خود درجہ حفظ والے بھی چھٹنے لگے اور مدرسہ کے غیر تجربہ کار اراکین کا موہوم ارتقائی فلسفہ قیام مدرسہ کے اولیں مقصدِ عظیم کیلئے ناسور بن گیا۔ طرفہ تماشہ یہ کہ نہ تو انھیں اس کا احساس ہے نہ اس پہلو سے وہ سوچنے کے عادی ہیں۔ ایسی صورت میں مدرسہ کا موجودہ طرزِ تعلیم باقی رکھ کر حفظِ قرآن کی زیاں کاری برداشت کی جائے یا سابق طریقہ تعلیم کو مکرر معرضِ وجود میں لایا

جائے؟ حضرات مفتیان کرام آراء عالیہ سے بہرہ ورفرمائیں۔ تفصیل پر مجموعی حیثیت سے روشنی ڈالیں اور مفہوم کا اجمال درج ذیل ہے۔

(۱) قرآن پاک اور عربی تعلیم کے طلبہ کے لئے آنے والی زکوٰۃ وصدقات کی رقموں سے پرائمری درجوں کو چلانا اگر مآل کے اعتبار سے وہ انگریزی کا زینہ بنیں تو کیا حکم ہے؟

(۲) درجہ پرائمری کے قیام سے گووہ مصلحتہً ہی ہو اور عامۃ المسلمین کے اصرار و خواہش کے مطابق ہی ہو مگر درجۂ حفظ کی تعلیم پر غیر معمولی اثر نہ پڑے تو کیا حکم ہے؟

(۳) مدرسہ کا ایسا عملہ جس میں فساق وفجار غالب ہوں اور مدرسہ کے تعلیمی وتربیتی نشوونما کے طریقوں سے یکسر ناواقف ہوں، ان کی عہدہ داری کیا حیثیت رکھتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اندازِ سوال سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی اس کے متعلق سوال کر کے کوئی جواب حاصل کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو بہتر ہوتا کہ وہ سوال وجواب بھی ہمرشتہ ارسال کر دیا جاتا۔ نوعیتِ سوال کے پیشِ نظر جواب کا بدل جانا کچھ مستبعد نہیں۔ موجودہ سوال کا جواب نمبر وار تحریر ہے۔ (۱) جائز نہیں۔[۱] (۲) اجازت ہے[۲] (۳) مضر وممنوع ہے۔[۳] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۹۴ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ

---

[۱] رجل دفع الی رجل عشرة دراهم او مائة من من حنطة وقال ادفع الی فلان الفقير فدفع الی غيره انه يضمن الخ الهندية كوئٹه ص ۴۰۸/۴، كتاب الهبة، الباب الثانی عشر فی الصدقة،

[۲] طلب العلم فريضة بقدر الشرائع ومايحتاج اليه لامر لابدمنه من احكام الوضوء والصلاة وسائر الشرائع ولامور معاشه وماوراء ذالک ليس بفرض فان تعلمها فهوافضل وان تركهافلااثم عليه (عالمگيری كوئٹه كتاب الكراهية ص۳۷۷/ج۵/الباب الثلاثون فی المتفرقات، شامی كراچی ص ۳۹/ج ۱/ مطلب الفرق بين المصدر والحاصل بالمصدر)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دنیوی تعلیم کے نتائج

سوال:- (۱) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بی۔ اے، ایم، اے پڑھ کرا کثر لڑکے بگڑ جاتے ہیں، کیاان کے کہنے سے شریعت اسلامی یہ بتلاتی ہے کہ اسے اعلیٰ تعلیم نہ دی جائے یا دنیوی تعلیم نہ دی جائے، اگر دی جائے تو کس طریقہ سے؟

(۲) اس نازک دور میں دنیوی تعلیم دلوانا جائز ہے یا ناجائز؟ ان تمام سوالوں کے جُدا جدا جواب دے کر اس کا کوئی نیک حل نکالا جائے۔ خدا تعالیٰ آپ کے عظیم ارادوں کو دائمی قائم رکھے اور علماء دین کی اللہ تعالیٰ ہرطرح سے امداد فرمائے۔ آمین! ان سوالوں کے جواب آسان اردو میں تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی تعلیم دلانا جس کے اثر سے بچے بگڑ جائیں اور دین سے بے تعلق ہوکر بے دین بن جائیں (عقائد، اخلاق، اعمال خراب ہوجائیں) جائز نہیں، یہ ان کے ساتھ خیر خواہی نہیں بلکہ ان کو تباہ اور برباد کرنا ہے[۱] اس بگاڑ سے حفاظت کا انتظام ہوجائے تو دنیوی تعلیم بھی درست ہے۔ اول عقائد واخلاق واعمالِ شرعیہ کی تعلیم دی جائے، بزرگوں کی صحبت میں رکھا جائے،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] وفی الاسعاف لایولی الامین قادر بنفسه لان الولایة مقیدة بشرط النظر ولیس من النظر تولیة الخائن لانه یخل بالمقصود (البحر الرائق ص ٢٢٦، ج٥، باب الوقف، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، شامی زکریا ص ٦/٥٧٨، کتاب الوقف، مطلب فی شروط المتولی)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] فصدیق الانسان من یسعیٰ فی عمارة آخرته وان کان فیه ضرراً لدنیاه وعدوه من یسعی فی خسارة آخرته وان کان فیه نفع لدنیاه وقدقال اللّٰه تعالیٰ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَاتَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مجالس الابرار ص ۵۳۱) المجلس الخامس وثمانون،

دینی کتب کا مطالعہ ہمیشہ کرتے رہیں تو حفاظت ہوسکتی ہے۔(۱) سے (۲) کا جواب واضح ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۱۰/۱۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نہ جاننے والے کو لاعلم کہنا

سوال:- کیا صحیح طریقہ پر شریعت کے نہ جاننے والے کو یہ کہنا کہ آپ کو شریعت کا علم نہیں ہے، جرم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شریعت سے واقف آدمی اگر کسی ناواقف کو یہ بات کہے کہ آپ کو شریعت کا علم نہیں تو یہ صحیح ہے، جرم نہیں۔ جیسے کوئی قانون داں وکیل کسی ناواقف کو کہدے کہ آپ کو قانون کا علم نہیں تو یہ بات صحیح ہے، جرم نہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

کم پڑھے لکھے کو مولانا کہنا

سوال:- کسی کم پڑھے لکھے کو مولانا یا مولوی کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عرفاً کم پڑھے لکھے کو ہمارے اطراف میں مولوی صاحب یا مولانا صاحب نہیں کہا

---

[۱] اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔قَالَ اِنِّی اَعْلَمُ مَالَاتَعْلَمُوْن (سورۃ البقرہ آیت: ۳۰)

جاتا، بلکہ اس کو کہا جاتا ہے، جو فارغ التحصیل سند یافتہ ہو، جو ابھی پڑھ رہا ہو اس کو بھی تفاؤلاً کہہ دیا جاتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲۴/۵/۹۵ھ

عالمِ دین کو کوتاہی پر ٹوکنا

سوال: -ایک عالمِ دین کی اگر فرائض وشرائطِ وضو میں اور شرائط نماز فرائض نماز میں اگر عملاً کوتاہیاں ہوں تو بحیثیت عالمِ دین ہونے کے نہیں ٹوکنا چاہیے، چونکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ یا خلافِ شرع امور میں ''خطائے بزرگان گرفتن خطا است'' کا مصداق ہونے کا خطرہ تو نہیں ہوگا۔ جیسا کہ پارہ ۲۴/سورہ مومن کے رکوع ۱/ کے حاشیہ پر محشی نے ایک حدیث کی امام نوویؒ کی شرح لکھی ہے کہ کسی حق بات کے معلوم کرنے کی نیت سے یا صحیح مسئلہ دریافت ہوجانے کی غرض سے اختلاف ہو تو جائز ہے، شریعت میں مخالفت نہیں، اس میں کونسی بات درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو بات کسی عالم دین کو اپنی معلومات کے خلاف نظر آئے، جس سے شبہ پیدا ہوا ہو کہ یہ عالم صاحب غلطی پر ہیں یا اپنے کو غلط علم ہے اسکے متعلق ان عالم صاحب سے دریافت کرلیا

---

[۱] انزلوا الناس منازلهم قيل اى مقماتهم المعينة المعلومة لهم قال الله تعالیٰ وما منا الا له مقام معلوم، فلكل احد مرتبة ومنزلة لا يتخطاها الى غيرها فالوضيع لايكون منزل الشرف فاحفظوا على كل احد منزلته، طيبى شرح مشكوة ص ۹/۱۸۹، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثالث، مطبوعه ادارة القرآن كراچى، مرقاة شرح مشكوة ص ۴/۶۹۹، مطبوعه اصح المطابع بمبئى،

جائے کہ زید نے یہ مسئلہ بتایا ہے یہ صحیح ہے یا غلط ہے۔ اس طرح اصل مسئلہ کی تحقیق بھی ہو جائے گی اور ان عالم صاحب پر اعتراض بھی نہ ہوگا۔ اگر وہ غلطی پر ہوں گے تو ان کی اصلاح کی طرف بھی توجہ ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٦/۲٦/ ۹۴ھ

بے عمل لوگوں کا یہ کہنا کہ فلاں فلاں کہیں گے تو عمل کریں گے

سوال: - اگر کوئی بستی یا گاؤں ایسا ہو کہ وہاں پر مسلمانوں کے ۴۰/۵۰/ گھر ہوں، اور وہاں پر نہ کوئی مسجد ہو اور نہ کوئی عالم ہو تو کیا وہ بستی والے گنہگار رہوں گے۔ یا اگر کسی بستی یا گاؤں میں مسجد ہو اور ایسی بستی کے اندر ۱۵۰/ یا ۲۰۰/ مسلمانوں کے گھروں کی آبادی ہو اور وہاں پر سب جانتے ہیں کہ نماز فرض ہے اور روزہ بھی فرض ہے اور زکوٰۃ، حج بھی فرض ہے اور مثال کے طور پر ۲۰۰/ کی بستی ہے۔ اس میں ۱۰۰/ مسلمان مرد عورت کو نمازوں وغیرہ کا درست طریقہ معلوم ہے اور کچھ زیادہ احکام سے بھی واقف ہیں۔ لیکن اس میں سے ایک بھی نماز نہیں پڑھتا اور مسجد میں اذان بھی نہیں ہوتی تو کیا اس بستی میں بسنے والے اور احکام کے جاننے والے اور نہ جاننے والے سب گنہگار رہوں گے یا اگر اسی مذکورہ مقدار کی بستی یا گاؤں ہو جس میں ایک شخص ہو یا تین چار آدمی ایسے ہوں کہ وہ دین کے مطابق عمل کرنے لگیں یا اگر دو تین گاؤں کے لوگ کہہ دیں کہ یہ کام ناجائز اور حرام ہے اور شرک ہے اس کو مت کرو۔ یا اسی طرح تم عمل کرو یا ساری بستی کے لوگ اسکے کہنے یا کرنے کی بنا پر ۲۰۰/ یا ۵۰۰/ آدمی شرک وبدعت اور کبیرہ گناہوں سے بچ جاویں اور شریعت کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوں اور دین اور شریعت کا کام انھیں دو یا تین پر موقوف ہو اور لوگ شرک وبدعت

وکفر میں مبتلا ہوتے ہوں، اور وہ دو یا تین آدمی ایسے ناجائز امور سے نہ روکیں اور شریعت کے مطابق عمل نہ کریں اور لوگ یہ کہتے ہوں کہ فلاں فلاں اگر ہمیں کہیں یا عمل کرنے لگ جاویں تو ہم کریں اور ان چیزوں کو چھوڑ دیں تو اگر یہ تین حضرات خود بھی جاننے کے باوجود اور دوسروں کو سمجھانے کے باوجود خود بھی عمل نہ کریں اور دوسروں کو بھی شریعت کے مطابق عمل کرنے کی تاکید نہ کریں تو کیا ان تین پر پوری بستی اور گاؤں کی بدعملی اور بددینی کا بوجھ پڑے گا۔ یا عنداللہ شریعت کی رو سے ان دو تین کی بھی پکڑ ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس بستی میں مسلمان موجود ہوں ان کو چاہیے کہ حیثیت کے مطابق وہاں مسجد کا انتظام کریں اور نماز باجماعت ادا کرلیا کریں۔ قدرت کے باوجود ایسا نہ کرنے سے وہ گنہگار ہوں گے[1] ہر بستی میں جہاں مسلمان کافی تعداد میں ہوں عالم کا ہونا بھی ضروری ہے جو شرعی احکام بتایا کرے[2] بچوں کی تعلیم کا انتظام بھی ضروری ہے۔ اگر کسی بستی میں ۲/۴/ عالم بااثر ہیں مگر وہ نہ خود عمل کرتے ہیں نہ عوام کو تاکید کرتے ہیں۔ حالانکہ عوام ان کے کہنے سے بے عملی چھوڑ کر دین پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں، تو ان دو چار کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔ عوام کی بے عملی کی وجہ سے ان کا گناہ المضاعف ہوجاتا ہے۔ لیکن عوام کا گناہ بھی کم نہیں ہوتا۔ دین پر عمل کرنے لئے عوام اس کے منتظر رہتے ہیں کہ فلاں فلاں کہیں گے تو ہم عمل کریں

---

[1] وصرح فی المحیط بانه لایرخص لاحدفی ترکهاای الجماعة بغیرعذرحتی لوترکهااهل مصریؤمرون بهافان ائتمرواوالایحل مقاتلتهم (البحرالرائق ص ۳۴۵ ج ۱، باب الامامة، مطبوعه کوئٹه)

[2] وواجب ان یکون فی کل مسجدومحلة من البلدفقیه یعلم الناس دینهم وکذا فی قریة (احیاء العلوم ص ۲۹۹/ج ۲/ کتاب الامر بالمعروف، الباب الثالث المنکرات العامة، طبع مکتبه عثمانیه مصر)

گے ورنہ نہیں کریں گے نہایت غلط ہے۔ خدائے پاک کے یہاں یہ عذر قابلِ قبول نہیں ہوگا[1] دین پر عمل کرنا تو خدائے پاک کا حکم ہے نہ کہ فلاں اور فلاں کا۔ اس لئے عوام اپنے اس طرز کو چھوڑیں ورنہ خیر نہیں۔ قیامت کے دن فلاں اور فلاں بچانے کے لئے نہیں آئیں گے۔ وہ خود ہی اسی گرفت میں ہوں گے کہ چھوٹنا مشکل ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کا کوڑا ہاتھ میں لے کر بازار میں مسائل کی تعلیم دینا

سوال:- حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہٗ بازار میں کوڑا ہاتھ میں لیکر گشت کرتے تھے اور تجارت زراعت کے مسائل بیان کرتے تھے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں فاروق اعظمؓ نے دین کی بہت اشاعت فرمائی ہے۔ اللہ پاک ہمیں بھی ان کے اتباع کی توفیق دے[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۹۰ھ

[1] عن ابی البختری عن رجل من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لن یھلک الناس حتی یعذروا من انفسھم رواہ ابوداؤد والمعنی حتی یذنبون فیعذرون انفسھم بتاویلات ذائغة واعذار فاسدة من قبلھا (مرقاة ص ۳۴۰/ ج ۹/ باب الامر بالعروف، مطبوعہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ :- لوگ ہرگز ہلاک نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ اپنی طرف سے عذر کرینگے مطلب یہ ہے کہ گناہ کرینگے اور باطل تاویلات اور فاسد اعذار کی وجہ سے اپنی طرف سے معذرت کرینگے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نکاح کی عملی صورت تفہیم کے لئے

سوال: -ایک لڑکے نے سوال کیا نکاح کے متعلق آپ ہم لوگوں کو سمجھا دیجئے تب استاذ نے اس کو سمجھا دیا۔لڑکے نے کہا ہم سمجھے نہیں آدمی جس طرح نکاح کرتا ہے اس طرح ہم کو سمجھا دیجئے تب استاذ صاحب مثال کے طور پر ایک لڑکے کو دولہا اور دوسرے کو دلہن بنایا ایک لڑکے کو وکیل اور دو گواہ بنا کر جس طرح آدمی شادی کرتا ہے اسی طرح لڑکوں کو سمجھا رہا تھا تب دوسرا ایک استاذ اس کی یہ حرکت دیکھ کر نکلا گالی گلوج بھی دیا یعنی اس طرح جو اس نے اس طرح شادی کر کے مسئلہ بتایا کیا اس طرح کرنا جائز ہے یا کہ نہیں دوسرے آدمی نے جو اس کو گالی دی اس کو گالی دینا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

استاذ کو اس کا تجزیہ کرا کر سمجھانے کی ضرورت نہیں بلکہ جواب میں کہہ دینا چاہئے بڑے ہو کر جب نکاح کا وقت آئے گا یہ سب سمجھ لوگے گالی دینا منع ہے۔سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ الحدیث۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۶/۲۳ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] وھو اول من اتخذ الدرۃ (ترجمہ ازالۃ الخفاء ص ۱۸۵ ج ۳) حضرات عمر کی اولیات، قدیم کتب خانہ کراچی، ھو اول من عش فی عملہ بالمدینۃ وحمل الدرۃ وادب بھا الخ، الطبقات الکبری لابن سعد ص ۳/۲۸۲، عمر بن الخطاب، مطبوعہ دارالفکر بیروت،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] مسلم شریف ص ۵۸ ج ۱، کتاب الایمان. باب بیان قول النبیؐ سباب المسلم فسوق الخ، مطبوعہ رشدیہ دھلی.

ائمۂ اربعہ کو حق تسلیم کرنا کہاں سے ثابت ہے

سوال:- چار امام، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبل، امام ابوحنیفہؒ کو برحق ماننا یہ چار نام چاروں کو برحق ماننا قرآن وحدیث پاک سے ثبوت دو پارہ نمبر رکوع نمبر آیت یا بخاری شریف، مسلم شریف، صحاح ستہ کی کوئی بھی حدیث سے ثبوت دو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم میں ارشاد ہے "فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (پارہ۱۷/ رکوع۱/) جو شخص دین کی بات سے ناواقف ہے، اس کو حکم ہے کہ وہ واقف سے دریافت کرے، اور چاروں امام ہی دین سے واقف گزرے ہیں، اس لئے ان سے دریافت کیا گیا ہے، اور کرتے ہیں، صحاح ستہ کے مصنفین بھی حدیث کے اعلیٰ درجہ کے جاننے والے گذرے، اس لئے ان سے علم حدیث کو حاصل کیا جاتا ہے، چنانچہ آپ نے بھی سوال کیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین کی تشریح

سوال:- علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین کی تعریف کیا ہے؟ دنیا میں اللہ پاک کی ذات کے بارے میں علم الیقین کے بعد عین الیقین ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو کس طرح؟ بہر حال یہ تینوں یقین کب کب ہوں گے؟ کہاں کہاں ہوگے؟ اور کس کس کے لئے ہوں گے؟ مہربائی فرما کر ذرا تفصیل اور وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو لکھیں، دلائل بھی لکھیں اور حوالہ بھی دیں، ایک بدعتی پیر کے ساتھ بحث ہے، اس نے لوگوں کی نماز بند کردی ہے کہ جب تم کو عین

الیقین حاصل نہیں ہے تو نماز کس کی پڑھتے ہو؟ ۲۹ر شعبان کا دن ہے، اس لئے جلد ارسال فرمائیں، اگر کسی کتاب میں اس کی تفصیل ہو تو وی پی کر دیں، میں چھڑا لوں گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

محض کسی علم کی بناء پر یقین ہو، مثلاً کسی معتقد علیہ سے سنا النار محرقة یقین کرلیا کہ آگ جلانے والی ہے، پھر اس نے دیکھا کہ کاغذ آگ میں ڈالا تھا جل گیا، یہ عین الیقین ہو گیا، پھر اپنا ہاتھ آگ میں داخل کر دیا وہ جل گیا، جس کا اثر بغیر کسی کے بتائے ہوئے خود محسوس ہوا یہ حق الیقین ہو گیا[1]، اس دنیا میں ذات باری تعالیٰ کی رویت آنکھوں سے نہیں ہوتی، لاتُدرِکُہ الاَبصَارُ الآیة[2] حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰة والسلام نے درخواست کی تھی رَبِّ اَرِنِی اَنظُرُ اِلَیکَ[3] جواب میں ارشاد ہوا: لَن تَرَانِی[4] نیز حدیث جبریلؑ میں احسان کو دریافت کرنے پر فرمایا گیا ہے۔ اَن تَعبُدَ اللہ کَاَنَّکَ تَرَاہُ[5] کَاَنَّ حرف تشبیہ

---

[1] علم الیقین بما اعطاہ الدلیل من ادراک الشی علی ما ھو علیه وعین الیقین بما اعطاہ المشاھدة والکشف وجعل وراء ذالک حق الیقین وقال علی سبیل التمثیل علم کل عاقل بالموت علم الیقین واذا عاین الملائکة علیھم السلام فھو عین الیقین واذا ذاق الموت فھو حق الیقین (روح المعانی ص۲۲۵/۳۰، مطبوعه مصطفائیه دیوبند، سورۂ تکاثر آیت: ۵، احیاء العلوم ص۴۸/۱، الباب الخامس فی آداب المتعلم والمعلم، مطبوعه مصر، الفتاوی الحدیثیة ص۳۰۸، مطلب فی الفرق بین الیقین وعلم الیقین، مطبوعه دارالمعرفة بیروت،

[2] سورۂ انعام الآیة ۱۰۴، **ترجمه**:- اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی،

[3] سورۂ اعراف الآیة ۱۴۳، **ترجمه**:- اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں۔

[4] سورۂ اعراف الآیة ۱۴۳، **ترجمه**:- تم مجھ کو دنیا میں ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔

۵ بخاری شریف ص ۱/۱۲، کتاب الایمان، باب سوال جبرئیل علیه السلام النبی صلی الله علیه وسلم عن الایمان الخ، **ترجمہ**:-تم اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔

ہے، کیوں کہ دنیا میں حقیقی رویت نہیں ہوتی، اور عندالشرع مطلوب بھی نہیں، ایمان بالغیب مطلوب ہے، شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ اور مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تفصیل مذکور ہے صوفیاء کرام نے جو مقامات لکھے ہیں بندہ ان سے واقف نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ
دارالعلوم دیوبند ۳۰/۸/۹۱ھ

اجماع کی حجیت

سوال:-اجماع کے حجت ہونے کی دلیل قرآن وحدیث سے ثابت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اجماع الصحابة حجة بلاخلاف اھ **ارشاد الفحول**، ص۷۲[1]، آیت قرآنی "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ"[2] سے بھی حجت اجماع پر استدلال کیا گیا ہے۔ **کذافی احکام القرآن للجصاص**،[3] ج۱/ص۱۰۱/متعدد احادیث بیان کی

۱ ارشاد الفحول ص ۱۴۸/ المقصد الثالث فی الاجماع البحث السابع، مطبوعه مکه مکرمه،
۲ سورۂ بقرہ آیت ۱۴۳/ **ترجمہ**:-اوراسی طرح ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو، (از بیان القرآن)
۳ وفی هذه الآية دلالة علی صحة اجماع الامة من وجهين احدها وصفه اياها بالعدالة وانها

خیار وذلک یقتضی تصدیقها والحکم بصحة قولها وناف لاجماعها علی الضلال والوجه الاثر قوله "لتکون شهداء علی الناس" بمعنی الحجة علیهم الخ، احکام القرآن للجصاص ص۱۲۵/۱، باب القول فی صحة الاجماع، سورۂ بقرہ آیت ۱۴۳، مطبوعہ کراچی ص۸۸/۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت،

گئی ہیں، "لَنْ تَجتَمِعَ اُمَّتِی عَلَی الضَّلالَةِ[1]، لا یَجْمَعُ اُمَّتِی عَلٰی ضَلالَةٍ وَیَدُاللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ[2]، مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْراً فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ[3] عُنُقِهٖ وغیرہ ذلک من الروایات والاٰیات" فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

غیر مسلم کو تعلیم قرآن وفقہ

سوال:-سوال سوائے مسلم کے دیگر مذہب کے لوگوں کو قرآن شریف پڑھانا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو اسلام کی توفیق دیدیں مگر

اس کو قرآن شریف کو ہاتھ لگانے سے بلا وضو منع کر دینا چاہیے۔

کافر من اهل الذمة او من اهل الحرب طلب من مسلم ان یعلمه القراٰن والفقه قالوا لاباس بان یعلمه القراٰن والفقه فی الدین لانه عسیٰ ان یهتدی الیٰ

[1] معجم الکبیر للطبرانی ص۳۴۲/۱۲، حدیث ۱۳۶۲۳، عن ابن عمر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت،

[2] مشکوٰۃ شریف ص۳۰/ باب الاعتصام، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ:- میری امت کو اللہ تعالیٰ گمراہی پر جمع نہیں کرے گا، اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے، اور جو شخص جماعت سے جدا ہوا، تنہا آگ میں ڈالا جائے گا۔

٣ مشکوٰۃ شریف ص ٣١/ باب الاعتصام، الفصل الثالث، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ:- جو شخص جماعت سے ایک بالشت علیحدہ ہوا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیا۔

الاسلام فیسلم الاان الکافر لایمس المصحف، فتاویٰ قاضی خان[١] ص ٩٤/ ج ٤/ .

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢٠/٢/٥٦ھ

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ٨/ صفر ٥٦ھ

غیر مسلم کو قرآن پاک کی تعلیم دینا

سوال:- اگر کوئی مسلم غیر مسلم کو قرآن وغیرہ پڑھائے تو کیا جائز ہے یا نا جائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بااثر مسلم کسی غیر مسلم کو اس نیت سے قرآن کریم پڑھائے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے تو درست ہے مگر اس کو تاکید رکھے کہ وہ بے وضو قرآن شریف کو ہاتھ نہ لگائے[٢] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٨/٧/٩٢ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٩/٧/٩٢ھ

انگریز کو قرآن شریف کی تعلیم دینا

سوال:- ایک عیسائی اور اس کی میم بالغ ہیں اور قرآن شریف پڑھنا چاہتے ہیں،

ل (فتاویٰ خانیه علی هامش عالمگیری کوئٹه ص ۴۲۶ ج ۳، فصل فی التسبیح کتاب الحظر والاباحه) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آیا ان کو پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

امام مسجد جدید دہرہ دون

الجواب حامداً ومصلیاً

بہ نیت تبلیغ وہدایت پڑھانا جائز ہے کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق اسلام عطا فرمائے۔ قرآن شریف کا احترام ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ بلا وضو اس کو ہاتھ نہ لگایا جائے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/۱۱/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/ ذی قعدہ ۵۸ھ

صحیح: عبداللطیف

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۱/ ذی قعدہ ۵۸ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲ کافر من اهل الذمة او من اهل الحرب طلب من مسلم ان یعلمه القرآن والفقه فی الدین قالوا الابأس بان یعلمه القرآن والفقه فی الدین لانه عسی ان یهتدی الی الاسلام فیسلم الاان الکافر لایمس المصحف (فتاوی خانیه علی هامش عالمگیری ص ۴۲۶ ج ۳ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی التسبیح) شامی کراچی ص ۱۷۸ / ج ۱ / قبیل باب المیاه، عالمگیری ص ۳۲۲ / ج ۵ / الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة

والمصحف الخ، كتاب الكراهية، مطبوعه كوئٹه،

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ كافر من اهل الذمة او من اهل الحرب طلب من مسلم ان يعلمه القرآن والفقه فى الدين قالوا لا بأس بان يعلمه القرآن والفقه فى الدين لانه عسى ان يهتدى الى الاسلام فيسلم الا ان الكافر لا يمس المصحف (فتاوى خانيه على هامش عالمگيرى ص ۴۲۶ ج۳ كتاب الحظر والاباحة، فصل فى التسبيح) شامى كراچى ص ۱۷۸ /ج ۱/ قبيل باب المياه، عالمگيرى ص ۳۲۲/ ج۵/ الباب الخامس فى آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ، كتاب الكراهية، مطبوعه كوئٹه،

کسی عالم کا داماد کو باپ کی دوکان سے چوری کی تلقین کرنا

سوال: -ایک اہل علم حدیث کے پڑھانے والے اپنے داماد سے کہا کرتے ہیں کہ تم اپنے والد چچا وغیرہ کی دوکان سے روزانہ چوری سے نکال کر علیحدہ جمع کیا کرو تا کہ تمہارے کام آوے۔ کیوں کہ والد چچا وغیرہ کا مال اپنا مال ہوتا ہے تم بھی ان کی دوکان پر رہتے ہو کمائی کرتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ایسے ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر بیوی خاوند کی کوئی چیز چوری سے نکال لے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۱) باوجود اہل علم حدیث پڑھانے کے چوری کی ترغیب وتلقین دینا کیسا ہے۔ ایسے شخص کو ظالم فاسق فاجر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

(۲) ایسے شخص کا کسی مدرسہ میں حدیث وغیرہ پڑھانا کیسا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سوال اس سے پہلے بھی آیا تھا اس کا جواب تحریر کر دیا گیا۔ مگر اس میں صورت واقعہ لکھ کر سوال صرف لڑکے کے روکنے کا تھا۔ چنانچہ اس کے جواب پر اکتفاء کیا گیا تھا۔ اب دو باتیں اور دریافت کی ہیں ایک یہ کہ باوجود اہل علم، حدیث پڑھانے کے چوری کی تلقین

وترغیب دینا کیسا ہے، ایسے شخص کو ظالم وفاسق وفاجر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ دوسری بات یہ کہ ایسے شخص کا کسی مدرسہ میں حدیث وغیرہ پڑھانا کیسا ہے۔ ایسی حالت میں بہتر یہ تھا کہ سائل خود ان اہل علم حدیث پڑھانے والے سے دریافت کرلیتا کہ یہ چیز جس کا آپ مجھے بار بار حکم کررہے ہیں اور میرے نہ ماننے پر میری بیوی کو روک لیا ہے شرعاً کیسا ہے۔ چونکہ وہ اہل علم ہیں خود جواب دیتے۔ اگر ان سے دریافت نہیں کیا تو کم از کم ان کا بیان بھی سائل اپنے سوال کے ساتھ لکھتا تا کہ اصل واقعہ کی پوری حقیقت معلوم ہوتی اور فریقین کے متفقہ بیان پر جواب تحریر کیا جاتا۔ چوری جیسی خلاف شرع حرکت جس کی ممانعت اور حرمت میں کسی کو شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور اس کی ترغیب دینا اور نہ ماننے پر بیوی کو روک لینا ایک معمولی مسلمان سے بھی بعید ہے۔ چہ جائیکہ ایک اہل علم اس کا ارتکاب کرے سائل سے زبانی معلوم ہوا کہ واقعات مخفی اور طویل ہیں جو صیغۂ راز میں ہیں اس لئے تاوقتیکہ وہ واقعات پورے طور پر معلوم نہ ہوں اصلی حکم شرعی کا معلوم ہونا دشوار ہے۔ سائل نے جو کچھ تحریر کیا ہے، اس کی تمام تر ذمہ داری اسی پر ہے کہ اس میں کہاں تک اصلیت ہے سائل کو اصرار ہے کہ میری تحریر کا جواب دیدجائے۔ اس لئے جواباً تحریر ہے۔

(۱) چوری کی تلقین وترغیب دینا ہر شخص کو ناجائز ہے۔ اہل علم کے حق میں اس کی قباحت اور حرمت اور بھی زیادہ ہے۔ اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ وَالدَّالُّ عَلَى الشَّرِّ كَفَاعِلِهٖ[۱] کنوز الحقائق ص ۶۷/ ہاں اگر کسی کے ذمہ کوئی شرعی واقعی مطالبہ ہوا اور اس کے وصول ہونے کی کوئی صورت نہ ہو تو وہ اس میں داخل نہیں[۲] یا اسی طرح اگر مالک کی طرف سے اس کا ظن غالب ہو کہ وہ فلاں شے لینے سے ناراض نہ ہوگا یا اسی نوع کی کوئی اور صورت ہو وہ مستثنیٰ ہے کہ وہ چوری ہی نہیں[۳] جو شخص چوری کرتا ہے، یا چوری کی ترغیب دیتا ہے وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو شریعت میں فاسق کہتے ہیں[۴] اگر وہ توبہ کرے تو اللہ معاف

ا؎ کنوز الحقائق ص ٢٩٣ / ج ١ / طبع بیروت. **ترجمہ**:- خیر پر دلالت کرنے والے اسکے کرنے والے کے مثل ہے (اجر کے اعتبار سے) اور برائی کرنیوالا اسکے کرنے والے کے مثل ہے (گناہ کے اعتبار سے)

٢؎ للدائن ان یاخذبیدہ اذاظفربجنس حقہ بغیر رضاالمدیون (شامی نعمانیہ ص ٩٥ / ج ٥ / کتاب الحجر)

٣؎ والمختار انہ لاباس بالتناول مالم یتبین النھی اماصریحاً اوعادۃ (عالمگیری ص ٣٤٠ / ج ٥ / کتاب الکراھیۃ، الباب الحاوی عشر فی الکراھیۃ فی الاکل، طبع کوئٹہ)

٤؎ المراد بہ ای بالفاسق من یرتکب الکبائر (شامی نعمانیہ ص ٣٧٦ / ج ١ / باب الامامۃ، قبیل مطلب البدعۃ خمسۃ اقسام)

فرمائیں گے[١]

(٢) کسی مدرسہ میں حدیث وغیرہ پڑھانا چھوڑ دینا اس بات کی وجہ سے نہ لازم ہے نہ جائز ہے کہ ایک غلطی کی دوسری غلطی یہ کرے، بلکہ اس غلطی سے توبہ کرے اور حدیث کے درس کو جاری رکھے یہ عبادت ہے۔ گناہ سے توبہ کرنا اور عبادت کو قائم رکھنا انسان کا فریضہ ہے[٢] اور گناہ کرنا اس پر عبادت کو چھوڑ دینا نقصان درنقصان ہے۔[٣] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ٢٦/٤/٥٩ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفر

لہٗ صحیح: عبد اللطیف

استاذ کا شاگرد کو معاف نہ کرنا

سوال:- زید نے اپنے استاذ کی توہین کی اور استاذ کو اس کے اس گستاخانہ الفاظ سے دلی تکلیف ہوئی لیکن لڑکا اپنی غلطی و گستاخی پر نادم وشرمندہ ہے، مگر استاذ یہ کہتا ہے کہ میں اب معاف نہیں کر سکتا، مگر لڑکا بار بار اپنی غلطی کی معافی چاہتا ہے، اب ایسے وقت میں استاذ کو کیا کرنا چاہئے، جب کہ استاذ پہلے بھی تین بار معاف کر چکا ہے، اور اب چوتھی بار بھی معافی کی

درخواست کرتا ہے؟

[1] عن عبد اللّٰہ بن مسعودٍ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ، مشکوٰۃ شریف ص ٢٠٦/باب الاستغفار والتوبۃ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

[2] التوبۃ وھی فرض علی الاعیان فی کل الاحوال وکل الازمان الخ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ١٨٢/ج ٩/ تحت آیت ٨/سورۂ تحریم، مطبوعہ دار الفکر بیروت، شرح مسلم للنووی ص ٣٥٤/ج ٢/ کتاب التوبۃ، طبع رشیدیہ دیوبند.

[3] من یطع اللّٰہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما فانہ لایضر الانفسہ ولایضر اللّٰہ شیئاً ابوداؤد شریف ص ١٥٧/١، باب الجلوس اذاصعد المنبر، کتاب الصلوٰۃ، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً

مکارم اخلاق اور شاگرد پر شفقت کا تقاضہ یہی ہے کہ استاذ معاف کردے[1]، لیکن بطور سزا کچھ بے تعلقی مناسب ومفید ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

جواب صحیح ہے سید مہدی حسن غفرلہ، ١٢/٤/٨٦ھ

نابالغ بچوں سے تربیت کے لئے خدمت لینا

سوال: - نابالغ بچوں سے اگر نل یا کنویں سے پانی منگایا جائے، تو اس کو استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نابالغ بچوں سے خدمت نہ لی جائے، الا یہ کہ ان کا مربی ہو اور تعلیم وتربیت کے لئے ان سے کام لے خواہ نل یا کنوئیں سے پانی منگانا ہو یا کوئی سودا منگانا ہو[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

ا؎ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمْ اَعْفُوْا عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ عَنْهُ النَّبِى ﷺ قَالَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمْ اَعْفُوْا عَنِ الْخَادِمِ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً. ترمذی شریف، ج ۲/ص۱۷/(مطبوعه رشيديه دهلى) ابواب البر والصلة باب ماجاء فى العفو عن الخادم.

ترجمہ:-حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص حضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خادم کو کتنا معاف کر دیا کروں، آنحضرت ﷺ نے ان سے سکوت فرمایا انہوں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خادم کو کتنا معاف کر دیا کروں، ارشاد فرمایا ہر دن ستر مرتبہ۔ **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

AGE24\A0.
not found.

قرآن پاک کی تعلیم کا ثواب جبکہ پڑھنے والا کامیاب نہ ہو

سوال:-اگر کوئی کسی کو قرآن پاک پڑھائے اور پڑھنے والا کامیاب ہو نہ تو پھر اس کو کیا فائدہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تعلیم کا ثواب تو ملے گا ہی اگر اخلاص ہو[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

﴿تعلیم نسواں﴾

تعلیم نسواں

سوال:۔ تعلیم نسواں کے سلسلہ میں اسلام کے احکام سے مطلع فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عورتوں کی بھی ضرورت کے مطابق دینی تعلیم اور دنیوی تعلیم نہ صرف جائز بلکہ لازم ہے[1] البتہ حدودِ شرع کی پابندی ضروری ہے۔ دنیاوی اعلیٰ تعلیم کا طریقہ مروجہ حدودِ شرع اور حدودِ اخلاق سے متجاوز ہے، بیشمار مفاسد اور فتنے اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ کورس میں بھی فتنے ہیں کہ اسلامی عقائد، اخلاق، معاشرہ ہر چیز پر اثر انداز ہیں، جنکا مشاہدہ ہے۔ اس تعلیم کا مقصد بھی

[1] فرض علی مکلف ومکلفة بعدتعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والبيوع على التجار (شامی نعمانيه ص ۲۹ ج ۱، مقدمة، مطلب فی فرض الكفاية وفرض العين، مرقاة شرح مشكوة ص ۲۳۳/ ۱، كتاب العلوم، مطبوعه اصح المطابع بمبئی)

عام طور پر سرکاری ملازمتیں اور عہدے حاصل کرنا ہے۔ جن کی مروجہ طریقہ پر شرعاً کوئی گنجائش نہیں[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۶/۲/۹۴ھ

تعلیم لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے ہے

سوال:- لڑکا تعلیم یافتہ ہے، لڑکی کے والدین قرآنی تعلیمات سے بے خبر ہیں۔ لڑکا شریعت کا پابند ہے مگر اس کی شادی کی کوئی پرواہ نہیں کرتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دینی تعلیم لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے ضروری ہے اور اس کی ضرورت پوری زندگی کے لئے ہے صرف شادی کے لئے نہیں[۱] لہٰذا ایک کی تعلیم کا خیال کرنا دوسرے کی تعلیم کا خیال

---

[۲] وسئل رحمه اللّٰه تعالیٰ ماحکم تعليم النساء الكتابة، فأجاب، فقدروى الحاكم وصححه عن البيهقى عن عائشة رضى اللّٰه عنها ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال لاتنزلو اهن فى الغرف ولاتعلموهن الكتابة، وحينئذ فيكون فيه اشارة الى علة النهى عن الكتابة وهى ان اذا تعلمتها توصلت بها الى اغراض فاسدة وامكن توسل الفسقةاليهاعلى وجه اسرع وابلغ واخدع من توصلهم اليها بدون ذالک، الفتاوى الحديثية ص ۸۵/ مطلب يكره تعليم النسائالكتابة، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، يمنعها من الاعمال كلها المقتضية للكسب لانها مستغنية عنه لوجوب كفايتهاعليه، شامى نعمانيه ص ۲/۶۶۵، قبيل فى فرض النفقة الخ، باب النفقة،

[۱] طلب العلم فريضة على كل مسلم اى ومسلمة قال الشراح المرادبالعلم مالامندوحة للعبدمن تعلمه (مرقاة ص ۲۳۳ ج ۱) كتاب العلم، مطبوعه اصح المطابع بمبئى،

ترجمہ:- علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد (اورعورت) پر فرض ہے۔

شامى كراچى ص ۳۹/ج ۱/مطلب الفرق بين المصدرو الحاصل بالمصدر،

نہ کرنا غلط ہے، لڑکا شریعت کا پابند ہے اس کی شادی نہ کرنا ظلم ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کتابتُ النّساء

سوال:- بہشتی زیور کے ایک حصہ پر بریلوی حضرات کو یہ اشکال تھا کہ خواتین کو لکھنا جائز نہیں ہے، ہاں علوم شرعیہ حاصل کرنے کی یقیناً اجازت ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ممانعت کی ایک حدیث انھوں نے بھی نقل کی ہے۔ علی گڑھ کے مفتیٔ اعظم مولانا حافظ حفیظ اللہ صاحب قدس سرہٗ سے اس ناکارہ نے خود سنا کہ لڑکیوں کو لکھنا سکھانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ حدیثِ پاک میں صریح اس کی ممانعت ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اس ناکارہ نے حضرت مولانا مظفر حسین صاحب سہارن پوری سے رجوع کیا تو موصوف نے بھی بہشتی زیور کی تائید کی، بریلوی حضرات کی کتاب اس وقت سامنے نہیں ہے ورنہ حوالہ بھی نقل کرتا۔ میں گذشتہ چوبیس سال سے مخلوط تعلیمی ادارے سے منسلک ہوں اور گذشتہ تیرہ سال سے ایم، اے کی سطح پر لڑکیوں کو بھی پڑھا رہا ہوں میرے تجربات اس سلسلہ میں نہایت تلخ ہیں اس وجہ سے اپنی بچی کو مولوی محمد اسماعیل مرحوم کی کتاب تو پڑھاتا ہوں مگر لکھنا نہیں سکھاتا۔

---

[1] وعن ابی سعید وابن عباس رضی اللّٰہ عنهم قالاقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من ولد له ولد فلیحسن اسمه وادبه فاذا بلغ فلیزوجه فان بلغ ولم یزوجه فاصاب اثما فانما اثمه علی ابیه، مشکوۃ شریف ص ۲۷۱/ کتاب النکاح، باب الولی، الفصل الثالث، مطبوعه دارالکتاب دیوبند،

ترجمہ:- حضرت ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کے بچہ پیدا ہو اس کو چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو ادب سکھائے جب بالغ ہوجائے اس کی شادی کردے اگر وہ بالغ ہوگیا اور اس کی شادی نہیں کی اور اس نے کوئی گناہ کیا اسکا گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔

کیاواقعی شرعاً لڑکیوں کولکھنے کی اجازت نہیں تا کہ اپنے بچوں کے بارے میں اتباع سنت کا اہتمام کروں۔

الجواب حامداًومصلیاً

حدیث پاک میں ایک مقام پرعورت کولکھنا سکھانے کی ممانعت آئی ہےاورایک مقام پرترغیب آئی ہے، اس لئے شُرّاحِ حدیث نے لکھاہے کہ جہاں فتنہ کاخطرہ ہو وہاں سکھانے سے اجتناب چاہیے، جہاں نہ ہووہاں بقدرضرورت گنجائش ہے[1] کہ امورخانہ داری میں بعض مرتبہ اسکی حاجت پیش آجاتی ہے، جولڑکیاں اپنے مکان میں والد، بھائی، چچا، دادا، نانا سے لکھنا سیکھیں اورانکی دینی تربیت کی جائے، ماحول صالح ہوتواجازت ہے، اس مقصد کے لئے بہشتی زیور کی تصنیف کی گئی ہےاوراس سے نفع بھی بے حدہوا، اور جولڑکیاں اسکول میں جائیں اور پردے کااہتمام نہ ہو، نہ نامحرموں سے احتیاط ہو، ان کواس سے روکنا ضروری ہے[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۳/۳ ھ

---

[1] عن الشفاء بنت عبدالله قالت دخل على النبى صلى الله عليه وسلم وانا عند حفصة فقال لى الا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة الحديث،فيه دليل على جوازتعلم نساء الكتابة واماحديث لاتعلمونهن الكتابة على من يخشى فى تعليمهاالفساد(بذل المجهود ص٨ ج٥راجع باب ماجاء فى الرقىٰ ،مطبوعه يحيوى سهارنپور)

[1] ان المرأة اذا تعلمتها توصلت بها الى اغراض فاسدة وامكن توصل الفسقة اليها على وجه اسرع وابلغ واخدع من توصلهم اليهابدون ذالک، فانه وان كان فيهامصالح الاان فيها خشية مفسدة ودرء المفاسد مقدم على جلب المصالح الخ فتاوىٰ حديثيه ص٨٥/ مطلب يكره تعليم النساء الكتابة، دارالمعرفة بيروت، اصلاح خواتين ص٢٦٧، لڑكيوں وعورتوں لكهنا وسكهانا، مطبوعه اداره افادات الشرفيه هتهوره بانده،

عورتوں کو تعلیم دینا پردہ نہ ہونے کی صورت میں

سوال:- ایک مولوی صاحب ہائی اسکول میں عورتوں کو تعلیم دیتے ہیں اور پردہ کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔ اتنا ہے عورت کے اعضاء ڈھکے رہتے ہیں مگر چہرہ کھلا رہتا ہے۔ ایسی صورت میں مولوی صاحب کو تعلیم دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح تعلیم دینے کی اجازت نہیں[٢] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ١٨/١١/٩٢ھ

لڑکیوں کی تعلیم اور نامحرم کو حیض ونفاس کے مسائل بتانا

سوال:- (١) کوئی شخص اپنے محلّہ کی غیر محرم عورتوں کو پردہ میں رکھ کر حیض ونفاس کا مسئلہ ونماز، روزہ، پاکی، ناپاکی کے بارے میں وعظ ونصیحت سنائے اور بتلائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(٢) قریب البلوغ لڑکیوں کو مکتب و مدرسہ میں پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو کیسا گناہ ہے؟ بدلیلِ شرعی مع حوالہ جات کتب تحریر فرمائیں۔

---

[٢] اصلاح خواتین ص ٢٧١/ زنانہ اسکول میں تعلیم کا ضرر، مطبوعہ ادارہ افادات اشرفیہ ہتھورہ باندہ، ویمنعها من زيارة الاجانب وعيادتهم والوليمة وان اذن كانا عاصيين، وكل عمل ولو تبرعا لاجنبي ولو قابلة اومغسلة ومن مجلس العلم الالنازلة امتنع زوجها من سؤالها الخ، شامی نعمانیہ ص ٦٦٥/ ج ٢/ باب الحضانة، قبيل مطلب فی فرض النفقة لزوجة الغائب،

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جائز ہے حضور اقدس ﷺ سے بکثرت ثابت ہے[1] لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر احتیاط چاہیئے خاص کر حیض ونفاس کے مسائل اپنی محرم عورتوں کو سمجھا دے اور پھر وہ عورتیں دوسری عورتوں کو سمجھا دیں، جیسا کہ ازواج مطہراتؓ سمجھایا کرتی تھیں[2] یا مردوں کو سمجھا دے اور وہ اپنی عورتوں کو سمجھا دیں۔ غیر محرم عورتوں کے ساتھ خلوت ہرگز نہ کرے کہ یہ ممنوع ہے[3]۔

(۲) دینی مسائل کی تعلیم جس طرح لڑکوں کیلئے ضروری ہے لڑکیوں کیلئے بھی ضروری ہے۔ جو لڑکی مراہقہ ہو وہ بالغہ کے حکم میں ہے[4] اس کیلئے پردہ ضروری ہے، اس کو مکتب یا مدرسہ

---

۱ اَشْهَدُ عَلٰی اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَظَنَّ اَنَّهُ لَمْ يُسَمِّعِ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتْ الْمَرْأَةُ تُلْقِی الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِي طَرْفِ ثَوْبِهٖ (بخاری ص ۲۰ / ج ۱ / کتاب العلم، باب عظة الامام النساء الخ، رقم الحدیث ۹۸ / مطبوعه اشرفی دیوبند)

ترجمه: - حضرت نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے آنحضرت ﷺ نے خیال کیا کہ آپ نے عورتوں کو نہیں سنایا پس آنحضرت ﷺ نے انکو نصیحت فرمائی اور ان کو صدقہ کا حکم فرمایا پس عورتیں اپنی بالی اور انگوٹھی (بطور صدقہ) ڈالنے لگیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے میں لے رہے تھے۔

۲ كُنَّ نِسَاءٌ يَبْعَثْنَ اِلٰی عَائِشَةَ بِالدَّرَجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهِ الصُّفْرَةُ فَتَقُوْلُ لَاتَعْجَلْنَ حَتّٰی تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ (بخاری ص ۴۶ ج ۱، کتاب الحیض، باب اقبال المحیض الخ)

ترجمه: - عورتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈبیا بھیجتی تھیں جس میں انکے کرسف (حیض کا کپڑا) ہوتا تھا جس میں زرد رنگ ہوتا تھا حضرت عائشہؓ فرماتیں جلدی نہ کریں یہاں تک خالص سفیدی دیکھ لیں۔

۳ عَنْ عُمَرَ مَرْفُوْعاً قَالَ لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِاَمْرَأَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَان (مشکوٰۃ ص ۲۶۹ / ج ۲ / باب النظر الی المخطوبة، مطبوعه دار الکتاب دیوبند)

ترجمه: - کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی نہیں کرتا کہ شیطان ان کے ساتھ اس پر تیسرا ہوتا ہے۔

۴ عَنْ محمدؒ اذا کانت تشتهی ویجامع مثلها فهی کالبالغة (شامی نعمانیه ص ۲۳۶ / ج ۵ / شامی زکریا ص ۵۳۱ / ج ۹ / کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس)

میں بھیجنا فتنہ سے خالی نہیں۔لہٰذا ایسی لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام خود ان کے مکانوں پر ہونا چاہیے، جیسا کہ(۱) میں گذرا قَالَ الْمَرْأَةُعَوْرَةٌ فَإِذَاخَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَاالشَّيْطٰنُ[۱] رواه الترمذی (مشكوة شريف ص ۲۶۹) طلب العلم فريضة على كل مسلم ای ومسلمة[۲] كمافی رواية ۱۵ هامش المشكوة ص ۳۴ . فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/محرم ۹۱ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف // // // //

لڑکیوں کو مدرسہ میں تعلیم دینا

سوال:- ہمارے گاؤں میں ایک مدرسہ باب العلوم کے نام سے چل رہا ہے اسمیں اکثر طالبات ہیں اور لڑکے کم ہیں۔ان طالبات اور طلباء کو مرد اساتذہ ہی تعلیم دیتے ہیں، اس مدرسہ کے صدر مدرس کے بڑے طلباء بعض بالغ بھی ہیں اور بعض طالبات بھی قریب البلوغ ہوگئی ہیں، اور بعض طالبات ایسی ہیں جن کی عمر کم ہے لیکن بہت سی قابل پردہ معلوم ہوتی ہیں مدرس صاحب ان طالبات کو یکے بعد دیگرے تعلیم دیتے ہیں اور اکثر وقت ایک برآمدے میں ایک صف میں طالبات کو بٹھاتے ہیں اور دوسری صف میں طلباء بالغ کو بٹھاتے ہیں اور غیر بالغ بھی موجود ہوتے ہیں، غرض کہ دونوں کا اختلاط ایک دوسرے سے ہوتا رہتا ہے، مدرسہ کے اوقات میں مدرس نگرانی کرتے رہتے ہیں اور بوقت آمد ورفت اختلاط ہوتا رہتا ہے اور بچیاں

---

[۱] مشكٰوة شريف ص ۲۶۹/باب النظر الى المخطوبة،
ترجمہ:-عورت جب نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے۔
[۲] مشكٰوة شريف ص ۳۴/كتاب العلم،
ترجمہ:- ہر مسلمان مرد عورت پر علم طلب کرنا فرض ہے۔

گھر سے آتے وقت بلا برقع کے آتی ہیں، حالانکہ ہر طالبہ جو قابل پردہ ہیں ان کا قرآن صحیح ہو گیا ہے اگر منتظمین چاہیں تو ان کے سر پرستوں کا بلا کر اخراج کر سکتے ہیں۔ یا پردہ کی طرف توجہ دلا سکتے ہیں۔ عندالشرع ان کے لئے جو منتظم ہیں، کیا ضروری ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب حامداً ومصلیاً

لڑکی جب بالغ ہو جاوے یا بلوغ کے قریب ہو جاوے تو اس کو پردہ کی تاکید لازم ہے[1] ورنہ وہ عمر بھر بے پردہ رہے گی۔ دینی مدرسہ میں صرف تعلیم ہی مقصود نہیں ہوتی ہے بلکہ اخلاقی تربیت اور عملی پابندی کی بھی مشق کرائی جاتی ہے۔ سیانے لڑکوں اور لڑکیوں کا اس طرح بے پردہ اختلاط باعث فتنہ بھی ہو سکتا ہے جس کے شواہد اسکولوں اور کالجوں میں بے شمار ملیں گے، اگر ابھی سے احتیاط نہ کی گئی تو اندیشہ ہے کہ کہیں دینی مدارس کا بھی وہی حال نہ ہو[2]۔ حدیث شریف میں ہے کہ عورت تو چھپانے کی چیز ہے جب وہ اپنے مکان سے نکلتی ہے تو شیطان ان کو جھانکتا اور تاکتا ہے[3] ایک حدیث میں ہے کہ نظر شیطان کے زہریلے تیروں

---

[1] يٰاَيُّهَاالنَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (سورة الاحزاب الآية ٥٩)

ترجمہ:- اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجئے کہ نیچی کر لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی چادریں (بیان القرآن)

[2] ذكر العورات اعلم انه لماكان الرجال يهيجهم النظر الى النساء على عشقهن والتوله بهن ويفعل بالنساء مثل ذالك وكان كثيرا مايكون ذالك سببا لان يبتغى قضاء الشهوة منهن على غير السنة الراشدة كاتباع من هى فى عصمة غيره او بلانكاح او من غير اعتبار كفاءة والذى شوهد من هذا الباب يغنى عما سطر فى الدفاتر اقتضت الحكمةان يسد هذا الباب،حجة الله البالغه ص ۱۱۵ /ج۲/ ذكر العورات، مطبوعه مصر،

[3] اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَاخَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَاالشَّيْطٰن (رواه الترمذى مشكوٰة ص ۲۶۹/ج۲/ باب النظر الى المخطوبة، مطبوعه ياسرنديم ديوبند، ترمذى شريف ص ۲۲۲/ج ۱/ ابواب الطلاق، مطبوعه ديوبند)

میں سے ایک تیر ہے[۱] جو سیدھا دل پر جا کر لگتا ہے اور بھی احادیث ہیں، اس لئے بہت زیادہ احتیاط ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۰/۵/۷ھ

مدرسۃ البنات سے متعلق بعض سوالات

سوال: - کیا سلف نے دینی مدرسہ عورتوں اور بچوں کے متعلق قائم کیا ہے؟

(۲) اس دور میں جبکہ طلباء و طالبات اسکولوں و کالجوں میں داخل ہوئے دینی مدارس کا قیام درست ہے؟

(۳) ایسے مدرسہ میں بغیر محرم کے قیام شرعاً کیسا ہے؟

(۴) اس وقت کوئی مدرسہ ایسا قائم کریں جہاں بچیاں قیام کر کے تعلیم حاصل کر سکیں۔ نیز دین کی حفاظت لڑکیوں میں کس طرح ممکن ہے؟

(۵) لڑکیوں کا وعظ کرنا بذریعہ لاؤڈ اسپیکر کیسا ہے؟

(۶) عورتوں کی اصلاح کا بہترین طریقہ اس زمانہ میں کون سا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) سلف صالحین میں بچوں کو دینی تعلیم دینے کا عام رواج تھا کہ ماں باپ یا دیگر اعزہ

---

[۱] قال النبی ﷺ اَلنَّظْرَۃُ سَھْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِھَامِ اِبْلِیْس الحدیث (الترغیب والترھیب ص۷۴/ ج ۱/ لابن جوزی، رقم الحدیث ۳۸/ مطبوعہ بیروت، المستدرک للحاکم ص ۳۴۹/ ج۴/ رقم الحدیث ص ۷۸۷۵/ دارالکتب العلمیۃ بیروت، مجمع الزوائد ص ۱۲۲/ ج۸/ کتاب الادب، باب غض البصر دارالفکر، رقم الحدیث ص ۱۳۹۴۶/)

ترجمہ: - نظر ابلیس کے تیروں میں سے زہر آلود تیر ہے۔

خود تعلیم دیا کرتے تھے۔ ان کے لئے مستقل مدارس یا ادارے نہیں تھے[1]۔

(۲) غلط تعلیم اور اس کے اثرات سے بچوں کو روکنے اور محفوظ رکھنے کیلئے اب بھی یہی صورت اختیار کی جائے کہ جب تک سیانی نہ ہوں ان کی تعلیم کیلئے مستقل ادارہ بھی کھولا جا سکتا ہے جس میں ان کی تعلیم بھی ہو اور تربیت بھی ہو۔ غیر دینی تعلیم ہر حال میں مضر ہے[2]۔

(۳) چھوٹی اور ناسمجھ بچیاں بغیر محرم کے بھی پڑھنے کیلئے آسکتی ہیں جبکہ کوئی خطرہ نہ ہو۔

(۴) ہمارے اطراف میں بیشتر مستورات اپنے اپنے مکانات میں بچوں کو تعلیم دیتی ہیں، مگر جس طرح بیرونی لڑکوں کیلئے قیام وطعام اور وظائف کا انتظام ہے کہ وہ دور دراز سے آکر رہتے ہیں اور کئی کئی سال قیام کر کے پورا درس پڑھ کر عالم وفاضل ہوکر جاتے ہیں۔ یہ صورت لڑکیوں کیلئے نہیں ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔

(۵) لڑکی جب بالغہ ہو جائے یا قریبُ البلوغ ہو تو اس کو مستورات میں اس طرح وعظ کہنا کہ اس کی آواز نامحرم مرد بھی سنتے ہوں نہیں چاہئے[1]۔

(٦) عورتوں کے شوہر والد، چچا، بھائی، ماموں سب ہی فکر کر کے ان کی تعلیم وتربیت

---

[1] ان المرأة اذا تعلمتها توصلت بها الی اغراض فاسدة وامکن توصل الفسقة الیها علی وجه السرع وابلغ واخدع من توصلهم الیها بدون ذلک فانه وان کان فیها مصالح الا یکره تعلیم النساء الکتابة، مطبوعه دار المعرفة بیروت، شامی نعمانیه ص۲/٦٦٥، باب النفقة، قبیل مطلب فی فرض النفقة، اصلاح خواتین ص۲۵۷، لڑکیوں کو انگریزی اور جدید تعلیم، مطبوعه اداره افادات اشرفیه هتهوره بانده،

[2] اصلاح خواتین ص ۲۷۱، زنانه اسکول میں تعلیم کا ضرر، مطبوعه اداره افادات اشرفیه هتهوره بانده،

[1]...... نغمة المرأة عورة وتعلمها القرآن من المرأة احب قال علیه الصلوة والسلام التسبیح للرجال والتصفیق للنساء فلا یحسن ان یسمعها الرجل (شامی کراچی ص۱/۴۰٦، باب شروط الصلوة، مطلب فی ستر العورة، النهر الفائق ص۱/۱۸۳، باب شروط الصلوة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر کوئٹه ص۱/۲۷۰، کتاب الصلوة، باب شروط الصلوة)

کیلئے کوشش کریں، اپنے طور پر ان کو پڑھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت ہی فائدہ ہوگا۔ مگر یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب ان کے مردوں میں بھی علم واخلاق کی روشنی موجود ہو اور ان کو فکر بھی ہو۔ اگر وہ خود ہی بے بہرہ ہوں تو کیا فکر کریں گے اور کیا تعلیم وتربیت کرسکیں گے، وہ تو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھیج کر تباہ ہی کریں گے۔ اس لئے مردوں میں دینی اخلاق وفکر پیدا ہونا ضروری ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

کتنی عمر کی بچی مدرسہ میں پڑھ سکتی ہے؟

سوال: ۔کتنی عمر تک کی بچیوں کو مکاتب عربی مدارس میں دینی تعلیم دی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چھ سات سال تک کی بچیوں کے لئے تو کچھ مضائقہ نہیں وہ بھی جبکہ بداخلاقی نہ سیکھیں۔ ان کی پوری نگرانی کی جائے۔ آٹھ نو سال کی بچیوں کو لڑکوں کے مکتب مدرسہ میں آنے سے روک دیا جائے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۵/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۵/۹۲ھ

---

[۲]...... مستفاد: ولا یحضرن الجماعات لقوله تعالیٰ وقرن فی بیوتکن ولا نه لایؤمن الفتنة من خروجهن اطلقه (الی قوله) الفتوی الیوم علی الکراهة فی الصلاة کلها لظهور الفساد ومتی کره حضور المسجد للصلاة فلان یکره حضور مجالس الوعظ خصوصا عند هؤلاء الجهال الذین تحلو بحلیة العلماء أولی (بحر کوئٹہ ص ۳۵۸/ ۱ باب الامامة، فتح القدیر ص ۳۶۶/ ۱، باب الامامة، دارالفکر بیروت، الدر المنتقی مع المجمع ص ۱۶۴/ ۱، کتاب الصلوة، فصل فی الجماعة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

معلمین کے ساتھ معلمات کا تقرر اور سیانے بچے بچیوں کی یکجائی تعلیم

سوال: -ایک اسلامیہ اسکول جس کا سارا انتظام مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، اس میں معلموں کے ساتھ معلمات کا تقرر درست ہے یا نہیں اسی طرح دس سال یا زائد عمر کے بچے بچیوں کی یکجائی تعلیم کا کیا مسئلہ ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اسلامیہ اسکول میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو معلّمہ کی حیثیت سے مقرر کرنا شرعاً درست نہیں۔ اسی طرح سیانی لڑکیوں کو لڑکوں کے اسکول میں داخل کرنا جائز نہیں۔ دس سال کی لڑکی (حسب سوال سائل) کو ہرگز ایسے اسکول میں داخل نہ کیا جائے اس میں سخت فتنہ ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۸/۱۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] اصلاح خواتین ص ۲۷۱/ زنانہ اسکول میں تعلیم کا ضرر، مطبوعہ ادارہ افادات اشرفیہ ہتورہ باندہ، شامی نعمانیہ ص ۶۶۵/ ج ۲/ باب الحضانة، قبیل مطلب فی فرض النفقة لزوجة الغائب)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اصلاح خواتین ص ۲۷۱/ زنانہ اسکول میں تعلیم کا ضرر، مطبوعہ ادارہ افادات اشرفیہ ہتورہ باندہ، شامی نعمانیہ ص ۶۶۵/ ج ۲/ باب الحضانة، قبیل مطلب فی فرض النفقةالخ)اعلم انه لما كان الرجال يهيجهم النظر الى النساء على عشقهن و التوله بهن ويفعل بالنساء مثل ذالک و كان كثيرا مايكون ذالک سببا لان يبتغى قضاء الشهوة منهن على غير السنة الراشدة كاتباع من هى فى عصمة غيره او بلانكاح او من غير اعتبار كفاءة والذى شوهد من هذا الباب يغنى عما سطر فى الدفاتر اقتضت الحكمةان يسد هذا الباب،حجة الله البالغه ص ۱۱۵/ ج ۲/ ذكر العورات، مطبوعه مصر،

تعلیم کے لئے لڑکیوں کی تقریر لاؤڈ اسپیکر پر

سوال:- ہمارے یہاں شہر مالیگاؤں میں لڑکیوں کے دینی مدارس قائم ہیں جس میں دینی تعلیم دی جاتی ہے اور قرأت قرآن وغیرہ بھی سکھائی جاتی ہے، سال کے اختتام پر لڑکیوں اور عورتوں میں دینی جذبہ بیدار کرنے کیلئے ایک مخصوص عورتوں کا پردے کے پورے انتظام کے ساتھ ایک جلسہ منعقد کیا جاتا ہے، جس میں لڑکیاں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ تقریر، نظم، مکالمہ وغیرہ پیش کرتی ہیں، نیز مختلف مدارس کی لڑکیوں کا قرآن شریف کی قرأت میں مقابلہ بھی ہوتا ہے اور انعام بھی دیا جاتا ہے، ان جلسوں میں مردوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے جو ان کی تقریروں کو سنتے ہیں تو اس قسم کے جلسے کرنا اور لڑکیوں اور عورتوں کا جو اکثر بالغ ہی ہوتی ہیں، لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ تقریر کرنا از روئے شرع درست ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نوعمر لڑکیوں کو اس طرح جلسہ کرنا بظاہر ان کی تعلیمی ترقی اور غیر تعلیم یافتہ مستورات میں تعلیمی ترغیب کا ذریعہ بھی ہے ان کو معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں مافی الضمیر کے ادا کرنے کا سلیقہ بھی پیدا ہوتا ہے، تقریر کی مشق بھی ہوتی ہے مگر ساتھ ہی اس میں فتنے بھی ہوتے ہیں خاص کر جب مردوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ لاؤڈ اسپیکر پر ان کی تقریر مکالمے سنتے ہیں اور دلچسپی لیتے ہیں اور نظمیں بھی ترنم کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ خود عورتوں کا جمع ہونا مستقل فتنہ ہے۔ اسی وجہ سے تقریبات خاندان میں بھی شرکت کی ان کو اجازت نہیں دی جاتی۔ اگر شوہر اجازت دے تو وہ بھی ماخوذ ہوگا۔ فتنوں کا علم جگہ جگہ کے خطوط سے بھی ہوتا رہتا ہے، جو بصورتِ استفتاء آتے ہیں۔ اگر چھوٹی بچیاں ہوں ان میں فتنہ نہیں۔ بڑی لڑکیوں کا حال دوسرا ہے ان کو اس طرح نہ تعلیم دی جائے نہ تقریر کرائی جائے۔ ویمنعھا من زیارة

الاجانب وعیادتهم والولیمة وان اذن کاناعاصیین اھ درمختار۔قوله والولیمة ظاهره ولوکانت عندالمحارم لانهاتشتمل علیٰ جمع فلا تخلوامن الفسادعادةاھ شامی ص٦٦٥ ر ج ٢ ر[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٢٤ر٣ر٩١ھ

نرسری اسکول اور عیسائی معلمات

محترم جناب مفتی صاحب! ....سلام مسنون

سوال:- سائلہ کی استدعاء ہے کہ امورمندرجہ ذیل میں شریعت حقہ کی روشنی میں رائے عالی سے مطلع فرمائیں۔

برائے بنات ایک قومی تعلیمی ادارے کی خدمت انتظامیہ ایک نسواں کمیٹی کے سپرد ہے جس کی خدمت صدارت میں اٹھارہ سال سے انجام دے رہی ہوں اور پورے زمانۂ خدمت میں ادارہ کے تمام امورمتعلقہ حدودشریعت پاک کی روشنی میں ترک واختیارکرنے کی کوشش کی گئی۔ادارۂ مذکورہ سے متعلق شعبہ تربیت گاہ اطفال بھی قائم ہے جس میں ٣رتا چھ٦ رسال تک بچوں کوابتدائی معلومات دین ودنیا کی بابت کھیل ہی کھیل میں ضروری اموزذہن نشین کرادیئے جاتے ہیں۔نصاب تربیت پوری چھان بین کے بعدسائلہ مرتب کرتی ہے اور روزکا کارخدمت مشاہدہ میں رہتاہے۔شعبہ مذکورکی خدمت تربیت کے لئے ایک معلّمہ ادارۂ مذکورکی تعلیم پائی ہوئی اوردوسری عیسائی لیڈی انجام دے رہی ہے دوسری مسلم معلّمہ باوجود

[1] درمختار مع الشامی ص٣٢٤ر ج٥ر مطبوعه زکریا دیوبند، باب النفقة، قبیل مطلب منع النساء من الحمام، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص١٨٧/ ٢، باب النفقة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص١٩٥/ ٤، باب النفقة،

تلاش وکوشش کے میسر نہ ہوئی جوملیں وہ انتہائی آزادخیال، بے پردہ، ہندواداروں کی سند یافتہ، ناتجربہ کارلڑکیاں تھیں، اس لئے عیسائی معلّمہ کوترجیح دی گئی کہ وہ نسبتاً بہتر اخلاق پرورش اطفال سے واقف، ماہرنفسیات خانہ دارا ورسن رسیدہ ہیں۔ مقصودتقرریہ بھی ہے کہ ادارے کی معلمات دوسرے اداروں میں جا کرطریقۂ تربیت سیکھنے کے بجائے اپنے ادارے میں رہ کرضروری باتیں سیکھ لیں اورکام خودسنبھال سکیں، مختصریہ کہ عیسائی معلّمہ قطعاً آزادنہیں ہیں، بلکہ حدودمتعین کے اندرکام کررہی ہیں، ایسی صورت میں احکام شریعت کیا ہیں، مطلع فرمائیے، یعنی ان سے خدمت لیجاسکتی ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس سے بڑی مسرت ہوئی کہ اس ادارہ کے تمام امورمتعلقہ حدودشریعت پاک کی روشنی میں ترک واختیارکرنے کی کوشش کی گئی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اورزیادہ پابندی کی توفیق دے، معلّمہ موصوفہ عیسائی کےتقررکے وقت بھی تواولاً یہی کوشش کی گئی ہوگی اب کیاوجہ پیش آئی کہ اس کے متعلق استفسارکیاجارہاہے کیاوقت تقرراس مسئلہ کی تحقیق نہیں کی گئی اوربلاتحقیق معصوم بچوں کی تربیت وتعلیم کومعلّمہ موصوفہ کے سپردکردیا گیا۔ مسلم معلّمہ جوملیں تووہ بے پردہ انتہائی آزادخیال ملیں۔ کیامعلّمہ موصوفہ پردہ نشین اورپابندخیال ہیں؟

جناب نے معلّمہ موصوفہ کے اخلاق کوبہترفرمایاہے، توکیاکفرکے ساتھ بہتراخلاق جمع ہوسکتے ہیں[۱] شایداخلاق سے مرادشرعی اخلاق نہیں بلکہ عرفی اخلاق ہیں سب سے ہنس بول کر

---

[۱] عن ابی هريرة مرفوعاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَايَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَافِقْهٌ فِي الدِّيْنِ رواه الترمذی (مشکوٰۃ ص ۳۴/ ج ۱ / کتاب العلم، مطبوعه یاسرندیم دیوبند)

ترجمہ:۔منافق میں دوخصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں (۱) حسن اخلاق (۲) اوردین کی سمجھ۔

ملنا چکنی چپڑی باتیں بنالینا مراد ہے۔ ورنہ شریعت مقدسہ میں اخلاق نام ہے اتباع سنت کا یعنی اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں حضورِ اکرم ﷺ کی پیروی کرنا تو[۲] یہ چیز کسی غیر مسلم سے نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حضورِ اقدس ﷺ پر اس کا ایمان ہی نہیں تو پیروی کا کیا محل ہے؟

فطری بات ہے کہ استاد کے جذبات وخیالات شاگردوں کے دلوں پر اثر انداز ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہندو اداروں کی سند یافتہ معلمات کے متعلق آپ کو خود شکایت ہے۔ انگریز استاد کے اثرات بھی جو کچھ طلباء پر پڑتے ہیں وہ آج کسی سے مخفی نہیں حتی کہ اگر کوئی ہندو یا عیسائی خالص مذہب اسلام کی تعلیم دے اور اس کو آزاد نہ چھوڑا جائے۔ بلکہ اس کے لئے حدود متعین کردی جائیں جیسا کہ معلّمہ موصوفہ کے متعلق ادارۂ موصوفہ میں کیا گیا ہے تب بھی اس کے قلبی اور دماغی اثرات ضرور پڑیں گے، جن عیسائیوں نے قرآن پاک کی تفسیر یا حدیث شریف کی تشریح کی وہ ان کے اندرونی اثرات سے خالی نہیں بلکہ جو ڈکشنری لکھی اس میں وہ اثرات موجود ہیں بڑے سمجھدار آدمی کو استاد کے جذبات سے متأثر ہوئے بغیر بچنا دشوار ہوتا ہے۔ اور یہ کوئی ایسی حقیقت نہیں جس کو ثابت کرنے کے لئے دلائل کی حاجت ہو بلکہ اس کا مشاہدہ سب کو ہے، اپنے دین کی حقیقت سے ناواقفیت یا تاثر سے بچے رہنے کے زعم باطل میں گرفتار ہونے کی وجہ سے کوئی انکار کرے تو اس سے وہ اصل حقیقت باطل نہیں ہوگی۔

نصاب تربیت اگر محض اپنی رائے اور بصیرت سے چھان بین کر کے تجویز و متعین کیا جاتا ہے تو اس کے متعلق اتنی گذارش ہے کہ اپنی رائے کو معیارِ حق نہ بنایا جائے، بلکہ جو حضرات کتاب وسنت کے ماہر ہیں کہ انہوں نے سب طرف سے کٹ کر کتاب وسنت ہی کی

[۲] قال قتادة فی تفسیر اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ هو ماكان يأتمر به من امر الله وينتهي ممانهى الله عنه (قرطبی ص: ۲۱۰، ج: ۹، الجزء الثامن عشر، سورۂ نون والقلم آیت: ۴، مطبوعه دارالفکر بیروت)

خدمت کے لئے اپنے کووقف کر دیا ہے اور ہر حکم کے درجہ کو پہچانتے ہیں، اور حدیث پاک کے متن اورشروح پرنظر رکھتے ہیں۔ قرآن شریف اوراس کی تفسیر سے خوب واقف ہیں اورآ ثارصحابہ ان کے سامنے ہیں، ائمہ مجتہدین کے تخریج کردہ مسائل کاوسیع مطالعہ رکھتے ہیں اوران کے طرق استنباط واستدلال کوبھی اچھی طرح جانتے ہیں اوران کی تمام ترجدوجہد اعتقادی، عملی اخلاقی، معاشرتی زندگی کی آنحضرت ﷺ کے فرمان کے تحت اصلاح کرنا ہے اوراتباع سنت، مسائل فقہ پرعمل، تزکیۂ اصلاح باطن کی بدولت اللہ پاک نے ان کوخشیت، تقویٰ، احسان کی دولت سے مالامال فرمایا ہے ان کے مشورہ سے استفادہ کی بے حدضرورت ہے۔ یہ چندسطورتحریر سے ضمناً متعلق تھیں اب اصل سوال کا جواب عرض ہے۔

قرآن پاک میں ہے: یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ الَاتَتَّخِذُوْاالْیَھُوْدَوَالنَّصَارٰی اَوْلِیَاءَ ای **لاتعتمدواعليهم ولاتعاشروهم معاشرةالاحباب بَعْضُھُمْ اَوْلِیَاءَ بَعْضٍ ايماء الٰی علة النهی يعنی انهم متفقون علٰی خلافكم واضراركم وتوالی بعضهم بعضاً لاتحادهم فی الدين وَمَنْ یَتَوَلَّھُمْ مِنْکُمْ يعنی عبدالله بن ابی فَاِنَّهٗ مِنْھُمْ يعنی كافرمنافق. عن عياض ان عمرؓ امراباموسیٰ الاشعری ان يرفع اليه مااخذو ما اعطیٰ فی اديم واحدوكان له كاتب نصرانی فرفع اليه ذٰلك فعجب عمرؓ وقال ان هٰذا الحفيظ بل انت قاری لناكتاباً فی المسجدجاء من الشام فقال انه لايستطيع ان يدخل المسجدقال عمراجنب قال لابل نصرانی قال فهزنی وضرب فخذی ثم قال اخرجه ثم قرألاتتخذوااليهودوالنصاریٰ اولياء اخرجه ابن حاتم والبيهقی فی شعب الايمان وجازان يكون قوله تعالیٰ ومن يتولهم منكم فانه منهم مبنياعلی التجوزای من يتولهم فهوفاسق والفاسق يشابه الكافروالغرض منه التشديدفی مجانبتهم اه تفسيرمظهری**[1] **ان هٰذاالعلم دين فانظرواعمن تأخذون دينكم ای**

---

[1] تفسیرمظہری ص۱۲۵/تا۱۲۶/ج۳/، مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ، سورۂ مائدہ، آیت: ۵۱،

الدین لایؤخذالامن اؤتمن علیٰ دینه ا ھ شرح مسلم[۲]

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ عیسائی کو ولی بنانا جائز نہیں یعنی اس پر اعتماد کرنا اور اس کے ساتھ احباب جیسا معاملہ کرنا درست نہیں۔

نیز حضرت عمرؓ نے عیسائی سے خط پڑھوانا بھی گوارہ نہیں کیا اور جب تک کسی شخص پر دینی اعتماد نہ ہو۔یعنی شریعت مقدسہ کے نزدیک اس کا دین قابل اعتماد نہ ہو اس سے علم نہیں حاصل کرنا چاہیے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ معصوم بچوں کو معلّمہ موصوفہ کے سپرد کرنا اس بناء پر کہ وہ تربیت کا سلیقہ رکھتی ہیں اور بچوں کو صاف ستھرا رہنے اور مکان پر جا کر سب کو جداگانہ سلام کرنے کا طریقہ بتا دیتی ہیں درست نہیں اور یہ چیز بچوں کے حق میں زہر قاتل ہے گو وہ زہر ابھی ہر ایک کو نظر نہیں آتا مگر اس کے جراثیم ابھی سے بچوں میں پیدا ہو کر پرورش پاتے ہیں اور غیر شعوری طور پر ان کے قلب ودماغ اثر قبول کرتے ہیں۔پھر جبکہ معلّمہ موصوفہ پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے اور وہ ماہر نفسیات بھی ہیں تو اگر وہ اپنے مذہب کی پابند ہیں تو ان کی دوڑ دھوپ زیادہ سے زیادہ اس لئے ہوگی کہ آہستہ آہستہ بچوں پر بلکہ تمام ادارے پر اپنا مذہبی رنگ جمائیں۔

اگر وہ اپنے مذہب کی پابند نہیں تو غور کریں کہ جو اپنے مذہب سے آزاد ہے وہ دوسروں کے مذہب کا خیال کیا کرے گی؟ بلکہ وہ تو چاہے گی کہ میری طرح سب ہی آزاد ہو جائیں میڈیکل کالج کی نرسیں بھی بہت سلیقہ شعار اور ماہر نفسیات ہوتی ہیں مریضوں کو ان کے حوالہ کر دیا جاتا ہے وہ بہت ہوشیاری اور اخلاص کے ساتھ مریضوں کی خدمت کرتی ہیں۔ لیکن ۴۷ء سے پہلے کی بات ہے کہ لدھیانہ میڈیکل کالج سے ایک ہزار سے زائد لڑکیاں عیسائی بنا کر فرار کرادی گئیں کہ ان کے ورثاء باپ شوہر وغیرہ ملنے کیلئے گئے تو کہہ دیا کہ وہ تو

---

[۲] فتح الملهم شرح مسلم ص ۱۲۹/ج ۱/ مقدمه، باب بیان ان الاسناد من الدین الخ، مطبوعه اداره شرکت علمیه دیوبند)

یہاں سے صحت یاب ہوکر چلی گئیں (اخبارات میں تفصیل آئی تھی) اس لئے للہ ان معصوم بچیوں پر رحم کیجئے۔ فقط والسلام

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

باسمہٖ وبحمدہٖ:- محترم المقام جناب مفتی صاحب..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب استفتاء موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ کی سعادت عطا فرمائے اور ہم سب کو راہ حق پر چلنے کی توفیق واستقامت کے ساتھ آسانیاں بھی عطا فرمائے (آمین) جناب کی حتمی تحریر کے ذیل میں کچھ باتیں جواب طلب محسوس ہوئیں اس لئے دوبارہ عریضہ ارسال خدمت کر رہی ہوں متوقع ہوں کہ آپ اسے گستاخی پر محمول نہ فرمائیں گے۔

(١) شعبۂ تربیت گاہ اطفال قائم کرنے کی ضرورت کا احساس اس وجہ سے ہوا کہ قریبی عزیز واقارب نیز بیشتر مسلم گھرانوں کے بچے عیسائی تربیت گاہوں یا ہندو نرسری اسکولوں میں بھیجے جارہے تھے۔ جہاں کا پورا نظام تعلیم وتربیت انہیں کے عقائد اور ذوق کے مطابق ہے۔ لہٰذا معاونین کار کو مذکورہ نقصان کی نشاندہی کرتے ہوئے شعبۂ تربیت گاہ اطفال قائم کرنے کی ضرورت پر متوجہ کیا اور آمادگی بھی حاصل ہوگئی۔ تقرر معلّمہ کے ذیل میں انتہائی کوشش کی گئی کہ وہ مسلم اور کار منصب کی اہل بھی ہو۔ مگر جو مسلم لڑکیاں ملیں ان میں اتنی لچک بھی نہ پائی گئی کہ وہ ڈانس، ساز، گانے وغیرہ کا طریقہ بھی چھوڑ دیں اور دوسرے لادینی طریقوں میں ترمیم کر سکیں۔ عیسائی معلّمہ ہماری زیر ہدایت کار خدمت انجام دینے پر آمادہ ہوگئیں۔ گمان ہوا کہ ان کے پیش نظر حصول زر ہے اور شعبہ تربیت گاہ اطفال کی مسلم معلّمہ کے لئے ایک تجربہ کار مددگار کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اپنے اس ادارے میں رہتے ہوئے چھوٹے بچوں پر قابو حاصل کرنے کا طریقہ سیکھ کر آئندہ خود کام سنبھال سکیں اگر محض ناواقف کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے تو داخلے نہ ہوتے، بہرصورت مقصود مسلم بچوں کو لادینی اثرات سے بچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو میری نیت

کا بخوبی علم ہے، سیرت النبی جلد اول زیرِعنوان ''مذہبی انتظامات'' کے ذیل میں دیکھا کہ اسیران بدر میں جو لوگ فدیہ ادا نہ کرسکے ان کو حضور سرور کائنات ﷺ نے اس شرط پر رہا فرمادیا کہ وہ مدینہ میں رہ کر لوگوں کو لکھنا سکھادیں۔ نیز علماء کرام کا حکومت سے یہ مطالبہ بھی پیش نظر تھا کہ غیر دینی تعلیم اور لادینی نصاب والی درسگاہوں (جبریہ تعلیم) میں کچھ وقت دینی تعلیم کے لئے مخصوص کردیا جائے۔ اب میرے علم میں یہ چیز لائی گئی کہ کسی صاحب کو عیسائی معلّمہ کے تقرر پر دینی اعتراض ہے تو میں نے استفتاء روانہ خدمت کردیا تا کہ احکام حق کی روشنی میں یا تو اپنے غلط انتخاب کی اصلاح کرسکوں یا معترض صاحب کو مطمئن کرسکوں۔

(۲) نصاب تعلیم مرتب کرنے کی چھان بین سے میری مراد مشہور و معروف امور کے علاوہ اجتہادی مسائل میں اخلاص اور دینی بصیرت رکھنے والے علماء کرام کی تحقیق و تفتیش سے فائدہ اٹھانا ہے۔ اپنی رائے کو معیار حق ماننے سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔

طالب دعاء............۲۵/ستمبر ۵۸ء

الجواب حامداً ومصلیاً

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دینی تحقیق کے سلسلہ میں اللہ جل شانہ کی مرضی کا دریافت کرنا اور اس پر عمل کرنا ہر ایک کے ذمہ ضروری ہے اس کو گستاخی پر کیوں محمول کیا جائے۔ تربیت اطفال کی ضرورت بدیہی ہے اور لادینی اداروں کی مضرت بھی بالکل واضح ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلم معلّمہ بھی دینی تربیت کے لئے دستیاب نہیں ہوتی جس کی جناب کو بھی شکایت ہے، اس پر تعجب ہے کہ ۱۸/ سال سے خدمت صدارت جناب کے سپرد ہے مگر اس مدت میں پوری جدوجہد کے باوجود ایسی دو معلّمہ بھی اس ادارہ میں کامیاب نہیں ہوسکیں، جن سے اس ادارہ میں کام لیا جاسکے، عدم جواز کی دلیل احقر گذشتہ تحریر میں قرآن پاک وحدیث شریف، حضرت

عمر فاروقؓ کے عمل سے پیش کر چکا، لہٰذا اس کے متعلق تو اب کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جواز کے لئے گنجائش جناب نے جس دلیل سے نکالی ہے اس کا حاصل دو چیزیں ہیں۔ ایک اسیران بدر کا واقعہ، دوم موجودہ علماء کی سعی اور حکومت سے مطالبہ۔

امر اول:- کے متعلق غور کریں کہ اسیران بدر سے جو فدیہ لیا گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیا اس کو پسند فرمایا یا نبی کریم ﷺ کو اس چیز پر کوئی دوسری چیز ارشاد فرمائی، اور خود حضور اکرم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا کہ عذاب بالکل قریب آ گیا تھا، اگر عذاب ہوتا تو عمر کے علاوہ کوئی اور نہ بچتا۔[1] حضرت عمرؓ کی رائے فدیہ لینے کی نہ تھی بلکہ قتل کر دینے کی تھی، ایسے واقعہ سے استدلال کرنا کہاں تک برمحل تھا۔ نیز وہاں رسمُ الخط سیکھنا تجویز کیا گیا تھا[2] جیسے اور دوسری صنعتیں نجاری، حدادی وغیرہ نہ کہ دینی تربیت معصوم بچوں کی جن کو رسم الخط سیکھنا تھا وہ اپنا دین براہ راست آں حضرت ﷺ سے سیکھ کر اتنے پختہ ہو چکے تھے کہ ان پر کسی کے اثر کا خطرہ نہیں تھا۔ بلکہ کچھ مدت دینی ماحول میں رہ کر اسیران بدر خود بھی مسلمان ہی ہو گئے تھے[3]۔

---

[1] عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ جِئَ بِالْأُسَارٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَقُوْلُوْنَ فِي هٰؤُلَاءِ الأُسارٰى قصة طويلة ترمذى (وفى هامشه العرف الشذى) والقصةانه قال عمرؓ ان يقتل الاسارٰى وكان راى النبى صلى الله عليه وسلم وابى بكر الصديق المفادات فتمشى النبى صلى الله عليه وسلم على رايه وراى الصديق الاكبرؓ فعاتب اللّٰه فقال النبى ﷺ كان عذاب اللّٰه على رأس هذه الشجرة ولونزل لم ينج الاعمر الخ تزمذى شريف مع هامشه ص ١٠٣/ ج ١/ مطبوعه بلال ديوبند) ابواب الجهاد ،باب ماجاء فى المشورة،

[2] عن عامرقال اسررسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يوم بدرسبعين اسيراً وكان يفادى لهم على قدراموالهم وكان اهل مكة يكتبون واهل المدينة لايكتبون فمن لم يكن له فداء دفع اليه عشرة غلمان المدينة فعلمهم فاذاحذقوافهوفداء ه (طبقات ابن سعدص ٢٢/ ج٢/ مطبوعه دارالفكر بيروت ،غزوة بدر)

[3] وأسرمنهم سبعون وكان من افضل الاسرٰى العباس وعقيل بن ابى طالب ونوفل بن الحارث وكل هولاء اسلموابعدذالک وهم من بنى هاشم (السيرة النبوية ص٣٩٥/ ج ١/ باب مغازية صلى الله عليه وسلم، مطبوعه دارالقلم العربى حلب سوريا)

یہاں معصوم بچوں کی دینی تربیت ایک دشمن دین کے سپرد ہے وہ بچے خود دین سے ناواقف ہیں ان کے دین کا سنگ بنیاد دشمن دین کے قبضہ میں ہے بچوں کے دلوں میں اس کی دینی عزت ہے سب ادارہ اس کی دینی تربیت وواقفیت سے متأثر ومرعوب ہے تحصیل زر کے ساتھ اس کا اعزاز واکرام ترقی پر ہے۔ بچے سمجھتے ہیں کہ ہم کو دین اس نے سکھایا ہے یہ دین کی بڑی ماہر ہے، اخلاق اس نے ہم کو سکھائے ہیں یہ اخلاق کی بڑی ماہر ہے، حالانکہ وہ دین کی بھی دشمن ہے اور اخلاق کی بھی دشمن ہے، اس کے نتائج جو کچھ ہوں گے وہ نہایت خطرناک اور بچوں کے لئے بلکہ تمام ادارہ کے لئے بڑے مہلک ہوں گے۔

امر دوم:- علماء کی جدوجہد یہ نہیں ہے کہ مسلمان بچوں کو ہندو دینی تعلیم دیں۔ بلکہ جبریہ تعلیم کے پیش نظر جب بچے اسکولوں میں داخل ہونے پر مجبور ہیں اور اپنا ادارہ کوئی قابل اطمینان نہیں اور وہاں کا سارا ماحول غیر ہے تو کوشش کی گئی کہ اس مجموعی لادینی ماحول میں مسلمان بچوں کے لئے دینی تعلیم کا انتظام کیا جائے کہ جس قدر بھی مسلم معلم ان کے دین کی حفاظت کرسکیں غنیمت ہے، آپ کے ادارے میں سب کچھ دین ہی دین ہے تو وہاں عیسائی معلّمہ کو لاکر دین کی تربیت اس کے سپرد کرنا اور معصوم بچوں کا اس کو دینی استاد بنادینا ان بچوں کے دلوں میں بددینی کی بنیاد قائم کرنا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

احقر محمود غفی عنہ

۲۳/ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دلانا

سوال:- لڑکیوں کو اعلیٰ انگریزی تعلیم دلاکر سرکاری مدارس میں ملازم کرانے کے متعلق شرع اسلامیہ کا کیا ارشاد ہے۔ کیا ایسا شخص مسلمانوں کا مذہبی امام یا پیشوا بن سکتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نفس زبان سیکھنا فی حد ذاتہ شرعاً ممنوع نہیں[1] لیکن آجکل انگریزی پڑھنے والوں پر ماحول کا اتنا بُرا اثر پڑتا ہے کہ وہ اپنے اقوال، افعال، وضع قطع، کو بالکل شریعت کے خلاف کر لیتے ہیں حتیٰ کہ ان کے عقائد تک مسخ ہوجاتے ہیں مسائل شرعیہ نماز، روزہ، تلاوت قرآن وغیرہ کا مذاق اُڑاتے ہیں بہت سے لامذہب مادہ پرست ہوکر قادر مطلق کی ذات وصفات کا انکار کر بیٹھے ہیں اس لئے ان مفاسد کے پیش نظر شرعی نقطۂ نظر سے انگریزی تعلیم کو مخرب عقائد اور مفسد اعمال کہا جاتا ہے لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دلانے میں مفاسد مذکورہ کے علاوہ کچھ اور بھی شرمناک اور ناقابل بیان خرابیاں موجود ہیں جو کہ اہل زمانہ پر بخوبی روشن ہیں اس لئے اس سے کلی اجتناب لازم ہے خصوصاً مذہبی مقتداء کو کہ ایسے شخص کے فعل سے عوام استدلال کرتے ہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٣/١١/٥٦ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ٥/ذیقعدہ ٥٦ھ

---

[1] عن زید بن ثابت مرفوعاً قَالَ اَمَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ اَتَعَلَّمَ لَہٗ کَلِمَاتٍ مِنْ کِتَابِ یَھُوْد وَقَالَ اِنِّی وَاللّٰہِ مَا آمَنُ یَھُوْدَ عَلٰی کِتَابِی قَالَ فَمَامَرَّبِی نِصْفُ شَھْرٍ حَتّٰی تَعَلَّمْتُہٗ لَہٗ قَالَ فَلَمَّا تَعَلَّمْتُہٗ کَانَ اِذَا کَتَبَ اِلٰی یَھُوْدَ کَتَبْتُ اِلَیْھِمْ وَاِذَا کَتَبُوْا اِلَیْہِ قَرَأْتُ لَہٗ کِتَابَھُمْ (ترمذی شریف ص ١٠٠ / ج ٢ / ابواب الاستیذان والآداب عن رسول اللہ ﷺ، باب فی تعلیم السریانیۃ، مطبوعہ بلال دیوبند)

ترجمہ:- مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ یہود کی کتاب سے کچھ کلمات سیکھ لوں اور ارشاد فرمایا قسم بخدا مجھکو یہود پر ان سے اپنے لکھوانے پر اطمینان نہیں پس آدھا مہینہ نہیں گذرا کہ میں نے اسکو سیکھ لیا اور میرے سیکھنے کے بعد آنحضرت ﷺ ان کے پاس کچھ لکھنے کا ارادہ فرماتے تو میں ہی لکھتا تھا اور وہ (یہود) جب آنحضرت ﷺ کے پاس لکھ کر بھیجتے تو ان کا خط میں ہی پڑھ کر سناتا تھا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لڑکے اور لڑکیوں کی ہندی، انگریزی تعلیم کا ممبر بننا

سوال:-شبلی کالج جس میں انگریزی اور ہندی کی ہی تعلیم ہوتی ہے۔ اسی طرح نسواں ہائی اسکول میں انگریزی اور ہندی کی تعلیم دی جاتی ہے۔اس کا ممبر بننا فتویٰ اور تقویٰ کی رو سے کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کالج یا اسکول میں خلاف اسلام تعلیم ہوتی ہے۔عقائد، اعمال، اخلاق سب غلط ذہن نشین کرائے جاتے ہیں۔اس کا ممبر بننا اور تقویت پہونچانا ہرگز جائز نہیں[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۴/۴/۸۸ھ

نیم عریاں لباس، اسکول میں لڑکیوں کو تعلیم دینا

سوال:-ہمارے اطراف میں عموماً بے پردگی ہے، جوان لڑکیاں بے محابہ عریاں لباس پہن کر اسکول کالج میں آتی جاتی رہتی ہیں، بعض خال خال گھرانوں ہی میں کچھ پردہ کا رواج ہے۔ایسی حالت میں ایک عالم صاحب نے اسکول میں تقریر کرتے ہوئے یہ کہد یا کہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [1] هذا متأكد في حق العلماء ومن يقتدى به فلايجوز لهم ان يفعلوا فعلاً يوجب سوء الظن بهم وان كان لهم فيه مخلص لان ذالك سبب الى ابطال الانتفاع بعلمهم (فتح الباری ص ۸۱۶/ ج ۴/ باب الاعتكاف،باب هل يخرج المعتكف لحوائجه الى باب المسجد ، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه المكرمة)

(حاشیہ صفحہ هذا) [1] وَلَاتَعَاوَنُوْاعَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ سورة المائدة الآية ۲/.

ترجمہ:-اور گناہ وزیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو (بیان القرآن)

موجودہ دور کے تقاضے کے مطابق مسلمان لڑکیوں کو بھی ایس۔سی۔سی (یعنی اسکول کالج میں جونیم فوجی تربیت دی جاتی ہے) سکھلانا جائز ہے۔ان کا یہ فرمانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ آج کل جو برادرانِ وطن اسکول کالج میں سرسوتی پوجا وغیرہ کرتے ہیں اس میں مسلمان طلباء کا چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ مولانا موصوف کی اس تقریر سے دیندار عوام میں شک وتردد پیدا ہوگیا ہے اور غیر دیندار مسلمانوں کے رجحان کی تائید ہوتی ہے جس سے عوام میں کچھ کشمکش پیدا ہوگئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو بات انھوں نے فرمائی ہے وہ موجودہ دور کی سیاسی بات ہے شرعی حکم نہیں ہے۔ شریعت نے تو عورتوں کو بے پردگی اور عریانی سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے[1] بلکہ پردہ کے ساتھ خوشبو لگا کر مکان سے نکلنے کو بھی منع کیا ہے، اس کو زنا کی دعوت دینے والی قرار دیا گیا ہے۔ یہ حدیث صحاح میں موجود ہے[2]۔

اگر چندہ نہ دینے میں خطرہ ہو تو چندہ مانگنے والے کو دینے کی نیت سے دیدیا جائے، پھر وہ جس کام میں چاہیں گے خرچ کریں گے وہ ان کا فعل ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

ترجمہ:- اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے مطابق مت پھرو (بیان القرآن)

[2] اَنَّ الْمَرْأَةَ اِذَااسْتَعَطَّرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَاوَكَذَايَعْنِيْ زَانِيَةً (رواہ الترمذی مشکوۃ شریف ص۹۶/ج۱/ باب الجماعة وفضلها) ترمذی شریف ص۱۰۷/ج۲/ کتاب الادب، باب ماجاء فی کراهية خروج المرأة الخ، نسائی شریف ص۲۴۰/ج۲/ کتاب الایمان، باب مایکرہ للنساء من الطیب.

ترجمہ:- عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس پر گذرتی ہے تو وہ ایسی ویسی یعنی زانیہ ہے۔

طبیہ کالج میں داخلہ پردہ نشین لڑکی کے لئے

سوال:-میری ہمشیرہ مذہبی خاندان سے نہایت پاکیزہ اوراعلیٰ تعلیم یافتہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور غیر شادی شدہ، خوبصورت اور پردہ نشین ہے جو بمبئی میں مقیم ہے، یہ اعلیٰ تعلیم کے لئے طبیہ کالج اسپتال میں حکمت کے کورس میں داخلہ لینا چاہتی ہے۔ طبیہ کالج میں اکثر اساتذہ مرد ہیں اور طلبہ میں لڑکے اورلڑکیاں دونوں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔لڑکیاں کلاس میں برقعہ اوڑھ کر بیٹھیں تو سختی نہیں ہے مگر نقاب نہیں ڈال سکتیں، چہرہ کھلا رہے گا۔ بعد میں دو سال تک مریضوں پر عملی تشخیص بھی کرائی جائیگی جہاں مرد مریضوں کا معائنہ کرنا ضروری ہوگا۔ کیونکہ یہ کورس کا عمل ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ کافی بے پردگی ہے اورلڑکی یہ کورس حاصل کرنے کے لئے مجبور نہیں ہے۔ مقصد صرف ڈاکٹری حاصل کرکے اچھی جگہ شادی کرنی ہے، یہ دنیاوی حسن حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا اس لڑکی کا کالج میں داخلہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ رہا شادی کا معاملہ تو وہ قسمتی معاملہ ہے جو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے بس ترک اسباب نہ ہو۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمادیں کہ گورنمنٹ کے میڈیکل کالج میں جہاں اکثر اساتذہ اور طلبہ غیر مسلم ہیں اور تعلیم مخلوط ہے وہاں پر بے پردگی کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دلوانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے دیگر ڈگری کالجوں میں جہاں ایم،اے، وغیرہ کی ڈگری دی جاتی ہے لڑکیوں کو تعلیم دلوانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طریقۂ مذکورہ پر داخلہ لے کر تعلیم اور ڈگری حاصل کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ یہی حکم دیگر میڈیکل کالجوں کا ہے۔ لڑکوں اورلڑکیوں کی مخلوط تعلیم اور بے پردہ ملاقات، بودوباش مرد اساتذہ کا ان کو تعلیم دینا، ان کا مریض مردوں پر عمل تشخیص کرنا یہ سب چیز غلط ہے

ان سے پورا پرہیز لازم ہے[۱] شادی کا معاملہ جس طرح خدا کے ہاتھ میں ہے اسی طرح ہر معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۵/۹۰ھ

اپنی بیوی سے تعلیم حاصل کرنا

سوال:- کسی شخص کی بیوی تعلیم یافتہ ہے شوہر ان پڑھ ہے شخص مذکور اپنی بیوی سے تعلیم حاصل کرسکتا ہے یا نہیں کیوں کہ استاذ شاگرد کے حقوق کیسے ادا ہوں تحریر فرمادیجئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بیوی سے بھی دین حاصل کرسکتے ہیں جہاں تک استاذ ہونے کا تعلق ہے اس کا احترام کریں[۲] اور جہاں تک بیوی کا تعلق ہے دوسرا معاملہ بھی اس کے ساتھ درست ہے[۳]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۹/۱۳۹۱ھ

---

[۱] ویمنعها من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة وان اذن کاناعاصیین اه درمختار قوله والولیمة ظاهره ولو کانت عندالمحارم لانها تشتمل علی جمع فلاتخلومن الفسادعادة اه(شامی نعمانیه ص ٦٦٥/ج ٢/ باب النفقة، مطلب فی منع النساء من الحمام، حجة الله البالغه ص ١١٥/ج ٢/ باب ذکر العورات، مطبوعه مصر، البحر الرائق کوئٹه ص ١٩٥/ ٤، باب النفقة)

[۲] وینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذه وآدابه الخ الهندیة ص ٣٧٨/ج ٥/ کتاب الکراهیة، الباب الثلاثون فی المتفرقات، مطبوعه کوئٹه،

[۳] واعلم ان ترک جماعها مطلقا لایحل له صرح اصحابنا بأن جماعهااحیانا واجب الخ، شامی کراچی ص ٢٠٢/ج ٣/ باب القسم،

عورتوں کی اجلاس میں شرکت، تقریر وقراءت

سوال:- مسلم خواتین دینی اجتماعات منعقد کرسکتی ہیں یا نہیں؟ اور وعظ وتقریر کی مکلّف ہیں یا نہیں؟ عورت کی آواز بھی سترِ عورت بتائی جاتی ہے تو عورت وعظ وتقریر کس طرح کرے؟ اور جس وعظ وتقریر کو غیر محرم بھی سنیں تو کیا یہ جائز ہے؟ ہمارے یہاں رواج ہوگیا ہے کہ بعض خواتین جو کہ اونچے درجہ کی تعلیم یافتہ ہیں اور ان میں سے بہت سی خواتین شرعی پردے اور شرعی لباس کی پابند نہیں ہیں، جلسہ سیرت پاک وقراءت وغیرہ منعقد کرتی ہیں اور ان جلسوں میں خواتین کو مدعو کرتی ہیں۔ ایسا ہی ایک جلسہ مسجد شاہی خیریت آباد میں منعقد ہو رہا ہے، اشتہار چسپاں کئے جارہے ہیں۔ مسجد مذکورہ محصورہ ہے۔ حصہ مسجد کا بلند چبوترہ تقریباً ۸/ فٹ بلند ہے۔ چبوترہ پر مسجد کی اصل عمارت ہے اور صحن مسجد واقع ہے جو داخلِ مسجد ہے۔ وسیع وعریض بلند چبوترہ کے اطراف کی زمین جو محصور ہے وہ مسجد ہی کی چہار دیواری ہے اسی بلند چبوترہ پر جلسہ منعقد ہوتا ہے، جلسہ گاہ کو شامیانے وغیرہ سے گھیرا جاتا ہے۔ حصارِ مسجد کے باہر بعض مکانات بلند (دومنزلہ) غیر مسلموں کے ہیں۔ یہاں سے مسجد محصور اور صحن مسجد بھی نظر آتا ہے۔ جلسہ مذکورہ کی شرکاء خواتین کی تعداد ایسی بھی رہی جو مسجد کے محصورہ علاقہ کے باب الداخلہ سے جلسہ گاہ کے شامیانے تک بے پردہ گئیں اور واپس ہوئیں۔ کیا خواتین کے ایسے اجتماعات (جو اشتہارِ منسلکہ سے ظاہر ہے اور جس کی صراحت اوپر کی گئی ہے) جائز ہو سکتے ہیں؟ شرعی طور پر رہنمائی فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شریعت نے عورتوں کو پردہ کی بہت تاکید فرمائی ہے[1] ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ

---

[1] يٰآَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (سورة الاحزاب آیت ۵۹/)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ مکان سے باہر نکلتی ہے تو شیطان جھانکتا ہے[٢] ایک حدیث میں ہے میں نے اپنے بعد مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ مضر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا[٣] ایک حدیث میں ہے کہ جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے قریب سے گذرتی ہے وہ ایسی ہے[٤] یعنی بدکاری کی دعوت دینے والی ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ نظر شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے[٥] جو سیدھا دل پر جا کر لگتا ہے۔اس لئے بلا ضرورت عورت کا مکان سے نکلنا منع ہے اگر چہ وہ پردہ کے ساتھ نکلے[٦] ضرورت پر جب کہ بغیر مکان سے نکلے کام نہ چلے تو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... **ترجمہ**:- اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجئے کہ نیچی کرلیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں (بیان القرآن)

(حاشیہ صفحہ ھذا) ٢ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطٰن (مشکوٰۃ ص ۲۶۹ / ج ۲ / باب النظر الی المخطوبة مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:-عورت پردہ کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے شیطان اچک اچک کر دیکھتا ہے۔

٣ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ مَرْفُوْعاً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاتَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ (مشکوٰۃ ص ۲۶۷ / ج ۲ / کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبة)

ترجمہ:- میں نے اپنے بعد مردوں پر کوئی فتنہ عورتوں سے زیادہ ضرر رساں نہیں چھوڑا۔

٤ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى مَرْفُوْعاً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَاَنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يعنى زانية (مشکوٰۃ ص ۹۶ ج ۱ باب الجماعة وفضلها)

ترجمہ:- ہر آنکھ زانیہ ہے اور عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس پر گذرتی ہے تو وہ ایسی ویسی یعنی زانیہ ہے۔

٥ قال النبی ﷺ اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْس (الترغيب والترهيب ص ۴۷ / ج ۱ / لابن جوزی ، فصل فی علامة الایمان، مطبوعه بیروت رقم الحدیث ص ۳۸ /)

ترجمہ:-نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے۔

٦ ویمنعها من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة وان اذن کاناعاصیین اه درمختار قوله والولیمة ظاهره ولو کانت عندالمحارم لانها تشتمل علی جمع فلاتخلو من الفسادعادة ا ه(شامی نعمانیه ص ۶۶۵ / ج ۲ / وشامی زکریا ص ۳۲۴ / ج ۵ / باب النفقة، مطلب فی منع النساء من الحمام، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۹۵ / ۴، باب النفقة، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۱۸۷ / ۲ ، باب النفقة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

میلے کچیلے کپڑے پہن کر پردہ کے ساتھ نکلنے کی گنجائش ہے، اس طرح کہ مہکتی خوشبو نہ ہو، کوئی چیز جاذبِ نظر نہ ہو، پھر ضرورت پوری ہونے پر فوراً واپس آ جائے، دین سیکھنے اور مسائل معلوم ہونے کا مکان پر اگر انتظام نہ ہو سکے تو دینی ضرورت کی خاطر بھی پردہ کے ساتھ نکل سکتی ہے۔ ضرورت کی چیز کوئی لانے والا نہ ہو مثلاً پانی وغیرہ تب بھی اس طرح نکل سکتی ہے۔ الحاصل تفریح وسیر کے لئے، شہریوں کی ملاقات کے لئے، خوش طبعی کی محفلوں کے لئے، رسمی جلسوں کے لئے نکلنے کی اجازت نہیں۔ بے پردہ نکلنا تو ہر صورت میں ناجائز ہے۔ پھر مسئولہ جلسہ میں تو مسئولہ طریقہ پر سخت قسم کا فتنہ ہے جس میں تقریر وقراءت کی آواز بھی نامحرم تک پہونچتی ہے، اس میں صورت بھی دکھاتی ہیں اور عورتیں بھی ہر قسم کی ہوتی ہیں اور جلسے دین کے نام پر کئے جاتے ہیں اس لئے ہرگز اجازت نہیں۔ اگر یہ جلسہ جس کا اشتہار آپ نے بھیجا ہے محض مردوں کا جلسہ ہوتا تب بھی بہت سے غیر شرعی امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔ پھر عورتوں کیلئے اس کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴/۶/۹۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم

علمی اصطلاحات اور عبارت کا حل

تحریر یا تقریر کے ختم پر واللہ اعلم

سوال:- زید کی عادت ہے کہ خط لکھتے وقت نیز مسئلہ کا جواب لکھتے وقت خط کے ختم پر لکھتا ہے واللہ اعلم اور یہ کلمہ بطور ختم کی نشانی کے لکھتا ہے کہ اس کلمہ کو دیکھ کر سمجھ لیا جائے کہ بات ختم ہوگئی تو زید کا یہ طریقہ شرعاً کیسا ہے، اسی طرح سبق کے ختم پر کہتا ہے کہ واللہ اعلم جواب مع حوالہ عنایت ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس نیت سے یہ کلمہ کہنا اور لکھنا مکروہ ہے۔ درمختار میں ”کتاب الحظر والاباحة“ کے ختم پر منظومہ ابن وہبان سے نقل کیا ہے[1]۔

وقد کرھوا واللہ اعلم ونحوہ　　لا علام ختم الدرس حین یقدر

اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ شامیؒ نے لکھا ہے ”اما اذا لم یکن اعلاماً

[1] درمختار مع الشامی زکریا ص٧ ٩/٦١، فی آخر کتاب الحظر والاباحة،

بانتهائه لا يكره لانه ذكر وتفويض بخلاف الاول فانه استعمل آلة للاعلام اه
ردالمحتار، ج۵ر ص ۲۷۷ ر۔

یعنی اگر واللہ اعلم اسلئے کہتا ہے کہ دیکھنے والے کو بات کا ختم ہونا معلوم ہو جائے تو مکروہ ہے، کیونکہ اس کلمۂ مبارکہ کو اپنے اس مقصد کا آلہ بنا کر استعمال کرنا اس کے علوشان کے خلاف ہے، اور اگر اس سے مقصد اللہ پاک کے علم پر حوالہ کرنا ہے تو مکروہ نہیں، بلکہ درست اور بہتر ہے۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

غزیر العلم کے معنی

سوال: - غزیر العلم ہے، وسیع العلم فتویٰ صرف لفظ غزیر کا لینا ہے، لفظ صحیح کیا ہے؟ عزیز ہے غزیر، نیز غزیر کے کیا معنی ہونگے؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

خطبہ میں غزیر العلم ہے، یعنی غین ہے، نقطہ والا، عین نہیں بلا نقطہ والا، پھر ''ز'' نقطہ دار ہے، پھر ''ی'' ہے، پھر ''ر'' ہے بلا نقطہ، اسکے معنی ہیں زیادہ اور گہرا[1] فقط اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ
دارالعلوم دیوبند

دور اور تسلسل

سوال: - دور اور تسلسل کی تعریف فرمایئے؟

---

[1] الغزير، الكثير من كل شي، لسان العرب ج۵ر ص ۲۲ ر رز، مطبوعه دار صادر بيروت.

الجواب حامداًومصلیاً

الدور هو توقف كل واحد من الشيئين على الآخر كليات ابو البقاء ص[١] ٣٣.

التسلسل هو اما ان يكون فى الآحاد المجتمعة فى الوجود او لم يكن الثانى كالتسلسل فى الحوادث والاول اما ان يكون فيها ترتيب اولا الثانى كالتسلسل فى النفوس الناطقة والاول اما ان يكون ذالک الترتيب طبعيا كالتسلسل فى العلل والمعلومات و الصفات والموصوفات او وصفيا كالتسلسل فى الاجسام والتسلسل فى جانب العلل باطل بالاتفاق وفى المعلولات بان لاتقف بل يكون بعد كل معلول معلول آخر فيه خلاف فعند المتكلمين لايجوز وعند الحكماء يجوز والتسلسل فى الامور الاعتبارية غير ممتنع بل واقع. كليات ابو البقاء ص[٢] ٢١٤. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۷؍۳؍۹۴ھ

فصاحت و بلاغت

سوال: – فصاحت و بلاغت کے کیا معنی ہیں کوئی آیت قرآنی لکھ کر سمجھایئے۔

الجواب حامداًومصلیاً

والاصل فى البلاغة ان يجمع الكلام ثلثة اوصاف صواباً فى موضع اللغة

---

[١] كتاب التعريفات ص ١٠١، باب الدال، مطبوعه مكتبه فقيه الامت ديوبند، دستور العلماء او جامع العلوم فى اصطلاحات الفنون ص ٢/٧٨، باب الدال مع الواو، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،

[٢] كتاب التعريفات ص ٥٣، باب التاء، مطبوعه مكتبه فقيه الامت ديوبند،

وطبقا للمعنى المراد منه صدقا فى نفسه وفصاحة المفرد كحسن كل عضو من اعضاء الانسان و فصاحة الكلام كحسن ترتيب اعضاء الانسان وبلاغة الكلام كالروح الذى لاجله يرغب فى البدن ولايدرك حسن الفصيح الا بالسمع كليات ابو البقاء ص[1] ۵۰۰/

کلام فصیح یہ ہے کہ اس کے مفردات تنافر، غرابت، مخالفت قیاس سے خالی ہوں اور ضعف تالیف اور تعقید بھی اس میں نہ ہو۔ ایسا کلام اگر مقتضائے حال کے مطابق بھی ہو وہ کلام بلیغ ہے۔ قرآن مجید فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ مرتبہ پر ہے۔ فقط اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۹۴ھ

تاویل

سوال:- کردی تاویل بکر را خویش را تاویل کن نے ذکر را۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شعر کا حاصل یہ ہے کہ اپنے ذہن اور مذاق کی وجہ سے الفاظ قرآن میں تاویل نہ کرو کہ اصل معنی کو بدل کر دوسرے معنی کو مراد لینے لگو بلکہ اپنے ذہن اور مذاق میں تاویل کرو کہ اس کو قرآن کے موافق بناؤ۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۹۴ھ

[1] شرح التلخيص ص ٢٧، مبحث الفصاحة والبلاغة، مطبوعه دار السرور بيروت،

کیمیا

سوال: -علم کیمیا کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے اگر معلوم ہو جاوے تو کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعۃً تانبا سونا بن جائے اور دھوکہ نہ ہو تو جیسے دوسری صنعتیں جائز ہیں یہ بھی جائز ہے مگر ماہرین سے عامۃً ایسا سنا ہے کہ ایک آنچ کی کسر رہ جاتی ہے اور اس شغل میں لگنے والوں کو عموماً پیسے والا نہیں دیکھا بہت تنگ حال میں دیکھا ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲؍۴؍۸۷ھ

مرحبا کے معنی

سوال: -لفظ مرحبا کی اصلیت اور اس کا اردو میں استعمال کا مطلب کیا ہے براہ کرم جواب میں ارقام فرمائیں کہ از روئے قواعد لفظ مرحبا کون کلمہ ہے یعنی اسم ہے یا فعل یا حرف۔ اگر فعل ہے تو مصدر ہے یا مشتق اگر مشتق ہے تو اشتقاق میں کون سی قسم ہے بول چال میں امر معلوم ہوتا ہے یا امر ونہی، محض حروف ہے اور بطور مخاطب کے لئے مستعمل ہوتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ اردو میں فقط حاضر کے لئے مستعمل ہوتا ہے یا غائب کے لئے لفظ مشترک کی حقیقت از روئے نحو قواعد معلوم ہو جائے۔ اس کے طریقہ استعمال پر کافی روشنی پڑے گی۔ امید ہے کہ اس معمولی استفتاء کے جواب میں مرحبا کے لغوی معنے اور اس کی حقیقت از روئے قواعد سے رہنمائی کی جائے گی۔

---

[۱] من طلب المال بالكيميا فقد افلس (شرح فقه اكبر ص ۳؍ مكتبه رحيميه ديوبند)

الجواب حامداًومصلیاً

مرحبا عربی میں ترکیب لغوی کے اعتبار سے مفعول ملطق مصدر میمی ہے یا صیغۂ ظرف ہے بمنزلہ خوش آمدید مستعمل ہوتا ہے یعنی آپ بہتر جگہ تشریف لے آئے اس کو اپنا ہی مکان سمجھیں بے تکلف ٹھریئے۔کوئی پریشانی اور وحشت آپ کو نہ ہونی چاہئے یہ کوئی غیر جگہ نہیں[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱/۸۸ھ

لفظ ''درست نہیں'' سے کیا مراد ہے

سوال: -فقہا جب لفظ ''درست نہیں'' بولتے ہیں تو اس سے کیا مراد لیتے ہیں اور مکروہ تحریمی جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس سے مراد یہ ہے کہ اسکی اجازت نہیں مکروہ تحریمی ناجائز ہے۔[۲] یعنی ایسا کرنا جائز نہیں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ مثلاً نماز میں کھنکھارنا جائز نہیں[۳] لیکن اگر کوئی کرے تب بھی کہا

---

[۱] یقول الرجل لمن یدعو له مرحبا ای اتیت رحبًا لا ضیقا او رحبت بلادک رحبا تفسیر کبیر س۲۰۶/ ج۷/ مطبوعه دارالفکر بیروت تحت قوله تعالی لامرحبالهم سورة ص آیت ۵۹/ تفسیر الکشاف ص ۳۷۹ج۳، مطبوعه دارالفکر، مرحباً منصوب علی المصدر بمعنی اتیت سعة والاصل نزلت مکانا واسعا الخ، الاعراب المفصل ص۱۲۳/ ج۱۰/ دارالفکر اردن، سورة ص آیت: ۵۹، اعراب القرآن الکریم ص ۳۷۵/ ج۸/ مطبوعه دار ابن کثیر دمشق سورة ص آیت ۵۹/)

[۲] کل مکروه حرام (درمختارعلی الشامی ص۲۱۴/ ج۵/ نعمانیه کتاب الحظر والاباحة،

[۳] یکره السعال التنحنح قصدا (عالم گیری کوئٹه ص ۱۰۷ ج ا . کتاب الصلواة. الباب السابع الفصل الثانی)

جائے گا کہ نماز کراہت کے ساتھ ادا ہوگئی[1] پھر سبھی صورتوں میں فرض ادا ہونے کے باوجود اس کا اعادہ لازم ہوتا ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۸/۱/۹۲ھ

امی کی تشریح

سوال:- امۃ امیہ کے کیا معنی ہیں، ان پڑھ جاہل یا کچھ اور؟

الجواب حامداًومصلیاً

مجمع بحار الانوار، ج۱/ص۹۱/میں اس حدیث[3] کی تشریح اس طرح کی ہے، "**یعنی علی اصل ولادة امهم لم یتعلمو الکتابة والحساب فهم علی جبلتهم الاولیٰ الخ**" جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا وہ امی ہے، حضرت نبی کریم ﷺ بھی امی تھے، یعنی آپ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو تمام ضروری اور شان نبوت کے لائق اتنے علوم عطا فرمائے کہ کسی کو نہیں ملے لہٰذا اس موقع

---

[1] لاتنافی الکراهة الحل (شامی نعمانیه ص۲۱۵/ج۵/کتا ب الحظر والاباحة،

[2] کل صلوة ادیت مع کراهه التحریم تجب اعادتها والمختار انه جابر للاول ای الفعل الثانی جابر للاول بمنزلة الجبر بسجود السهو وبالاول یخرج عن العهدة وان کان علی وجه الکراهة علی الاصح (الدر المختار مع الشامی کراچی ص۴۵۷ ج۱. کتاب الصلواة. مطلب کل صلواة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها.

[3] وہ حدیث یہ ہے اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّیَّةٌ لَانَکْتُبُ وَلَانَحْسِبُ (مجمع بحارالانوار ص۹۱/ج۱/دائرة المعارف عثمانیه حیدر آباد)

پرامی کا ترجمہ جاہل کرنا جہالت ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۳/۵/۸۹ھ

مذکورہ شعر کا کیا حکم ہے؟

سوال:- حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ میں فرق ہے، اتنا کہ یہ جنت کی شہزادی تو وہ فردوس کی رانی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت عائشہؓ وحضرت فاطمہؓ کے درمیان تفاضل کی کیا ضرورت پیش آئی، اس سے سکوت چاہئے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۸/۸/۹۵ھ

بچپن کے بدنیک کام

سوال:- بچپن کے نیک کام کا ثواب اور بدکام کا عذاب والدین پر ہوتا ہے، تو یہ قاعدہ حقوق اللہ میں ہے، یا حقوق العباد میں بھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بچوں نے جتنے نیک کام کئے ہیں، ثواب کے وہ خود مستحق ہیں، والدین کو تعلیم وتربیت

---

[1] ینبغی ان لایسئل الانسان عمالا حاجة الیه کان یقول کیف هبط جبرئیل الی قوله وفاطمة افضل من عائشة ام لا، شامی کراچی، ج٦/ص ٧٥٤) مسائل شتی،

کا اجر ملے گا[۱] والدین تعلیم و تربیت کے ذمہ دار ہیں اس میں جتنی کوتاہی کریں گے، ماخوذ ہوں گے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دو دینار سرخ کا وزن

سوال:- دو دینار سرخ کتنے وزن کے ہوتے تھے، یہ ضروری بات آپ لکھ کر بھیج دیں دو دینار سرخ ٥٠٠ر ٹکے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

آج کل ہمارے یہاں اطراف میں نہ ٹکوں کا رواج ہے، نہ دینار سرخ کا پہلے دینار سرخ ساڑھے تین ماشے کا تھا، ممکن ہے اس کے علاوہ بھی رہا ہو، ٹکہ دو پیسہ کا ہوتا تھا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٢٦/٦/٨٦ھ

الفاظ ثویبہ، عرب العرباء، ضرار کی تحقیق

سوال:- ''لفظ ثویبہ'' جنہوں نے حضور ﷺ کو دودھ پلایا ہے، بضم ثاء مثلثہ و فتح واؤ، وسکون یا مثناۃ تحتانی و فتح ب، وہاہوز صحیح ہے، یا بفتح ثاء مثلثه و سکون واو و کسر یا، تحتانی و فتح باء مثناۃ وھاء، ہوز صحیح ہے، جواب ضرور دیں، ضرار بن ازورؓ میں بفتح ضاد معجمہ ہے یا بکسر، اس کے معنی کیا ہیں، حضرت شہیدؒ کے خطبہ میں لفظ عرب العرباء ہے العرباء

---

[۱] وقالوا ثواب الطفل للطفل يحصر وقال الشامي فيكون لوالده اجر ذالک من غير أن ينقص من اجر الولد شيئاً الخ درمختار مع الشامي زكريا، ج ٩/ص ٦١٦، ٦١٧/ كتاب الحظر والاباحة فصل فى البيع،

بکسر الراء مہملہ ہے، یا بفتح الراء مہملہ، اور یہ عرب کی صفت ہے، یا جمع اور معنی کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"ثُوَیبَہ" بضم الثاء مثلثه و فتح واو و سکون یاء مثناة تحتیه و فتح باء موحده وهاء هوز صحیح ہے[1]، "ضرار" بکسر الضاد بروزن کتاب صحابی کا نام ہے، اور معنی نقصان پہنچانا[2]، ایک دوسرے کو "عرب" بفتحتین بمعنی تازی مونث مستعمل ہے، اس کی صفت کے لئے تین صیغے مونث لئے جاتے ہیں، ایک عاربۃ، دوسرا عربۃ، تیسرا عرباء بفتح عین و سکون راء مہملہ اس طرح عَرَبٌ عرُبۃٌ عربٌ عرباء اور عربات بھی اسکی صفت آتی ہے، اس کے معنی ہیں خالص عربی النسل[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ ھذا

الجواب صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

مکروہ تحریمی اور حرام میں فرق

سوال: -بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ حرام اور مکروہ تحریمی میں صرف دلیل کے اعتبار سے فرق ہے یعنی حرام دلیل قطعی سے ثابت ہوتا ہے اور مکروہ تحریمی دلیل ظنی سے کیا یہ قول صحیح ہے؟

---

[1] ثوبیة بضم المثلثة وفتح الواو وسكون التحتية فباء موحده فتاء تانيث الخ شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه، ج ١/ص ١٣٧/ذکر رضاعه صلی اللہ علیہ وسلم ومامعه، مطبوعه دار المعرفة بیروت.

[2] ضرار، نقصان دینا، مصباح اللغات، ص ٤٩٢/.

[3] العرب والعرباء والعاربة والعربة والعربیة، خالص عربی لوگ. مصباح اللغات، ص ٥٤١/.

الجواب حامداًومصلیاً

یہ قول صحیح ہے[۱] فقط اللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۲/۲ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین ۹۲/۱۲/۳ھ

معذورومجبور میں فرق

سوال: -معذورومجبور میں کیا فرق ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ہمارے عرف میں معذور وہ ہے جس کے لئے حکم پر عمل کرنے میں رکاوٹ من جہۃ العباد نہ ہو، بلکہ سماوی ہو جیسے کوئی شخص جنگل میں ہو کہ وہاں پانی موجود نہیں، وہ معذور ہے تیمّم کیلئے، مجبور وہ ہے جس کے لئے رکاوٹ من جہۃ العباد ہو، جیسے کسی کو پکڑ کر کوٹھی میں بند کر دیا، اور پانی اس کو نہیں دیتے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

لازم کو متعدی بنانے کا طریقہ

سوال: -آمدنامہ میں جو طریقۂ متعدی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

---

[۱] الادلة السمعية اربعة الاول قطعي الثبوت والدلالة الثاني قطعي الثبوت وظني الدلالة الى قوله فبالاول يثبت الافتراض والتحريم وبالثاني والثالث،الايجاب وكراهة التحريم (شامی زكريا ص۴۸۷/ ج۹/ كتاب الحظر والاباحة)

الجواب حامداً ومصلیاً

فعل لازم کو متعدی بنانے کا طریقہ مراد ہے، یعنی جو فعل صرف فاعل پر پورا ہو جاتا ہے، اس کو متعدی بنانا چاہتے ہیں، تا کہ اس کا تعلق مفعول بہ سے بھی ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے، کہ کوئی فعل ایک مفعول پر پورا ہو جاتا ہے، اس کا تعلق دو مفعول سے ہو جائے مثلاً خوردن کھانا یہ ایک مفعول پر پورا ہو جاتا ہے۔ اس کو دو مفعول سے متعدی بنایا جائے، تو خورانیدن بنایا جائے، ایسے ہی پرسیدن سے پرسانیدن ہوگا، ایسے ہی پروردن سے پروانیدن ہوگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

حاشیہ پر ۱۲/ کا مطلب

سوال:- جو کتابوں میں حاشیہ پر ۱۲/ لکھا ہوتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

حاشیہ پر ۱۲/ کا مطلب ایسے موقع پر یہ ہوتا ہے کہ یہاں پہنچ کر بات پوری ہوگئی، یہ دو حرفوں کے اعداد کا مجموعہ ہے، ایک ''ح'' اس کے آٹھ عدد ہیں، دوسرا حرف ''د'' اس کے چار عدد ہیں ان کا مجموعہ ۱۲/ ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷/۸۷ھ

---

[1] مفتاح القواعد ص ۴۰/ خاتمہ درمعانی مصادر الخ مطبوعہ انوار احمدی الہ آباد.

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

صاحب ہدایہ نے ''قال العبد الضعیف'' کیوں کہا

سوال:- ہدایہ فارسی کے دیباچہ، ص۵/ میں ہے ''صاحب ہدایہ لفظ متکلم را برائے احتراز از صیغہ انانیت ذکر نہ کردہ است واز ''قال العبد الضعیف'' خودرا مرادمیگیرد''

(۱) صاحب ہدایہ نے انانیت سے کیوں احتراز کیا اس کا کیا سبب ہے۔

(۲) اہل علم حضرات اگر اپنی تحریروں میں صاحب ہدایہ کی طرح صیغۂ انانیت سے احتراز کریں تو یہ احتراز علماء کے نزدیک کیسا ہے؟

(۳) کیا صاحب ہدایہ کے سوا متقدمین میں سے کسی اور صاحب نے بھی ایسا احتراز کیا ہے، جیسا کہ صاحب ہدایہ نے کیا۔ بینواوتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر اَنا کے بولنے اور لکھنے سے دل میں تکبیر خودی پیدا ہو یا دوسروں کو تکبر کا گمان ہو تو ایسی صورت میں مناسب یہ ہے کہ متکلم صیغۂ انا سے احتراز کرے، اگر خالی الذہن ہو تو پھر احتراز کی حاجت نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے ''قل انما انا بشر مثلکم الآیۃ''[١] اسی طرح احادیث میں بہت جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو صیغۂ انا سے[٢] تعبیر فرمایا ہے، بہت سے اکابر کا معمول رہا ہے، کہ وہ اپنے آپ کو صیغۂ انا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ٢ اصل میں یہ حد کے عدد ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ١ سورۃ کھف پارہ ١٦/ الآیۃ ١١٠/

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے میں تم جیسا انسان ہوں۔

٢ انما انا بشر انسی کما تنسون (مسلم شریف ص ٢١٢/ ١، کتاب المساجد، باب النهی عن نشد الضالة فی المسجد، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، بخاری شریف ج ١/ ص٧/ کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، انا اعلمکم باللّٰه، مطبوعه اشرفی دیوبند،

سے تعبیر فرماتے تھے، اور بہت سے دوسرے کلمات سے اور بعض حضرات کبھی صیغہ انا سے کبھی دوسرے کلمات سے رازی[۱]، زیلعی[۲]، شیخ عبدالحق[۳]، سیوطی[۴] وغیرہم کی تصانیف میں ہر طرح کی نظیریں موجود ہیں، جس وقت یہ حضرات کسی بڑے شخص کی دلیل کا جواب دیتے ہیں، اس وقت صیغہ انا سے زیادہ تر احتراز کرتے ہیں، کیونکہ یہ موقع ایسا ہے جس سے خود بھی طبیعت میں ایک بڑائی پیدا ہوتی ہے، اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ اکابر کی شان اس سے بالاتر ہے، کم از کم دوسروں کو شبہ ضرور ہوتا ہے، اس سے آپکے ہر سہ سوالا کا جواب ہو گیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۱/۵۹ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ

صحیح عبداللطیف ۲۷/ محرم الحرام ۵۹ھ

نورالانوار کی عبارت پر خلجان

سوال: -نورالانوار کے دومقام میں خلجان ہے۔

(۱) "ان قال والقضاء یجب کمایجب به الاداء عند المحققین خلافاً

---

[۱] ایک نظیر ملاحظہ فرمائیں ،اذاعرفت هذاالاصل فنقول الخ، تفسیر کبیر للرازیؒ ج ۱/ ص۱۳۸/ دارالکتب العلمیة بیروت،

[۲] قال المصنف ویجعل السترة علیٰ حاجبه الأیمن والایسر، به ورد الأ ثرقلت یشدالخ ، نصب الرأیه للزیلعی ، ج۲/ص۸۳/ کتاب الصلوٰة ،مطبوعه مجلس علمی ڈابھیل،

[۳] امابعد میگوید بندۂ مسکین عبدالحق بن سیف الدولة الدهلوی الخ مدارج النبوة ج ۱/ص۳/ مطبوعه مکتبه نوریه رضویه سکھر پاکستان،

[۴] وانااسوق ماوقع لی من ذٰلک الخ الاتقان ج ۱/ص ۹/ النوع الاول معرفة المکی والمدنی مطبوعه سهیل لاهور،

للبعض قال الشارح لان بقاء الصلوٰۃ والصوم فی نفسہٖ للقدرۃ علیٰ مثل من عندہ وسقوط فضل الوقت لاالیٰ مثل وضمان للعجز عنه امر معقول فی نفسہٖ'' ص۳۴/شارح کی دلیل سمجھ میں نہیں آئی۔

(۲) قال والاداء افراع کامل وقاصر وماھو شبیه بالقضاء فی ھذا التقسیم مسامحة لان الاقسام لایت قابل فیما بینھما ،ص ۳۶/.

شارح یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اقسام میں آپس میں تقابل ہے کامل قاصر،اور ردشیعہ بالقضاء جمع نہیں ہوسکتے ،میرے نزدیک شارح کے اسی قول میں مسامحت ہے؟

الجواب حامداًومصلیا

صوم وصلوٰۃ کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے[۱]جب وقت پرادانہ کرسکے تو قضا لازم ہے، وقت پرادانہ کرسکنے کی وجہ سے فریضہ ساقط نہیں ہوتا، یہ امر معقول ہے،اس کی تسلیم من عندنفسہٖ اس طرح ہوگی کہ نفس صوم وصلوٰۃ کی قضاء پیش کرے جو کہ اصل کا مثل ہے البتہ اب وقت کی فضیلت حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں ،اس لئے عجز ظاہر ہے جس کا آدمی مکلّف نہیں اس لئے بغیر فضیلت وقت کے جس قدر مثل اپنے اختیار میں ہے اسی پر کفایت کئی گئی اوراس کو تسلیم مثل الواجب کہا گیا ہے، پس جونص موجب ادا نہیں وہی موجب قضا ہے، کیونکہ فوت وقت کی وجہ سے وہ نص منسوخ نہیں ہوگی ،نہ اس پر عمل ہوا بلکہ اس کا مطالبہ اب بھی باقی ہے،لہٰذا وجوب قضاء کیلئے کسی جدید نص کی حاجت نہیں ،شارح کے کلام کا یہی حاصل ہے۔

(۲) ماتن کے کلام میں مسامحت ہے جسکی کڑی دورتک (فخر الاسلام وغیرہ تک) چلی گئی ہے ، شارح کے کلام میں مسامحت تسلیم کرنا اھون ہے ، بشرطیکہ تفریح شارح کا آپ

---

[۱] ویکفر جاحدھا ای الصلوٰۃ لثبوتھا بدلیل قطعی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کراچی ج ۱/ ص ۳۵۲، کتاب الصلوٰۃ)

جواب دیدیں، جس میں وجہ مسامحت کا بیان ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٦/٢/٩٣ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ٦/٢/٩٣ھ

ایک تھانوی تحریر کا مطلب

سوال: ۔ ایک پرچہ جس کا عنوان تھا ہر مسلمان کورات دن اس طرح رہنا چاہئے اور جس کو منجانب حضرت حکیم الامت تھانوی شائع کیا گیا تھا اس میں ص ٣٠ پر یہ لکھا ہے کہ کسی کا کوئی عیب معلوم ہو جائے تو اس کو چھپا ڈالو البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور تم کو معلوم ہو جائے تو اس شخص سے کہہ دو اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

عبارت کا مطلب بالکل صاف اور واضح ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو ضرر پہنچانا چاہتا ہے تو ضرر رساں کے ضرر سے دوسرے شخص کو مطلع کر دیا جائے تا کہ وہ اس کے ضرر سے محفوظ رہے اور محض ذلیل کرنے کے لئے کسی کے عیب کو کھولنا جائز نہیں[١]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ٦/٩/٨٨ھ

الجواب صحیح: نظام الدین دارالعلوم دیوبند، ٧/٩/٨٨

[١]...... قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم المجالس بالامانة الاثلثة مجالس سفک دم حرام اوفرج حرام او اقتطاع مال بغیرحق مشکوة شریف ص ٤٣٠ (باب الحذر والتأنی فی الامور) وفی المرقات قال المظهر كما اذا سمع من قال فی مجلس ارید قتل فلان اوالزنا بفلانة اوأخذمال فلان فانه لا یجوز سترذالک حتی یکونوا علی حذرمنه الخ مرقات ص ٧٣٢ ج٤ (مطبوعه بمبئی) باب الحذر والتأنی فی الامور، الفصل الثانی،

خودداری کا مفہوم

سوال:۔اسلام میں خودداری کا کیا مفہوم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

خودداری کا مفہوم ہے اپنی حیثیت کے موافق کام کرنا۔ایسے کام سے بچنا جس سے ذلت پیش آئے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند،۹۱/۲/۲۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ // //

روشن ضمیر کا مطلب

سوال:۔اللہ کے بندے روشن ضمیر ہوتے ہیں تو کیا ان کو چودہ طبق کے معاملات نظر آتے ہیں،اور وہ سب کچھ جانتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

روشن ضمیر کا مطلب یہ نہیں کہ چودہ طبق نظر آئیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ایسا نور پیدا فرما دیا ہے کہ وہ سنت وبدعت،صدق وکذب حق وباطل، طاعت ومعصیت میں ایسا فرق کر لیتے ہیں کہ ہرگز بدعت ومعصیت کے لئے آمادہ نہیں ہوتے، کہ ان کا یہ نور سلب ہو جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند۱۲/۳/۸۹ھ

---

[1] فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

not found.

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............(سوره انعام آیت ۱۲۵) وهو كناية عن جعل النفس قابلة للحق مهيئة لحلوله فيها مصفاة عما يمنعه وينافيه واليه اشار عليه الصلوٰة والسلام حين سئل فقال نور يقذفه اللّٰه فی قلب المومن فينشرح لهٗ وينفتح فقالوا اهل لذلک من امارة يعرف بها فقال نعم الانابة الی دارالخلود والاعراض عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل نزوله (تفسير ابی السعود ص۱۸۳ /ج۳/ مطبوعه داراحياء التراث العربی بيروت، روح المعانی ص۲۲ /ج۸/ مصطفائيه ديوبند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہارم

وعظ

وعظ میں خطاب کا طریقہ

سوال:- اکثر علماء مخاطب تم سے کرتے ہیں کہ تم نے ایسا کیا تم نے ایسا کیا تو عذاب نازل ہوا۔ تو کیا ان کو مغفرت کا پرمٹ مل چکا ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً

اس طرح مجمع کو خطاب کرنا جس سے تمام قصور اور گناہ سامعین کا معلوم ہو اور واعظ صاحب اپنے آپ کو بے قصور اور سب سے اعلیٰ بے گناہ سمجھتے ہوں درست نہیں۔ ایسے وعظ کا اچھا اثر نہیں ہوتا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۸۵/۱۰/۱۰ ھ

---

[1] ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن. سورة نحل آیت ۱۲۵/ **ترجمہ:-** آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے۔ (بیان القرآن)

عن زینب بنت سلمةؓ قالت سمیت برة فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لاتزکوا انفسکم اللّٰہ اعلم باهل البرمنکم الحدیث مشکوۃ شریف ص۴۰۷/ باب الاسامی، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

جلسہ میں غزل ونعت پڑھنا

سوال:- ہمارے ملک میں جلسہ میں تقریر سے پہلے غزل، قوالی، نعت وغیرہ پڑھتے ہیں۔ یہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نعت پڑھنے کی اجازت ہے۔ حضرت حسانؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے[1] قوالی کی اجازت نہیں۔ فتاویٰ بزازیہ[2] میں اس کو ناجائز لکھا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تقریر میں سونے والوں کا جگانا

سوال:- علماءِ کرام تقریر کے لئے اٹھے، سامعین کی طرف نگاہ ڈالی، سب کے سب نیند میں اونگھ رہے تھے۔ نیند اڑانے کے لئے کچھ ایسی بات بولے کہ سب کی نیند ٹوٹ گئی، حدیث وقرآن کی طرف دل رجوع ہوا، اور قرآن وحدیث سنانے لگے، اس پر کیا فتویٰ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نیند سے جگانا اور جگا کر حاضرین وسامعین کو وعظ سنانا درست ہے[3] مگر اس مقصد کیلئے

---

[1] عن عائشةؓ قالت كان رسول اللّٰه ﷺ يضع لحسان منبرا في المسجد يقوم عليه قائماً يفاخر عن رسول اللّٰه ﷺ الحديث مشكوٰة شريف ص ۴۱۰ (مطبوعه ياسر نديم ديوبند) باب البيان والشعر الفصل الثالث.

[2] استماع صوت الملاهي كالضرب بالقضيب ونحوه حرام الخ بزازيه ص ۳۵۹ ج ٦، مطبوعه كوئٹه، كتاب الكراهية الفصل الثالث فيما يتعلق بالمناهي.

[3] وذكر فان الذكرى تنفع المؤمنين .سورة الذاريات آيت: ۵۵.

ترجمہ:- اور سمجھاتے رہئے کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو نفع دے گا۔ (بیان القرآن)

غلط اور خلافِ شرع بات نہ کہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹۰/۹/۲۱ھ

غیر عالم کا تقریر کرنا

سوال:- غیر عالم کے لئے تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غیر عالم کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ کتاب پڑھ کر سنا دے مستقل تقریر نہ کرے، کیونکہ عامۃً حدود کی رعایت نہیں کر پاتا۔ اگر حدود کی رعایت کرے اور جو بات کہے مستند کہے تو اس کو اجازت ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند

غیر عالم کی تقریر سننا

سوال:- یہاں کے مسلمانوں نے ایک بیرونی مقرر کو بلایا جن کی تقریر سے بدعقیدہ لوگوں کے عقیدے درست ہو گئے، بے نمازی نمازی بن گئے، بے داڑھی والے، داڑھی والے بن گئے، عورتوں، بچوں، علماء وعوام مردوں سب ہی نے ان کی تقریروں کو دل چسپی سے سنا، ہر بات قرآن وحدیث وفقہ کے دلائل سے مبرہن ہوتی ہے، بہت سادہ اور شیریں بیان رہا، لیکن اس کے باوجود مقرر محترم لکھنے پڑھنے کی استعداد مکمل نہیں رکھتے، قراءت واردو کا تلفظ

---

[۱] الامر بالمعروف یحتاج الی خمسة اشیاء اولها العلم لان الجاهل لا یحسن الامر بالمعروف الخ (عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۳ ج۵) الباب السابع عشر فی الغناء واللهو الخ کتاب الکراهیه.

صحیح نہیں ہے، گجراتی لکھ پڑھ لیتے ہیں، اردو بالکل نہیں آتی، البتہ اردو کی کتاب لکھ پڑھ لیتے ہیں، دینی مطالعہ بہت وسیع ہے، کبھی یہ صاحب قوال تھے، اب اللہ رب العزت نے ان کا رخ اپنی طرف موڑ لیا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان پڑھ کی تقریر سننا اور ان کی تقاریر میں شرکت کرنا درست نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

وعظ واصلاح اصالۃً صاحب باطن علماء حقانی کا منصب اور فریضہ ہے[1]، غیر عالم عامۃ حدود کی رعایت کرنے اور حق و باطل میں تمیز کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، آج کل صحیح علم دین عمومی طور پر تو باضابطہ محقق علماء کی خدمت میں رہ کر کتابیں پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے، کبھی محض اکابر کی صحبت اور مطالعہ کتب سے بھی کافی علم آجاتا ہے اور طبیعت میں سلامتی ہو اور غباوت وغوایت سے حق تعالیٰ محفوظ رکھے تو یہ علم بھی جو کہ محض اکابر کی صحبت سے حاصل ہوا ہے، بہت نافع ہوجاتا ہے، پھر صحبت اکابر سے قوت مجاہدہ بھی بیدار ہوجائے تو ایسے علم والے کے سامنے اکابر علماء بھی جھکتے اور اس کی صحبت وتذکیر کو اکسیر سمجھتے ہیں، اس کی نظیریں ماضی قریب وبعید میں بھی موجود ہیں، اور زمانہ حال بھی خالی نہیں، حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت تھانویؒ بڑے اونچے درجے کے محقق ومستند علماء تھے اور حضرت حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے وہ چیز حاصل کی جو مدرسہ میں ان کو نہیں ملی تھی، لیکن ایسی نظیریں خال خال ہوتی ہیں، پس اگر مقرر موصوف کو خدائے پاک نے اپنی رحمت سے تذکیر وتاثیر سے نوازا ہے، اور علماء ان کی تقریر وتحریر کو اصول شرع کے مطابق صحیح اور ان کے حوالجات کو معتبر فرماتے

---

[1] الامر بالمعروف یحتاج الی خمسة اشیاء اولها العلم لان الجاهل لایحسن الامر بالمعروف (عالمگیری ج۵/ص۳۵۳) الباب السابع عشر فی الغناء واللهو و سائع المعاصی والامر بالمعروف، مطبوعه الماجدیه کوئٹه،

ہیں تو ضرور ان کا وعظ سننا اور تقریر سے مستفید ہونا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ١٦/١/٨٦ھ

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہ دارالعلوم دیوبند ١١/١/٨٦ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ١١/١/٨٦ھ

مقرر کو نبی پر قیاس کرنا

سوال: - بار بار تقریر سے لوگ فائدہ نہ اٹھائیں تو اگر کوئی مقتدی یہ کہے کہ کہنے والوں میں اخلاص نہیں۔ اس کے جواب میں امامِ مسجد یہ کہے کہ ایسا کہنے سے حضرت نوح علیہ السلام اور حضور ﷺ پر اعتراض ہوگا کہ ان میں بھی اخلاص نہیں تھا جس کی وجہ سے ابوجہل اور دیگر کفار ایمان نہیں لائے، تو مقتدی کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر مقرر کو نبی پر قیاس کرنا صحیح نہیں، نہ ہر مقرر کو غیر مخلص کہا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اپنی نصیحت پر خود عمل

سوال: - مندرجہ ذیل واقعہ حضور ﷺ کا ہے یا کسی امام یا بزرگ کا؟ کہ ایک بڑھیا ان کے پاس آئی اور کہا کہ میرا لڑکا گڑ بہت کھاتا ہے، نصیحت فرما دیجئے۔ جواب میں فرمایا میں بھی گڑ کھاتا ہوں، پہلے میں کھانا ترک کردوں تب نصیحت کروں گا۔ پہلے انہوں نے کھانا چھوڑا، پھر نصیحت فرمائی، جن صاحب کا واقعہ ہو تفصیل سے بیان کر دیجئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ واقعہ حضور ﷺ کا نہیں اور کسی بزرگ کا ہوگا۔ فی نفسہ یہ بات صحیح ہے کہ دوسرے کے حق میں نصیحت کارگر جب ہوتی ہے کہ ناصح خود بھی اس پر عامل ہو[1]

کہا اس کا ہرگز نہ مانے گی دنیا
جو اپنی نصیحت پہ عامل نہ ہوگا

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۵/۲۸ھ

غیر تعلیم یافتہ شخص کی تقریر

سوال:- ایک شخص تعلیم یافتہ نہیں ہے، اس شخص کی تقریر معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بغیر تقریر سنے کیسے بتایا جائے کہ ان کی تقریر سننا کیسا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۷/۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۷/۹ھ

بے عمل واعظ کا حکم

سوال:- جو خود امر ونہی پر عامل نہ ہو دوسروں کو تلقین وترغیب دے اسکے بارے میں

---

[1] الامر بالمعروف یحتاج الی خمسة اشیاء الی ماقال والخامس ان یکون عاملاً بما یأمره کیلا یدخل تحت قوله تعالیٰ لم تقولون مالا تفعلون الخ عالمگیری ص ۳۵۳/ ج۵/ کتاب الکراهية، الباب السابع عشر فی الغناء الخ، مطبوعه کوئٹه،

کیا وعید ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ عمل نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہے۔ حق تعالیٰ عمل کی توفیق دے، جو واعظ وعظ کہتے ہیں خود عمل نہیں کرتے آگ کی قینچی سے ان کے ہونٹ کاٹے جائیں گے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

بے عمل کا وعظ کہنا اور چھوٹے بھائی کا اس کو ٹوکنا

سوال:- ایک شخص عالم دین ہیں مگر بے عمل اور اکثر برائیاں اس کے اندر پائی جاتی ہیں یہ شخص کبھی کبھی وعظ وتقریر بھی کرتا رہتا ہے۔ بعد نماز جمعہ بھی وعظ کہتا ہے۔ ایک مرتبہ اس نے وعظ کا اعلان کیا مگر اس کا چھوٹا بھائی مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ کیا تم اس قابل ہو کہ وعظ کہو۔ تو کیا اس حالت میں وہ وعظ سے رک جائے۔ اگر خدا تعالیٰ نے قیامت میں پوچھ لیا کہ جب تم کو علمِ دین دیا تھا تم نے کیوں نہیں پہونچایا۔ تو اس کا کیا جواب دے گا اس روکنے والے بھائی کو کیا کہا جائے گا جو کہ دین کی بات عوام الناس کے سامنے بیان کرنے سے روکے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بڑے بھائی جبکہ عالم بھی ہیں تو چھوٹے بھائی کو ان کا دوہرا احترام لازم ہے۔ جو

---

[1] عن انسؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مررت لیلۃ اسری بی بقوم تقرض شفاھم بمقاریض من النار فقلت یاجبرئیل من ھؤلآء قال ھؤلآء امتک الذین یقولون مالایفعلون. مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۰/ باب البیان والشعر، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

طریقہ چھوٹے بھائی نے استعمال کیا ہے نہایت غلط اور مذموم ہے۔ لازم ہے کہ بڑے بھائی سے معافی مانگے اور آئندہ ایسی حرکت سے اجتناب کرے[۱] بڑے بھائی کو جہاں اسکا خیال ہے کہ اپنے علم سے مخلوق کو نفع نہ پہونچانے کی صورت میں جواب طلب کیا جائیگا وہاں اپنی اصلاح کی بھی فکر و کوشش لازم ہے، انسان کتنا ہی بڑا عالم ہو جائے کبھی بھی اپنی اصلاح سے غافل نہیں رہنا چاہئے اور جس کو وعظ کہنا ہو اس کو تو زیادہ فکر کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بقول شخصے ؎

کہا اس کا ہرگز نہ مانے گی دنیا
جو اپنی نصیحت پر عامل نہ ہوگا

وعظ جب ہی مؤثر ہوتا ہے جب خود بھی واعظ باعمل ہو[۲] جتنے لوگ وعظ پر عمل کریں گے اتنا ہی واعظ کے اجر میں اضافہ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۱/۹۳ھ

وعظ کہہ کر چندہ مانگنا

سوال:۔مسجد میں وعظ تقریر فرما کر بعد میں جو چندہ کی وصولی کی جاتی ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

۱؎ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا الحدیث مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۳/ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

۲؎ الامر بالمعروف معروف وھو واجب علی العالم ولکن الواجب والأولی بالعالم ان یفعلہ مع من امرھم بہ ولا یتخلف عنھم الخ. تفسیر ابن کثیر ص ۱۲۹/ ج ۱/ سورۃ بقرہ، مطبوعہ مصطفیٰ احمد الباز مکہ مکرمہ، عالمگیری ص ۵/۳۵۳، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء واللھو الخ، مطبوعہ کوئٹہ،

الجواب حامداًومصلیاً

وعظ کہہ کر مسجد میں چندہ مانگنا اچھی بات نہیں، یہ پیشہ وروں کا کام ہے اس سے وعظ کا اثر نہیں ہوگا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اصل مقصود چندہ مانگنا ہے اور پیشہ کی خاطر وعظ کو اس کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند // //

وعظ ریڈیو، لاؤڈ اسپیکر سے

سوال: – ریڈیو میں وعظ کہنا شریعت میں کیا حکم رکھتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداًومصلیاً

وعظ سے مقصود چونکہ صرف اعلان وافہام ہی ہوتا ہے اس لئے اگر دور والے نہ سن سکیں تو مقصود فوت ہوجائے گا اس لئے ان کو عربی میں کوئی تغیر کرنا مثلاً عربی زبان چھوڑ کر حاضرین کی زبان میں کہنا، یا لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے آواز بلند کرنا موجب کراہت نہ ہوگا۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو مفتی شفیع صاحب دیوبندی کے رسالہ جس میں اس کی تفصیل وتحقیق

---

[1] التذکیر علی المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الانبیاء والمرسلین والریاسة ومال وقبول عامة من ضلالة الیهود والنصاری الخ درمختار علی الشامی زکریا ص ۶۰۴ ج۹ کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع، الواعظ اذا سأل الناس شیئاً فی المجلس لنفسه لایحل له ذالک لانه اکتساب الدنیا بالعلم الخ عالمگیری ص ۳۱۹/ ج۵/ الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح، کتاب الکراهیة مطبوعه کوئٹه، پاکستان.

مذکور ہے دیکھئے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۵/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ سہارنپور

بغیر سامعین کے لاؤڈ اسپیکر پر وعظ کہنا

سوال:- ہمارے یہاں ایک امام صاحب فجر کی اذان کے بعد اور نماز سے قبل لاؤڈ اسپیکر میں اپنے کمرہ میں بیٹھ کر جبکہ سامعین بھی ان کے سامنے نہیں ہوتے وعظ کہتے ہیں۔ ایسے ہی کبھی عشاء کے بعد بھی لوگ اپنے اپنے گھروں اور اپنی اپنی جگہ سے سنتے رہتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وعظ کا یہ طریقہ غیر موزوں ہے، اس میں نہ وعظ کا احترام ہے نہ واعظ کا، نہ ہی وعظ وتذکیر کے فوائد مرتب ہوتے ہیں جو کہ سامعین کے قلوب کے قلب واعظ سے ربط کی بناء پر مرتب ہونے چاہئیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۴/۱۳۹۵ھ

مردوں کا ٹیپ عورتوں کیلئے، عورتوں کا مردوں کیلئے

سوال:- جو عورتیں مرد سے پردہ کرتی ہیں ان کو غیر مرد کا ریڈیو ٹیپ ریکارڈ میں نعت، حمد، بھر کر سننا جائز ہے یا نہیں؟ عورتیں گنہگار ہیں یا نہیں؟

---

[1] ملاحظہ ہو جواہر الفقہ ص ۳۸ ج ۵ (مطبوعہ دیوبند) آلہ مکبر الصوت کا استعمال عبادات غیر مقصودہ میں،

الجواب حامداًومصلیاً

اگرریڈیومیں تقریرآئےجوضروری امورپرمشتمل ہواس کاسننا عورتوں کودرست ہے۔ مردوں کی آوازعورتوں کےحق میں منع نہیں عورتوں کا ٹیپ ریکارڈ مردوں کونہیں سننا چاہئے[1] اور گانا کسی کاکسی کونہیں سننا چاہئے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٢٩/١٠/٩٩ھ

ریڈیوپرعورت کی اناؤنسری

سوال:-ریڈیوپرعورت کااناؤنسری کرنا کیساہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

عورتوں کواپنی آواز بلاضرورت شرعیہ نامحرموں کو پہنچانا اگرچہ ریڈیو کے ذریعہ ہو موجب فتنہ ہے[3]۔

---

[1] ولا نجيز لهن رفع اصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها لمافى ذلك من استمالة الرجال اليهن وتحريك الشهوات منهم ومن هذا لم يجز أن تؤذن المرأة (شامی کراچی ص ٤٠٦/ج ١/باب شروط الصلوة،مطلب فی ستر العورة)

[2] وفى التاتر خانية عن العيون اِن السماع سماع القرآن والموعظة يجوز واِن كان سماع غناء فهو حرام باجماع العلماء (شامی کراچی ص ٣٤٩/ج٦/ كتاب الحظر والاباحة قبيل فصل فى اللبس، بزازيه على الهندية ص ٦/٣٥٩، كتاب الكراهية، الفصل الثالث فيما يتعلق بالمناهي، مطبوعه کوئٹہ)

[3] لانجيز لهن رفع اصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها لمافى ذلك من استمالة الرجال اليهن وتحريك الشهوات منهم الخ، شامی زکریا ص ٧٩ج٢ باب شروط الصلاة، مطلب فى ستر العورة،

حضرت امام مالکؒ نے عورت کی آواز کو بھی عورت فرمایا ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۷/۱۱/۹۹ھ

عورت کی تقریر لاؤڈ اسپیکر پر

سوال:- مستورات کو لاؤڈ اسپیکر پر بیان کرنا رات میں جائز ہے یا نہیں؟ عورتوں کی آواز گھر سے باہر نکلنی چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر صرف مستورات کا مجمع ہو اور آواز نامحرموں تک نہ پہونچے تو عورت کا وعظ کہنا اور اپنی بات بتانا درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۸۵ھ

کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہنا

سوال:- اکثر علماء مسجد کے اندر کرسی کے پائے دھلوا کر اور مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ کرسی پر وعظ کہنا ناجائز ہے لہٰذا ان لوگوں کو شریعت کی روشنی میں مطلع فرمایئے کہ کرسی پر بیٹھ کر مسجد کے اندر علماء کا وعظ کہنا جائز ہے یا ناجائز؟

---

[۱] قال الباجی: لان النساء لیس شأنهن الجهر، لان صوت المراة عورة (اوجز المسالک ص۴۴۷/٦، مکتبه امدادیه مکة المکرمه، کتاب الحج، رفع الصوت بالاهلال) تفسیر قرطبی ص۲۰٦/ ج۷/ الجزء الرابع عشر، سورۂ احزاب، مطبوعه دارالفکر بیروت،

الجواب حامداًومصلیاً

مسلم شریف ص[1] ۲۸۷ /ج ۱/ میں حضرت نبی اکرم ﷺ کا مسجد میں کرسی پر تشریف فرما کر دین کی باتیں ارشاد فرمانا مذکور ہے، کرسی کے پائے لوہے کے معلوم ہوتے تھے الادب المفرد ص[2] ۲۱۰/ میں بھی امام بخاریؒ نے اس کو ذکر فرمایا ہے جو چیز حدیث شریف سے ثابت ہے اس پر اعتراض کرنا عدم واقفیت کی وجہ سے ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وعظ سنتے وقت وظیفہ میں مشغول ہونا

سوال:- کسی عالم کی تقریر کے وقت یا درس حدیث یا کسی دینی کتاب پڑھنے کے وقت اپنے وظیفہ یا کلمۂ سوم، استغفار، درود شریف میں مصروف رہنا خلاف اولیٰ تو نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس طرح نہ تو تقریر کا پورا فائدہ حاصل کرسکتا ہے نہ وظیفہ کی طرف پوری توجہ ہوسکتی ہے بلکہ دونوں کام ادھورے رہتے ہیں[3]۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] قال ابورفاعة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ انتهیت الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وهویخطب قال فقلت یارسو ل اللّٰہ رجل غریب جاء یسئل عن دینه لایدری مادینه قال فاقبل علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وترک خطبته حتی انتهی الی فأتی بکرسی حسبتُ قوائمه حدیداً مسلم شریف ص۲۸۷/ج ۱/ کتاب الجمعة،مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند.

[2] ملاحظه هو فضل الله الصمد فی توضیح الادب المفرد ص۴۰۳/ج۲/رقم الحدیث ص۱۱۶۴/باب الجلوس علی السریر، مطبوعه عباس احمدالباز مکة المکرمة،

[3] او ذکر فی المسجد عظة وقرآن فاستماع العظة اولی الدر المختار علی الشامی زکریا ص۴۳۷/۲، باب مایفسد الصلاة، مطلب فیمن سبقت یده الی مباح،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پنجم

آداب افتاء واستفتاء

فتویٰ دینے کا حق کس کو ہے؟

سوال:- حافظ یا مولوی، یا قاری یا میانجی وغیرہ فتویٰ دینے کے مستحق ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس نے باقاعدہ فتویٰ سیکھانہ ہو، اس کے اندر صلاحیت نہ ہو، اس کو فتویٰ دینے کا حق نہیں ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱/۷/۷ ۱۴۰ھ

---

[۱] رایت فی فتاویٰ العلامة ابن حجر سئل فی شخص یقرأ ویطالع فی الکتب الفقهیة بنفسه ولم یکن له شیخ ویفتی ویعتمد علی مطالعته فی الکتب فهل یجوز له ذالک ام لا فاجاب بقوله لایجوز له الا فتاء بوجه من الوجوه لانه عامی جاهل لایدری مایقول (شرح عقود رسم المفتی ص۷۵/من یفتی بمطالعة الکتب بغیر التمرن علی شیخ، مطبوعه زکریا دیوبند، رسائل ابن عابدین ج۱/ص۱۶/ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،

کیا عالم کے ذمہ ہر سوال کا جواب ضروری ہے؟

سوال:- اگر کوئی کسی مولوی عالم اور واقفِ اسرار شریعت سمجھ کر اس سے کوئی مسئلہ دریافت کرے اور وہ اس خیال سے کہ اس کے جواب سے کسی عزیز و دوست کا نقصان ہوگا، عمداً اس کا جواب نہ دے، اور اس کے سوال کو گذاشتنی اور اس کو جاہل جان کر جواب جاہلاں باشد خموشی پر عمل کرے تو کیا اس نے خدا کے اس حکم کے خلاف ورزی نہیں کی، کہ جو تم کو معلوم ہو صاف صاف ظاہر کردو اور کچھ نہ چھپاؤ اگر چہ اس میں تمہارا یا تمہارے عزیز دوست کا نقصان ہی کیوں نہ ہو، کیا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے خلاف کرنے والے کی قیامت میں خدا کی طرف سے باز پرس نہیں ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسئلہ شرعیہ بوقت ضرورت ظاہر کرنا واجب ہے[1] اور محض اس خیال سے کہ میرے کسی عزیز کو نقصان پہنچے گا چھپانا جائز نہیں[2] لیکن ہر سوال کا جواب دینا بھی واجب نہیں، اور ضرورت کا مدار جواب دینے والے کے احساس پر ہے، یعنی بسا اوقات سائل کے نزدیک اس سوال کا جواب ضروری ہوتا ہے اور مجیب کے نزدیک ضروری نہیں ہوتا، حضرت عبداللہ بن

---

[1] یلزم فی مثل هذه الامور ای الامور الواجبة العلم ان لایمنع الجواب فمن فعل ذالک کان آثماً مستحقاً للعقوبة (بذل المجهود ج۴/ص ۳۲۶/ کتاب العلم، مطبوعه یحیوی سهارنپور،

[2] من سئل عن علم علمه ثم کتمه الجم یوم القیمة بلجام من نار (مشکوٰة، ج ١/ص ٣۴، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- جس سے کسی علم کا سوال کیا گیا جس کو وہ جانتا ہے، اس نے اس کو چھپالیا اس کو بروز قیامت آگ کی لگام لگائی جائے گی۔

مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر سوال کا جواب خواہ وہ قابل جواب ہو خواہ نہ ہو لوگوں کو دیتا ہے وہ دیوانہ ہے۔ کذا فی الدارمی[1] نیز حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس شخص کو بلا تحقیق فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔ کذا فی سنن الدارمی[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند میں مفتی کی ضرورت

سوال:-علمائے دیوبند کا عمل صرف قرآن وحدیث سے ہے، تو مدرسہ دیوبند میں مفتی کیوں ہوئے ہیں، ان کا کام کیا ہوتا ہے، مفتی صاحب جو فیصلہ دیتے ہیں، وہ قرآن کے چار نمبر سے دیتے ہیں، یا حدیث کے حوالہ سے دیتے ہیں، لکھ کر دو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر شخص میں اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ قرآن کریم اور حدیث شریف سے مسئلہ نکال سکے، اور سمجھ سکے اس لئے مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں مفتی موجود رہتے ہیں، جو کہ قرآن پاک اور حدیث شریف، سے ثابت شدہ مسائل کو بتلاتے رہتے ہیں، اور قوم کو بہت بڑی سہولت

---

[1] عن ابن مسعود قال ان الذی یفتی الناس فی کل مایستفتی لمجنون (سنن دارمی ج ۱ /ص ۷۳/) باب فی الذی یفتی فی کل مایستفتی.

ترجمہ:-جو لوگوں کے ہر سوال کا جواب دیتا ہے وہ مجنوں ہے۔

[2] عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من افتی بفتیا من غیر ثبت فانما اثمہ علی من افتاہ (سنن دارمی، ج ۱ /ص ۶۹/) باب الفتیا ومافیہ من الشدۃ، مشکوۃ شریف ص ۳۵/ کتاب العلم، الفصل الثانی.

ترجمہ:-جس نے بغیر ثبوت کے فتویٰ دیا اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔

حاصل ہوجاتی ہے، کہ مسائل بکھرے ہوئے معلوم ہوتے رہتے ہیں، بسا اوقات اہل علم کو اشکالات پیدا ہوتے رہتے ہیں، ان کو بھی جواب حاصل کر کے اشکالات رفع کرنا آسان ہوجاتا ہے، غلط فرقے اپنی جہالت یا اضلال وتلبیس سے دین میں دخل اندازی مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹانے کی تدبیر میں لگے رہتے ہیں، ان کی جہالت، اضلال تلبیس، کا دجل بھی ختم کردیا جاتا ہے، اور براہین قاطعہ کی روشنی میں صراط مستقیم واضح ہوکر حفظ ایمان کی توفیق ہوجاتی ہے، اس لئے مفتیوں کو رکھے ہوئے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ دارالعلوم سے مسئلہ بتانا

سوال:- فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند سے کسی کو مسئلہ بتانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسئلہ کو پوری طرح سمجھ لیا ہے، تو بتانا بھی درست ہے، (قیود وشرائط بسا اوقات مذکور نہیں ہوتیں[1]۔) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۳/۹۴ھ

شامی دیکھ کر فتویٰ دینا

سوال:- شامی کا کتب فقہ میں کیا درجہ ہے۔ آیا فقط شامی دیکھ کر فتویٰ دیا جاسکتا

[1] الماهر الذى اخذ العلم عن اهله وصارت له فيه ملكة نفسانية فانه يميز الصحيح من غيره ويعلم المسائل ومايتعلق بها على الوجه المعتدبه فهذاهو الذى يفتى الناس. (رسم المفتى ص ٧٥/ من يفتى بمطالعة الكتب بغير تمرن على شيخ، مكتبه زكريا ديوبند)

ہے یانہیں؟

افتخار الحسن کاندھلوی ٢/رجب ٦٦ھ

الجواب حامداًومصلیاً

شامی جامع ہے اور مجموعی حیثیت سے معتبر ہے۔صاحب اتقان کے لئے صرف شامی دیکھ کرفتویٰ دینا درست ہے[١] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٥/رجب ٦٦ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ٥/رجب ٦٦ھ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٦/رجب ٦٦ھ

بغیر استاذ کے محض آداب المفتی کتاب دیکھ کرفتویٰ دینا

سوال:- عالم مجتہد کون ہے اگر کوئی ناظرہ قرآن شریف پڑھ کر چند کتب فقہ کی پڑھ لے وہ عالم مجتہد میں داخل ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا!

الجواب حامداًومصلیاً

وہ عالم مجتہد نہیں۔اجتہاد تو بڑا درجہ ہے ایسے شخص کے لئے تو یہ بھی حق نہیں کہ معمولی

---

[١] قال احمد النقیب یعتبر ھذا الکتاب خاتمۃ التحقیقات والترجیحات فی المذھب الحنفی لتأخر جامعہ وسعۃ اطلاع واضعہ وتحریرہ مااعتمدہ المتأخرون الثقات ولانہ اجمع کتاب فی الفقہ الحنفی من کتب الفتوی والترجیح ویعتبر لدیٰ علماء الحنفیۃ منخل المذھب فیما علیہ الفتویٰ ولایکاد یفتی فی الفقہ الحنفی دون الرجوع الیہ وکان ومایزال اھم کتب الفتویٰ التی انحضرت جھدالفقھاء المتأخرین علی قرأتھا وقدجمع فیہ ابن عابدینؒ حصیلۃ کتب المذھب الخ ،المذھب الحنفی ص٥٨٣/ج٢/مکتبہ الرشید ریاض.

مسائل روزمرہ میں فتویٰ بتا سکے کہ کس قول پر فتویٰ ہے۔

سئل فی شخص یقرأ ویطالع فی الکتب الفقهیه بنفسه ولم یکن له شیخ ویفتی ویعتمد علی مطالعته فی الکتب فهل یجوزله ذالک ام لا؟ فاجاب بقوله بل لایجوزله الافتاء بوجه من الوجوه لانه عامی جاهل لایدری مایقول بل الذی یأخذ العلم عن المشائخ المعتبرین لایجوز له ان یفتی من کتاب ولامن کتابین بل قال النووی ولامن عشرة فان العشرة والعشرین قد یعتمدون کلهم علی مقالة ضعیفة فی المذهب فلایجوز تقلیدهم فیها بخلاف الماهر الذی اخذالعلم عن اهله وصارت له فیه ملکة نفسانیة فانه یمیز الصحیح من غیره ویعلم المسائل ومایتعلق بها علی الوجه المعتمدبه فهذا هو الذی یفتی الناس ویصلح ان یکون واسطة بینهم وبین اللّٰه تعالیٰ واما غیره فیلزمه اذا تسورهذا المنصب الشریف التعزیر البلیغ والزجر الشدید الزاجر ذٰلک لأمثاله عن هذا الامرالقبیح الذی یودی الی مفاسد لاتحصیٰ[1] اه شرح عقود رسم المفتی عن الفتاوی الکبیر ص ١٥[2]

---

[1] شرح عقود رسم المفتی ص٧٥، ٧٦/ من یفتی بمطالعة الکتب بغیرالتمرن علی شیخ، مطبوعه زکریا دیوبند

[2] **ترجمہ**:- اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو کتب فقہیہ کو خود پڑھتا اور مطالعہ کرتا ہے کوئی اس کا شیخ واستاذ نہیں وہ فتوی بھی دیتا ہے اور اپنے مطالعہ کتب پر اعتماد کرتا ہے یہ اس کے لئے جائز ہے یا نہیں۔ پس انہوں نے اپنے قول کے ساتھ جواب دیا کہ اس کے لئے فتوی دینا کسی طرح جائز نہیں۔ اس لئے کہ وہ نرا عامی جاہل ہے اسے نہیں معلوم کیا کہہ رہا ہے بلکہ جو شخص علم کو مشائخ معتبرین سے حاصل کرتا ہے اس کو بھی ایک کتاب یا دو۲/ کتاب دیکھ کر فتوی دینا جائز نہیں بلکہ نوویؒ نے کہا ہے کہ دس کتاب (دیکھ کر) بھی فتویٰ دینا جائز نہیں۔ اس لئے کہ بعض دفعہ دس اور بیس حضرات بھی تمام کسی ایسے قول پر اعتماد کر لیتے ہیں جو مذہب میں ضعیف ہوتا ہے۔ پس اس (قول ضعیف) میں ان کی تقلید جائز نہیں۔ ...... **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

مجتہدین کے طبقات متعدد ومتفاوت ہیں۔ ہر طبقہ کی تعریف علیحدہ ہے۔ تفصیل مطلوب ہو تو ردالمحتار[۱] النافع الکبیر[۲] عقود رسم المفتی[۳] وغیرہ مطالعہ کیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/محرم ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/محرم ۶۷ھ

جاہل مفتی

سوال:- ایک صاحب میرے یہاں ہیں ان کا نام خدا بخش ہے اور وہ فتویٰ دیتے ہیں حالانکہ وہ عربی بھی نہیں جانتے ہیں ہر سال بچوں کے اسکول کا روپیہ کھا جاتے ہیں اور اپنی برادری میں ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ بھائیو! میں نے اسکول کا روپیہ اپنے خرچ میں لے لیا ہے اور میں ادا نہیں کر پاؤں گا اس کو آپ لوگ معاف کر دیجئے، وہ بے چارے مجبور ہو کر معاف کر دیتے ہیں کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ یہ دے نہیں پائیگا اور نماز میں تہجد ادا کرتا ہے، اور ٹٹی شارع عام پر پھرتا ہے راستہ چلنے والی عورتیں اور آدمی اپنے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............بخلاف ماہر کے جس نے علم کو اس کے اہل سے حاصل کیا ہے اور اسکو اس میں ملکہ راسخہ حاصل ہو گیا پس وہ صحیح غیر صحیح کے درمیان تمیز کرتا ہے اور مسائل اور ان کے متعلقات کو بھی معتمد طریقہ پر جانتا ہے پس اسکو حق ہے کہ لوگوں کو فتوی دے اور یہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن اس کے علاوہ کوئی اگر منصب شریف کی جسارت کرے تو اس کو تعزیر بلیغ اور زجر شدید لازم ہے۔ جو اس جیسوں کو اس امر قبیح سے روک دے جو بے شمار مفاسد کی طرف پہنچاتا ہے اھ شرح عقود رسم المفتی۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)　۱ شامی نعمانیه ص ۵۲ / ج ۱ / مقدمه شامی طبقات الفقهاء.

۲ النافع الكبير ص ۷ / فصل اول، مطبوعه لكهنؤ،

۳ شرح عقود رسم المفتی ص ۴۹ / مطبع زكريا، طبقات الفقهاء،

منھ پھیر لیتے ہیں مگران کوشرم نہیں لگتی ،ایک مرتبہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میدان میں ایک باغ ہے اس کے پیڑ کے نیچے بیٹھا پائخانہ پھر رہا تھا۔ یہ فعل اس مفتی جاہل کے لئے کب روا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

جاہل آدمی کا بلا تحقیق علم حاصل کئے فتویٰ دینا فتویٰ نہیں بلکہ ضلالت اور گمراہی ہے[۱] اور ایسے شخص کو مفتی کہنا بھی جہالت اور ضلالت ہے سب کے سامنے ستر کھولنے والے پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ ۱۵/۱/۹۰ھ

غیر عالم کو مسائل بتانے سے روکنا

سوال: -صرف اردوداں حضرات کوفقہی مسائل (نمازوضووغیرہ کےعلاوہ) بتلانے

۱؎ عن عبدالله عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذالم يبق عالما اتخذالناس رئوساً جهالاً فسئلو افافتوا بغير علم فضلوا واضلوا (مشكوة ص ۳۳/ كتا العلم ،الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

ترجمہ :-آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ بندوں سے علم کواس طرح نہیں نکال لاتا البتہ علم کواٹھاتا ہے علماء کواٹھانے کے ساتھ یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہتا تو لوگ جاہلوں کواپنا سردار بناتے ہیں، ان سے سوال کرتے ہیں وہ بغیر علم کے فتوے دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں دوسروں کوبھی گمراہ کرتے ہیں۔

۲؎ عن الحسن مرسلاً قال بلغني ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعن الله الناظر والمنظور اليه، مشكوة شريف ص ۲۷۰/باب النظر الى المخطوبه،الفصل الثالث، مطوعه ياسر نديم ديوبند،

سے اگر روکا جائے کہ آپ مسئلہ نہیں بتلائیں، تو یہ اقدام غلط ہوگا، یا صحیح؟ جبکہ عالم دین موجود ہیں، بعض تو اردو سمجھ لیتے ہیں، اور بعض اردو بھی نہیں سمجھ پاتے، دونوں کو روکا جائے کہ حرام و حلال والے مسائل نہ بتائیں، تو اس رکاوٹ کی اجازت ہے یا نہیں؟ رکاوٹ میں سختی کی جاسکتی ہے نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب تک فقہ کے مسائل باقاعدہ معتمد استاذ سے حاصل نہ کئے ہوں، کچھ اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ صحیح طور پر ان کو بیان کیا جائیگا، اس لئے اس کی عام اجازت نہیں دی جائے گی، اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ صحیح سمجھ کر صحیح بیان کردے، اس لئے پہلے کسی واقف کار مستند عالم کو وہ مسائل سنا دیئے جائیں، جب وہ تصویب کردے، تو پھر ان کو بیان کرنے کی بھی گنجائش ہے، مگر ان کی اپنی طرف سے مزید تشریح نہ کی جائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

غیر مستند عالم کا فتویٰ دینا

جیسا کہ جماعتِ اسلامی والے کرتے ہیں

سوال:- کوئی غیر مستند عالم یا غیر مستند مفتی جس نے کسی ادارے سے سند حاصل نہ کی ہو ایسا شخص تحریری یا زبانی فتویٰ دے سکتا ہے یا نہیں؟ جیسا کہ اکثر جماعتِ اسلامی کے

---

[1] لوان الرجال حفظ جميع كتب اصحابنا لا بدأن يتلمذ للفتوىٰ (رسم المفتی، ص۷۹/ مکتبہ سعیدیہ سہارنپور تحت شعر"

والعرف فی الشرع له اعتبار لذا علیه الحکم قد یدار

افراد جوکہ اکثر عالم نہیں ہوتے اور نہ مفتی ہوتے ہیں، وہ فتویٰ دیتے ہیں۔ لہٰذا ایسے غیر مستند مفتیوں کے فتاویٰ کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس مسئلہ کی پوری تحقیق کر لی ہو خواہ استاذ کے پڑھ کر ہو یا اہل علم سے سن کر ہو اس کو پوری احتیاط کے ساتھ نقل کرنا درست ہے۔ از خود کتاب دیکھ کر بسا اوقات سمجھنے میں غلطی ہو جاتی ہے، اس لئے محتاط حضرات ہمیشہ فتویٰ دینے سے بچتے ہیں، جب تک کہ اس فن کو باقاعدہ حاصل نہ کیا ہو وہ ہرگز جسارت نہیں کرتے، اس کی اجازت بھی نہیں۔ عقود رسم المفتی میں ہے۔

فلیس یجسر علی الاحکام سویٰ شقی خاسر المرام[1]

بغیر تحقیق کے اگر فتویٰ دیا تو اس کا وبال فتویٰ دینے والے پر ہوتا ہے[2]

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے فتویٰ دینے میں غلطی کبھی نہیں کی۔ ایک دفعہ ان سے فتویٰ دریافت کیا گیا تو جواب دیا کسی مفتی سے پوچھو، دین کی بات میں بتا تا ہوں[3] کما قال۔ پھر جماعت اسلامی والے کیا فتویٰ دے کر غلطی میں مبتلا ہوتے

---

[1] (شرح عقود رسم المفتی ص ۱۴۲، اذالم یوجد فی المسئلة روایة، مطبوعه زکریا دیوبند)
ترجمہ:- بدبخت، نامراد کے علاوہ کوئی شخص فتویٰ دینے پر جسارت نہیں کرسکتا۔

[2] قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من أفتی بغیر علم کان اثمه علی من افتاه، مشکوة شریف ص ۳۵/ کتاب العلم، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،
ترجمہ:- حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دے اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔

[3] رسائل ومسائل حصہ دوم ص ۱۷۵/ فقهیات، مطبوعه مرکزی جماعت اسلامی پاکستان،

یا کرتے ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غیر عالم سے مسائل پوچھنا

سوال:- جو شخص عالم نہ ہو اس سے مسائل دریافت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ اپنی رائے سے دینی مسائل بتائے تو اس سے پوچھنا گمراہی کا سامان مہیا کرنا ہے، اگر کتاب میں دیکھ کر بتائے اور معتبر غیر معتبر کو نہ پہچانتا ہو تو اس کے بتائے ہوئے مسائل میں صحیح غلط کی تمیز نہیں ہوگی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غلط فتویٰ دینا اور فتویٰ کو نہ ماننا

سوال:- اگر شرعاً ہندہ کو زید کے مال ومتاع سے کچھ حصہ اور مہر بھی ملتا ہے اور پھر کوئی شخص اس کا انکار یا رد کردے یا اس کے خلاف اپنی خواہش نفسانی کے واسطے فتویٰ دے تو شرعاً ایسے آدمی پر کیا جرم عائد ہوتا ہے اور کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز ہے؟ جواب بحوالہ لکھیں۔

---

[1] سئل فی شخص یقرأ ویطالع فی الکتب الفقهیة بنفسه ولم یکن له شیخ ویفتی ویعتمد علی مطابعته فی الکتب فهل یجوز له ذالک ،فاجاب بقوله لایجوز له الافتاء لانه عامی جاهل لایدری مایقول الخ شرح عقود رسم المفتی ص٧٥/من یفتی بمطالعة الکتب بغیر التمرن علی شیخ، مکتبه زکریا دیوبند.

الجواب حامداًومصلیاً

شرعی فتویٰ کو بلا دلیل رد کرنا اور نہ ماننا سخت گناہ ہے۔اگر کوئی اس فتویٰ شرعیہ کا استخفاف کرکے توہین وتحقیر کرے گا تو یہ کفر ہے کہ تحقیر شریعت کوبھی مستلزم ہے اور جان بوجھکر خواہش نفسانی کی وجہ سے خلاف شرع فتویٰ دینا اور مستحق کومحروم کرنا بڑا ظلم اور کبیرہ گناہ ہے۔جو ناواقف اس خلاف شرع فتویٰ پرعمل کریں گے اس کا گناہ بھی فتویٰ دینے والے پر ہوگا[1] اور ایسے شخص کو امام بنانا بالکل ناجائز ہے[2] تاوقتیکہ وہ توبہ کرکے حق بات کوظاہر نہ کردے لیکن اس کا فیصلہ بھی معتبر علماء سے کرایا جائے کہ فتویٰ موافق شرع ہے یا خلاف شرع کسی غیر عالم کا ازخود فیصلہ کرنا درست اور معتبر نہیں۔

رجل عرض علیہ خصمہ فتویٰ الائمۃ فرد ھا وقال ''چہ بارنامہ فتویٰ آوردہ'' قیل یکفر لانہ ردحکم الشرع وکذا لولم یقل شیئا لکن القی الفتویٰ علی الارض وقال ''ایں چہ شرع است'' کفر اذا جاء احد الخصمین الی صاحبہ بفتوی الائمۃ فقال صاحبہ لیس کما افتوااو قال لانعمل بھذا کان علیہ التعزیر کذا فی الذخیرۃ اھ ھندیہ ۲۷۲/ج ۲[3] فلیس یجسر علی الاحکام سوی شقی خاسرالمرام وانکان المفتی مقلدا غیر مجتھد یأخذ بقول من ھو افقہ الناس عندہ ویضیف الجواب الیہ فان کان افقہ الناس عندہٗ فی مصر آخر یرجع الیہ بالکتاب ویکتب بالجواب ولایجازف خوفا من الافتراء علی

---

[1] عن ابی ھریرۃ مرفوعاً قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من افتی بغیرعلم کان اثمہ علی من افتاہ (مشکوۃ المصابیح ص ۳۵/ج ۱/کتاب العلم، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند)
ترجمہ:-جس نے بغیرعلم کے فتویٰ دیااس کا گناہ فتویٰ دینے والے پرہوگا۔

[2] یکرہ امامۃ عبدواعرابی وفاسق، تنویر الابصار، قولہ فاسق من الفسق وھوالخروج عن الاستقامۃ ولعل المرادبہ من یرتکب الکبائر (شامی نعمانیہ ص ۳۷٦/ج ۱/)باب الامامۃ،

[3] فتاوی عالمگیری ص ۲۷۲/ج ۲/ الباب التاسع ؛احکام المرتدین، مطبوعہ کوئٹہ،

اللّٰہ تعالیٰ بتحریم الحلال وضدہ اھ شرح عقود رسم المفتی[1] ص ۳۳/ ویحجر علی المفتی الماجن ھو الذی یعلم الناس الحیل الباطلة بان علم المرأة الارتداد لتبین من زوجھا وبان علم الرجل ان یرتد لتسقط عنه الزکوة ثم یسلم ولا یبالی ان یحرم حلالا ویحل حراماً اھ مجمع الانھر قلت ویدخل فیه المفتی الفاسق کمافی الملتقط والذی یفتی عن جھل کما فی الخانیة اھ سکب الانھر ص ۱۴۴/ ج ۱[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۶/ ۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم ۲۲/ جمادی الثانی ۲/ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

غیر عالم کو مسئلہ بتانا

سوال:- قاضی صاحب نے جنہوں نے کسی دینی درسگاہ میں تعلیم نہیں پائی بلکہ رڑکی کی انجینئرنگ اسکول میں تعلیم پا کر بوجہ جعلی سند پیش کرنے ملازمت سے محروم رہ کر عطاری کی دوکان کرتے ہیں، شرعی فتویٰ دے سکتے ہیں اور وہ کہاں تک شرعاً درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلاعلم کے مسئلہ بتانا شرعاً حرام اور کبیرہ گناہ ہے[3] لیکن اگر مسئلہ معلوم ہو تو مسئلہ بتلانے کے لئے سند کا ہونا ضروری نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] (شرح عقود رسم المفتی ص ۱۴۲، ۱۴۳/ مطبع زکریا، اذالم یوجد فی المسئلة روایةً)

[2] مجمع الانھر مع سکب الانھر ص ۵۶/ ج ۴/ کتاب الحجر عباس احمد الباز مکه مکرمه.

[3] وقد حرم اللّٰہ القول علیه بغیر علم فی الفتیا والقضاء (اعلام الموقعین ص ۳۸/ ج ۱/ مطبوعه دار الجیل بیروت)

بغیر علم کے فتویٰ دینا

سوال: –عدم تحقیق وثبوت کی صورت میں ظنی طور پر مسئلہ بتانا کیسا ہے؟ جبکہ کبھی تحقیق کے بعد صحیح نکلے اور کبھی غلط ہو جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلاتحقیق مسئلہ بتانا درست نہیں ہے۔ "**وفی اثر مرفوع ذکرہ ابو الفرج وغیرہ من افتی الناس بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السماء وملائکۃ الارض، کذا فی اعلام الموقعین ج ۲/ص ۲۵۶/**". فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۷/۸۸ھ

ترک نماز کا فتویٰ

سوال: –اگر کوئی عالم دین مسجد میں جانا اور جماعت کی نماز پڑھنا اپنی آبادی میں ترک کردے جب کہ صرف ایک ہی مسجد ہے، اور اذان اور جماعت وقت پر مسجد میں نہ ہو، بلکہ اکثر وقت اذان و جماعت ہوتی ہی نہ ہو، اور وہ عالم دین دوسرے گاؤں میں کبھی کبھی جاتا ہے، لیکن دوسری جگہ فتویٰ بہت دیتا ہے کہ یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے، تنخواہ حرام ہے لینا تو ایسے شخص کے فتویٰ پر عمل کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فتویٰ جو بھی صحیح ہو وہ واجب القبول ہے، اگر اس کی صحت میں تردد ہو تو دوسرے معتمد حضرات سے تصدیق وتوثیق کرالی جائے، ترک جماعت بلاعذر شرعاً نہایت قبیح و مذموم ہے،

جو شخص دواماً اس کا تارک ہو وہ فاسق ہے[1] اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے[2] مسجد میں اذان و جماعت کا نہ ہونا بڑے وبال کی چیز ہے، تمام اہل بستی کو اس کا انتظام کرنا چاہئے[3]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٦/٢/ ٩٠ھ

حنفی المسلک مفتی کا شافعی فقہ پر فتویٰ دینا

سوال:- کیا شافعی المسلک مفتی حنفی مسلک کے مطابق اور حنفی المسلک مفتی شافعی المسلک کے مطابق فتوے دے سکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر کسی مفتی سے سوال کیا کہ فلاں مسئلہ میں حضرت امام شافعیؒ کا کیا فتویٰ ہے تو حنفی مفتی کو چاہئے کہ جواب اس طرح دے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ یہ ہے (کسی شافعی کو امام شافعی کا فتویٰ پوچھنا ہو تو شافعیہ سے پوچھے) الغرض اپنے امام کا مذہب چھوڑ کر دوسرے

---

[1] وكذاالاحكام تدل على الوجوب من أن تاركها من غير عذر يعذر وترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه (الى قوله) وهذه الاحكام، مقيد بالمداومةعلى الترك (حلبى كبيرى ص ٥٠٩/ فصل فى الامامة)

[2] لوقدموا فاسقا يأثمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (حلبى كبيرى ص ٥١٣/ فصل فى الامامة)

[3] ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰه أن يذكر فيها اسمه وسعى فى خرابها (سورۂ بقره آيت ١١٤/ (وسعى فى خرابها) اى بالهدم اوالتعطيل (بيضاوى ص ٣٨٦/ج ١/ دارالفكر)

ترجمہ آیت:-اوراس شخص سے زیادہ اورکون ظالم ہوگا جوخداتعالیٰ کی مسجدوں میں انکا ذکر کئے جانے سے بندش کرے اوران کے ویران ہونے میں کوشش کرے۔(بیان القرآن)

امام کے مذہب پر فتویٰ دینے کا حق نہیں[۱] الّا یہ کہ مجتہدین نے کسی خاص مسئلہ میں ضرورت شدیدہ کے موقعہ پر کہ بغیر اس کے چارہ نہ ہو فتویٰ دیا ہو[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۱/۹۹ھ

جہاں سے سہولت متوقع ہو وہاں سے فتویٰ پوچھنا

سوال:۔ بعض مسائل ایسے ہیں کہ اس میں احناف کے علماء مثلاً علماء دیوبند، سہارنپور، دہلی مختلف ہیں، کسی کے نزدیک حلت ہے، کسی کے نزدیک حرمت ہے۔ تو کیا ایسی صورت میں جس جگہ سہولت ملے استفتاء کر سکتے ہیں یا نہیں، دراں حالانکہ قابل اعتماد اور دیندار ہر ایک ہیں، یعنی اتباع ہوا میں تو داخل نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب سب اداروں پر یکساں اعتماد ہے تو محض سہولت کے لئے انتخاب کرنا کہ فلاں مسئلہ میں فلاں جگہ سے سہولت ملے گی اور فلاں مسئلہ میں فلاں جگہ سے سہولت ملے گی، اگر کامل اتباعِ ہوا نہیں تو اتباعِ ہوا کے قریب ضرور ہے[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۶/۹۶ھ

---

[۱] متی سالنا عن مذهبه اجبنا بمذهبنا (درمختار) وفی الشامية وان سالنا كيف مذهب الشافعی فيه لانجيب بمذهبه (شامی زكريا ص ۲۱۹/ ج۴/ كتاب النكاح ،باب الكفاءة .

[۲] لوافتی حنفی فی هذه المسئلة بقول مالک عندالضرور فلاباس به (عمدة الرعاية علی شرح الوقاية ص۳۹۳/ ج۲/ كتاب المفقود (مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[۳] قال الله تعالی ولاتتبع الهوی فيضلّک عن سبيل اللّهِ، صورة ص، الآية ۲۶/

شیعہ کے سوال کا جواب کس طرز پر ہونا چاہئے

سوال:- اگر کوئی حنفی مفتی شیعوں کے مسائل میراث سے واقف ہوتو وہ استفتاء جس میں مورث اعلیٰ شیعہ ہواور باقی مورث ووارث سنی ہوں یا مورث اعلیٰ سنی ہواور بقیہ مورث و وارث خواہ کل شیعہ ہوں خواہ بعض شیعہ وبعض سنی پس ایسی صورت میں سنی مفتی ایسے استفتاء کا جواب کس طرح لکھے آیا اصل میں اپنے اصول کے موافق لکھے یا مورث شیعہ کے ترکہ وحصے کو اصول تشیع کے موافق اور مورث حنفی اورسنی کے ترکہ وحصہ کو اصول حنفیت کے موافق یا کیا صورت ہوگی جوصورت ہومدلل تحریرفرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جوفرقۂ شیعہ کا کافر ہے اسکی رعایت کرتے ہوئے جواب دینا شرعاً درست نہیں بلکہ جو اسباب میراث اہل اسلام کے نزدیک معتبر ہیں انہیں اسباب کے ماتحت ان کوبھی جواب دیا جائے گا۔ **الکفار یتوارثون فیما بینهم بالاسباب اللتی یتوارث بها اهل الاسلام فیما بینهم من النسب و السبب** اھ عالمگیری[1] ص ۴۵۴ رجلد سادس، الباب السادس فی میراث اہل الکفر اور جوفرقہ کافرنہیں بلکہ مسلم ہے اس کوبھی حنفی سنی اپنے اصول کے مطابق جواب دے گا جیسا کہ اگرکوئی شافعی المذہب کسی مفتی حنفی سے امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق کوئی مسئلہ دریافت کرے تو حنفی مفتی اس وقت امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق جواب نہیں دے گا، امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے موفق جواب دے گا، علامہ حصکفی نے درمختار کتاب الحظر و الاباحۃ، فصل فی البیع میں کتاب احیاء اموات سے کچھ پہلے لکھا ہے (فروع) کتب

[1] عالمگیری ص ۶/۴۵۴، کتاب الفرائض، الباب السادس فی میراث اهل الکفرة، مطبوعه الماجدیه بلوچستان کوئٹه،

ماقول الشافعیؒ یکتب جواب ابی حنیفۃؒ اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں قولہ کتب الخ مثل الکتابۃ السوال بالقول ومثل الشافعیؒ غیرہ من اصحاب المذاھب اھ (ردالمحتار ص ۹۹ / ج ۵)[1] پس مذہب شیعہ کے مطابق سوال کرنے سے مفتی سنی کو بطریق اولیٰ مذہب اہل سنت کے مطابق جواب دینا چاہئے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

امام عالم نہ ہو تو مسئلہ کس سے پوچھے

سوال:- زید سے الفاظ قرآن بھی اکثر صاف نہیں نکلتے، ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟ اور ایسے شخص سے آئندہ مسئلہ دریافت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر امام عالم نہیں تو مسئلہ عالم سے پوچھا جائے[2] وہ الفاظِ قرآن میں کیا غلطی کرتا ہے تشریح کے ساتھ لکھیں تو حکم معلوم ہو۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۴/۶/ ۹۳ھ

جو شخص غلط فتویٰ دے اس سے تعلق رکھنا

سوال:- احقر ۸۰ء میں دارالافتاء کا طالب علم تھا، اس زمانے میں سب حضرات کو

۱؎ شامی نعمانیہ ص ۲۷۰ / ج ۵ /

۲؎ لایجوز الافتاء الا لرجل عالم بالکتاب والسنۃ (اعلام الموقعین ص ۴۵ / ج ۱ / مطبوعہ دارالجیل بیروت، عالمگیری ص ۳۰۸ / ج ۳ / کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر الادب والقضاء، مطبوعہ کوئٹہ)

معلوم ہے، کہ حضرت مفتی مہدی حسن صاحب اور نائب مفتی ہندوستان میں ربوٰ کے متعلق گنجائش بتلاتے تھے، اور بینک وغیرہ کی شکلیں جس سے مسلمانوں کو فائدہ ہو جائز بتلاتے تھے، اس سلسلہ میں ایک مفصل فتویٰ حضرت مفتی صاحب نے لکھا تھا ۸۰ء کے رجسٹر میں درج ہے، اسی زمانے میں ایک استفتاء ربوٰ ی کے متعلق بھی آیا تھا، میں نے حضرت امام ابو یوسفؒ کے مطابق جواب لکھا تھا حضرت مفتی صاحبؒ نے اس کو کاٹ دیا تھا، اس بناء پر جو لوگ مسئلہ پوچھتے تھے، وہ مفتی صاحب والی بات نقل کر دیا کرتا تھا، گنجائش بتلاتے ہیں، اس بناء پر بعض لوگ اس قسم کے معاملہ کر چکے تھے، کاروباری موقع پر جب ضرورت ہوتی تو بعض روپیہ لے لیتے تھے کچھ لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ ایسے لوگوں سے قطع تعلق کیوں نہیں کر لیتے ہیں، تو میں نے ان سے اکابر کے فتویٰ مختلف ہونے کے بارے میں کہا اور کہا کہ جب یہ عمل بعض اکابر کے فتویٰ کی بناء پر ہے تو ان کی تفسیق نہ کی جائیگی، ایسی صورت میں شدت بھی نہ برتوں گا کہ ان سے قطع تعلق کروں اس پر انہوں نے کہا کہ مولویانہ تاویل ہے، تو ایسی صورت میں قطع تعلق کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل مقصد اصلاح ہے اگر تعلق وملاطفت سے اصلاح متوقع ہے تو ترک تعلق نہ کیا جائے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ترک تعلق سے طبیعت میں ضد پیدا ہو جاتی ہے، اور اس کا نتیجہ شرو فساد ہوتا ہے، کبھی ترک تعلق مفید ہوتا ہے، اس لئے معاملہ سہل ہے[1] مگر صرف تعلق پر اکتفاء نہ کیا جائے، بلکہ آہستہ آہستہ اصلاح بھی لازم ہے[2] ورنہ یہ تعلق مداہنت بن کر رہ جائے گا، جو

---

[1] نهى رسول الله ﷺ عن كلامنا هو دليل علىٰ وجوب هجران من ظهرت معصية الخ المفهم شرح مسلم، ج٧/ص٩٨/ (مطبوعه بيروت) كتاب الرقاق) باب يهجر من ظهرت معصية.

[2] ادع الىٰ سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة الاية سورة النحل آيت ١٢٥.

ترجمہ:- آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ بلایئے۔ (از بیان القرآن)

لوگ اصل حال بتا کر اپنے معتقد سے دیانت داری سے فتویٰ لیتے ہیں، وہ تو ان شاء اللہ نفع میں رہیں گے، جو اہل علم ایک فتویٰ کو دلائل کی روشنی میں صحیح نہ سمجھے اس کو اس فتویٰ پر عمل کرنا درست نہیں، اسلئے کہ وہ خود اہل علم ہے اور جب کوئی اسی سے پوچھے کہ یہ فتویٰ صحیح ہے تو کہہ دے کہ صحیح نہیں، دوسروں کے لئے اختلافی مسائل میں تشدد کا پہلو اختیار کرنا بھی مناسب نہیں، اپنے لئے احوط کا اختیار کرنا اورع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ ۵/۹/۸۸ھ

شرعی قوانین عالم دین پر بھی لاگو ہیں

سوال:- کیا عالم دین پر شرعِ اسلامی کے قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شرع اسلامی کے قوانین سب کے لئے ہیں عالم دین مستثنیٰ نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مفتی کا فتویٰ اگر واقع کے خلاف ہو

سوال:- (۱) ہم کہ محمد وصی پسر عبدالسمیع خان قصبہ مئو ضلع اعظم گڑھ یوپی کے رہنے

---

[1] ولایصل العبد مادام عاقلاً بالغاً الی حیث یسقط عنه الامر والنهی مقام سقوطهما لعموم الخطابات الواردة فی التکالیف واجماع المجتهدین علی ذالک فان اکمل الناس فی المحبة والایمان هم الانبیاء خصوصا حبیب اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مع ان التکالیف فی حقهم اتم واکمل فانهم یعاتبون بترک الافضل بل کل من کان الی الانبیاء اقرب فالتکلیف علیه اشد (نبراس ص ۳۳۶/ اللعن علی یزید خلاف التحقیق، مطبوعه پاکستان، شرح عقائد ص ۱۶۵/ مبحث لایصل العبد الی حیث یسقط عنه الامر والنهی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، شرح فقه اکبر ص ۱۴۹، لایصل العبد الی مقام بسقط عنه الامر الخ، مطبوعه مجتبائی دهلی،

والے ہیں، چونکہ احقر کا عقد مسماۃ ہاجرہ خاتون دختر محمد ادریس خاں ساکن قصبہ کوپا گنج کے ہمراہ ہوا تھا، اور زوجہ میرے مکان پر رخصت ہوکر آئی، اور دو یوم مقیم بھی رہی، اور بحسن وخوبی یہاں سے رخصت ہوکر اپنے میکہ گئی۔

(۲) اس کے بعد احقر متعدد بار اپنی سسرال کوپا گنج گیا اور دو چار دن مقیم بھی رہا۔

(۳) احقر نے رخصتی کے لئے بارہا کہا اور بارہا تقاضہ کرتا رہا مگر خسر رخصت کرنے میں حیلہ کرتے رہے، اس طرح سے ہنوز رخصت نہیں کیا۔

(۴) اب معلوم ہوا ہے کہ خسر محمد ادریس کوپا گنج نے ایک استفتاء مندرجہ ۱۹۴۰/ادارہ دیوبند جس کا جواب جناب مفتی صاحب دیوبند سے اس کی موافقت میں صادر فرمایا ہوا ہے، جیسا کہ مندرجہ استفتاء ہے، لہٰذا احقر بحلف روبرو دو گواہان کے بیان کرتا ہے، کہ یہ بالکل لغو اور بے بنیاد ہے احقر نے کبھی بھی اپنی بیوی ہاجرہ خاتون کو اس قسم کی بات نہیں کہی ہے، اور نہ تحریر بھیجی ہے، اس لئے اپنا بیان حلفیہ دے کر اپنا دستخط بنا دیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال کو صحیح صحیح لکھنا مستفتی کی ذمہ داری ہے مفتی کا جواب تو سوال پر ہی مرتب ہوتا ہے، اگر کوئی شخص سوال غلط اور خلاف واقع لکھ کر مفتی سے جواب حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں مجرم ہوگا، مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی، اور اس پر مفتی نے جواب دیا کہ زید پر اس کی بیوی حرام ہوگئی، تو اس سے وہ حرام جب ہوگی، کہ طلاق دی ہو، ورنہ وہ حرام نہیں ہوگی، یا مثلاً کوئی شخص خنزیر کے گوشت کے متعلق یہ کہے کہ یہ بکری کا گوشت ہے، اور مفتی فتویٰ دیدے کہ یہ حلال ہے، تو اس سے وہ بکری کا گوشت بن کر حلال نہیں ہوجائے گا، بلکہ خنزیر ہی کا گوشت رہے گا، اور حرام ہی رہے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص سوال کرے فلاں عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی ہے، اور عدت گزر گئی ہے، اس سے

نکاح زید کا درست ہوسکتا ہے یا نہیں، اور مفتی نے جواب دیا کہ بعد عدت درست ہے، اور واقعۃً اس کو طلاق نہ دی گئی ہو، یا عدت نہ گزری ہو تو اس کا نکاح زید سے درست نہیں ہوگا، بلکہ حرام ہی رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۸/۹۰ھ

لا مذہب کے سوال کا جواب

سوال:- ایک لا مذہب کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَۃِ اسْجُدُوْا میں فرشتوں کو خطاب کیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو اور شیطان اس آیت کی رو سے مستثنیٰ ہوا تو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملعون کیوں قرار پایا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

لا مذہب کا جواب دینا بیکار ہے کیونکہ وہ کسی دلیل کو تسلیم نہیں کرے گا بلکہ شیطان کا وجود ہی نہ مانے گا۔ اگر آپ کو شبہ ہو تو فرمایئے، جواب دے دیا جائے گا، بیضاوی شریف[1] پر نہایت تفصیل سے اس کا جواب لکھا ہے اور لا مذہب سے مناظرہ کرنا فروعی امور میں قطعی مفید نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ۱۳/محرم ۵۴ھ

---

[1] وان ابلیس کان من الملائکۃ والالم یتناولہ امرھم ولم یصح استثناؤہ منھم ولایرد علی ذالک قولہ تعالی الا ابلیس کان من الجن لجواز ان یقال انہ کان من الجن فعلاومن الملائکۃ نوعاً (بیضاوی ص ۶۴/سورۂ بقرہ تحت آیت ۳۴/طبع یاسرندیم ص ۲۹۴/ج ۱/ مطبوعہ دار الفکر بیروت،

اپنی ذات سے متعلق سوال سے مفتی کا جواب سے معذرت کرنا

سوال:-ایک وقف کی آمدنی جوکہ مخصوص ادارہ کے لئے خاص ہے، لہٰذا اس کے علاوہ پھر وقف کی آمدنی کو دوسرے مصرف میں صرف کی جاسکتی ہے، اگر کوئی متولی وقف کے منشاء کے خلاف صرف کرے تو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب بعون الملک

مدرسہ عالیہ جامع مسجد کا صدر مدرس ہی مفتی ہے، اس لئے اس کے متعلق کسی دوسرے دار الافتاء سے فتویٰ حاصل فرمائیں، اختلافی مسائل کا جواب دینے کی وقف بورڈ کی جانب سے ممانعت ہے، اسلئے معذوری ہے۔فقط عبدالقدوس رومی

نوٹ:-عبدالقدوس رومی مفتی شہر نے جو جواب دیئے ہیں، وہ کہاں تک درست ہیں؟ کیا کسی کے متعلق خود اس کی ذات سے متعلق بات دریافت کرنا شرعاً ممنوع ہے، اور اس کے جواب دینے کا حق نہیں ہے؟ کیا کسی مفتی کو یہ کہنے کی مجال ہے کہ وہ سنی وقف بورڈ کی وجہ سے امر حق کو ظاہر نہ کرے، اور معذوری پیش کر کے جواب دینے سے اعراض کرے، ایسے مفتی کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ نیز سوال اول کا جواب ندارد ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس مفتی کی ذات سے متعلق سوال ہو وہ اگر خود ہی جواب دیکر اپنی پوزیشن کو صاف کرلے تو مظنۂ تہمت ہے جس سے بچنے کا حکم ہے[1] اس بناء پر اگر انہوں نے جواب دینے سے معذرت کردی تو یہ طریقہ مناسب ہے، اگر کسی مفتی کو پابند کردیا جائے، کہ فلاں فلاں

---

[1] اتقوا مواضع التهم (كشف الخفاء ج ۱ / ص ۴۴ / مطبوعه داراحياء التراث العربی بيروت،
ترجمہ:-تہمتوں کی جگہوں سے بچو۔

مسئلہ کا جواب دیں، اور فلاں فلاں مسئلہ کا جواب نہ دیں، پھر وہ اس پابندی کی رعایت رکھے، تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے، مثلاً پہلے زمانہ میں قاضی کے نام منشور آتا تھا، کہ قول راجح اور قول مختار پر فیصلہ کرسکتا ہے، تو وہ اس کا پابند ہوتا تھا، یا مثلاً قول امام ابوحنیفہؒ پر فیصلہ کرے تو وہ اس کا پابند ہوتا تھا، اگرچہ دوسرا قول بھی غلط نہیں، لیکن اس کو اختیار کرنے کا حق نہیں، یا جیسے ایک طبیب ہے، کہ امراض چشم کا علاج کرتا ہے، دوسرے امراض کا علاج نہیں کرتا، تو اس پر کیا اعتراض ہے، دوسرے امراض کے علاج کے لئے دوسرے طبیب موجود ہیں، لہٰذا آپ کے لئے مناسب طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے سوالات دوسری جگہ حل کرلیں، ان سے ہی دریافت کرنے پر اصرار نہ کریں، نہ ان کے یا کسی کے درپے ہوں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۶/۴/۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ششم

﴿کتب معتبرہ وغیر معتبرہ﴾

چند کتب معتبرہ وغیر معتبرہ

سوال:- کتب فردوس آسیہ، قصص الانبیاء، تذکرۃ الاولیاء ہند، سر الشہادتین، قیامت نامہ، صبح کا ستارہ، رکن دین، کنز الدقائق، تنبیہ الغافلین، تقویت الایمان، مالا بدمنہ، تفسیر سورۂ یوسف، گلزار ابراہیم، فتاویٰ رشیدیہ، نور نامہ کلاں، مجالس الابرار، آیا یہ کتابیں مستند ومعتبر ہیں یانہیں اوران میں سے کون کتاب پڑھنی چاہئے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی تصنیف ہے، بعض روایتیں اسکی ضعیف ہیں۔

(۵) حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کی تصنیف ہے اس کا اصل نام علامات قیامت ہے، یہ معتبر ہے۔

(۷) کے بعض مسائل غیر معتبر ہیں۔

(۹) ابواللیث سمرقندی کی تصنیف ہے اس کی بعض روایات کمزور ہیں۔

(۸/۱۰/۱۱/ معتبر ہیں، ۱۴/۱۶/ بھی معتبر ہیں، بقیہ کتب میں نے نہیں دیکھیں[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

چند مفید وغیر مفید کتب کے نام

سوال:-حسب ذیل کتابوں میں جو آپ کی دیکھی ہوئی ہوں کون معتبر ہیں؟

(۱) قصص الانبیاء (۲) مجالس الابرار (۳) حکایات صحابہ (۴) مالا بدمنہ (۵) رکن دین (۶) کنز الدقائق (۷) شاہنامہ اسلام مصنفہ حفیظ جالندھری (۸) فتح الباری (۹) گلزار ابراہیم (۱۰) تفسیر یوسف (۱۱) نورمامہ کلاں (۱۲) تاریخ خیر البشر (۱۳) معجزہ آل نبی (۴) قصہ دردسر (۱۵) قصہ ہرنی (۱۶) قصہ آل جابر (۱۷) احسن المواعظ (۱۸) فردوس آسیہ۔

الجواب حامداً ومصلیا

۱/۲/۳/۴/۶/۸/ میری دیکھی ہوئی معتبر کتاب ہیں، مگر ۸/ بخاری شریف کی شرح ہے، جسکے مصنف شافعی المذہب ہیں، اسلئے اسکے مسائل فقیہ اسی وقت تک قابل عمل ہیں، جب تک وہ حنفی مذہب کے موافق ہوں[۲]، ۱/۹/۱۷/ کو مولانا تھانویؒ نے مفید فرمایا ہے، ۱۰/۱۳/ کو غیر مفید بلکہ مضر فرمایا ہے، بہشتی زیور حصہ دہم[۳] ۵/۴/ کی ایک اصلاح کسی عالم نے تحریر کی ہے، وہ اگر ساتھ ہوتو اس کے مسائل پر عمل کرنے میں مضائقہ نہیں ۱۶/ میں اگر آل جابر کے مرنے

---

[۱] ملاحظہ ہو بہشتی زیور مکمل ومدلل حصہ دہم ص ۵۲-۵۳/ عنوان کتابوں کا نام جن کے دیکھنے سے نفع ہوتا ہے، اور جس کے دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے۔

[۲] انا التزمنا تقلیدمذهبه ای ابی حنیفة، دون مذهب غیره (شامی کراچی ج ۱/ ص ۶۷/ مقدمه، مطلب صح عن الامام انه قال اذا صح الحدیث، فهو مذهبی،

[۳] بهشتی زیور ج ۱۰/ ص ۶۷۴،

کے بعد زندہ ہونے کا قصہ مذکور ہے، تو وہ غلط ہے، ۱۱/۱۴/۱۵/ بچپن میں دیکھی تھیں، اب یاد نہیں ان میں کیا ہے، بقیہ کا حال کچھ معلوم نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/صفر ۶۸ھ

کتاب آزرجندی کی حقیقت

سوال: ۔استفتاء ''**ماقولکم فی ھذہ المسئلۃ رحمکم اللّٰہ تعالیٰ ایھا العلماء**''

ایک شخص فاتحہ مروجہ کے جواز میں دلیل میں دو روایتیں پیش کرتا ہے:۔

(۱) ملا علی قاری اپنے فتوی آزرجندی میں روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انتقال کے تیسرے دن حضرت ابوذر غفاریؓ نے دودھ اور چھوارے لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے، آپ ﷺ نے اس پر ایک مروجہ طریقہ کے مطابق ہاتھ اُٹھا کر چاروں قل اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر ثواب روح اپنے صاحبزادے کو بخشا، انتہیٰ ملخصاً۔

(۲) امام سعدؓ کے انتقال پر حضرت سعدؓ نے حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ایک کنواں کھدوایا تھا، تیار ہوجانے پر ہاتھ اُٹھا کر فرمایا ''اللہم ہذہ لام سعد'' اس سے بھی فاتحہ مروجہ کا سنت ہونا معلوم ہوتا ہے، اسکا کیا جواب ہے؟

(۱) فاتحہ علی الطعام اور رفع یدین علی الطعام کے بارے میں فقہاء کے کچھ اقوال ہیں مجوزین فاتحہ کے دلائل کے جوابات کس کتاب میں ملیں گے؟

---

[1] جن کتابوں کے حال معلوم نہیں ان کے مطالعہ کے سلسلہ میں کسی معتبر عالم دین سے رجوع کرنا چاہئے، ملاحظہ ہو: **بھشتی زیور مکمل ومدلل ج ۱۰ /ص ۱۵ / مایتعلق بالکتب**، کتاب کا خاتمہ، پہلا مضمون،

س:۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے دوقبروں پر تر شاخ کوشق کرکے گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک تر رہیں گی عذاب میں تخفیف رہے گی، اس سے قبروں پر پھول وغیرہ چڑھانے کی دلیل پکڑتے ہیں، کہتے ہیں "وان من شیئی الایسبح بحمده ولٰکن لاتفقھون تسبیحھم الآیۃ" قول اللہ تعالیٰ ہے اور یہ ذی حیات کے ساتھ مخصوص ہے اور لکڑی ذی حیات ہے تو یہ استدلال صحیح ہے یا نہیں؟ اگر یہ خصوصیت حضور ﷺ ہے تو اس کی کیا دلیل ہے، وہ دونوں قبریں مسلمانوں کی تھیں یا کفار کی اور اس کی دلیل؟

(ب) براہین قاطعہ میں لاصلوٰۃ بحضرۃ الطعام سے عدم جواز دعا علیٰ الطعام لا یصال الثواب پر استدلال کیا گیا ہے، زید کہتا ہے کہ یہ اس کھانے کے واسطے ہے جو اپنے کھانے کے واسطے ہو، دوسرے کھانے پر دعا کرنا اس حدیث سے ناجائز نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کتاب ملا علی قاری کی تصنیف نہیں اور روایت بھی صحیح نہیں، کتب حدیث میں اس روایت کا کوئی نشان نہیں، مولانا عبدالحیؒ نے اس کو موضوع لکھا ہے[1] فتاویٰ رشیدیہ[2] حصہ اول ص۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶/ پر اس روایت کے متعلق تفصیلی رد موجود ہے، اور دہلی، لکھنؤ، مرادآباد پانی پت وغیرہ کے بہت سے علماء کے دستخط اس پر متفقہ ہیں اس روایت سے فاتحہ مروجہ پر استلال کس طرح ہوا، کیا فاتحہ پڑھی ہے یا کچھ پڑھ کر پانی پر دم کیا ہے۔

(۱) فتح العزیز،[3] شرح سفرالسعادت، فتاویٰ رشیدیہ،[4] براہین قاطعہ،[5] فتاویٰ دارالعلوم

---

[1] فتاویٰ عبدالحی ج۴/ص۱۴۱/) کتاب العلم والعلماء، مطبوعہ لکھنؤ،

[2] فتاویٰ رشیدیہ قدیم،

[3] تفسیر فتح العزیز، ج۱/ص۳۳۰)سورۂ بقرہ.

[4] فتاویٰ رشیدیہ، ج۱/ص۹۸/

[5] براھین قاطعہ، ص۸٦/

امدادالفتاویٰ[١]،مأیۃ مسائل، وغیرہ میں اس طریقہ مروجہ کی ممانعت مذکور ہے، اور بغیر رفع یدین وغیرہ کے نفس سوئم وغیرہ کی ممانعت فتح القدیر[٢]، فتاویٰ بزازیہ[٣]، شامی[٤] وغیرہ کتب فقہ میں موجود ہے۔

س:۔اس روایت سے استدلال کرنے میں اشکال ہے وہ یہ ہے نبی اکرم ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے علم ہوگیا تھا، کہ قبر میں عذاب ہورہا ہے، کیا آج بھی کسی پر وحی آتی ہے کہ فلاں قبر میں عذاب ہورہا ہے، نیز جن مزارات پر یہ لوگ پھول چڑھاتے ہیں، کیا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان اولیاء اللہ پر عذاب ہورہا ہے، مثلاً اجمیر شریف، کلیر شریف، دہلی شریف میں عامۃ حاضر ہوکر مقابر اہل اللہ کی قبروں پر چڑھاتے ہیں، کیا یہی عقیدہ ہوتا ہے، کسی فاسق فاجر کی قبر پر نوبت کم آتی ہے، اس حدیث کے ذیل میں علماء نے تخصیص کا احتمال بھی لکھا ہے، کہ حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت تھی، اور حضور ﷺ نے اس حدیث میں تیقن کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا بلکہ لعل فرمایا ہے، اس حدیث کی شرح میں حافظ عینیؒ فرماتے ہیں "ان القاء الریاحین لیس بشئی[٥] اھ "حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری، ج١/ص٢٧٧/ میں لکھا ہے "واما حدیث

---

١ امدادالفتاویٰ، ج٥/ص٢٦٠/ مطبوعہ زکریا دیوبند،

٢ ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الشرور وهی بدعة مستقبحة (فتح القدیر، ج٢/ص١٤٢/ فصل فی الد فن، قبیل باب الشهید، مطبوعه دارالفکر بیروت،

٣ فتاویٰ بزازیه، علی عالمگیری ج٤/ص٨١/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه،

٤ فتاویٰ شامی کراچی ج٢/ص٢٤٠/ فصل فی صلاة الجنائز، مطلب فی کراهیة الضیافة من اهل المیت .

٥ وکذالک مایفعله اکثر الناس من وضع مافیه رطوبة من الریاحین والبقول ونحوها علی القبور لیس بشئی (عمدة القاری شرح بخاری ج٢/ص١٢١/ جزء٣، من الکبائر، ان لایستتر من بوله، کتاب الوضوء، مطبوعه دارالفکر .

الباب فظاهر من مجموع طرقه انهما كانا مسلمين ففى رواية ابن ماجة مربقبرين جديدين فانتفىٰ كونهما فى الجاهلية وفى حديث ابى امامة عنداحمدؒ انه صلى اللّٰه عليه وسلم مربالبقيع فقال من دفنتم اليوم ههنافهٰذا يدل علىٰ انهما كانامسلمين وفى رواية ابى بكرة عند احمد والطبرانى باسناد صحيح يعذبان ومايعذبان فى كبير ومايعذبان الافى الغيبة والبول فهٰذا الحصرينفى كونهما كانا كافرين لان الكافروان عذب علىٰ ترك احكام الاسلام فانه يعذب مع ذٰلك علىٰ الكفر بلاخلاف[1]

(ب) تخصیص کی دلیل کیا ہے، جب کہ الفاظ عام ہیں اور جواز کی دلیل کونسی حدیث ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور مظاہر علوم سہارنپور ۳/ ذیقعدہ ۷۰ھ

بلاغ المبین

سوال:۔ جناب حضرت اقدس مولانا ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی تصنیف کردہ کتاب ''بلاغ المبین'' کو جھٹلاتے ہیں، اس کو نزدیک رکھنا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کتاب کی کونسی بات کو غلط کہتے ہیں اور کس دلیل کی بناء پر کہتے ہیں؟ تفصیل سے لکھئے! فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۹/ ۹۰ھ

---

[1] (فتح البارى ج ١/ص ٣٢٨/) كتاب الوضوا من الكبائر ان لايسترمن بوله، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه،

مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلویؒ شہید اور ان کی کتابیں

سوال:۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلویؒ کی تصانیف کا پڑھنا مناسب ہے یا نہیں ان کی مشہور کتاب ''تقویۃ الایمان'' اور صراط مستقیم'' پر لوگ اعتراض کرتے ہیں لہٰذا صحیح حکم سے مطلع کیجئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ بہت بڑے متبع سنت صاحب نسبت عالم اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ صاحب محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاگرد تھے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے تھے، ان کا عقیدہ بالکل قرآن وحدیث کے موافق تھا، اتباع سنت پر دل سے فریفتہ تھے، بدعت کے سخت مخالف تھے، رات دن سنت کو پھیلانے اور بدعت کو مٹانے میں مشغول رہتے تھے، خدا کے راستہ میں خدا کے دشمنوں سے جہاد کیا اور اسی میں شہید ہوئے، ان کی کتابیں معتبر ہیں، ان کو پڑھنے اور ان پر عمل کرنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے، اخلاق پاکیزہ ہوتے ہیں، حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت دلوں میں سما جاتی ہے، مگر ان کی کتابیں کسی ایسے ماہر عالم سے پڑھنے کی ضرورت ہے جو کہ ان کے مزاج سے واقف اور ان کی اصطلاحات کو خوب جانتا ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

تقویۃ الایمان، ارواحِ ثلاثہ، الشہاب الثاقب کے حوالے

سوال:۔ کتاب تقویۃ الایمان، ارواحِ ثلاثہ اور الشہاب الثاقب کے حوالے دیئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو بات جس کتاب میں لکھی ہے، اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ فلاں بات فلاں کتاب میں لکھی ہے، یہی حال ان کتابوں کا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱/۹۴ھ

تقویۃ الایمان وتذکیر الاخوان کی شان

سوال: ۔زید کہتا ہے کہ تقویۃ الایمان وتذکیر الاخوان کے مسائل مطابق اہل حق کے ہیں، لہٰذا ہر دو کتاب کا رکھنا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے، اور اس کے مسائل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں، ہر دو کتاب رد بدعت میں نہایت مدلل ہیں، ان کا انکار کرنے والا اہل باطل و بدعتی ہے، اور عمر کا کہنا ہے کہ تقویۃ الایمان وتذکیر الاخوان کا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا مطابق مذہب اہل باطل ہے، اور ہر دو کتاب خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید وعمر میں کون حق پر ہے؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا قول صحیح ہے عمر کا قول غلط ہے، لیکن ان میں بعض الفاظ سخت ہیں جو کہ اس زمانہ کی جہالت کے علاج کے طور پر لکھے گئے ہیں[1] جیسا کہ ان لوگوں کی تردید کے لئے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ مانتے تھے، قرآن کریم میں وارد ہوا ہے "قل فمن یملک من

[1] المفتی فی الوقائع لابدلہ من ضرب اجتھاد ومعرفۃ باحوال الناس الخ شامی کراچی، ج۲/ص ۳۵۸/ باب مایفسد الصوم.

اللہ شیئاً ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم الخ[1] مگر ان الفاظ کا مطلب غلط نہیں جو کہ غور کرنے یا سمجھانے سے سمجھ میں آ سکتا ہے، بلا ضرورت ان الفاظ کو استعمال کرنا جیسا کہ بعض کی عادت ہوگئی ہے، گستاخی ہے اس سے احتیاط چاہئے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٠/٦/٦٤ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١١ ج ٦٤/٢ھ

تقویۃ الایمان کی ایک عبارت پر اشکال کا جواب

سوال: ۔تقویۃ الایمان میں ایک جگہ یوں لکھا ہے کہ یوں نہ کہو کہ فلاں چیز کھائی یا پی تھی، نقصان کر دیا اور یہ مرض ہوگیا، ایسا کہنا شرک ہے، نفع ونقصان سب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، مگر زید کا سیکڑوں مرتبہ کا تجربہ ہے کہ ترشی دار کوئی بھی چیز کھائی تو آنکھوں کے پپوٹوں میں سوزش شروع ہوجاتی ہے، اور آنکھ مثل دکھنے کے ہوجاتی ہے، اور جب شلغم، دال مسور اور ارہر کھاتا ہے تو فوراً فم معدہ پر جلن ہوجاتی ہے، اور جب مولی کھاتا ہے، تو گردہ میں بھاری پن ہوجاتا ہے، زید جب ان مرضوں کی شکایت طبیب سے کرتا ہے تو طبیب غذا کھانے کے بارے میں دریافت کرتا ہے کہ کیا کھایا تھا تو اس پر زید بتاتا ہے، کہ رات فلاں چیز کھائی تھی،

---

[1] سورہ مائدہ، آیت:١٧/

ترجمہ :۔آپ ان سے پوچھئے کہ اگر ایسا ہے تو بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم اور ان کی والدہ اور جتنے زمین میں آباد ہیں ان سب کو موت سے ہلاک کرنا چاہیں تو کیا کوئی شخص ایسا ہے کہ جو خدا تعالیٰ سے ذرا بھی ان کو بچا سکے۔

[2] فی ھذہ الآیۃ دلیلان احدھما علی تجنب الالفاظ المحتملۃ التی فیھا التعریض للتنقیص والغض (تفسیر قرطبی، ج ١/ص ٥٦/ جزء٢، سورۃ البقرہ الآیۃ ،١٠٣-١٠٤/ مطبوعہ دارالفکر بیروت،

اب طبیب بہت سی چیزوں کو منع کرتا ہے، اگر کھاؤ گے تو مرض بڑھ جائیگا، طبیب کی منع کردہ اشیاء پر یقین یہ کر کے نہ کھانا کہ نقصان دیں گی، اور مشاہدہ بھی ایسا ہی ہوتا ہے، نقصان ظاہر ہوتا جاتا ہے، کیا واقعی شرک ہو جائیگا، کہ اس چیز نے نقصان کر دیا، اگر شرک ہے تو پھر کیا سوچ کر طبیب کی ہدایت پر عمل کرے جو شرک نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی چیز کی تاثیر بغیر اذن خداوندی کے اثر نہیں کر سکتی، اس لئے کوئی چیز بھی مؤثر بالذات نہیں، اگر کسی چیز کو مؤثر بالذات اعتقاد کریگا تو یہ شرک ہوگا، باذن خداوندی مؤثر ہونے سے شرک نہیں ہوگا[1]، ترشی کھانے سے اگر آنکھوں کے پپوٹوں میں سوزش کا ہونا ترشی کے لوازم ذاتیہ سے ہوتا ہے تو جو شخص بھی کھاتا اس کو یہ تکلیف ضرور ہو جاتی ہے، دنیا بھر کھاتی ہے، اور یہ تکلیف نہیں ہوتی، اس سے معلوم ہوا کہ ترشی مؤثر بالذات نہیں بلکہ جس کے حق میں خدائے پاک کی طرف سے جب اذن ہوتا ہے ویسی تاثیر ظاہر ہوتی ہے، شلغم، دال مسور، ارہر، مولی وغیرہ سب کو اس پر قیاس کر لیں کہ کوئی بھی مؤثر بالذات نہیں، ورنہ اطباء سب کو ہی منع کر دیتے، تجربہ یا طبیب حاذق کی تجویز سے ایک چیز کا مضر ہونا معلوم ہو جائے تو اس سے پرہیز کرنا ہرگز شرک نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٢٦/٦/٩٤ھ

---

[1] اختلف العلماء فی کفر من قال مطرنا بنوء کذا علی قولین احدھما ھو کفر باللّٰہ تعالیٰ سالب لاصل الایمان مخرج من ملة الاسلام قالوا وھذا فیمن قال ذٰلک معتقداً ان الکوکب فاعل مدبر منشی للمطر کما کان بعض اھل الجاھلیة یزعم ومن اعتقدھذا فلاشک فی کفر (نووی شرح سلم، ج ۱/ص ۵۹/)باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء کذا. مرقاة، ج۴/ص ۸۱۹/ باب الفال والطیرة الفصل الاول، مطبوعہ بمبئی،

تقویت الایمان کی عبارت پر اعتراض

سوال:۔ چہ می فرمایند علمائے دین درین مسئلہ کہ مبتدعین کتاب تقویۃ الایمان کی اس عبارت پر اعتراض شدید کرتے ہیں، وہوکذا یعنی کل مخلوق کا مرتبہ عنداللہ ایسا ہے کہ جیسا کہ ایک چمار کا عندالملک یہ لفظ کل سوا ایجاب کلی کا ہے، لہٰذا استفسار ہے کہ یہ کل باعتبار ایجاب کلی ہونے کے تمامی افراد انبیاء وغیرہم کو شامل ہے یا نہیں اگر انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں تو وہ کس طرح اور سلب جزئی کا ہونا ایجاب کلی کے منافی ہے، لہٰذا یہ کل کا لانا بیکار اور لغو ہوگا، لہٰذا اس کا جواب محققانہ اور مفصل ومدلل از آیات قرآنی واحادیث روحانی سے تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں، اور عام مسلمین کی بدخیالی اور شکوک قرآن وحدیث سے رفع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ملک بادشاہ کو کہتے ہیں ظاہر ہے کہ بادشاہ اور تمام رعایا ایک نوع کے افراد ہیں، کلی طبعی تمام میں مشترک ہے، نیز یہ اشتراک بطریق تواطؤ ہے، نہ کہ بطریق تشکک، ہیولیٰ اور صورت جسمیہ میں اتحاد ہے، دونوں کے اجزائے خارجیہ اور اجزاء ذہنیہ داخل فی الماہیۃ قطعاً متحد ہیں، فرق اگر ہے تو عوارض خارجیہ اور تشخصات کا ہے، یہ بھی کچھ بعید نہیں ہے کہ کوئی امر مدار افضلیت رعایا کے کسی فرد میں اعلیٰ اور ازید ہو بادشاہ سے کیونکہ یہ کلی مشکک ہے (وہومشاہد) باایں ہمہ بادشاہ اور رعایا کے درمیان بر بناء عوارض خارجیہ واتحاد ماہیۃ کلیہ جو فرق اور ربط ہے کسی معمولی سے معمولی ذی احساس پر مخفی نہیں، اس کے بعد کل کائنات اور اللہ تعالیٰ کا فرق دیکھئے تو ممکن اور واجب کا فرق نکلے گا، بادشاہ کی ملک رعایا پر ناقص ہے، جس شخص کو چاہے قید کردے جس کو چاہے قتل کردے، وغیرہ وغیرہ اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہر مخلوق پر تام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ معطی وجود ہیں، مخلوق کا وجود اور اس کی ہر صفت مستعار ہے، مالک حقیقی صرف

اللہ تعالیٰ ہیں، مالک کو اپنی عطا کردہ شئی ہر وقت لینے کا اختیار ہے، ممکن اور مخلوق ہونے میں انبیاء اور غیر انبیاء سب مساوی ہیں، جس طرح زید اپنے وجود اور بقاء میں کسی آن ذات خداوندی سے مستغنی نہیں بلکہ ہر لحہ اس کا محتاج ہے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی ہر سانس میں اس مالک حقیقی معطی وجود قادر علی الاطلاق کے محتاج ہیں، اور یہ فرق بادشاہ و چمار کے فرق سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ کوئی چمار اپنے سانس میں اپنی قوت میں اپنے حسن اور دیگر صفات میں بادشاہ کے وجود کا محتاج نہیں کہ اگر بادشاہ کا وجود ہے تو اس کے اوصاف باقی ہیں ورنہ فنا ہوجائیں، وہذا ہوالظاہر۔

اس کے بعد غور کا مقام ہے کہ اگر کوئی شخص کسی چمار کو بادشاہ کا ہم مرتبہ کہہ دے یا بادشاہ کا سا معاملہ چمار کے ساتھ کرے تو بادشاہ اور اس کے ندماء کا غیرت اور غصہ سے کیا حال ہوگا۔

ان مبتدعین پر اللہ تعالیٰ کی غیرت وقہر اور جلال کا کیا حال ہوگا، جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مخلوق کو شریک کررہے ہیں، کہتے ہیں کہ مخلوق بھی خالق کی طرح ہر جگہ حاضر وناظر جمیع جزئیات وکلیات کا اس کو بھی پورا پورا علم حاصل ہے، اس اشراک سے "**لیس[1] کمثله شیئی**" کی کس قدر گستاخی کرتے ہیں، نیز نص قطعی ہے، "**قل[2] لااقول لکم عندی خزائن اللّٰه ولا اعلم الغیب وعنده[3] مفاتح الغیب لایعلمها الا هو**" وغیرہ کی کس قدر صریح مخالفت کرتے ہیں، سرکار دوجہاں فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تو ارشاد فرماتے ہیں "**انما انا**

ل سورۃ الشوریٰ آیت ۱۱/

ل پارہ ۷/سورۃ الانعام آیت ۵۰/ **ترجمہ**:۔تو کہئے میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات۔

ل پارہ ۷/ سورۃ الانعام آیت ۵۹/ **ترجمہ**:۔اور اسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا۔

بشر مثلکم، انسی[1] **کما تنسون،انتم اعلم**[2] **بامور دینا کم** " مگر یہ دشمنانِ خدا اور سول دونوں کے امر کی مخالفت اس شدت سے کرتے ہیں، کہ جو شخص اس مخالفت میں انکا ہم نوا نہ ہو تو اس کو کافر کہتے ہیں، نمازیں قضا کردیں، اوراس پر کوئی ملامت نہیں کرتے، مگر میلاد کا ترک بدترین گناہ سمجھتے ہیں، اللہ جل جلالہٗ کا اسم مبارک لیا جائے، تو اس کی کوئی تعظیم نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی میلاد میں ذکر ہو تو قیام کو فرض سمجھتے ہیں، یہ مخلوق کا رتبہ خالق سے بڑھانا نہیں تو اور کیا ہے اور مرتبہ بڑھانا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے نہیں بلکہ اہل حق سے عناد کی وجہ سے، اگر تعظیم مقصود ہوتی تو آپ کے فرمان مبارک کی وقعت کرتے، سنت کے متبع ہوتے نہ فرمان صریح کی مخالفت کرتے۔ فقط واللہ المستعان وہادی کل ضال

حررہ العبد محمود گنگوہی

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۸/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۸/۵۵ھ

صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۸/۵۵ھ

صراط مستقیم کی عبارت پر اعتراض کا جواب

سوال:۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کی کتاب مسمّٰی "صراط مستقیم" موجود ہے، اس کی بھی ایک عبارت نے ذہن کو خلجان میں ڈال دیا ہے، ذہن میں ایک قسم کا تزلزل پیدا ہو گیا

---

[1] مسلم شریف ج ۱/ص ۲۱۲/) باب النهی عن نشد الضالة فی المسجد کتاب المساجد، مطبوعه بلال دیوبند،

ترجمه:۔ میں تم جیسا انسان ہوں، میں بھولتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو۔

[2] (مسلم شریف ج۲/ ص ۲۶۴) کتاب الفضائل باب وجوب امتثال ماقاله شرعاً الخ، مطبوعه بلال دیوبند،

ہے، کہ واقعی بریلوی جو کہا کرتے ہیں سچ ہے یا غلط، اب میں پریشان ہوں کہ کیا کروں عبارت ''صراط مستقیم'' کی یہ ہے۔

''وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو کہ جناب رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) باشند، بچنداں مرتبہ بدتر از استغراق درصوت گاؤ وخر خوداست کہ خیال آں بالتعظیم واجلال بسویدائے دل انسان میں چسپد بخلاف خیال گاؤ خر) ''صراط مستقیم''، مطبوعہ خیاتی، ص ۹۰ر۔

یعنی توجہ کرنا پیرومرشد یا ان کے مثل دوسرے بزرگوں کی طرف گوکہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، اپنے گائے اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے، ان کا خیال انسان کے دلوں میں تعظیم اور بزرگی کے ساتھ آتا ہے، بخلاف گائے اور گدھے کے خیال کے۔

نوٹ:۔جب رسول کا خیال نماز میں آنا بدتر ہوا، گائے اور گدھے کے خیال کے آنے سے تو اس نماز میں تشہد پڑھا جائے یا نہیں جب کہ تشہد میں ''السلام علیک ایھا النبی'' موجود ہے (اے نبی آپ پر سلام ہو) اس موقعہ پر کیا کیا جاوے، تشہد پڑھا جاوے، اور السلام علیک ایھا النبی کو الگ کر دیا جاوے، کیونکہ جب تشہد پڑھا جائیگا تو تعظیم کا خیال فوراً ذہن میں آئے گا، جب کہ احیاء العلوم جلد اول، ص ۱۰۷ر میں حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ پہلے اپنے دل میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر کرو، اور آپ کی شخصیت گرامی کا تصور باندھ کر کہو' السلام علیک ایھا النبی ا''ے نبی آپ پر سلام ہو، کس قدر تضاد ہے، امید ہے کہ ہماری دماغی اُلجھن کو دور فرمائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو کتاب جس فن کی ہوگی اس میں مجموعی طور پر اس فن کے اصطلاحی الفاظ ہوں گے،

ان الفاظ کولغوی معنی یا کسی دوسرے فن کے اصطلاحی معنیٰ میں سمجھنے سے مفہوم خبط ہو جائیگا، مثلاً لفظ موضوع کے معنی ہیں، معنیٰ دار لفظ، جو مقابلہ میں مہمل (بے معنی لفظ) کے ہے، اب اگر اس لفظ کو منطق کی کتاب میں کوئی شخص دیکھے ''زید قائم'' میں زید موضوع اور قائم محمول ہے اور اس کا مطلب سمجھنے لگے معنی دار لفظ، تو وہ پریشان ہوگا، اسی طرح اگر یہ لفظ فلسفہ میں مستعمل ہو، مثلاً جدار موضوع ہے، بیاض کے لئے تو وہاں بھی اس کا مطلب اگر معنی دار لفظ کرے گا تو کچھ مطلب نہیں سمجھ سکے گا، اسی طرح اگر فن حدیث میں یہ لفظ مثلاً فلاں حدیث موضوع ہے، تو اس کا مطلب اگر معنیٰ دار کریگا، تو غلط ہوگا۔

بطور مقدمہ ذہن نشین رکھئے، اب سنئے کہ ''صراط مستقیم''، فن تصوف کی کتاب ہے، جس میں تزکیہ اور اصلاح نفس کے طرق بیان کئے گئے ہیں، جس شخص پر خیالات ووساوس کا ہجوم رہتا ہو اور ان کو دور کرنے سے عاجز آجاتا ہے تو صوفیاء کرام اس کے لئے ایک علاج تجویز کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اپنے دل میں کسی ایک چیز کا تصور اس طرح جمالیا جائے کہ دوسری کسی شی کی گنجائش نہ رہے، جیسا قد آدم آئینہ بازار میں کسی دوکان پر لگا ہوا ہو، اس میں ہر گذرنے والے کا عکس آتا ہے، کبھی آدمی، کبھی گھوڑا، کبھی کتا، کبھی موٹر، غرض جو بھی چیز سڑک پر گذرے ان کا عکس آتا ہے، اگر مالک آئینہ یہ چاہے کہ یہ مختلف چیزوں کا عکس اس میں نہ آئے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اس آئینہ پر ایک موٹا کپڑا ڈال دیا جائے، جو اس کو پوری طرح گھیر لے، کہ کسی دوسری چیز کی گنجائش اور جگہ نہ رہے، اس طرح دل میں جب کسی ایک چیز کا تصور پوری طرح جمالیا جائے گا کہ دوسری چیز کے تصور اور خیال کی جگہ ہی نہیں رہے گی، تو خیالات ووساوس کا سلسلہ بالکل ختم ہو جائیگا، اس علاج میں خطرات بھی ہیں کیونکہ جب کسی ایک شئی کا تصور تمام قلب کو گھیر لے گا اور اس کے علاوہ کسی دوسری شئی کی گنجائش ہی نہیں رہے گی، تو ہر چیز سے قطع نظر ہو کر ایک ہی چیز سامنے رہے گی، اس لئے یہ علاج بھی ہر ایک

کے بس کا نہیں، اس کو صوفیا کی اصطلاح میں ''صرف ہمت'' کہتے ہیں[1] حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ اپنے شیخ طریقت حضرت سید صاحب بریلوی سے نقل فرماتے ہیں کہ یہ علاج (صرف ہمت) نہیں چاہئے اگر نماز میں صرف ہمت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا تو کسی دوسری چیز کی گنجائش نہیں رہے گی، حتیٰ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کا دھیان بھی نہیں آئے گا، اس لئے کہ صرف ہمت کر رہا ہے، اس نے پورے قلب کو گھیر رکھا ہے، تو اب نماز میں ''ایاک نعبد و ایاک نستعین کہئے گا تو یہ بھی حضور ﷺ کے لئے ہوگا، رکوع بھی، سجدہ بھی، قیام بھی، قعدہ بھی، سبحان ربی العظیم بھی اور سبحان ربی الاعلیٰ بھی، غرض پوری نماز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہے گی، حالانکہ نماز عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے، جب رکوع، سجدہ سب ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگا اور صرف ہمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہا، تو یہ بندہ مشرک ہوجائے گا، عبادت کے واسطے انتہائی درجہ کی محبت اور انتہائی درجہ کی عظمت وجلالت قلب میں ہونا ضروری ہے، ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں کو ایسا ہی تعلق ہے، کہ تصور مبارکؐ بہت ہی عظمت وجلالت کے ساتھ قلب میں آتا ہے، پھر صرف ہمت کی وجہ سے اللہ کی طرف دھیان باقی نہیں رہا، یہ پوری عبادت ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگئی تو جو نماز موجب قرب الٰہی اور معراج المومنین تھی، اس صرف ہمت کی وجہ سے شرک ہوکر موجب نار ہوگئی، اگر اپنے کھیت، گھوڑے، گدھے، بیل، گائے کا خیال نماز میں آجائے اور آدمی اس خیال میں غرق بھی ہوجائے تو اس کو ان چیزوں کے ساتھ عظمت، وجلالت کا تعلق نہیں ہوتا، لہٰذا یہاں احتمال نہیں کہ ان کے خیال کی وجہ سے نماز کیلئے ہوجائے، کیونکہ انسان خود شرمندہ ونادم ہوتا ہے کہ افسوس نماز جیسی عبادت میں ان حقیر وذلیل دنیوی چیزوں کا خیال آگیا، جس سے میری نماز کی

---

[1] التکشف ص ۴۷/ معی ذکر وفکر وتصور شیخ، مطبوعہ لاہور،

حیثیت ہی جاتی رہی۔

یہ حاصل ہے، صراط مستقیم کی عبارت کا یہ مقصود ہرگز نہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک قلب میں آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یا یہ خیال مبارک ان حقیر و ذلیل چیزوں کے خیال سے خراب ہے، نعوذ باللہ العظیم، یہ مطلب مولانا شہیدؒ کا نہ کوئی مسلمان بلکہ شریف غیر مسلم ایسا خیال کر سکتا ہے، نماز کو تو سمجھ سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے[1]، جب نماز میں پڑھے گا محمد رسول اللہ[2] تو خیال مبارک آئے گا، جب پڑھیگا "**وما محمد الا رسول**"[3] تب خیال مبارک آئے گا، غرض بے شمار آیات میں ذکر مبارک ہے، ایسی ہر آیت میں خیال مبارک آئے گا، تشہد میں سلام ہے اس کے بعد درود شریف ہے، ہر دفعہ خیال مبارک آ آ کر ایمان تازہ ہوتا رہے گا، غرض خیال سے منع نہیں کیا، اور نہ اس کو مفسد نماز کہا، بلکہ صرف ہمت، کو منع کیا ہے، جس کی تشریح بیان کر دی گئی، کچھ مہربان حضرات کا یہ مستقل شیوہ ہے مقصد زندگی ہی یہ ہے کہ ان اہل اللہ کے کلام کو لفظاً یا معنیً بگاڑ کر عوام کو ان کے خلاف نفرت دلا دلا کر مشتعل کیا جائے حالانکہ حدیث قدسی میں ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت کرتا ہے، میری طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے[4]، اللہ پاک ہدایت دے اور صراط مستقیم پر چلائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] صلوا کما رأیتمونی اصلی الحدیث ، (بخاری شریف، ج ١/ص٨٨/ الحدیث ٦٢٢/ کتاب الاذان.

[2] سورۃ الفتح آیت ٢٩/.

[3] سورۃ آل عمران آیت ١٤٤/

[4] قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللہ قال من عادیٰ لی ولیا فقد آذنته بالحرب الحدیث (بخاری شریف ج ٢/ص ٩٦٣/ کتاب الرقاق، رقم الحدیث ٦٢٥٣/ مطبوعہ اشرفی دیوبند،

حفظ الایمان اور کلمہ سے متعلق حضرت تھانویؒ پر اعتراض

سوال: ۔کیا مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنے کسی مرید سے نعوذ باللہ اپنے نام کا کلمہ پڑھوایا، اگر ایسا ہے تو پھر ان کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسی صورت میں مرید اور پیر دونوں اسلام سے خارج نہیں ہو گئے؟

کیا کتاب حفظ الایمان کی عبارت کو دیکھ کر علماء حرمین نے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے، کیا کتاب حفظ الایمان میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے، ہم نے حفظ الایمان پڑھی لیکن اس کی عبارت اتنی سخت ہے کہ ہم لوگوں کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا، اس لئے آپ سے رجوع کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مولانا القاری الحافظ الحاج اشرف علی صاحب تھانویؒ حکیم الامت تھے، بہت بڑے بزرگ تھے، چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی نسبتوں کے جامع تھے، انہوں نے مدت دراز تک تدریس، تذکیر، تصنیف، تزکیہ کے ذریعہ دینی خدمات انجام دیں، اور بہت بڑی جاہلوں کی جماعت کو عالم بنایا فاسقوں کی جماعت کو متبع سنت اور صالح بنایا، غافلوں کی جماعت کو ذاکر بنایا، صحیح راہ سے بھٹکے ہوؤں کو راہ ہدایت پر چلایا، جو لوگ خدائے پاک کی معرفت سے نا آشنا تھے، انکو عارف بنایا، قرآن کریم کی بہترین اور اپنے دور کی لاجواب تفسیر تحریر فرمائی جس کا نام، بیان القرآن ہے، روزمرہ کے پیش آنے والے مسائل فقہیہ کے جوابات دیکر امداد الفتاویٰ کے نام سے بہت سی جلدیں شائع کیں، مبتدعین نے جو غلط باتیں بزرگان دین کی طرف منسوب کی تھیں، ان کی تنقیح کر کے ایک ایک چیز کو صاف کیا ان کے لئے مستقل کتاب ''السنۃ الجلیلۃ'' تصنیف فرمائی، حضرت شیخ ابن عربی پر جو اعتراضات کئے گئے تھے،

ان کی تردید کے لئے ''التنبیہ العربی'' تصنیف فرمائی، حضرت نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ طیبہ کے لئے ''نشر الطیب'' تصنیف کی، درود شریف کے فضائل پر ''زاد السعید'' تصنیف کی باطنی احوال اور ترقیات کے لئے ''التکشف'' تصنیف کی، سالکین کی اصلاح کے لئے تربیت السالک تحریر فرمائی۔

غرض ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف کیں[1] اور بہت بڑی تعداد اپنے خلفاء ومجازین کی چھوڑی جو اپنی اپنی جگہ بڑی خدمات انجام دے رہے ہیں، ان کے متعلق یہ اعتراض کہ انہوں نے اپنا کلمہ پڑھوایا یا اس کی تلقین کی، جھوٹ اور غلط ہے انشاء اللہ اس کا حساب روز جزا ہوگا، کسی شخص نے کوئی خواب دیکھا اور وہ شخص اس وقت تک مولانا کا مرید بھی نہیں تھا، خواب میں اس نے کلمہ پڑھا جو کہ اس کی زبان سے غلط ادا ہوا، بیدار ہونے پر اس کو سخت بے چینی لاحق ہوئی، کہ خواب میں میری زبان سے کیسا غلط کلمہ نکلا انتہائی اضطراب اور قلق کی حالت میں اس نے اس کلمہ کو درست پڑھنا چاہا، مگر زبان قابو میں نہیں تھی، پھر اسی طرح سے اس کی زبان سے غلط لفظ نکلا جس پر اور زیادہ اضطراب پیدا ہوا، یہاں تک کہ جان نکلنے کا اندیشہ ہوگیا، اس لئے یہ سب حال لکھ کر بھیجا، جس پر حضرت تھانویؒ نے اس کے شدید اضطراب اور زبان کے بے اختیار ہونے کے تحت معذور قرار دیتے ہوئے تعبیر دی کہ تم جس کی طرف متوجہ ہونا چاہتے ہو وہ متبع سنت ہے، یعنی تم کو بھی ہر چیز میں اتباع سنت لازم ہے، اس واقعہ کی پوری تفصیل امداد الفتاویٰ[2] اور بوادر میں موجود ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے کہیں بھی یہ نہیں ہے کہ حضرت مولانا نے اس کو غلط کلمہ یا غلط درود پڑھنے کی تلقین فرمائی، جو لوگ اصل حقیقت کو معلوم کرنے کے باوجود حضرت مولانا تھانویؒ کو یہ بہتان لگاتے ہیں وہ اپنی قبر کیلئے آگ جمع کرتے ہیں، اس کیلئے تیار رہیں، اور جو لوگ دوسروں کو بہکاتے ہیں ان کا

[1] ملاحظہ ہو اشرف السوانح مکمل ۴/ جلدیں،

[2] امدادالفتاویٰ ج ۴/ ص ۳۹۵/ تا ۴۴۳/ مسائل شتی، مطبوعہ زکریا دیوبند،

انجام اور بھی خطرناک ہے۔

حفظ الایمان کی عبارت کا غلط ترجمہ عربی میں کر کے علماء حرمین کی خدمت میں پیش کیا جس پر انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ عبارت کفریہ ہے اور جس کی یہ عبارت ہے وہ کافر ہے، وہ عبارت مولانا تھانویؒ کی نہیں تھی، (ان کی عبارت اردو ہے) بلکہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کی تھی، جنہوں نے عربی میں ترجمہ بھی غلط کیا تھا، جو کہ بہتان تھا، لہٰذا آپ خود غور کریں کہ علماء حرمین کے فتویٰ کے مطابق تکفیر کس کی ہوئی، جب حضرت تھانویؒ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس کی وضاحت کے لئے مستقل ایک کتاب لکھی، اس کا نام ہے "بسط البنان" پھر اس عبارت کو بھی اس طرح تبدیل کیا، کہ مبتدعین کو کسی قسم کا موقع نہ رہے اس کا نام ہے "تغییر العنوان" نیز حفظ الایمان کی متعدد شروح لکھی گئیں، خلاصۃ البیان، توضیح البیان، تکمیل العرفان وغیرہ نیز مولانا تھانویؒ نے صاف صاف لکھا ہے کہ حسام الحرمین میں جو خبیث مضمون میری طرف منسوب کیا گیا ہے، وہ میرا عقیدہ کیا ہوتا کبھی میرے خیال میں بھی نہیں آیا، میں اس کو کفر سمجھتا ہوں، اس سب کے باوجود ایک غلط چیز کو مولانا تھانویؒ کی طرف منسوب کر کے ان پر کفر کا حکم لگانا آپ خود غور کر لیں، کس قدر خطرناک ہے، کیونکہ مولانا تھانویؒ اپنی براءۃ فرما چکے کہ نہ یہ میرا مقصد ہے کہ نہ یہ میری عبارت سے مفہوم ہوتا ہے، میں اس کو کفر سمجھتا ہوں، پھر بھی بعض لوگوں نے اپنے ایمان کا معیار یہی قرار دے لیا کہ حضرت تھانویؒ کو کافر کہتے رہیں۔

حالانکہ صحیح بخاری[1] میں ہے، کہ جو شخص کسی کو کافر کہے اور وہ واقعۃً کافر نہ ہو تو یہ کلمۂ کفر

[1] عن عبداللّٰه بن عمر ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ایمارجل قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما .بخاری شریف، باب من اکفراخاه بغیر تأویل فهو کماقال ج٢/ ص ٩٠١/ مطبوعه اشرفی دیوبند،

(بخاری شریف ج٢/ص٩٣٣) کتاب الدعوات، باب التوبة مطبوعه اشرفی دیوبند، (مسلم شریف ج٢/ ص٣٥٥) کتاب التوبه، مطبوعه بلال دیوبند،

اسی کافر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔

''صراط مستقیم'' فارسی زبان میں تصوف سے متعلق کتاب ہے سید احمد صاحب کی ہدایات اس میں جمع ہیں اس میں ایک لفظ ''صرف ہمت'' جو تصوف کی اصطلاح ہے، اس کے متعلق کچھ ہدایات دی ہیں، اس کا ترجمہ خیال سے کرنا غلط ہے، اصطلاحات تصوف سے ناواقفیت ہے، مولانا احمد رضا خانصاحب نے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ کے متعلق ایک کتاب ''الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ'' لکھی ہے، اس میں بہتر دلائل لکھے ہیں، مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تکفیر کے لئے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ ''من شک فی کفره وعقابه فقد کفر'' کہ جو شخص مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کے کفر اور عقاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے، دوسرے مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا نکاح ٹوٹ گیا، اولاد حرامی ہے، مگر اسی کتاب کے آخیر میں مولانا احمد رضا خانصاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ محتاط علماء اس کو (یعنی مولانا محمد اسماعیلؒ کو) کافر نہیں کہتے، یہی مفتیٰ بہ ہے، ہم بھی کافر نہیں کہتے، اب بتائیے کہ جس شخص کے کفر پر ستر دلائل قائم کر دیئے، اور ثابت کر دیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی، اور آخیر میں لکھدیا کہ ہم ان کو کافر کہتے خود ان کے ایمان ان کے نکاح اور ان کی اولاد کا کیا حال ہوگا؟

آپ کے لئے فی الحال ایک چھوٹے سے رسالہ کا مشورہ دیتا ہوں، اس کا نام ہے ''غلط فہمیوں کا ازالہ'' اس میں اکابر علماء، اولیاء اللہ پر کئے گئے اعتراضات کو لکھ کر ان کے جوابات دیئے گئے ہیں اور بہت ہی بہتر طریقہ پر سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے، یہ رسالہ مکتبہ نعمانیہ دیوبند سے بھی مل جائے گا، اور بھی متعدد کتابیں اس سلسلہ میں لکھی گئی ہیں، غصہ کے جذبات سے دماغ کو خالی کر کے تحقیق حق کے واسطے مطالعہ کیا جائے ''والله یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم'' الاية.

زبان قابو میں نہ ہونے کا واقعہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ایک شخص کی زبان سے نکلا کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تکفیر نہیں فرمائی، کیونکہ بے اختیار نکلا تھا۔

ہر شخص و ہر مجمع سے ایسی بات کہی جائے جس کو اس کی سمجھ برداشت کر سکے، اہل علم سے علمی باتیں کہی جاتی ہیں، اہل معرفت سے معرفت کی باتیں، عوام سے سیدھی سادی باتیں اگر متکلم کے ذہن میں معرفت کے بلند خیالات وجذبات ہوں اور مخاطب ان کے سمجھنے کے اہل نہ ہوں، تو ان کے سامنے ان جذبات وخیالات کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، بلکہ فتنہ کا اندیشہ ہوگا، اسی ضابطہ کے تحت حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ بھی ہدایات دیا کرتے تھے "کلمو االناس علیٰ قدرعقولهم[1]، امران نزل الناس منازلهم"[2]

تنبیہ:۔ایک بات غور طلب ہے، حسام الحرمین پر علماء حرمین کے دستخط کرا کے تو یہاں کے لوگوں کو مرعوب کیا جاتا ہے، مگر اس طبقہ کا خود یہ حال ہے کہ علماء حرمین کو کافر کہتے ہیں، وہاں جا کر بھی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، جماعت سے محروم رہتے ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

توضیح البیان فی عبارۃ حفظ الایمان

سوال:۔سیرت کمیٹی ہذا میں ایک درخواست آئی ہے جس کی عبارت ذیل میں درج

---

[1] أمرنا ان نكلم الناس علىٰ قدرعقولهم الخ كشف الخفاء، ج ١/ ص ١٩٦/ مطبوعه داراحياء الثرات العربى بيروت.

[2] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنزلواالناس منازلهم الحديث، ابوداؤد شريف ج ٢/ ص ٦٦٥/ كتاب الادب، باب فى تنزيل الناس منازلهم. مطبوعه سعدديوبند،

ہے کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ درخواست کے مضمون کو اپنی شکل میں تنقل کر کے دیو بند، بریلی اور جماعت اسلامی کے مراکز سے رجوع کیا جائے، تا کہ آپ سے اس بات کی تصدیق کرالی جائے کہ آیا درخواست میں مرقومہ عبرت کی صحت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نیز قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں بتائیں کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بارے میں کیسا اعتقاد رکھا جائے؟ نقل درخواست حسب ذیل ہے۔

بخدمت شریف صدر کمیٹی صاحب!

سلام مسنون عرض ہے کہ پیر صاحب پیر غلام محی الدین کے پاس (نام نامعلوم) ایک کتاب میری نظر سے گذری جس میں سرتاج علماء دین ہند و مکہ مکرمہ خصوصا حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ کو کافر لکھا ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب ''حفظ الایمان'' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نعوذ باللہ سُوّر اور کتے کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اور ساتھ ہی بہشتی زیور کے حصہ اول میں حضرت تھانویؒ نے **لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ** اور اسی طرح درود شریف بھی ''**اللھم صلی علی سیدنا اشرف علی وعلی الہ واصحابہ**'' لکھا ہوا ہے، اس بات میں نے سیرت لائبریری سے مذکورہ کتابیں پیش کرنے کی دعوت دی ہے، اگر واقعی بہشتی زیور وغیرہ کتابوں سے ایسا صریح طوفان نوح ثابت ہو جائے، تو ایسی کتابیں فوراً تحقیق طلب ہیں، اور پیر صاحب کی کتاب کی نشان دہی غلط ثابت ہوئی تو امت محمدی کی نظر میں ان جلیل القدر علماء دین کی تکفیر کیا درجہ رکھتی ہے۔

سیرت کمیٹی نے صاحب کی کتاب کو دیکھا، کتاب ظفر الاسلام، مصنفہ محمد جمیل الرحمٰن قادری برکاتی رضوی بریلوی جس میں مولوی اشرف علی تھانویؒ کو کافر لکھا ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ تھانوی نے کہا ہے کہ میرا کلمہ اور درود پڑھو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

''حفظ الایمان'' کو چھپے ہوئے زمانہ دراز گذر چکا ہے، بارہا مختلف مقامات میں چھپی

ہے، اور چھپتی رہتی ہے، نایاب نہیں اس کو منگا کر دیکھ لیا جائے، اس میں کتے اور سور کا نام نہیں، اس کی شرح خود مصنف نے لکھی ہے جس کا نام بسط البنان ہے، ایک اور شرح ہے اس کا نام ہے ''توضیح البیان'' اور سب شرحیں موجود ہیں ان میں تفصیل مذکور ہے، خود مصنفؒ سے جو دریافت کیا گیا اور جو کچھ انہوں نے جواب دیا وہ درج ذیل ہے۔

سوال:- بخدمت اقدس حضرت مولانا المولوی الحافظ الحاج الشاہ اشرف علی صاحب مدت فیوضکم العالیہ۔

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب (بریلوی) یہ بیان کرتے ہیں اور حسام الحرمین میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ آپ نے ''حفظ الایمان'' میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا ہر بچہ ہر پاگل بلکہ ہر جانور ہر چارپائے کو حاصل ہے، اس لئے امور ذیل دریافت طلب ہیں:

آیا آپ نے حفظ الایمان یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے؟

اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپکی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے یا نہیں؟

آیا ایسے مضمون سے آپ کی کیا مراد ہے؟

اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃً مفادِ عبارت ہے نہ آپ کی مراد ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحتاً یا اشارۃً کہے اسے آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟ بینوا توجروا.

بندہ مرتضیٰ حسن چاندپوری عفی عنہ

الجواب:- از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

مشفق ومکرم سلمہم اللہ تعالیٰ .... السلام علیکم

آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں:

میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔

میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا، چنانچہ اخیر میں عرض کرونگا۔

جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں کبھی بھی اس کا خطرہ نہیں گزرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہوسکتا ہے؟

جو ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے، نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے، حضور سرورِ عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی[1]، اس کے بعد حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ''حفظ الایمان'' کی عبارت کا مطلب وضاحت سے بیان فرمایا جس میں کسی قسم کا شبہ بھی باقی نہ رہے، بہشتی زیور بے شمار مقامات پر چھپی ہے، اس میں بھی کہیں ''لا الہ اللہ اشرفی علی رسول اللہ'' اور یہ درود شریف ''اللھم صلی علی سیدنا اشرف علی وعلی الہ واصحابہ'' موجود نہیں، جو لوگ اس قدر صریح غلط الزام لگاتے ہیں اور کفر کا حکم لگاتے ہیں ان کو خدا سے ڈرنا چاہئے کہ اس سے ایمان تباہ ہے اور جن لوگوں کا عقیدہ بگڑے گا ان کا وبال بھی سر رہے گا، خدائے پاک ہدایت دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۷/۱/۹۳ھ

حفظ الایمان اور تقویۃ الایمان، صراط مستقیم کس کی تصنیف ہیں

سوال:۔ ایک شخص اکابر دیوبند کی کتابوں کو غلط قرار دے رہا ہے، نمبروار جواب دیں؟

---

[1] بسط البنان مع حفظ الایمان ص ١١، مطبوعہ اشرفیہ دیوبند،

(۱) تقویۃ الایمان حضرت اسماعیل صاحب دہلوی کی نہیں ہے اور صراط مستقیم بھی ان کی نہیں ہے۔

(۲) حفظ الایمان مولانا اشرف علی صاحب کی نہیں ہے، یہ بھی مت پڑھو، ہم تبلیغی جماعت کے آدمی ہیں ہم ان پڑھ ہیں، اور وہ شخص جو اعتراض کرر ہاہے، تعلیم یافتہ ہے یہ کتابیں اپنی جماعت کی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

تبلیغی جماعت والوں کواس بحث میں نہیں پڑنا چاہئے، جولوگ تعلیم یافتہ نہیں وہ اپنے چھ نمبروں پر قناعت کریں، اور تبلیغی نصاب کی کتابوں کو پڑھیں اور سنیں، حفظ الایمان، حضرت مولانا تھانویؒ کی ہے اس پر مخالفین نے اعتراض کیا اور ہنگامہ برپا کیا، جس کے جواب میں توضیح البیان وغیرہ متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں، اوراب تک اعتراضات کئے جارہے ہیں، اس لئے آپ لوگ بالکل ان چیزوں سے علیحدہ رہیں، تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم دونوں کتابیں مولانا محمد اسماعیل شہید صاحبؒ کی ہیں ان پر بھی مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں، ان کے جوابات دیئے گئے ہیں۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۵/۹۱ھ

بہشتی زیوراورتقویۃ الایمان کیسی کتابیں ہیں

سوال:۔ کتاب تقویۃ الایمان، بہشتی زیوراور اصلاح الرسوم، کیسی کتابیں ہیں؟ ان کو پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ جوشخص ان کتب کو براکہے وہ کیسا ہے؟

---

[۱] ملاحظہ عبارات اکابر، مصنفہ حضرت مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر صاحب مدظلہ العالی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کتابیں صحیح اور معتبر ہیں جو شخص علماء ومحققین سے ان کو سمجھ کر پڑھے گا، اس کو ان میں کوئی اشکال نہیں ہوگا، جو ان کتابوں کو برا کہے وہ یا تو ناواقف ہے یا معاند ہے بہرحال غلطی پر ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۷/۸۷ھ

بہشتی زیور

سوال:۔جو کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی بہشتی زیور چھپائے ہوئے ہیں ان کا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز، بعض کہتے ہیں کہ مولانا اہل سنت نہیں ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ قابل اعتماد مستند حنفی اہل سنت والجماعت کے عالم اور بزرگ ہیں، جیسا کہ ان کے حالات وتصانیف، مواعظ سے ظاہر ہے، جو شخص یہ کہتا ہے کہ مولانا اہل سنت نہیں وہ غلط کہتا ہے یا اس کو مولانا کے حالات سے واقفیت نہیں، لاعلمی اور جہالت سے (کسی مخالف سے سنکر) ایسا کہتا ہے اس کے مسائل مجموعی حیثیت سے قابل اعتماد ہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۱/۵۴ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/ذیقعدہ ۵۴ھ

رکن الدین اور بہشتی زیور میں کونسی کتاب معتبر ہے؟

سوال: ۔ ''رکن الدین'' مؤلفہ محمد رکن الدین نقشبندیہ ومجددیہ اور ''بہشتی زیور'' مصنفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ میں کونسی کتاب بلحاظ قرآن حکیم وسنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وتبع تابعین زیادہ مستند اورانسب، ارجح وارفع ہے درمیان مسائل اختلافی مابین ہر دو کتب مثلاً لیلۃ الرغائب، شب معراج، ہزاری روزہ، سوئم، دسویں، بیسویں اور چہلم وبرسی دیگر رسوم وبدعات شنیعہ جن کو کتاب رکن الدین سنت اور مستحب مستوجب بتلاتی ہے، لیکن بہشتی زیور ہزاری روزہ آخری چہار شنبہ، ظہر احتیاطی چہلم سوئم، اور دیگر رسومات کو مذموم رسومات قرار دیتی ہے، اس کی پابندی دن اور تعین وقت کو ضروری قرار نہیں دیتی، اور ہزاری روزہ کو بدعت قرار دیتی ہے، حدیث نبویؐ اور اسوۂ صحابہؓ سے اس کا جواز نہیں ملتا، دونوں میں درمیان اختلافی مسائل کس کتاب پر عمل کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کتاب رکن الدین میں بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جو قرآن کریم، حدیث شریف آثار صحابہ سے ثابت نہیں، ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہؒ سے منقول نہیں بلکہ وہ بدعت محض ہیں، اس لئے اس کے مطالعہ سے عوام کو اجتناب چاہئے، بہشتی زیور کے مسائل صحیح ہیں، وہ معتبر کتاب ہے، اس کے مسائل مأخذ عربی میں حاشیہ پر درج کر دیئے گئے ہیں، اختر بہشتی زیور سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم کتبخانہ یحیوی سے یہ مکمل مدلل بہشتی زیور شائع ہوا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۷/۹۲ھ

رکن الدین کی اصلاح

سوال:۔ میں نے ایک مسئلہ کی کتاب دیکھی ہے جس کا نام ''رکن الدین'' ہے بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ غیر معتبر ہے، یہ کتاب میرے پاس ہے، میرا دل یہ چاہتا ہے کہ آپ اپنے قلم سے اس کی تصحیح کر دیں اگرچہ مؤلف دوسرے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

رکن الدین کی ایک اصلاح بھی طبع ہوئی ہے، اس کے مصنف بھی ایک دفعہ ملے تھے، اسکا نام ''اصلاح رکن الدین'' ہے، جو اصلاحات آپ چاہتے ہیں خدا جانے اسمیں آ گئی ہے یا نہیں، اگر آپ بھیجیں گے اور وقت ملے گا تو میں بھی مطالعہ کر لونگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۶/ ۹۱ھ

فقہ اوزاعی

سوال:۔ جب کبھی کسی خاص کام میں استفادہ کی ضرورت ہوتی ہے، تو آپ ہی یاد آتے ہیں، اس وقت یہ معلوم کرنا ہے کہ امام اوزاعیؒ جو امام شافعیؒ کے نام سے مشہور ہیں، اور جن کا فقہ تقریباً دوسو سال تک شام میں اور چالیس سال تک اندلس میں رائج رہا، اور کچھ لوگ ائمہ اربعہ کی صف میں شمار کرتے ہیں، ان کے متعلق یہ معلوم کرنا ہے کہ کوئی کتاب آپ نے ایسی بھی ملاحظہ فرمائی ہے کہ جس میں امام اوزاعیؒ کے فقہ کے مسائل یکجا جمع ہوں، یا فقہ اوزاعی کے اصول پر کوئی کتاب ہو، امام اوزاعی کے حالات میں لکھا ہے کہ تقریباً ۷۰/ ہزار مسائل

کا جواب دیا، اگر اتنی گنتی مراد نہ ہوتب بھی سات ہزار تو ہونگے ہی۔

فقہ کی کتب میں متفرق طور پر تو مل جاتے ہیں لیکن یکجا نہیں ملتے، اگر کوئی کتاب ایسی نظر سے گذری ہو کہ جس میں ان کا فقہ بھی ہو تو مہربانی فرما کر ضرور مطلع فرمائیں، میں بہت تلاش کر رہا ہوں، لیکن مجھے کوئی کتاب نہیں ملی، اس لئے آپ کی رہبری کی ضرورت ہے، ایک طالب علم امام اوزاعیؒ پر تحقیقی کام کر رہے ہیں، ان کے سلسلہ میں ضرورت ہے بدرجہ مجبوری اگر کتب فقہ سے ان کا فقہ جمع کیا جاوے تو کن کن کتب سے مدد مل سکتی ہے؟ جمع کرنے کا آسان طریقہ کیا ہوگا؟ فقہ کی کن کن کتب میں ان کی آراء کو زیادہ ذکر کیا گیا ہے؟ ویسے تو یہ کام بڑا لمبا نظر آتا ہے، اس کو آسان کرنے کا طریقہ تحریر فرمائیں، امام اوزاعیؒ کے حالات پر تو بیروت اور توس سے نو کتابیں شائع ہوئی ہیں، لیکن اب تک کسی کتاب میں فقہ اوزاعیؒ کے سو دو سو مسائل بھی یکجا جمع نہیں کئے ہیں، اگر فقہ اوزاعی کا ایک بڑا حصہ جمع ہو گیا، تو ایک بڑا کام ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فقہ اوزاعیؒ پر کوئی مستقل کتاب میں نے نہیں دیکھی، ویسے بھی کتب فروع میں ان کا مذہب کم ہی ملتا ہے، مبسوط میں نسبۃً زیادہ ہے، میزان الکبری میں شعرانیؒ نے مبسوط سے زائد بیان کیا ہے، امام ابو یوسفؒ نے مستقل کتاب لکھی ہے، ''الرد علی سیر الاوزاعی'' جو کہ لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن نے ۱۳۵۷ھ میں شائع کی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی کتاب السیر پر اعتراض کئے تھے، یہ اس کا جواب ہے اس میں مستقلاً امام اوزاعی کا مذہب ہے، مگر یہ صرف مسائل سیر سے متعلق ہے، دیگر ابواب فقہیہ اس میں موجود نہیں۔

شروح حدیث فتح الباری، عمدۃ القاری، بذل المجہود، اوجز المسالک وغیرہ میں مختلف

ابواب ہیں، اقوال ائمہ کو بیان کرتے ہوئے انکا قول بھی بہت سے مسائل میں نقل کیا ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٠/١٠/٩٠ھ

امام غزالی کی کتابوں کا مطالعہ

سوال:۔ کیمیائے سعادت، بحرالحقائق، احیاء العلوم، مؤلفہ مولانا امام غزالیؒ کو پڑھنا یا انکے مسائل پر عمل کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جومسائل اصلاح سے متعلق ہیں ان پر عمل کرنا شیخ کی اجازت سے جائز ہے اور مذہب کے خلاف مسائل پر عمل کرنا جائز نہیں[2]، اور انکا مطالعہ عالم کے لئے جائز ہے غیر عالم کو ناواقفیت کیوجہ سے احتیاط چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢٩/١/٥٢ھ

صحیح عبداللطیف عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا ٣٠/ محرم ٥٢ھ

---

[1] ومـمـن اشتهـر مـذهبهـم ودونـت الكتب علىٰ مسلكهم الائمة الاربعة ابوحنيفة والشافعي ومـالک واحـمـد ،مـذهـب بـاقـي الـمـجتهـدين قد اندرست لايوجد لها أثرالخ النافع الكبير ص ١٩٥ / الفصل الاول فی ذكر طبقات الفقهاء، مطبوعه لكهنؤ،

[2] وان كـان مـجتهـداً متـقيـداً باقوال ذٰلک الامام لايعدوها الىٰ غيرها فقد قيل ليس لهٗ ان يفتی بـغيـرقـول امامه (اعلام الموقعين ،ج٤/ص٢٣٧/)العمل فيما اذا ترجع للمفتی مذهب غير مذهب امامه، مطبوعه دارالجيل بيروت،

فتاویٰ عالمگیری کو غیر مستند کہنا

سوال:۔ایک شخص کہتا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری غیر مستند ہے اور حضرت اورنگ زیب سخت گیر بادشاہ تھا، وہ فتاویٰ عالمگیری سے منحرف ہوتا ہے، اور اس کے مسائل اُسے قبول نہیں ہیں، کیا علمائے دیوبند کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی مسئلہ فتاویٰ عالمگیری سے لیا جائے، تو قابل قبول نہ ہوا، اور غیر مستند قرار دیا جائے، اس کتاب کا اشتہار وسیم بکڈ پو دیوبند کی جانب سے دیکھ کر اس کی اہمیت میری سمجھ میں آئی، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اور دیگر اکابرین نے اس کے حوالے پیش کئے ہیں، لیکن مذکورہ شخص کے اس طرح بیان سے لوگوں کا رُجحان عالمگیری کی جانب سے ہٹتا ہے، لہٰذا ایسے شخص کے متعلق از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ جو عالمگیری سے منحرف ہو اور اُسے غیر مستند قرار دیتا ہو، جبکہ وہ خود بھی عالم نہ ہو، اور نہ کہیں سے فارغ التحصیل ہو، اس کی اقتداء دینی و دنیاوی معاملہ میں کیسی ہے؟ آگاہ فرمائیں، نوازش ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اورنگ زیب عالمگیرؒ پابند شرع متبع سنت تھے، انہوں نے فتاویٰ عالمگیری خود تصنیف نہیں کی، بلکہ علماء کی ایک بڑی جماعت کے ذریعہ مدون کرائی ہے[۱] مجموعی حیثیت سے اس میں بیان کردہ مسائل معتبر اور صحیح ہیں، اتنی بڑی کتاب میں اگر ایک دو یا کچھ زیادہ مسائل غیر مفتی بہ بھی موجود ہوں تو سب کتاب کو غیر معتبر نہیں کہا جائیگا، جو شخص خود عالم نہ ہو اس کو معتبر

---

[۱] ان کان مجبولا علی العدل والاحسان وفصل القضاء علی وفق الشریعة المطهرة ولذالک امر العلماء ان یدونوا المسائل والاقضیة من کل باب من ابواب الفقه فدونوها وصنفوا الفتاویٰ العالمگیریة فی ستة مجلدات کبار ثم انه امر القضاة ان یقضوا بها (الاعلام المعروف بنزهة الخواطر ج٦ / ص ۳۳۲، مطبوعه حیدر آباد دکن)

غیر معتبر کی تمیز ہی نہیں ہوتی، اس کو ایسی بات کہنے کا حق نہیں، کسی ایک دو مسئلے کی وجہ سے اگر کسی سے سنکر شخص مسئول عنہ نے ایسا کہہ دیا تو اس کو رجوع کر لینا چاہئے، نماز اس کے پیچھے درست ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۱۵/ ۹۴ھ

ذکر شہادت کی کتابیں

سوال:۔ ذکر شہادت میں صحیح کتاب کونسی ہے، چونکہ ذکر شہادت میں بہت سی کتابیں شائع ہوچکی ہیں، مگر سب میں مختلف فیہ حالات درج ہیں، اس لئے صحیح حالات دیکھنے کے لئے کونسی کتاب دیکھنی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ذکر شہادت سے کیا مراد ہے، اگر حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال دیکھنا ہے، تو شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کا رسالہ سرالشہادتین اس مضمون میں بہتر ہے، روضۃ الصفاء، تاریخ الخلفاء[1] وغیرہ میں بھی یہ قصہ تفصیل سے مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

جنگ نامہ محمد حنیف وغیرہ

سوال:۔ جنگ نامہ محمد حنیف نامہ بابل جنگ نامہ حضرت علی وغیرہ یہ کتابیں پڑھنے میں کوئی گناہ تو نہیں، اور جوان میں قصے قید دیو اور بیر الامم لکھا ہے آیا یہ صحیح ہے یا غلط اور یہ

[1] تاریخ الخلفاء ص ۱۴۴-۱۴۵/

کتابیں کون سے زمانہ میں لکھی گئی تھیں، کیونکہ زید نے کسی تاریخ میں ان قصوں کو نہیں دیکھا، آپ ان کی اچھی طرح صحت فرما کر زید کو اطمینان دلا دیجئے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ تینوں کتابیں غیر معبر ہیں ان کے واقعات جھوٹے ہیں، ان کو ہرگز نہیں پڑھنا چاہئے[1]، بظاہر رافضیوں کی یہ کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

تاریخ ابن خلدون کا حال

سوال: ۔تاریخ ابن خلدون معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مجموعی حیثیت سے معتبر ہے، اگرچہ بہت سی اشیاء اس میں غیر معتبر بھی ہیں، جیسا کہ اکثر تواریخ کا حال ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا قدوری کا درجہ صحاح سے بڑھا ہوا ہے

سوال: -آپ نے میرے فتویٰ کا جواب بھیجا جس کا شکریہ، لیکن میرے بزرگ مفتی صاحب نے جواب میں اپنی الٹی گنگا بہا کر اپنے بزرگوں کے بھی خلاف کیا، حدیث کی کتابیں ترمذی، مؤطا وغیرہ معتبر ہیں، ایسی حدیثیں ہیں جو منسوخ ہو چکی ہیں وغیرہ وغیرہ، اور کتب فقہ قدوری وغیرہ میں ایسے مسائل ہیں جو معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں، ان پر عمل کرنے سے کسی

---

[1] ملاحظہ ہو بہشتی زیور مکمل ومدلل ج ١٠/٥٣ /بعضے کتابوں کے نام جنکے دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے،

منسوخ حدیث پر عمل نہیں ہوگا، یہ آپ کا تحریر فرمانا حق بجانب نہیں ہے، بلکہ اس کے خلاف امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں، تفریعاتِ فقہ کو ہمیشہ کتاب وسنت پر منطبق کرتے رہنا چاہئے، جو مسائل تفریعی کتاب وسنت کے موافق ہوں ،قبول کئے جاویں، جو خلاف ہوں ان کو ترک کردیا جائے، اُمت محمدی کے واسطے اجتہادی مسائل کو کتاب وسنت کی کسوٹی پر پرکھنا نہایت ضروری ہے، پھر تحریر فرماتے ہیں، طبقۂ اولیٰ کی صرف تین کتابیں ہیں، مؤطا صحیح بخاری، صحیح مسلم، لیکن صحیح بخاری وصحیح مسلم پر محدثین متفق ہیں، کہ ان میں تمام متصل مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں، اور یہ دونوں کتابیں اپنے متبعین تک بالتواتر پہنچتی ہیں، اور جو ان کی عظمت نہ کرے، وہ مبتدع ہے، جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے، آپ نے شاہ صاحب کے خلاف جرأت کرکے حدیث کا مرتبہ گھٹادیا، پھر اپنے امام علامہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی صاحبؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے بھی خلاف کیا، کہاں تک اپنے بزرگوں کو گناؤں، سب ہی نے صحاح ستہ کو قابل عمل بتلایا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کیا ترمذی شریف میں ضعیف، منسوخ، متعارض احادیث موجود نہیں، حالانکہ امام ترمذی خود جگہ جگہ فرماتے ہیں "ہٰذا حدیث ضعیف" اس کا انکار تو وہی شخص کرسکتا ہے، جس نے ترمذی شریف کا بس نام ہی سنا ہے، پڑھا نہیں ہے، تب ہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ کے کلام کو اپنے استدلال میں پیش کرتا ہے، اگر عقدالجید اسعاف، ازالۃ الخفاء کا مطالعہ ہی کرلیا ہوتا تو خلجان نہ ہوتا، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی سبیل الرشاد، الکوکب الدری، لامع الدراری بھی غالباً سائل کی نظر سے نہیں گزریں، ورنہ ان کے کلام کو ہمارے فتویٰ کے خلاف نہ قرار دیتا، اسی طرح مولانا عبدالحیؒ کی سعایہ میں دیکھ لیتا تو یہ شبہ نہ ہوتا، ہم نے صحاح ستہ کو ہرگز ہرگز نا قابل اعتماد نہیں کہا، اگر سائل ہمارے فتویٰ کا یہ

مطلب سمجھا تو غلط سمجھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مؤطا، کتب حدیث اور قدوری وغیرہ کتب فقہ میں صحیح قابل عمل کون ہے؟

سوال: ۔صحاح ستہ مؤطا امام مالک، بخاری شریف، مسلم شریف، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی قابل عمل ہیں یا قدوری، ہدایہ، منیۃ المصلی، کنزالدقائق، شرح وقایہ، درمختار فتاویٰ عالمگیری، مالابدمنہ، بہشتی زیور قابل عمل ہیں؟ ان کتابوں میں کون کون سی کتابیں صحت کے اعتبار سے صحیح ہیں، جن میں صحیح صحیح حدیثیں درج ہیں، آپ کے دفتر سے فتاویٰ عالمگیری پر کس کس مسئلہ پر فتویٰ ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث کی کتابیں مؤطا، بخاری ومسلم، ترمذی وغیر معتبر ہیں، مگران میں ایسی حدیثیں بھی ہیں جو منسوخ ہوچکی ہیں، راجح بھی ہیں، مرجوح بھی، متعارض بھی ہیں، اس واسطے جوشخص ان حدیثوں پر عمل کرے گا، تو ہوسکتا ہے کہ وہ مرجوح پر عمل کرلے، یا منسوخ پر عمل کرلے، اور کتب فقہ قدوری وغیرہ میں ایسے مسائل ہیں جو معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں، ان پر عمل کرنے سے کسی منسوخ حدیث پر عمل نہیں ہوگا، اور کوئی معتبر حدیث ترک نہیں ہوگی، اور حدیث میں بصیرت رکھنے والا سمجھا جائیگا، کہ فلاں مسئلہ فلاں حدیث سے ثابت ہے، اور فلاں مسئلہ فلاں حدیث سے ثابت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱/۹۲ھ

صحاح ستہ اور معتبر وغیر معتبر کتب

سوال:۔صحاح ستہ کی حدیث کا کیا مطلب ہے اور حدیث کی کل کتنی کتابیں ہیں، اور معتبر ومستند حدیث کی کونسی کتاب ہے؟ موضوع حدیث کی کتاب کا کیا نام ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

صحاح ستہ ، بخاری ،مسلم، ترمذی ،ابوداؤد،نسائی ،ابن ماجہ کا نام ہے[1]، حدیث کی کل کتابیں بے شمار ہیں ، یہ صحاح ستہ معتبر ومستند ہیں، اوران کے علاوہ اوربھی بہت سی معتبر ہیں ،موضوعات کی کتابیں تذکرۃ الموضوعات ،موضوعات کبیر،المصنوعہ ،اللولوء المرصوع وغیرہ ہیں ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۴/شعبان ۶۱ھ

کتب صحاح

سوال:۔کتب حدیث میں اوّل درجہ پرکون کون کتابیں ہیں اورصحاح ستہ کا کیا مطلب ہے؟

---

[1] فالمشهور أن اول مراتب الصحاح منزلة صحيح البخارى ،ثم صحيح مسلم ثم سنن ابى داؤد ثم سنن النسائى (الصغرىٰ) ثم جامع الترمذى ثم سنن ابن ماجه القزوينى الخ معارف السنن ،ج ١/ص ١٦/ قبيل اقسام كتب الحديث ،مطبوعه اشرفى ديوبند.

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو(دیباچہ شرح سفرالسعادہ ص ١٧)

الجواب حامداً ومصلیاً

صحت کے اعتبار سے بخاری شریف کا درجہ سب سے اول ہے[۱]، صحاح ستہ یہ ہیں بخاری شریف، مسلم شریف، نسائی شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب حدیث

سوال:۔ کتب صحاح کے بغیر دوسری کتب احادیث مثلاً بیہقی، دارمی، طبرانی، طحاوی وغیرہ یہ قابل قدر اور معتبر کتابیں ہیں کہ نہیں؟ نیز کتب صحاح کی حدیث کو ہی حدیث سمجھنا اور ان کے علاوہ دوسری کتب حدیث کو احادیث نہ سمجھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیا

صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب احادیث بیہقی[۳]، طبرانی[۴]، طحاوی[۵]، دارمی[۶]، دار قطنی[۷]، مؤطا[۸]،

---

۱ ان السلف والخلف قد اطبقوا علی ان اصح الکتب بعد کتاب الله سبحانه وتعالیٰ صحیح البخاری الخ (کشف الظنون ج ۱/ص ۶۴۱/ مطبوعه دارالفکر بیروت،

۲ فالمشهور ان اول مراتب الصحاح منزلة صحیح البخاری ثم صحیح مسلم ثم سنن ابی داؤد ثم النسائی (الصغریٰ) ثم جامع الترمذی ثن ابن ماجه الخ، معارف السنن ص ۱۶/۱، قبیل اقسام کتب الحدیث، مطبوعه اشرفی دیوبند، شرح سفر السعادة ۱۷،

۳ السنن الکبیر والصغیر کتابان لابی بکر احمد ابن الحسین بن علی الخسروجودی البیهقی المتوفی سنة ۴۵۸/ وخمسین واربعمائة الخ، کشف الظنون ج ۲/ص ۱۰۰۷/ دارالفکر.

۴ المعجم الکبیر والصغیر والاوسط فی الحدیث الامام ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی الحافظ المتوفی سنة (۳۶۰/ ستین وثلثمائة) رتب فی الکبیر الصحابة علی الحروف مشتملاً علی نحو خمسة وعشرین الف حدیث ......(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وغیرہ بھی قابل قدر کتابیں ہیں، ان کی احادیث کو احادیث نہ سمجھنا جہالت اور ضلالت ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

بخاری ومسلم کی شروح کا حال

سوال:۔اور وہی عالم موصوف مسلم شریف کی شرح کرتے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام نوویؒ کی شرح معتبر ہے یا کہ نہیں اور ایسے عالم پر کیا حکم عائد ہوتا ہے، شرحیں جیسے فتح الباری عینی مرقات اشعۃ اللمعات، یہ سب معتبر ہیں یا کہ نہیں؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

..........ورتب فی الاوسط والصغیر شیوخه علی الحروف ایضاً الخ کشف الظنون علی آسامی الکتب والفنون ج۲/ص۱۷۳۷/ مطبوعه دارالفکر بیروت،

۵ للطحاوی وهو ابوجعفر احمد ابن محمد الطحاوی ولد سنة ۲۲۸/ثمان وعشرین ومائتین توفی سنة ۳۲۱/ احدی وعشرین وثلثمائة ذکرفیه انه سأله بعض اصحابه تالیفه فی الآثار الماثورة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم الخ کشف الظنون، ج۲/ص۱۷۲۸/ مطبوعه دارالفکر بیروت،

٦ السنن الدارمی، وهوالامام الحافظ عبداللّٰه بن عبدالرحمن الدارمی المتوفی سنة ۲۵۵/ خمس وخمسین ومائتین کشف الظنون ج۲/ص۱۰۰۸/ مطبوعه دارالفکر بیروت،

۷ السنن الدارقطنی وهو الامام الحجة ابوالحسن علی بن عمر الشهیر الحافظ البغدادی المتوفیٰ سنة ۳۸۵/ خمس وثمانین وثلثمائة الخ کشف الظنون، ج۲/ص۱۰۰۷/ مطبوعه دارالفکر بیروت،

۸ الموطأ فی الحدیث للامام مالک بن انس (الحمیری الا صبحی المدنی امام دارالهجرة، المتوفی سنة ۱۷۹/ تسع وسبعین مائة الخ کشف الظنون، ج۲/ص۱۹۰۷/ دارالفکر .

الجواب حامداً ومصلیاً

امام نوویؒ بہت بڑے امام ہیں انہوں نے مسلم شریف کی شرح کی ہے، اور بھی متعدد کتابیں لکھی ہیں، یہ کہئے امام شافعیؒ کے مذہب کے محقق ومنقح ہیں، شرح حدیث اور جرح اور تعدیل میں ان کا قول معتبر ہے، مگر مذہباً وہ شافعی ہیں[۱]، اسلئے فقہ میں ان کا قول حنفیہ پر حجت نہیں، فتح الباری بھی معتبر کتاب ہے[۲]، اس کا حال بھی ایسا ہی ہے، عینی[۳] مرقات[۴]

---

[۱] النووی الامام الحافظ الاوحد القدوة شیخ الاسلام علم الاولیاء محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف الشافعیؒ صاحب التصانیف النافعة الیٰ قوله أنه کان لایضیع وقتاً لافی لیل ولافی نهار حتی فی الطریق وأنه دام ست سنین ثم أخذ فی التصنیف والا فادة والنصیحة وقول الحق کان حافظا للحدیث وفنونه ورجاله وصحیحه وعلیله رأساً فی معرفة المذهب ومن تصانیفه شرح صحیح مسلم ورياض الصالحين الخ، النووی بشرح المسلم ج ۱/ص ٦/٧/ (دارالکتب العلمیة بیروت)

[۲] مصنفاته (ای ابن حجر العسقلانیؒ) زادت تصانیفه التی معظمها فی فنون الحدیث وفیها من فنون الادب والفقه والأصلین وغیر ذالک علی مأته وخمسین تصنیفاً رزق فیها من السعد والقبول خصوصاً فتح الباری بشرح البخاری الذی لم یسبق نظیره امراً عجباً الخ الدرالکامنه فی اعیان المائة الثامنة، ج ۱/ص ۴/ (مصنفه ابن حجر) دارالکتب العلمیة)

[۳] ولهٗ مؤلفات کثیرة جداً فمن اجل مصنفات البدر العینی عمدة القاری فی شرح الجامع الصحیح للبخاری فی احدی وعشرین مجلدة علیٰ تجزئة المصنف وهو اوسع شروحه نقلاً وتحقیقاً واجمعها للفوائد بحثا وتمحیصاً الخ عمدة القاری ج ۱/ص ۸/ (مطبوعه دارالفکر بیروت) مؤلفات البدرالعینی، مطبوعه دارالفکر بیروت،

[۴] وایضا ان غالب الشرح کانوا شافعیة فی عطلبهم وذکروا المسائل المتعلقة بالکتاب علی منهج مذهبهم الی ماقال فأحببت ان اذکر ادلتهم وابین مسائلهم وادفع عنهم مخالفتهم لئلا یتوهم العوام الذین لیس لهم معرفة بالادلة الفقهیة ان المسائل الحنفیة تخالف الدلائل الحنفیة وسمیته مرقاة المفاتیح الخ، مرقاة ص ۳/ ۱، مطبوعه بمبئی،

''اشعۃ اللمعات''[۱] یہ تینوں کتابیں حنفیہ کی ہیں، اور معتبر ہیں ان کو غیر معتبر قرار دینا مذہب اور شرح سے عدم واقفیت کی بنا پر ہوسکتا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲؍۴؍۸۷ھ

''انوارالاتقیاء'' کا حال

سوال:۔(۱) انوارالاتقیاء حضرت فریدالدین عطارؒ جس کا ترجمہ تذکرۃ الاولیاء، حافظ برکت اللہ صاحب فرنگی محلی نے کیا ہے، کیا یہ معتبر ہے؟

(۲) کیا اس کتاب کے مصنف ولی تھے؟ کیا انکا شمار صف اول کے اولیاء میں ہوتا ہے؟

(۳) کیا ان کے اقوال معتبر اور ثقہ ہیں کہ ان پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے؟

(۴) اگر کوئی اس کتاب کو فضولی اور غیر معتبر مانے تو وہ کیسا ہے؟

(۵) کیا حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ نے اپنی کسی کتاب میں اس کتاب کو معتبر فرمایا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) مجھے اس کتاب کی زیارت نہیں ہوئی، اس لئے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

۱؎ اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوۃ فارسی زبان میں مشکوۃ شریف کی نہایت جامع اور مکمل شرح ہے شیخ عبد الحق محدث دھلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے یہ عظیم الشان کام ۱۰۱۹ھ ۱۶۱۰ء میں دھلی میں شروع کیا تھا اور چھ سال کی محنت کے بعد مکمل کیا، خاتمہ پر تحریر ہے تمام شد تسوید ایں کتاب عشیہ یوم النار بھاء بیت وچھارم ربیع الاخر سہ ھزار وبیست وپنج از ھجرت سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین (حیات شیخ عبدالحق محدث دھلوی ص ۱۶۴)

(۲) حضرت فرید الدین عطارؒ مشہور اولیاء میں سے شمار ہوتے ہیں[۱]

(۳) اصلاح باطن اور معارف میں ان کا قول خاص وزن رکھتا ہے، اوران کی ہدایات سے روشنی ملتی ہے، چنانچہ انکا پندنامہ عطار شائع اور داخلِ درس ہے، اکابراس کے مطالعہ کی تاکید فرماتے ہیں[۲]۔

(۴) ساری کتاب کو لغو کہتا ہے یا کسی خاص عبادت پر اعتراض کرتا ہے۔

(۵) میرے علم میں نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۰/۳/۹۱ھ

غیر عالم کو مسائل بتانا اور چند معتبر کتابیں

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں بہت سے بدعت کے کام ہوتے ہیں، مثلاً ایصال ثواب میں پیسہ دیکر قرآن شریف پڑھاتے ہیں، اوراس کا ثواب مردوں کو بخشتے ہیں، اس کے علاوہ اور بہت سے کام شریعت کے خلاف ہوتے ہیں، اس کے اندر ہم شریک نہیں ہوتے ہیں، لوگ ہم سے پوچھتے ہیں تو ہم اس کے ثبوت میں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بہشتی زیور مکمل ومدلل مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ہے، اسی طرح فتاویٰ دارالعلوم دیوبند چار حصہ، فتاویٰ رشیدیہ اور خطبات وموعظات مکمل، جناب حضرت مولانا الحاج مفتی ابوالناصر الشہیر بہ ذاکر حسن اور مظاہر حق اردو مطبوعہ دیوبند ہمارے پاس ہے، نیز حکایات صحابہ اور دیگر کتب فقہ موجود ہے،

[۱] ملاحظہ ہو مقدمہ پندنامہ ص ۲،

[۲] فارسی منظوم ایضاً للشیخ فریدالدین محمدابن ابراهیم العطار الهمدانی المتوفی فی سنة سبع وعشرین وستمأة وهو نظم مفید مشهور فیه نصائح بلیغة الخ کشف الظنون ص۲۵۵/۱/ مطبوعه دارالفکر بیروت،

ان کتابوں سے ہم ان کو سمجھاتے ہیں، اور کچھ لوگ مانتے بھی ہیں، اور ہمارا ان کتابوں پر عمل ہے، ہاں اگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی ،تو ہم فوراً کسی عالم سے دریافت کر کے پوری تحقیق کرتے ہیں، پھر بتلاتے ہیں، زید ہم سے کہتا ہے کہ تم کو ایک یا دو کتابیں پڑھ کر آپ کو مسئلہ سنانے کا کیا حق ہے؟ خالی کتابیں پڑھنے سے مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا، زید عالم ہے، اور مقامی نہیں ہے، بلکہ دوسری جگہ کا ہے، اس لئے معلوم نہیں کہ علماء حق میں سے ہے یا نہیں؟ یہاں پر بہت اچھے اچھے عالم آتے ہیں، وہ ہم کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، اور دعائیں دیتے ہیں، اس لئے بندہ دریافت کرنا چاہتا ہے، کہ زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن کتابوں کا آپ نے نام لکھا ہے وہ مجموعی حیثیت سے معتبر ہیں، ان میں لکھے ہوئے مسائل صحیح ہیں، ان پر عمل کرنا اور دوسروں کو عمل کے لئے آمادہ کرنا درست بلکہ عین راہِ ہدایت اور ذریعہ نجات ہے، البتہ ہر مسئلہ کی باریکی کو سمجھنا آسان نہیں، جو عالم ان کتابوں کے مسائل کو غلط بتائیں ان سے غلط ہونے کی دلیل لکھوا کر بھیجئے تو ان کی دلیل پر غور کیا جائے گا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۱۰/۹۰ھ

مثنوی شریف کے مطالعہ کا فائدہ

سوال:۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف کو پڑھنے کے بعد کسی علم کو قوت اور مدد ملتی ہے، اور اس سے کیا فوائد ہیں، اور طبیب روحانی کی کیا پہچان ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ کی مثنوی شریف معرفت خداوندی کا بیش

بہا خزانہ ہے، جس سے اپنے نفس کے عیوب بھی منکشف ہوتے ہیں، طبیب روحانی کی پہچان کلید مثنوی، التکشف، فتاویٰ عزیزی، القول الجمیل کا مطالعہ کریں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٢٦/٥/٩٥ھ

قاعدہ یسرنا القرآن کے اثرات

سوال: - قاعدہ یسرنا القرآن جو قادیانیوں کا بنایا ہوا ہے، جس میں کوئی عقیدہ قادیانی کی بات نہیں کہ جس سے فساد عقیدہ اور فساد عمل شرعی ہوتا ہو بلکہ اس کی ترکیب وترتیب اور ہدایات بابت طریقہ تعلیم ایسی ہے جس کے باعث بچہ بسہولت پانچ چھ ماہ میں بلکہ اس سے کم مدت میں ناظرہ ختم کرلیتا ہے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس قاعدہ کا پڑھنا جائز ہے، اور کیا کفار کی بنائی ہوئی چیز کو اس کے کمال اور کسی خوبی اور عمدگی کی وجہ سے عمدہ اور اچھا کہنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً یوں کہنا کہ متھرا کا پیڑا اور بھگوان پور کا پیڑا بہت اچھا ہے، اس لئے کہ اچھا مشہور ہے تو اچھا کہنا کیسا ہے؟ کیوں کہ اس کے بنانے والے کافر ہیں، یا یوں کہنا کہ امریکن لالٹین یا جرمنی کوئی چیز اچھی ہے تو اس کو اچھا کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امریکن لالٹین اور قاعدہ یسرنا القرآن میں بہت فرق ہے، اول خالص دنیاوی چیز ہے، اور ثانی تعلیم قرآن اور دینیات کی ابتداء واجراء ہے، اول کی تعریف سے کفار کے دین کی تعریف نہیں ہوتی، اور ثانی کی تعریف سے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ جن لوگوں نے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے اتنا بہترین انتظام کیا ہے جس سے بچہ بہت جلد ناظرہ رواں اور حفظ پڑھنے پر قادر ہوجاتا ہے، اور اس کا وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے، وقت جیسی قیمتی

چیز کی حفاظت کرنا اور اس کو ضائع ہونے سے بچانا یہ لوگ خوب جانتے ہیں، لامحالہ دینی اصول وفروع میں بھی یہ لوگ ماہر ہونگے، اوران کا طریقہ تعلیم بہت اچھا ہے، لہذا ان کو اپنے مدارس میں ملازم رکھنا چاہئے، علی ہذا القیاس بچہ جو کہ قادیانی سے بالکل بے خبر ہے، جب وہ ان کا بنایا ہوا قاعدہ پڑھے گا، پھر آئندہ وہ دوسرے قواعد یا کتب میں وہ سہولت نہ پائے گا، اور بعد میں معلوم کریگا کہ وہ پہلا قاعدہ قادیانی کا تصنیف کردہ ہے، تو لامحالہ اس کی طبیعت میں قادیانی کی نہ صرف تعریف بلکہ قدر پیدا ہوگی، اور یہ خواہش کریگا کہ میں ان کی دوسری تصانیف بھی پڑھوں، وہ بھی اسی طرح سہل اور دلنشیں طریق پر ہونگی اوران کی کتابیں پڑھنے سے جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے، پھر اگر خراب نتیجے سے والدین منع بھی کریں اور قادیانی کی برائی بھی سمجھا دیں تب بھی بچہ کہے گا کہ یہ کسی عداوت نفسانی کی وجہ سے منع کر رہے ہیں، ورنہ واقعتاً اگر قادیانی خراب ہوتا تو اس کا بنایا ہوا قاعدہ کیوں پڑھاتے؟ اور جب اس قاعدہ سے اس قدر نفع ہوا جس کا میں تجربہ کر چکا ہوں، اوراس کی تعریف اپنے ابتدائی استاذ صاحب قاری خدا بخش سے سن چکا ہوں تو لامحالہ دوسری کتابیں بھی ایسی ہی ہونگی، تلبیس کی بناء پر روحانی اور معنوی غیر محسوس طریقہ پر جو اثر پڑتا ہے، وہ غلط ہے، اس لئے اہل تقویٰ کفار کی دوکانوں سے اشیاء خریدنے سے احتراز کرتے ہیں، اوراہل اسلام کی دوکانوں سے خریدتے ہیں[1]۔

پھر جب آپ اس قاعدہ یسرنا القرآن کورواج دیکر سب جگہ شائع کر دیں گے تو اس سے قادیانیت کی بہت بڑی تبلیغ ہوگی اس لئے کہ یہ قاعدہ رجسٹرڈ ہے، کوئی دوسرا اس کو نہیں چھپوا سکتا، اور لامحالہ قادیانیوں سے خریدنا ہوگا، اور وہ روپیہ مبلغین کو دیا جائیگا کہ اہل اسلام کی تردید کر کے قادیانی مذہب کو پھیلایا جائے، اور مسلمانوں سے مجمع عام میں مناظرہ کیا جائے، اور اہل اسلام کے خلاف کتابیں چھپوا کر شائع کی جائیں، نیز بغدادی قاعدہ اورنورانی قاعدہ جن کو

---

[1] اصل فی الورع وهو ان ماشتبه امره فی التحليل والتحريم ولايعرف له اصل متقدم فالورع ان يتركه ويجتنبه الخ، مرقاة ص ۲۹۰/۳، كتاب البيوع، باب الكسب، مطبوعه بمبئی،

مخلص دینداروں نے تصنیف کیا ہے وہ بیکار اور موقوف ہوجائیں گے، آج آپکو یہ قاعدہ پسند آیا اس کے نتائج یہ ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مناجات مقبول اور حزب الاعظم میں فرق

سوال:۔ حزب الاعظم بہتر ہے یا مناجات مقبول؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں بہتر ہیں ان میں تضاد نہیں، طویل ومختصر کا فرق ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۷؍۴؍۸۷ھ

---

[1] الحزب الاعظم، عظیم محدث ملا علی قاریؒ (علی بن سلطان محمد قاری) کی تصنیف ہے، جس میں وہ تمام دعائیں جو قرآن پاک میں آئی ہیں، یا احادیث مبارکہ ہیں جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، ان تمام دعاؤں کو اس میں جمع کر دیا گیا ہے، جس کی سات منزلیں ہیں، سالکین کو ہر روز ایک منزل پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے، اکابر اولیاء اللہ کا اس کے اہتمام کا معمول رہا ہے، اور اس کا اہتمام انتہائی مفید ہے، اور ظاہر ہے کہ دعا کے جو کلمات قرآن پاک میں وارد ہوئے ہیں، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ قبولیت کے زیادہ قریب ہیں، اور دنیا وآخرت کی کوئی خیر ایسی نہیں جس کی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مانگی اور دنیا وآخرت کی کوئی برائی ایسی نہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے پناہ نہ چاہی ہو، اس لئے اس کا معمول بنا کر پڑھنا انتہائی مفید ہے۔

''مناجات مقبول'' یہ الحزب الاعظم کی ہی تلخیص ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس کو مرتب اور ملخص فرمایا ہے، کہ جو حضرات مشاغل کی وجہ سے الحزب الاعظم کو نہیں پڑھ سکتے وہ اس کو پڑھ لیا کریں، اس کی بھی سات منزلیں ہیں۔

عین الہدایہ

سوال: ۔عین الہدایہ کس کی تصنیف ہے اورزمانۂ تصنیف کیا ہے؟ اورفقہ میں کس پایہ کی تصنیف مانی گئی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

عین الہدایہ کوزیادہ عرصہ نہیں گذرا، یہ ہدایہ کاترجمہ ہے،اس کے مصنف گذشتہ صدی میں گذرے ہیں ، وہ مترجم تھے، کہیں کچھ تشریح بھی کرتے تھے، مجتہد نہیں تھے، مجموعی حیثیت سے یہ ترجمہ معتبر ہے،[1] تاہم اگرکوئی چیز خلاف مذہب اس میں ہووہ معتبرنہیں ،اورکسی ایک روایت کی وجہ سے تمام کتاب کوغیرمعتبر بھی نہیں کہاجائیگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

شبلی نعمانی کی کتاب سیرۃ النبی کا مطالعہ

سوال: ۔حضرت تھانویؒ کی تصنیف اشرف الجواب کے حصہ چہارم کےصفحہ ۱۶۳/ پر عنوان تفاضل تفصیلی بین الانبیاء ممنوع ہے، میں کتاب سیرت النبی مصنفہ مولاناشبلی نعمانی جس

---

[1] السید امیرعلی اللکھنوی، السید المفاضل العلامه امیرعلی بن معظم علی الحسینی الملیح آبادی ثم اللکھنوی احد العلماء المشهورین فی الهند ولد فی سنة اربع وسبعین ومائتین وأنف الیٰ قوله وکان مفرط الذکاء جید القریحة قوی الحفظ سریع الادراک متین الدیانة شریف النفس حسن المعاشرة سافرالی الحجاز فحج وزاد وولی التدریس بجدة فدرس بهازمانا طویلا ورجع الی الهند الی ماقال وله مصنفات عدیدة منها عین الهدایة شرح هدایه الفقه الاردوالخ نزهة الخواطر ، ج۸/ص ۷۵-۷۶/ مطبوعه حیدرآباد الهند.

کی تکمیل مولانا سید سلیمان ندوی صاحبؒ نے فرمائی ہے، اس پر اعتراض کیا گیا ہے اور مصنف صاحب پر تنقید کی گئی ہے، اب سوال یہ ہے کہ یہ کتاب چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

اور میرے پاس موجود ہے کیا اس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے، یا نہیں کیا اس کی سند میں کچھ شک وشبہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کتاب سیرت النبی مصنفہ علامہ شبلی نعمانی میں بعض احادیث پر اعتراض کیا گیا جو کہ غلط ہے، اس کے علاوہ بھی ان کی آزادمزاجی کی وجہ سے بعض غلطیاں ہیں اہل علم تو سمجھتے ہیں اوروں کو پتہ نہیں چلتا چونکہ ان کا مقصود اس کتاب سے عیسائیوں کو جواب دینا ہے، اس لئے بھی مضمون کی پوری رعایت نہیں ہوسکتی، سید سلیمان ندوی صاحب نے بعد کے ایڈیشن میں کچھ سنبھالا بھی ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۶/۱۱/۱۴۰۰ھ

کیا تاریخ الخلفاء مستند ہے

سوال:۔ تاریخ الخلفاء جو علامہ سیوطیؒ کی تالیف ہے، یہ کتاب مستند ہے یا غیر مستند؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تاریخ الخلفاء مستند نہیں ہے، بلکہ یہ تاریخ کی کتاب ہے جس میں کچی پکی سب قسم کی

---

[1] **فائدہ**:- سیرت النبی میں جو مضامین قابل اشکال تھے حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ نے سیرت المصطفیٰ میں اس پر تحقیقی بحث کی ہے۔

باتیں ہیں،[۱] حدیث کی جو روایات اس میں موقع بموقع سے نقل کی ہیں وہ بھی قوی ضعیف ہرطرح کی ہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ
دارالعلوم دیوبند ۴/۲/۹۰ھ

فتاویٰ رشیدیہ کی تحقیق

سوال:۔فتاویٰ رشیدیہ اس پرسن اشاعت ۱۳۴۸ھ ہے یہ کتاب پہلی بار کس سن میں طبع ہوئی،اورعلامہ رشید احمد گنگوہیؒ کس زمانہ میں ہوئے ہیں،فتاویٰ رشیدیہ میں متعدد جگہ پر رشید احمد لکھا ہوا ہے،کیا یہ تاریخ دینے کی ۱۳۰۱/ ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس کی بھی تحقیق نہیں کہ پہلی بار کب طبع ہوا ہے،حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ کی وفات ۱۳۲۳ھ میں ہے[۲] اور مجموعہ فتاویٰ رشیدیہ ان کی وفات کے بعد طبع ہوا ہے،۱۳۰۱/ یہ مہر بننے کی تاریخ ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

---

[۱] تاريخ الخلفاء لجلال الدين عبدالرحمن بن ابى بكر السيوطى المتوفى سنة احدعشرة وتسعمائة واحسن ماصنف فيه الخ كشف الظنون ص ۲۹۳/۱/ مطبوعه دارالفكر بيروت،

[۲] كانت وفاته يوم الجمعة بعد الاذان لثمان خلون من جمادى الاخرة سنة ثلاث وعشرين وثلاثمائة، وألف، نزهة الخواطر ج۸/ص ۱۵۲/ مطبوعه حيدرآباد دكن العندى، (تحت حرف الراء (رقم العدد ۱۴۳) تذكرة الرشيد ج۲/ص ۳۴۶/

کتاب جلوۂ طور کا پڑھنا

سوال:۔مولانا محمد اسحاق دہلویؒ کی تصنیف جلوۂ طور وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

میں نے یہ کتاب نہیں دیکھی بغیر دیکھے کوئی رائے کیسے قائم کی جائے۔

فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

فقہ کی معتبر کتابیں

سوال:۔مندرجہ ذیل مسائل میں کتب معتبرہ کی عبارت مع ترجمہ تحریر کریں گے:۔

(۱) اگر کوئی عالم فتویٰ کی کتابیں جیسے عالمگیری درمختار، ردالمحتار، فتح القدیر، فتویٰ عزیزیہ، فقہ اکبر، شرح فقہ اکبر کو نہ مانے اور یہ کہے کہ نہیں قرآن مجید حدیث شریف، اجماع امت اور قیاس کے علاوہ دوسری چیزوں کو نہیں مانتا ہوں تو دریافت طلب آخر یہ ہے کہ فتویٰ کی یہ کتابیں معتبر ہیں یا نہیں؟ اگر معتبر ہیں تو ان کے منکر کا کیا حکم عائد ہوتا ہے، اوران کتابوں میں قرآن مجید، حدیث شریف، اجماع امت اور قیاس ہی کی باتیں ہیں یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جو شخص قرآن وحدیث، اجماع، قیاس (چاروہ اصول فقہ) کے علاوہ کسی چیز کو بطور دلیل شرعی نہ مانتا ہو وہ صحیح راستہ پر ہے، فتویٰ عالمگیری، درمختار، ردالمحتار فتح القدیر، فتاویٰ عزیزیہ، فقہ اکبر، شرح فقہ اکبر یہ سب کتابیں بحیثیت مجموعی معتبر اور قابل عمل ہیں، ان میں فقہ حنفی کے مطابق مسائل درج ہیں، بھول چوک ہو خطا سب کے ساتھ ہے، اگر ان کتابوں میں

کوئی مسئلہ بھول یا خطاء کے ماتحت ہو بھی تو اس سے تمام کتابوں کو غیر معتبر نہیں کہا جا سکتا جو شخص ان کتابوں کو نہیں مانتا اس سے اس کی وجہ اور تشریح دریافت کی جائے، چونکہ اس کو عالم کہا گیا ہے، تو ضرور وہ اپنی بات کی وجہ اور تشریح بیان کرے گا، اس کی بات پر حکم لگانے میں جلدی نہ کرے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۸۷ھ

شیخ احمد نامی کے خواب سے متعلق طبع شدہ پرچہ کی تحقیق

سوال:۔ گذارش ہے کہ ایک طبع شدہ پرچہ بھیج رہا ہوں ایسے پرچے بکثرت چھپے اور لکھے ہوئے تقسیم ہو رہے ہیں، جیسا کہ پرچہ کے آخیر میں بانٹنے والے کے لئے مالی منفعت اور جھوٹ سمجھنے والے کے لئے تباہی کا اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے، ٹھیک ہے یا نہیں اور اگر یہ کارِ خیر ہے تو روپے کے لالچ میں اس کا کرنا جائز ہے یا نہیں، براہ کرم نظام کے باب الاستفسار کے ذریعہ عوام کی رہنمائی فرمایئے، مہربانی ہوگی؟

طبع شدہ پرچہ کی نقل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حضرت رسول کریم ﷺ کا فرمان حضرت رسول خدا ﷺ کے ایک خادم کو مدینہ منورہ میں سرکار دو عالم ﷺ نے بشارت دی ہے کہ قیامت آنے والی ہے، توبہ کا دروازہ بند ہونے والا ہے، غافل مت رہو، گناہوں سے توبہ کرو، پیر کے دن چار روزے رکھو،

---

[1] والذی تحرر انه لایفتی بتکفر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن أو کان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفه ،بحر الرائق ج۵/ص ۱۲۵ / باب احکام المرتدین، مطبوعه ماجدیه کوئٹه،

نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، جو شخص ایسے تیس پرچے بانٹ دے گا، اس کو چودہ دن میں خوشی ہوگی، بمبئی میں ایک شخص نے تیس پرچے بانٹ دیئے تھے، اس کو ڈھائی ہزار کا فائدہ ہوا، اور ایک شخص اس پرچہ کو جھوٹ جانا اس کو اپنے بیٹے سے ہاتھ دھونا پڑا، جو شخص تقسیم نہیں کرے گا، غم ضرور دیکھے گا، بندۂ خدا ایک یا دو پرچے لکھ کر ضرور تقسیم کریگا، جو زیادہ چھپوا کر بانٹے گا زیادہ فائدہ ہوگا۔

بھائیو! یہ بات یقین جانو اور پہچانو خدا ہم سب کو نیک ہدایت اور توفیق عطا فرمائے آمین۔

نوٹ:۔ یہ پرچہ پاس رکھنا گنا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

توبہ کا دروازہ بند ہونا اور قیامت کا قریب آنا احادیث میں کثرت سے مذکور ہوا ہے[1]، اور جو وقت بھی گذرتا ہے، یہ دونوں چیزیں قریب سے قریب تر آرہی ہیں، ان کے لئے کسی کے خواب کی حاجت نہیں، گناہوں سے توبہ کرنے کا حکم قرآن پاک میں مذکور ہے[2] اور ہر وقت ہر آدمی کو توبہ کرتے ہی رہنا چاہئے، دنیا میں جس قدر مصائب اور فتنے ہیں اور آخرت میں جو سزائیں ہیں وہ سب گناہوں کی وجہ سے ہیں[3]، اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرمائے، اور آئندہ کو بچائے، نفلی روزہ رکھنے کی بھی فضیلت ثابت ہے[4]، پیر اور جمعرات کا روزہ بھی روایات میں

---

[1] عن معاویةؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لاتنقطع الهجرة حتی تنقطع التوبة ولاتنقطع التوبة حتی تطلع الشمس من مغربها (مشکوٰة شریف، ج ١ /ص ٣٢٥/)مسند احمد ج٥/ص ٦٢/ مطبوعه داراحیاء الثرات العربی بیروت.

[2] یاایهاالذین آمنواتوبوا الی اللّٰه (من المعاصی) توبة نصوحاً الایة ٨/ سوره تحریم (تفسیر مظهری ج ٩/ص ٣٤٥، مطبوعه رشیدیه کوئٹه)

[3] مااصابکم من مصیبة فبماکسبت ایدیکم ویعفواعن کثیرالآیة، سورة الشوریٰ آیت ٣٠/

[4] قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لکل شئی زکوٰة وزکوٰة الجسد الصوم (مشکوٰة ج ١/ص ١٨٠) صیام التطوع، مطبوعه یاسرندیم دیوبند،

بکثرت آیا ہے[۱]، نماز اور زکوۃ دونوں اسلام کے مستحکم ارکان میں سے ہیں[۲]۔

غرض ان میں میں کوئی ایسی بات نہیں جس کا ثبوت کسی کے خواب سے ہو پیر کے دن سے چار روزوں کا اہتمام کسی روایت سے ثابت نہیں، یہ بالکل بے اصل ہے محض خواب سے اس کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

دین کی تبلیغ اور اشاعت امت کا اہم فریضہ ہے اس سے غفلت برتنے پر سخت وعید آئی ہے[۳] اب باقی رہا، اس کاغذ کے تیس پرچے تقسیم کرنا اور اس پر چودہ دن میں اس کو خوشی کا ہونا اور جو تقسیم نہ کرے اس کا اپنے بیٹے سے ہاتھ دھونا یہ غم دیکھنا اور اس کو اپنے پاس رکھنا گناہ ہونا، یہ سب بے اصل، لغو، ڈھونگ ہے، ایک دو پرچہ لکھ کر تقسیم کرنے کو ضروری قرار دینا بھی جہالت ہے، اس سے قبل بھی مدت دراز سے ہر سال اس قسم کا اشتہار چھپتا رہا، اسمیں خواب دیکھنے والے خادم کا نام بھی شیخ احمد درج ہوتا تھا، اور بھی خرافات درج ہوتی تھیں، مثلاً یہ کہ امسال اتنے مسلمان مرے جن میں فقط ایک یا دو جنت میں گئے، باقی سب جہنم میں گئے، اس وقت اکابر نے تحقیق کی نہ مدینہ میں شیخ احمد نامی کوئی خادم تھا، نہ وہاں کسی سے اس خواب کا تذکرہ سنا گیا، درحقیقت یہ کسی دشمن اسلام کی ایک چال تھی، جس کے ذریعہ وہ اسلام سے

۱؎ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصوم یوم الاثنین والخمیس فقیل یارسول اللہ انک تصوم یوم الاثنین والخمیس فقال ان یوم الاثنین والخمیس یغفر فھما لکل مسلم الحدیث (مشکوٰۃ شریف ج ۱/ص ۱۸۱/ صیام التطوع الفصل الثالث، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

۲؎ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لاالہ الا اللّٰہ وان محمد عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان (مشکوٰۃ ج ۱/ ص ۱۲) کتاب الایمان، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

۳؎ ان النبی ﷺ والذی نفسی بیدہ لتأمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیوشکن اللّٰہ ان یبعث علیکم عذاباً من عندہ ثم لتدوعنہ ولایستجاب لکم .(مشکوٰۃ شریف، ج ۲/ص ۴۳۶/. باب الامر بالمعروف الفصل الثانی. مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

بدظن کرتا تھا کہ اتنے مسلمانوں میں سے جب فقط ایک یا دو جنت میں گئے باقی سب جہنم میں گئے تو ایسے اسلام سے کیا فائدہ ''تذکرۃ الخلیل[1]'' فتاویٰ دارالعلوم دینی کتب میں ایسا ہی درج ہے۔

ہم نے ہمیشہ اس اشتہار کو چاک کر دیا ہے خدا کے فضل سے کوئی غم نہیں ہوا نہ اپنے سے نہ اپنی اولاد سے ابھی تک ہاتھ دھوئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

ہما، ہدیٰ وغیرہ پرچوں کا دیکھنا

سوال:۔ ہدیٰ یا ہما یا اس جیسے پرچوں کا پڑھنا مطالعہ کرنا، ساتھ رکھنا از روئے شرع کیسا ہے؟

نوٹ:۔ دو رسالے سوال کے ساتھ نمونۃً پیش ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں کچھ مضامین عمدہ نصیحت وعبرت کے ہیں، مقامات مقدسہ کے نقشے اور کچھ نقشے بھی نعت وغیرہ پر مشتمل ہیں، مگر کچھ مضامین اخلاق وعقائد کو تباہ کرنے والے بھی ہیں، جاندار انسانوں اور جانوروں کے فوٹو بھی ہیں، جب کسی کتاب وغیرہ (کسی شئی میں بھی) منفعت ومضرت دونوں پہلو ہوں تو مضرت سے بچنے کیلئے اس کا ترک کرنا اہم ہوتا ہے، خاص کر ایسی چیز جس سے عقائد واخلاق پر غلط اثر پڑے، جیسے محرم کے تعزیوں سے متعلق اسمیں درج ہے، اور فوٹو بھی دے رکھے ہیں، اس سے پورا اجتناب لازم ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱/ ۸۹ھ

---

[1] تذکرۃ الخلیل ص ۲۹٦) مکتبہ سہارنپور، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رسالہ آستانہ پڑھنا

سوال:۔آستانہ رسالہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آستانہ وغیرہ میں صحیح وغلط دونوں قسم ہر بات قابل علم وقابل اعتماد نہیں، اکثر رسالہ کا ایسا ہی حال ہے، اور کم علوم والے صحیح اور غلط میں فرض بھی نہیں کر پاتے، اس لئے ایسے لوگوں کو اخبارات ورسائل دیکھنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

سید مہدی حسن غفرلہ ۶/۴/۸۶ھ

مسئلہ تقدیر پر کونسی کتاب ہے

سوال:۔مسئلہ تقدیر کے لئے کس کتاب کا معالعہ کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسئلہ تقدیر پر حضرت تھانویؒ کی کتاب ''اکسیر اکبر'' اب ''تقدیر کیا ہے'' کے نام سے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] درء المفاسد اولیٰ من جلب المصالح فاذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالباً الخ الاشباه والنظائر ص۱۴۷، تحت القاعدة الخامسة الخ، مطبوعه دارالعلوم دیوبند، قوائد الفقه ص ۸۱/ رقم القاعده ۱۳۳/ (مطبوعه فقیه الامت دیوبند) تحت القاعدة الخامسة.

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] وکل ما آدی الیٰ مالا یجوز لایجوز الخ درمختار مع الشامی زکریا ج۹/ص ۵۱۹/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی اللبس،

شائع ہوئی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

دار العلوم دیوبند ۲۴/۲/۹۱ھ

ردشیعہ اور رد اہل ہنود میں کونسی کتاب معتبر ہے

سوال:۔ ردشیعہ اور رد ہنود میں کونسی کتاب کا مطالعہ کیا جائے نام تحریر فرماویں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ردشیعہ میں تحفہ اثنا عشریہ[١]، ہدیۃ الشیعہ[٢]، ہدایۃ الشیعہ[٣]، ہدایۃ الرشید[٤]، کا مطالعہ مفید ہوگا، یہ کتابیں اعلیٰ علمی مضامین پر مشتمل ہیں، اور رد اہل ہنود میں، قبلہ نما[٥]، انتصار الاسلام[٦]، ردتناسخ[٧]، کفر توڑ[٨] وغیرہ مفید ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۲۵/۱۰/۹۰ھ

---

١ مصنفہ شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ

٢ مصنفہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمدقاسم نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ .

٣ مصنفہ اما م ربانی مولانا رشیداحمد گنگوھی رحمۃ اللہ علیہ .

٤ ھدایت الرشید مؤلفہ حضرت مولانا خلیل احمدصاحبؒ محدث سھارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

٥ مصنفہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمدقاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ .

٦ مؤلفہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد محمد قاسم نانوتویؒ.

٧ مصنفہ حضرت مولانا سید مرتضی حسن صاحب چاند پوری رحمہ اللہ علیہ .

٨ یہ کتاب ۱۲۰ / صفحہ پرمشتمل ھے اس میں مصنف کا نام مذکور نھیں ھے ، دیوبند سے طبع ھوئی ھے ،

اہل حق اور بریلویوں کے متفقہ مسائل کی اشاعت

سوال:۔ مابین بریلوی اور دیوبندی کے بہت سے مسئلوں میں اتفاق پایا جاتا ہے، جو چالیس بدعت ہیں، اور فتاویٰ اعلیٰ حضرت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، اب ایسی کتابوں کو کون حضرات خرید سکتے ہیں، دیکھا جاتا ہے کہ آج کل مذہبی کتب کی خریداری بہت ہی کم ہوگئی ہے، نیم ملاّ انہیں متفقہ مسئلوں کو عوام الناس میں مختلف عنوان کو بیان کر کے لوگوں کو یہی سمجھاتے ہیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک ناجائز اور بدعت ہے، لیکن بریلویوں کے نزدیک مستحب اور کارِثواب ہے، اس لئے اگر ان ہی مسئلوں کو دو تین صفحوں میں بہشتی زیور کے مسئلوں کی طرح تحریر کیا جائے تو شاید دو صفحے میں ۷۰/۸۰ر مسئلے یا جتنے بھی ہوں آسکتے ہیں، اور ہر مسئلہ کے ذیل میں انہی اعلیٰ حضرت کی کتاب کا حوالہ تحریر کیا جائے، جیسے بہشتی زیور وغیرہ میں یہ مسئلہ شامی یا درمختار سے اخذ کیا گیا ہے، جہاں متفقہ مسئلہ کے متعلق سوال آئے تو ذیل میں بریلوی کے اعلیٰ حضرت کی کتاب کا بھی حوالہ دیا جائے، اور تحریر کردیا جائے، کہ اس مسئلہ میں علماء دیوبندی اور بریلوی کا اتفاق ہے، اور اس رسم کے بدعت ہونے میں تو شک نہیں ہے، اور مسئلہ کے ان دو پرچوں کو عام اخباروں کے ذریعہ عوام الناس کو بھی باخبر کیا جائے، تو نیم ملاؤں کی زبانی بند ہوجائیں، بڑے مفتی صاحب انشاء اللہ تعالیٰ اختصار کے ساتھ تمام مسئلوں (یعنی بدعتوں کو) تحریر فرمائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس قسم کے متعدد رسالے شائع بھی ہوچکے ہیں، جن میں وہ مسائل بیان کئے گئے ہیں، جو دونوں کے نزدیک یکساں ہیں، لیکن اگر اختلاف فروعی ہو تو یہ تدبیر مفید ہے، احمد رضا خاں صاحب تو علمائے دیوبند سے اپنا اختلاف اصولی یعنی کفر واسلام کا اختلاف اپنی

کتابوں میں لکھتے ہیں، اکابر دیو بند کا نام لے کر صاف صاف لکھا ہے، کہ یہ کافر ہیں، جو ان کو کافر نہ مانے یا ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے[1]، ان بریلویوں کا شب وروز کا مشغلہ ہی تکفیر اکابر ہے، تاہم آپ کے نزدیک جن مسائل کی ضرورت ہے ان کی فہرست بھیجد یجئے، تلاش کر کے کتب حوالہ کے ساتھ ان کو لکھ دیا جائیگا، یہ بھی خیال رہے کہ اس طرح لکھنا اور شائع کرنا گویا کہ دو اہل حق علماء کے اختلاف کو پیش کرنا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

صلہ رحمی اور اس کا معیار، پر کتاب لکھنے کا مستفتی کا مطالبہ

سوال:۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ صلہ رحمی اور قطع کا معیار انتخاب اور حدود کیا ہیں؟ صلہ رحمی کے حدود کہاں سے ختم ہوتے ہیں، اور قطع رحمی کے حدود کہاں سے شروع ہوتے ہیں؟ جن کو قرآن وحدیث کی روشنی میں جاننا چاہتا ہوں، معاشرتی زندگی میں ہر وقت معاملہ داری کرنے میں اس کی ضرورت پڑتی ہے، اور بندہ ثواب، عذاب کا مستحق ہوتا ہے، اس اہم موضوع پر اگر آپ مناسب سمجھیں تو ایک کتاب کی شکل میں اشاعت فرمائیں، جو بہت بڑی خدمت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صلہ رحمی اور قطع رحمی کے متعلق قرآن کریم[2] اور حدیث شریف[3] میں بہت ترغیب وترہیب

---

[1] (فتاویٰ رضویہ ج٣/ص ٢٥٣) باب الامامۃ، سنی دارالاشاعت، فیصل آباد،

[2] قال تعالیٰ والذین یصلون ماامر اللّٰہ بہ ان یوصل الیٰ قولہ تعالیٰ اولئک لھم عقبی الدار الآیۃ سورۃ الرعد، آیت: ٢٢-٢١،

"والذین ینقضون عھد اللّٰہ من بعد میثاقہ ویقطعون ماامر اللّٰہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار الآیۃ سورۃ الرعد، آیت: ٢٥ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وارد ہوئی، اور مفسرین وشراح نے اسکی تفصیل بھی بیان کی ہے، ترجمہ وتفسیر مظہری[1]، بیان القرآن[2]، تفسیر حقانی[3]، مظاہر حق[4]، معارف الحدیث[5]، فضل اللہ الصمد[6]، بہشتی زیور[7]، حقوق اوراسلام میں تفصیل مذکور ہے، مستقل بیان تصنیف کرنے کی ضرورت نہیں، آپ کو جوصورت پیش آئی ہواس کوان سب میں دیکھ لیں، اگر پوری طرح سمجھ میں نہ آئے اسکولکھ کر دریافت کرلیں، ہرایک کی خواہش پر مستقل کتاب لکھنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے، جس چیز کی ضرورت ہواس پر کتاب لکھی بھی گئی ہے، اور آئندہ بھی لکھی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۲/ ۹۱ھ

کتاب ’’دواسلام‘‘ کا مطالعہ

سوال: ۔ کتاب ’’دواسلام‘‘ غلام جیلانی برق مصنف ہے، یہ کتاب پڑھنی جائز ہے یانہیں؟ جوحدیثوں کے متعلق لکھا ہے، یہ صحیح ہے یانہیں؟ کتاب دواسلام کے جواب میں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ٣ قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یبسط لہٗ فی رزقہ وینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہ وایضاً قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایدخل الجنۃ قاطع (مشکوٰۃ ج ٢/ص ٤١٩/)باب البر والصلۃ، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند،

(حاشیہ صفحہ ھذا) ١ ملاحظہ ہو: تفسیر مظھری، سورۃ النساء آیت ٢، ٣، طبع رشیدیہ کوئٹہ،

٢ بیان القرآن، ج ١/ص ٨٩/ سورۃ النساء، الحق بمبئی،

٣ تفسیر حقانی ص ٤٩/ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند،

٤ مظاھرحق، ج ٤/ص ١٢٣/کتاب الادب،

٥ معارف الحدیث ص ٦/٥٠، کتاب الآداب المباشرۃ، بیان صلہ رحمی، مطبوعہ پاکستان،

٦ ملاحظہ ہو فضل اللہ الصمد ص ١/١١٣، باب وجوب صلۃ الرحم، مطبوعہ مکہ مکرمہ،

٧ بہشتی زیور مکمل ومدلل ص ٧/٣٥، مطبوعہ تھانوی دیوبند،

مولانا طیب صاحب نے لکھا ہے، کہ اگر لکھی ہے تو آگاہ فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب ''دواسلام'' میں حضور اکرم ﷺ کی بیان فرمودہ سراپا ہدایت احادیث کو ناقابل اعتبار قرار دیکر مذاق اُڑایا گیا ہے، جو کہ انتہائی درجہ کی گمراہی اور بددینی ہے[۱]، مسلمانوں کو ہرگز اسکا مطالعہ نہیں کرنا چاہئے، ورنہ اگر اس پر اعتماد کیا تو دین تباہ ہو جائیگا، اس کی ایک اور کتاب ''دوقرآن'' وہ بھی بددینی پیدا کرنے والی کتاب ہے مولانا طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اس کی تردید میں ایک کتاب لکھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۲/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۳/۱۱/۸۸ھ

مذہب اسلام میں سیاست اور مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی کتاب کی عبارت کی توضیح

سوال:۔ عبارت کتاب سیرت خاتم الانبیاء مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ، مقیم حال کراچی (پاکستان)

(الف) وہ مذہب ہی کامل نہیں جس میں سیاست نہ ہو، وہ سیاست مکمل نہیں، جس کے ساتھ تلوار نہ ہو وغیرہ، عبارت کے تحت عرض ہے کہ دین اسلام میں سیاست کیا ہے؟ اور یہاں ہندوستان میں کس سیاست کی ضرورت ہے؟

---

[۱] ان کان تھاونا بالسنة یکفر (عالمگیری ج۲/ص ۲۶۶/ کتاب المرتدین، منها مایتعلق بالانبیاء، مطبوعه کوئٹه،

(ب) سیاست مکمل کیا ہے؟ اب اس کے ساتھ کون سی تلوار کی ضرورت ہے؟

(۲) غزوۂ بدر قریش کا مایہ ناز اور اس کی تمام تر شوکت اور قوت کا سبب وغیرہ الخ اس لئے سیاسی اصول کے مطابق ضرورت تھی کہ ان کی شوکت توڑنے کے لئے اس کا سلسلہ بند کیا جائے الخ، اس عبارت کی روشنی میں ہند میں بالخصوص اور دیگر ممالک اسلامیہ میں بالعموم موجودہ وقوعہ حالات کے ردعمل کے لئے اب کیا لائحہ عمل ہے، اور وہ کس جگہ کس صورت سے انفرادی یا اجتماعی حیثیت سے عمل میں آرہا ہے۔

(۳) عبارت کتاب مجموعی تقاریر بسلسلہ کیا تبلیغی کام ضروری ہے، چوتھی تقریر از مفتی حسین مظاہری ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ص ١٦، منصب خلافت، انبیاء کے سچے جانشین ،نفع کی دوقسم ،دواہم طبقے ،ہماری زندگی میں بگاڑ ذرا سا بھی آئے گا، تو دنیا گمراہ ہوجائے گی ،معلوم ہوا کہ صلاح اور فلاح دونوں ہمارے لئے ضروری ہیں کے تحت منصب خلافت کے صحیح وارث علمائے مدارس ہیں یا علمائے تبلیغی مرکز یا علمائے ملت وزعمائے قوم جماعتہائے سیاست، اگر یہ تینوں ہیں تو منصب خلافت کا کامل اور مکمل الگ الگ یا مجموعی حیثیت سے ان کے پاس کیا لائحہ عمل ہے؟ یعنی درس وتدریس یا چھ نکاتی پروگرام کے کوزہ میں تمام سمندر اسلام یا حکومت وقت کے ساتھ کورانہ تقلید کا اشتراک یا خلافت بوجوہ افراط وتفریط، ان تینوں گرہوں میں سے کون سچے اور صحیح جانشین ہیں؟

(س) جب انبیاء کرام مادی اور روحانی دونوں نفع پہنچاتے ہیں تو دونوں نفع پہنچانے والا ہی شخص انبیاء کا صحیح جانشین ہوگا، تو روحانی اور مادی نفع پہنچانے میں ان گروہوں کا کیا لائحہ عمل ہے، اور وہ کس پروگرام کے ساتھ عمل میں آرہا ہے؟

(د) موجودہ دور میں سب ممالک میں سب طرح کے بگاڑ کے ذمہ دار کیا یہ دونوں گروہ نہیں ہیں؟ اور مادی اور روحانی نفع رسانی میں جو صلاح اور فلاح کی ذمہ داری ان دونوں

طبقوں پر ہے، تو الگ الگ یا مجموعی حیثیت سے ہے یہ دونوں طبقے کس صلاح وفلاح کے پروگرام کے تحت عمل کررہے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱-۲/) سیاست کا حاصل یہ ہے کہ مخلوق کی اصلاح اس طرح کی جائے کہ اس کو دنیا اورآخرت میں نجات حاصل ہو، یہ سیاست خاصۃً وعامۃً، ظاہراً وباطناً حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منصب ہے، خاصۃً وعامۃً ظاہراً سلاطین کا منصب ہے، اور باطناً علماء کرام کا منصب ہے، یہ تو سیاست کا عمومی اطلاق ہے[۱] خصوصی اطلاق زجر وتادیب پر بھی ہوتا ہے، گو اس میں کبھی قتل تک نوبت پہنچ جائے، اس کا حق حسب حیثیت ہوتا ہے، باپ اپنی اولاد کو شوہر اپنی بیوی کو امیر اپنے ماتحت کو، استاذ اپنے شاگرد کو، بڑا اپنے چھوٹے کو حدود کے اندر سیاست کرسکتا ہے، اورکرتا ہے، ردالمحتار،[۲] معین[۳] الاحکام درالمنتقی[۴] میں تفصیل موجود ہے، اس کو سمجھنے کے بعد حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام والی سیاست کا تو ختم نبوت کی وجہ سے سوال ہی ختم ہوگیا، سلاطین کی سیاست کا سوال وہاں پیدا ہوگا، جہاں سلاطین اسلام ہوں، اوران سے ہی تحقیق کرنا برمحل ہوگا، کہ وہ کیا کررہے ہیں، علماء سے جس سیاست کا تعلق ہے، وہ برابر بفضلہٖ تعالیٰ جاری ہے۔

(۴) حضرت مفتی محمد شفیع صاحب ایسی جگہ ہیں جہاں سے مکاتبت دشوار ہے، مگر

---

[۱] هی استصلاح الخلق بارشادهم الی الطریق المنجی فی الدنیا والآخرة فهی من الانبیاء فی ظاهر هم وباطنهم ومن السلاطین والملوک فی ظاهر هم والعلماء فی باطنهم، قواعد الفقه ص ۳۳۰/ کتاب التعریفات الفقهیه، مطبوعه اشرفی دیوبند،

[۲] شامی کراچی ج۴/ص ۱۵/ کتاب الحدود،

[۳] معین الحکام ج ۱/ص ۱۶۹/ القسم الثالث فی القضاء بالسیاسة الشرعیة، مطبوعه مصر،

[۴] درالمنتقیٰ علیٰ مجمع الانهر ج۲/ص ۳۴۱/ کتاب الحدود، دارالکتب العلمیة بیروت،

حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ سے نہ ملاقات دشوار ہے نہ مکاتبت دشوار، اس لئے براہ راست ان کی طرف مراجعت کریں، اپنی تقریر کو وہ خود بہترین طریقہ سے واضح فرمائیں گے، اوراس پر جو اشکالات آپ کو ہیں انکا جواب دیں گے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

نوٹ:۔ کلمہ گو اور مصلحین کے جو طبقات آپ نے قائم فرمائے ہیں آپ کس طبقہ میں ہیں، اور کس پروگرام کے تحت کام کررہے ہیں، اس کی تشکیل اور خاکہ عنایت فرمائیں، انشاء اللہ تعالیٰ جواب گرامی اگر مدلل ہوگا تو موجب بصیرت ہوگا؟

فرمان مصطفوی کے نام کا پرچہ (نحوست یا دولت کا کارڈ)

سوال:۔ آج کل ایک مضمون پوسٹ کارڈوں کے ذریعہ چل رہا ہے، جس کی ایک کاپی اس عریضہ کے ہمراہ ارسال خدمت کررہا ہوں، اب سے قبل حضرت سہانپوریؒ نے ایک اشتہار (فرمان مصطفوی) کی بابت تردید فرمائی تھی، اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہودی یا غیر مسلم کی کارروائی ہے ''تذکرۃ الخلیل''، ص۲۰۳ر پر تحریر ہے، آج کل یہ کارڈوں کا سلسلہ چل رہا ہے، اسکے مضمون کا چھٹا نمبر بعض کارڈوں میں تحریر ہوتا ہے، اور بعض میں نہیں ہوتا، نمونہ مضمون یہ ہے تاریخ روانگی ۱۷راپریل ۴۸ھ تاریخ وصولی ۱۷راپریل ۴۸ھ

اے پروردگار عالم ہمارے اوپر اپنی سب مخلوق پر رحم وخوشی اورفارغ البالی عطا فرمایئے، تاکہ ہم اطمینان اور سکون کے ساتھ تیری بندگی بجالائیں؟

(۱) مندرجہ بالا دعا آپ کو تمام دنیا میں شائع کرنا چاہئے؟

(۲) مندرجہ بالا دعا کی نو کاپیاں لکھ کر اپنے احبابوں کے نام جو کہ خوشی اور فارغ البالی کے خواہشمند ہوں روانہ کریں۔

(۳) اس سلسلہ کو قطعی نہ روکیں، کیونکہ نتائج یہاں روانہ کرنے کے نو دن بعد آپ کو ظاہر ہو جاویں گے انشاء اللہ۔

(۴) اگر آپ اس سلسلہ کو محض مذاق سمجھیں گے تو نحوست سوار ہو جانیکا احتمال ہے۔

(۵) اپنا نام قطعی ظاہر نہ کریں سوائے تاریخ روانگی ووصولی اور کچھ نہ لکھیں۔

(٦) ملکہ وکٹوریہ نے اس دعا کی نو کاپیاں تقسیم کرنے کے دس دن بعد بیس ہزار روپیہ پایا۔

(۷) نپولین نے نو کاپیاں روانہ نہ کرنے کے سبب تین دن کے اندر اپنے لڑکے کو گنوایا، تمام مضمون پرچہ کا ضرور لکھنا چاہئے، فرق نہ پڑے، تاکید جانو صرف ۴/ کا خرچ ہے، حضرت عالی کی اس مضمون کے بارے میں کیا رائے ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دعائے عافیت بہت مبارک اور بہتر چیز ہے، احادیث میں اس کی ترغیب وتاکید آئی ہے، لہٰذا ہر شخص کو اس کا اہتمام چاہئے [۱] لیکن نو کاپیاں لکھنا کوئی شرعی امر نہیں، جس کے ترک پر کوئی وعید یا نحوست ہو، بلکہ وکٹوریہ اور نپولین کا کوئی قول، فعل، اعتقاد شرعی حجت نہیں، جس سے کوئی مسلم استدلال کرے بلکہ اس کے لئے ایسی خرافات کو استدلال میں پیش کرنا عار اور بے غیرتی کی بات ہے، اس کے لئے تو قرآن کریم اور حدیث شریف اور اقوال سلف صالحین

---

[۱] قال رسول اللّٰہ ﷺ من فتح لہٗ منکم باب الدعاء فتحت ابواب الرحمة ماسئل اللہ شیئا یعنی احب الیہ من ان یسأل العافیة (مشکوٰة، ج ۱/ص ۱۹۵/ کتاب الدعوات، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، ابن ماجه ص ۲۷۳/ ابواب الدعاء باب الدعاء بالعافیة، مسند احمد ج ۱/ ص ۳۴۴/ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت،

کا بیش بہا ذخیرہ ہی سرمایۂ سعادت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/رجب ۶۷ھ

اس خط میں جو نمبر لکھے ہیں سب بے اصل اور خود ساختہ ہیں، مصیبت اور پریشانی کا یہ علاج نہیں ہے بلکہ اس کا مسنون علاج حق تعالیٰ شانہٗ کی اطاعت اور روزہ، نماز کا اہتمام اور کثرت سے اہتمام استغفار کرنا ہے[۱]، اس خط کے مضمون پر ہرگز عمل نہ کیا جائے جو لوگ اس سلسلہ پر عمل کررہے ہیں، وہ فضول خرچی کے علاوہ تمام دوسرے مسلمانوں کو تشویش میں بھی مبتلا کرتے ہیں۔

سعید احمد غفرلہٗ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/رجب ۶۷ھ

اہل فرنگ کے رد کیلئے کتابیں اور توریت وانجیل کی زبان

سوال:۔ گاہے گاہے یہاں اہل فرنگ سے بحث ومباحثہ کی نوبت آتی ہے، ان کے عقائد کو رد کرنے کے لئے کسی زبردست کتاب کی رہنمائی فرمائی جائے، تو بے حد مدد مل سکے گی، اور کامیابی کی توقع ہے، اگر زحمت خاطر نہ ہو تو اس سے بھی آگاہی بخشیں کہ انجیل کس زبان میں، توریت کس زبان میں، اور زبور کس زبان میں نازل ہوئی تھی، اور صحائف ابراہیمی کس زبان میں تھے؟

---

[۱] عن ابن عباسؓ قال رسول اللہ ﷺ من لزم الاستغفار جعل اللہ لہٗ من کل ضیق مخرجاً ومن کل ھم فرجاً ورزقہ من حیث لایحتسب (مشکوٰۃ شریف ج ۱/ص ۲۰۴/ باب الاستغفار والتوبۃ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً

تقریر دلپذیر[۱]، تفسیر حقانی[۲]، اظہارِ حق میں کافی سیر حاصل دلائل موجود ہیں، جس زبان میں توریت، انجیل، زبور، صحف ابراہیمی ہیں اس کو عبری اور عبرانی زبان کہتے ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/۹۳ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/۹۳ھ

دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے کونسی کتاب معتبر ہے

سوال:۔ وہ کونسی کتاب ہے جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ ہر مسلمان پر اس قدر علم دین سیکھنا فرض ہے، آپ مجھے مشورہ دیجئے، میرے پاس وقت بہت کم ہے، لیکن دین کی معلومات کرنے کا بہت شوق ہے، اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ کے جذبات سے دل بہت خوش ہوا کہ آپ اپنی مصروفیت کے باوجود علم دین سیکھنے کا فریضہ ادا کرنا چاہتے ہیں، اور آپ کے پاس اتنا وقت نہیں کہ علماء کی خدمت میں جا کر پڑھیں، بہتر یہ ہے کہ آپ تعلیم الاسلام[۴] کے سب حصہ کسی سے پڑھ لیں، رات دن میں تھوڑا

---

[۱] مؤلفہ حجۃ الاسلام مولانا محمدقاسم نانوتویؒ رحمہ اللہ تعالیٰ،

[۲] مصنفہ فخر المحدثین حضرت مولانا عبدالحق صاحب دھلویؒ ملاحظہ ہو تفیسر حقانی سورۂ نساء آیت ۱۷۱/ مطبوعہ نعیمیہ دیوبند،

[۳] مصنفہ علامہ رحمت اللہ بن خلیل الرحمن العثمانی الکیرانوی،نیز ملاحظہ ہو بائبل سے قرآن تک مصنفہ حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب دامت برکاتھم،

[۴] مصنفہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ قدس سرہٗ.

تھوڑا وقت نکال کر اگر کچھ سمجھ کر پڑھ لیں گے تو آپ کو عقائد عبادات کا ضروری علم حاصل ہو جائے گا، اس کے ساتھ بہشتی زیور کے سب حصے پڑھ لیں تو زیادہ فائدہ ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۲/۹۰ھ

جس کتاب میں مضمون غلط ہو اس کا پڑھنا

سوال:۔ مدرسہ دارالعلوم میں جدید نصاب میں داخل کتاب میں لکھوایا گیا ہے، وعظ اچھی تقریریں اخبار اور اخلاقی فلم اچھا شہری بناتی ہیں، ایسا لکھنا صحیح ہے اس علم کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اگر جائز قرار دیا جائے تو مناسب ہے اور طلباء پڑھتے ہیں اور طلباء کی ذہنیت گندی ہو جاتی ہے، اگر اخلاقی فلمیں دیکھنا جائز قرار دیا جائے، تو فلمیں خانۂ خدا کو بدرجہ اولیٰ جائز قرار دیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیا

کسی شئی میں دنیوی فوائد کا ہونا اس کے جائز ہونے کی دلیل نہیں، جیسے شراب میں نفع ہونے کا قرآن پاک نے بھی اقرار کیا ہے، پھر بھی وہ حرام ہے کوئی بے وقوف اگر قرآن پاک میں اس کا نفع پڑھ کر اس کا استعمال کرنے لگے یہ خود اس کی غلطی ہے "**یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما الاية**"[1] جو شخص فلمیں یا ہر قسم کے جھوٹے سچے اخبار دیکھتے ہیں وہ شریعت کی نظر میں اچھے نہیں

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ۲۱۹/

ترجمہ:۔ لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو فائدے بھی ہیں، اور گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔ (از بیان القرآن)

رسالہ اخبار بنی حضرت تھانویؒ کا شائع شدہ ہے، اس کو دیکھئے، فلم پر بھی ان کا مستقل رسالہ ہے، ہاں بازار میں لوگوں کی اصطلاح میں ایسا شخص ضرور ہی اچھا شہری ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک عیب ہنر ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ١٣/١/٨٩ھ

ناسخ ومنسوخ سے متعلق کتابیں

سوال:۔آپ کا جواب ٥٨٧/مورخہ ١٧/٦/٨٨ھ ملا، شکریہ، آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ اس مسئلہ پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، جن میں نسخ کی تعریف، منسوخ کے احکام ناسخ کے اقسام، منسوخ کے احکام درج ہیں، براہِ کرم ان کتب کے نام جو اردو میں ہوں تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

''کتاب الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار'' ملا حازمیؒ کی تصنیف عربی میں ہے، حیدرآباد میں طبع ہوئی ''افادۃ الشیوخ المقدار الناسخ والمنسوخ'' نواب صدیق حسن صاحبؒ کی فارسی میں ہے ''الفوز الکبیر'' حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی ہے، اصل فارسی میں ہے اس کا ترجمہ عربی میں بھی ہوا ہے، اور اردو میں بھی ہوا ہے، اس میں بھی یہ بحث موجود ہے، اگرچہ یہ کتاب مستقلاً محض نسخ کے بیان کے لئے نہیں ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٢١/٧/٨٨ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

﴿تصوف وسلوک﴾

تصوف اور سلوک

(۱۲۵۹) سلوک کا مقصود یہ ہے کہ بندہ کا دل حق تعالیٰ کی مرضیات کا ایسا طالب ہوجائے جیسا کہ جسم غذا کا طالب ہے اور اس کو عبادت کی ایسی خواہش ہوجائے جیسی صحت مند جسم کو غذا اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ دل حق تعالیٰ کی محبت وعظمت سے پر ہوجائے اور ماسویٰ اللہ کی محبت وعظمت سے خالی ہوجائے جب تک کہ اغیار کی محبت وعظمت اس درجہ میں قائم ہے کہ اللہ پاک کی محبت وعظمت سے مزاحمت کرتی ہے اس وقت تک وہ مرضیات حق کا طالب نہیں ہوسکتا اور نہ معاصی سے پوری طرح بچ سکتا ہے ۔اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت کا دل میں پوری طرح قائم ہوجانا تجلیہ ہے اور اغیار کی محبت وعظمت کا قلب سے نکل جانا تخلیہ ہے ان دونوں چیزوں تجلیہ وتخلیہ پر رضاء الٰہی کا شوق بڑھتا اور اس کی طلب مستحکم اور معاصی سے نفرت قوی ہوتی ہے پھر اگر ایسا شخص کسی معصیت کا ارادہ بھی کرتا ہے۔تو اس کے دل میں وحشت ،ضیق،ظلمت اور ایسی بے چینی پیدا ہوتی ہے کہ وہ

معصیت کے اقدام سے رُک جاتا ہے اور اگر اتفاقاً معصیت کا صدور ہوجائے تو وحشت اور تنگدلی ترقی پکڑ کر اس کو بہت جلد توبہ کی طرف مضطر کرتی ہے کہ بدون سچی توبہ کے اس کو چین نہیں پڑتا۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ سلوک نام ہے تعمیر الظاہر والباطن کا یعنی اعضاء ظاہر اور قلب کا اپنے مالک جل شانہ کی طاعت وخدمت میں مشغول رکھنا اس طرح پر کہ ہادی عالم رسول مقبول ﷺ کے بتائے ہوئے طریق اور تعلیم فرمائی ہوئی شریعت کے اتباع کی اس طرح عادت ہوجائے کہ سنت نبویہ پر عمل کرنا طبعی شیوہ اور خلقی شعار بن جائے اور تکلیف کی حاجت نہ رہے، حضرت نبی اکرم ﷺ ظاہر وباطن دونوں اعتبار سے اعدل الخلق ہیں اسی وجہ سے آپ کے جملہ حرکات وسکنات جن کو عادات کہا جاتا ہے کامل اعتدال پر تھے جن کا اتباع ہر شخص کو معتدل بنا سکتا ہے اور چونکہ اعضاء کے ساتھ قلب کو خاص تعلق عطا کیا ہے اس لئے مسلمان جب کوشش کرتا ہے کہ عبادات کے علاوہ عادات میں بھی سرور کائنات ﷺ کا اتباع ہمیشہ ملحوظ رکھے تو اس کے اعضاء میں اعتدال پیدا ہوجاتا ہے اور کجی دور ہوجاتی ہے جس کا اثر قلب پر پڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ قلب اخلاق رذیلہ سے متنفر اور خصائل حمیدہ سے متصف ہوکر معتدل بن جاتا ہے۔ اسی اعتدال کا نام نسبت[1] ہے۔ جس سے قلب کی حکومت اعضاء پر دوسرے نہج سے قائم ہوتی ہے دل میں ایک روشنی پیدا ہوجاتی ہے جو طاعت ومعصیت کے فرق وامتیاز کو کسی وقت بھی مشتبہ نہیں ہونے دیتی۔ قلب کو مغیبات کے اعتقاد میں وہ مٹھاس معلوم ہوتی ہے جس کو دنیا کی کسی لذت اور نعمت سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی، اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر سے اس درجہ انس حاصل ہوجاتا ہے کہ ایک لمحہ اس کا چھوٹنا جس کو غفلت کہتے ہیں ہفت اقلیم کے لٹنے اور عزت وآبرو کے ضائع ہونے سے زیادہ ناگوار اور باعث کوفت ہوتا ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل ساتویں فصل ص۱۱۳/۔

الحاصل یہی شریعت جو رسول مقبول ﷺ نے سکھائی ہے اصل شئی اور طریقت ہے مگر اس وقت جب کہ اعضاء سے متعدی ہو کر قلب تک پہنچ جائے اور عمل واکتساب قلبی انس وتعلق کا ثمرہ بن جائے۔

اعمال، غایات، ثمرات کے لحاظ سے اس کی بہت سی تعبیریں ہیں تصوف سلوک، طریقت، معرفت، تصحیح الاخلاق، اصلاح نفس، تزکیۂ باطن، علم الآداب وغیرہ۔

اس فن کا اصلی سرچشمہ نبی اکرم ﷺ ہیں جن کی شان میں یُزَکِّیْهِمْ[1] اور اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ[2] نازل ہوا ہے اور خود ارشاد فرماتے ہیں بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ[3] الحدیث چنانچہ آپ کی تربیت وتزکیہ کی بدولت آپ کے خدام کو حسب استعداد مناصب جلیلہ عطا ہوئے کہ یہ شیطان کے فتنوں سے محفوظ ہیں،[4] ان کی زبان پر حق بولتا ہے،[5] شیطان اس راستہ پر

---

[1] سورہ بقرہ آیت ۱۲۹/

ترجمہ:- اور ان کو پاک کرتے ہیں (بیان القرآن)

[2] سورہ قلم آیت ۴/

ترجمہ:- اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں (بیان القرآن)

[3] المقاصد الحسنة ص ۱۰۵/ مطبوعه المكة المكرمة رقم الحديث ص ۲۰۴/ احياء العلوم ۱۳۸/ ج ۲/ كتاب الآداب، الباب الاول فی فضيلة الالفة الاخوة (مطبوعه مصری)

ترجمہ:- میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں،

[4] فی حديث الی الدرداءؓ وَفِيْكُمُ الَّذِیْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰی لِسَانِ نَبِيِّهٖ يعنی عماراً الحديث مشكوة شريف ص ۵۷۴/ باب المناقب.

[5] فی حديث عمرؓ مرفوعاً اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ الحديث مشكوة شريف ص ۵۵۷/ مناقب عمرؓ مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

نہیں چلتا جس راستہ پر یہ چلتے ہیں[1] ان سے ملائکہ حیاء کرتے ہیں[2] یہ اللہ کی تلوار ہیں[3] یہ اللہ کے شیر ہیں[4] ان کا ایمان تمام امت کے ایمان سے زیادہ وزنی ہے[5] ان کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کی برابر ہیں[6] ان کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا[7] یہ علم کا دروازہ ہیں[8] ان سے قرآن سیکھو[9] ان کا اتباع تمہارے ذمہ لازم ہے[10] ان سے اللہ راضی ہے اور یہ اللہ سے

---

[1] فی حدیث سعد ابن وقاصؓ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْه يَابْنَ الْخَطَّاب وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَالَقِيْکَ الشَّيْطَانُ سَالِکاً فجاً قطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجاً غیرفجک الحدیث مشکوۃ ص۵۵۷/ مناقب عمرؓ.

[2] فی حدیث عائشة ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْيِی من رَجُلٍ تَسْتَحْيِ مِنْهُ الْمَلَائِکَةُ الحدیث مشکوۃ ص ۵٦۱/مناقب عثمانؓ .

[3] فی حدیث ابی عبیدة مرفوعاً خَالِدٌ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الحدیث مشکوۃ شریف ص ۵۸۰/ جامع المناقب،

[4] فی حدیث ابی لبیبةؓ مرفوعاً حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبؓ اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ الحدیث المعجم الکبیر للطبرانی ص ۱۴۹/ج۳/ دارالاحیاء التراث العربی بیروت،

[5] لَوْوُزِنَ اِيْمَانُ اَبِی بَکْرٍؓ بِاِيْمَانِ النَّاسِ لَرَجَعَ اِيْمَانُ اَبِی بَکْرٍؓ الخ المقاصد الحسنة ص ۳۴۹/ دارالکتب العلمية بیروت.

[6] فی حدیث عَائِشَةَؓ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُؓ الحدیث مشکوۃ شریف ص ۵٦۰/مناقب عمرؓ مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

[7] فی حدیث ابی هریرة قَالَ (اَبُوْبَکْرٍ)هَلْ يُدْعٰی مِنْهَا کُلِّهَا اَحَدٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ بخاری شریف ص۵۱۷/ج ۱/کتاب المناقب باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشرفی بکڈپو دیوبند.

[8] فی حدیث ابن عباسؓ مرفوعاً: اَنَامَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا ،المعجم الکبیر للطبرانی ص۵۵/ ج ۱/ دارالاحیاء التراث العربی.

[9] فی حدیث عبداللّٰه ابن عمرو مرفوعاً اِسْتَقْرِؤُا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰی اَبِی حُذَيْفَةَ وَاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَمُعَاذِبْنِ جَبَلٍ، مشکوۃ ص۵۷۴/ جامع المناقب،

[10] فی حدیث حذیفة مرفوعاً اِنِّی لَااَدْرِیْ مَابَقَائِیْ فِيْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ، مشکوۃ ص ۵٦۰/ مناقب عمرؓ،

راضی ہیں[۱] جنت ان کی مشتاق ہے[۲] یہ جنت میں میرے رفیق ہیں[۳] جو بات دین کی بتائیں میں اس سے راضی ہوں[۴] جس نے ان کو دُکھ پہنچایا اس نے مجھے دُکھ پہنچایا[۵] ان کو بُرا مت کہو[۶] اگر ان سے کوئی لغزش ہو جائے تو اس کا تذکرہ مت کرو[۷] ان کی دو رکعت دوسروں کی دو لاکھ رکعت سے بڑھ کر ہے[۸] جو شخص ان کو بُرا کہے اس پر اللہ کی لعنت بھیجو[۹] الغرض عجیب عجیب طریق پر اس تزکیہ کا ظہور ہوا۔

۱؎ فی سورة التوبة آیت ۱۰۰/. وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الآية

۲؎ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ الی ثَلٰثَةٍ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ الحديث مشكوة ص۵۷۸/جامع المناقب .

۳؎ فی حديث طلحة بن عبيدالله مرفوعاً رَفِيْقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ ،مشكوة ص ۵۶۱/ مناقب عثمان .

۴؎ فی حديث القاسم بن عبيدالرحمن اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَضِيْتُ لِاُمَّتِيْ بِمَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ ،المعجم الكبير للطبرانی ص۸۰/ج۹/ داراحياء التراث العربی .

۵؎ فی حديث عبدالله بن مغفل مرفوعاً وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ ،مشكوة ص۵۵۴/مناقب الصحابة.

۶؎ فی حديث ابی سعيد الخدری مرفوعا:لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِي ،مشكوة شريف ص۵۵۳/مناقب الصحابة، طبع ياسرنديم ديوبند.

۷؎ فی حديث ابی سعيد مرفوعا:فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ مشكوة ص۵۷۹/جامع المناقب .

۸؎ وَرَدَ سَبَقُ دِرْهَمٍ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ ،وَكَذَالِكَ سَائِرُ طَاعَاتِهِمْ وَعِبَادَاتِهِمْ وَغَزَوَاتِهِمْ وَخِدْمَاتِهِمْ الخ مرقات ص۲۷۳/ج۱۱/باب مناقب الصحابة، الفصل الاول طبع مكتبه امداديه ملتان.

۹؎ فی حديث ابن عمرؓ مرفوعا: اِذَارَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ ، مشكوة شريف ص۵۵۴/مناقب الصحابة.

اکبر مرحوم نے خوب کہا ہے ؎

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت نبی اکرم ﷺ کی دیگر امانت تلاوت، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت کی طرح اس امانت ''تزکیہ'' کو بھی بعد والوں کے سپرد کیا۔ پر جیسے جیسے خیر القرون سے بُعد ہوتا گیا اور مادیات کے اختلاط کا غلبہ ہوتا گیا۔ تزکیہ کے لئے مجاہدات وریاضات کی ضرورت زیادہ پیش آتی گئی، لہٰذا اس علم نے مستقل فن کی صورت اختیار کرلی، اخلاق فاضلہ، توکل، صبر، شکر، قناعت، سخاوت، شجاعت، ایثار، حلم، عفو، تواضع، احسان، شفقت، رضا، تسلیم، زہد، ورع، امانت، خوف، رجاء، صدق، اخلاص وغیرہ کی تفصیلات اوران کی تحصیل کے طرق کو جمع کیا گیا اور اخلاق رذیلہ بخل، حسد، غضب، حقد، حرص، کذب، ریا، جدال، عجب، تکبر، لعن، غیبت، نمیمہ، حب جاہ وغیرہ اوران کے معالجات کو مرتب کیا گیا بہت سی کتابیں، قوت القلوب، عوارف المعارف، احیاء العلوم، قشیریہ، منہاج العابدین وغیرہ تصنیف کی گئیں، اور یہ سب کچھ قرآن پاک احادیث وآثار کی روشنی میں ہوا، اس فن کے چار امام زیادہ مشہور ہوئے جن کے سلسلے مستقل چلے اوراب تک جاری ہیں۔ حضرت سید عبدالقادر[1] جیلانیؒ، شیخ شہاب الدین[2] سہروردیؒ، خواجہ معین الدین[3] چشتیؒ، خواجہ بہاؤالدین[4] نقشبندیؒ ان سے پہلے

[1] ولادت ماہ رمضان کی پہلی شب ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں ہوئی. وفات ۵۶۱ھ اقوال سلف ص۱۰۷ ج۲/.

[2] حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی وفات ۶۳۲ھ میں ہوئی. اقوال سلف ص۱۲۲/ ج۲/

(باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

اوران کے بعد بھی بہت سے اکابر نے بڑی بڑی ریاضتیں کی ہیں۔شیخ معروف[1] کرخیؒ حضرت بایزید[2] بسطامیؒ فضیل ابن[3] عیاضؒ سری سقطیؒ[4] شیخ محی الدین[4] ابن عربی، امام غزالیؒ[5] شیخ عبدالقدوسؒ[6] سلطان نظام الدینؒ[7] خواجہ باقی باللہؒ[8] حضرت مجدد الف ثانیؒ[9] خواجہ محمد معصومؒ[10] حضرت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی ولادت ۵۳۷ھ وصال ۶۳۲ھ بروز شنبہ ۶/رجب المرجب کوھوئی .اقوال سلف ص ۱۱۴/ ج ۲/.

۴ حضرت خواجہ بھائو الدینؒ کی ولادت ۷۱۸ھ قصرعارفاں میں ہوئی، ۷۳سال کی عمرپائی ،مزارعالیہ بخاراکے قریب قصرعارفاں میں ھے ،سفینة الاولیاء ص ۱۰۱/

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ حضرت شیخ معروف کرخیؒ ۲/محرم ۲۰۰ھ میں وفات پائی آپ کا مزار عالیہ بغداد شریف میں ہے،سفینة الاولیاء ص ۵۳/

۲ شیخ بابا یزید بسطامیؒ کی تاریخ وفات ۵/شعبان ۲۶۱ھ ہے مزار شریف بسطام میں ہے،سفینة الاولیاء ۹۵/.

۳ حضرت فضیل بن عیاض کی وفات ماہ محرم ۱۸۷ھ میں ہوئی،مزار مکہ مکرمہ میں ہے،سفینة الاولیاء ص۱۲۷،

۴ حضرت سری سقطیؒ بغداد میں ۲۸/رمضان ۲۵۷ھ کووفات پائے۔دائرہ معارف اسلامیہ ص ۲/ج ۱۱/ مطبوعہ لاھور.

۵ حضرت امام غزالیؒ ۴۵۰ھ طاہران میں پیدا ہوئے،۱۴/جمادی الاولیٰ ۵۰۵ھ بمقام طاہران انتقال فرمایا، احیاء العلوم ص ۹/ج ۱/ادارہ الرشید دیوبند.

۶ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی وفات ۹۴۵ھ گنگوہ میں ہوئی، سفینة الاولیاء ص۱۲۷،

۷ حضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ کی ولادت باسعادت بروز چہار شنبہ ۶۳۵ھ وفات ۷۱۹ھ میں ہوئی، سفینة الاولیاء ص ۱۲۳/

۸ حضرت خواجہ باقی باللہؒ ۹۷۲ھ بمقام کابل پیدا ہوئے،شنبہ کے دن ۲۵/جمادی الثانیہ ۱۰۱۲ھ کو آپ کا طائر روح مائل پرواز ہوا،اقوال سلف ص ۶۳/ج ۳/ دار المعارف الٰہ آباد.

۹ مجدد الف ثانیؒ شب جمعہ ۱۴/شوال ۹۷۱ھ ۱۵۶۳ء سرہند میں پیدا ہوئے۔وفات ۲۸/صفر ۱۰۳۴ھ،اقوال سلف ص ۱۳۶/ج۳/.

۱۰ حضرت خواجہ محمد معصومؒ ۱۱/شوال ۱۰۰۹ھ کو پیر کے دن پیدا ہوئے ۔۷۲/سال کی عمر میں ۹/ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو بعہد سلطنت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائے،اقوال سلف ص ۱۴۹/ج۳/دار المعارف الٰہ آباد.

مرزا مظہر جان جاناں[1] حضرت شاہ ولی اللہ[2] حضرت شاہ عبدالعزیز[3] حضرت سید احمد شہید[4] حضرت محمد اسماعیل شہید وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ[5]۔

ان حضرات کی مساعی جمیلہ کی بدولت اکناف عالم میں اسلام پھیلا۔ گروہ درگروہ مسلمان تزکیۂ باطن کر کے صفت احسان "اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ[6]" کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ علوم نبوی کے ساتھ اخلاق نبوی کی اشاعت ہوئی بیشمار مواقع پر اہل باطل کے ساتھ باطنی تزاحم وتصادم کی نوبت بھی آئی، اور اللہ پاک نے اسلام کو غالب فرمایا بعض اکابر کے ہاتھ پر لاکھوں آدمی مشرف بہ اسلام ہو کر ابدی جہنم سے نجات پا کر مستحق جنت قرار پائے۔ ہزاروں کی جماعتیں ایک ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو کر اخلاق نبویہ کے ساتھ متصف ہوئیں اور نسبت یادداشت سے نوازی گئیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ آج جہاں بھی اسلام واخلاق کی روشنی

---

۱ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی ولادت باسعادت ۱۱/رمضان ۱۱۱۱ھ بروز جمعہ بوقت صبح ہوئی آپ کو ایک رافضی نے ۱۱۹۵ھ دسویں محرم کو شہید کیا، اقوال سلف ص ۲۵۸/ ج۳/ دارالمعارف الٰہ آباد.

۲ حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دھلوی کی ولادت چہارشنبہ ۴/شوال ۱۱۱۴ھ وفات ۱۱۷۶ھ محرم کی آخری تاریخ کو ہوئی. مدفن دھلی دروازہ مھندیان، اقوال سلف ص ۲۵۸-۲۶۳، حصۂ سوم، مطبوعہ دارالمعارف الٰہ آباد،

۳ حضرت شاہ عبدالعزیز کی پیدائش ۲۵/رمضان ۱۱۵۹ھ اقوال سلف ص ۳۰۷/ج ۳/ مطبوعہ دارالمعارف الہ آباد،

۴ سید احمد شہیدؒ ٦/صفر ۱۲۰۱ھ کو پیدا ہوئے ۱۲۴٦ھ کو شہادت ہوئی، اقوال سلف ۳۷٦/ ج۳/ مطبوعہ دارالمعارف الہ آباد،

۵ حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے بروز جمعہ ۱۲۴٦ھ میں شہید ہوئے، اقوال سلف ص ۳۹٦/ ج۳/ مطبوعہ دارالمعارف الہ آباد،

٦ مشکوۃ شریف ص ۱۱/ کتاب الایمان، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۱۲/۱، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مسند احمد ص ۲۷/۱، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، طبع دارالفکر بیروت، **ترجمہ**:- اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو،

نظر آتی ہے اسمیں ان حضرات کی جد و جہد کا بڑا حصہ ہے تو غالبًا مبالغہ نہ ہوگا۔ یہ ہے علم تصوف کا مختصر خاکہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ولی کی تعریف اور ایک پیر کے حالات

ایها العلماء الکرام والفضلاء العظام والمفتیون لشرع المتین والمحققون فی امور الدین انتم لناساداتنا ومرکز علوم دیننا افتونا فی هذهٖ المسائل المندرجة الذیل توجر وابا لاجر الجزیل واستخلصونا من افواه المخالفین والمعاندین استخلصکم اللّٰه تعالیٰ فی الدارین.اٰمین یارب العالمین.

الواقعة:رجلٌ مفسدٌ ذوثروةٍ لایتمیز بین الحلال والحرام والحق وغیر الحق ولایجتنب من الفسق والفجورحتٰی الکبائر ویوالی بکل نوع من الرجال لتحصیل عزة الدنیا وهو مرید شیخ سنذکراحواله واحوال اذنابه وکانت تاتی بین قوم المفسد وقوم الامام الذی سنذکراحواله ایضا عداوة ابویه وقدجادل هو بنفسه واخوانه فی ا مورالدین مع اخوان العالم بکلام لایجوز قبیل صلوٰة الجمعة التی سنذکرایضا ولکن العالم برئ من العداوة والجدال ویخالفه دائما فی کل امرشرعی من ا ی جهة کان ظلما عناد اومایشاء ان یصلی خلفه الابالکراهة ویوسوس فی قلوب المومنین لانتشار الفساد والنفاق علی الدوام مادام یبغض لعالم تقی قارئ حقانی محقق عامل بالسنة والکتاب ولایضع القدم خلاف المذهب.ویجتنب من المسائل الخلافیة الجدیدة کالقیام المروج والفاتحة المروجة وغیرهما ولایعمل علی المسائل التی لم تذکرفی الکتب المعتبرة المتدوالة صراحة اتباعا بخیر القرون وان کان بعض الناس یعمل بها

استحساناولایتبع اهل الهواء بالقول والفعل ویخالف شیخه واذناب شیخه بتردید اقوالهم وافعالهم علی الدوام .

احوال شیخه: شیخه تارک الصّلوٰة والصّوم ولایحاجب بینه وبین الاجنبیة ویستخدم منها خلاف الشرع کالاغسال وغیره ولایقیم الافی بیت الاجنبیة ویدعی الصوفیة ولافیه رائحة الصّوفیة الذین هم من اهل الطرق الاربعة بل ینکرالشریعة الغراء بالکلیة یقول انا نحن من اهل الطریقة لاتعلق منا بالشریعة وختم زمان النبوة بعدثلٰث مائة والف من الهجریة وبعده جاء زمان الولایة فالولی مایفعل ویقول هوقابل للعمل والاعتقاد ولیس وراء ذٰلک شئ یعبأبه ویقول ان اللّٰه تعالیٰ ورسوله وولیه شئی واحد لافرق بینهم شیئًاویعتقد ان اللّٰه تعالیٰ یظهر من وجه المرشد کالصورة فی المرأة ویکفی تصور الشیخ للمریدولا ضرورة لعبادة فرضا کانت اوسنة اونفلاً ویعتقد ان کل شئی مباح ویکفر جمیع المعاصی بالحلقة والرقص وضرب الطبول والغناء مع المزامیر والصفقة یوم ا لخمیس وکتب فی تعریف شیخه ؎

مصدرا نوار رب العالمین قبلة التوحید لاهل الیقین
وجهه مثل المراٰة للوریٰ فیه وجه اللّٰه تعالیٰ یُریٰ

(ہرمریدے پیررا آئینہ میساز ددراں وجہ باری بنگر دپس سجدہ ساز ددریں زماں)

الحاصل فعل شیخه لایوافق بجزء من اجزاء الشرع من الاصول، والفروع ویضل الناس یوماً فیوماً بالوساوس والخداع وایضااحوال اتباع شیخه کاحوال شیخه الذین لایبالون احداً ینکرون الشریعة حرفاً حرفاً علانیة حتٰی القراٰن یقولون فی شانه انه لیس بکلام اللّٰه تعالیٰ ولوکان هذا کلام اللّٰه لماحرق فی النار ولعل شیخنا لایحرق فی النار ونحوه من الهذیان خارج من البیان

ویقولون من الرسول. الایکذب الرسول انتم ترون اللّٰہ تعالیٰ یوم الحشر ونحن نریٰ کل یوم فی الدنیا. ھکذا لاتحصیٰ خرافا تھم ایضا فلما اخذوااقوالھم فی کل محلۃ من الاطراف کفوا السنتھم من الھذیان والخرافات علانیۃ ولکن منھم من لایبالی احداً لایقرب الصلوٰۃ والصّوم ولایبالی بین الحلال والحرام قط حال شیخھم والضعفاء منھم من یفعل شیأ من احکام الشرع اما لخوف اولتحصیل مرامہ بلامبالاۃ لایفھم من الضروریات والرجل المفسد وان کان مرید ھذا الشیخ لکنہ یصلی ویصوم الی الآن لکونہ مریداً جدیداً فافھم والا اکسرصلوٰۃ وتلاوۃ وورداًمنہ الف درجۃ ضل وغاب ویکسر احکام الشرع کما یکسر الکلب العظام ویرید ان یطفئ نور اللّٰہ بفمہ بالوساوس الشیطانیۃ فلھذہٖ الوجوہ اظھر المفسد عداوتہ بحیث اذا جلس الامام علی المنبر لخطبۃ الجمعۃ فقام الموذن للاذان الثانی قدام الامام عندالمنبر فی الصف الاول فقال لہ الامام اذن شیئا منحرفا الٰی خلفک وفیہ افیدللحاضرین والغائبین وایضاھکذا السنۃ متوارثۃ فوثب المفسدعلی الفور وقال انت وھابی الخیال لانصلی خلفک وانزل من المنبر واترک الخطبۃ وجعل یاخذھامن یدالامام ویقول انت تبین امرا جدیداً دائماً مالم یکن من اٰبائنا واجداد ناوکان یاتی عمل اٰبائناواجدادنا ان یؤذن الاذان الثانی فی الصف الاول عند المنبر وانت تقول منحرفا الی الباب وکان یاتی عمل اٰبأنا واجدادنا یناجی الامام مع القوم یرفع الیدین فی کل ترویحۃ صلوٰۃ التراویح وانت لاتفعل الافی اٰخر الترویحۃ فاقام فساداکبیراعلی ھذین الامرین اعنی الاذان الثانی والمناجات فی کل ترویحۃ التراویح برفع الیدین فلما لم یغزعلیٰ فسادہ خرج من بطن المسجد الٰی صحنہ مع اتباعہ وادّی صلوٰۃ الجمعۃ برجل اٰخر والامام ادّیٰ مع المصلین الصادقین فی موضعہ وقام من ذلک الوقت فی انتشار

الجماعات للصلوات الخمس بالوسوسة والانذار فانتشرت الجماعات التی قامت من مدّة طویلة لشرارته (اناللّٰه وانا الیه راجعون)

ولی کی تعریف

السوال الاول (١) من الولی ماتعریفه هل تجوزالبیعة علی یدالشیخ تارک الصلوة والصوم ومنکر الشریعة ام لا؟

تارک فرائض شیخ سے بیعت

السوال الثانی (٢) الشیخ الذی بینتُ احواله واحوال اذنابه هل یلیق للشیخوخة والولایة ام لاومالحکم علیه شرعاً بینوا کماحقه ؟

السوال الثالث (٣) ماالحکم للذی یعتقد ان طریقة هذاالشیخ المذکورحق ویعاونه بالمال والجنان والحیوانات للذبح ایام العرس الذی لایکون فیه الاالشرک والمعاصی وهوبنفسه یحضر ایام العرس لانتظامه واذا جاء الشیخ فی بیته لایحاجب بین الشیخ وزوجته لکنه یصلی ویصوم لکونه مریداً جدیداً فافهم هل هومن اهل السنة والجماعة ام کیف.

کیا ولی سے عبادت ساقط ہو جاتی ہے، نبی اور ولی میں فرق، توہین علماء

السوال الربع (٤) ماحکم توهین العلماء المتقین المتدینین ایخرج من الایمان ویقع به الطلاق ام کیف؟ماالفرق بین نبی وولی وهل تسقط العبادة عن

الولی،بینوا وتؤجروا.

ہر ترویحہ میں دعاء

السوال الخامس (۵) ماتقولون فی حق المناجاة فی کل ترویحة برفع الیدین هل ترکها اولیٰ اتباعا بخیر القرون اوفعلها اولیٰ استحساناً لکن من لم یفعلهایذم ویلقب بالوهابیة ویقال هوخارج من اهل السنة والجماعة ولاتجوزخلفه الصّلوة وایضا بینوا اما العمل فیها للحرمین والهند.

جمعہ کی اذان ثانی کا معمول

السوال السادس (٦) ای مقام ثبت للاذان ا لثانی بالسنة المتوارثة اعند المنبر فی الصف الاول ام علی الباب اوخارج المسجد وایضا بینواعمل الحرمین والهندفیه الیوم بالتحقیق والدلائل الواضحة.

خطبۂ جمعہ دیکھ کر پڑھنا

السوال السابع (۷) ماتقولون فی حق الامام الذی یقرأ الخطبة المکتوبة بالنظرفی الکتاب کماراج فی ملک البنجال والهندولکنه لایفهم معانیها ولایقدرعلی تصحیح الاعراب والالفاظ ان وقع الغلط فیها هل تجوز له قرأة الخطبة والامامة للجمعة ام لا؟

وہابی کی تعریف

السوال الثامن (۸) من الوهابی وماعتقادهم واعمالهم ویقولون

اصحاب الهواء الذين عبيد الدنيا ولايجتنبون عن البدعات والشبهات ويطلبون الجواز ولايتميزون بين الحلال والحرام والصدق والكذب ولايبالون على افتراء المشائخ الذين يعملون بالسنة والكتاب والمذهب واختتموا اعمارهم لصفوة الدين والمذهب ان الوهابى من اعتقداعتقاد عبدالوهاب النجدى وعلى اى اعتقاد مضٰى وباى صفة يذم بل نرىٰ ان من يعمل بالقراٰن والحديث والمذهب ويجتنب عن البدعات والشبهات يامر بالمعروف وينهىٰ عن المنكرات والاختراعات ويخالف المبتدعين بالردوالقدح اوسكت من الكل ولايوافقهم بالعمل والقول يقولون ان هذاهوالوهابى وهوخارج من اهل السنة والجماعة ولاتجوز خلفه الصلوٰة وهكذا يضلون العوام بالوساوس والخداع ويفتون على الفوربالوهابيات وماالحكم لمثل هذا المفتى هل هومن اهل السنة والجماعة ام كيف بينوابالتحقيق هذامرض لاعلاج يزاديوماً فيوماً.

السوال التاسع (۹) ماالحكم للمفسدالذى ذكرت احواله فى الواقعة وهل تجوز الفتنة المذكورة وسوء الادب الذى ذكربمثل هٰذين الامرين وحركته وعداوته من توهين العلماء ام كيف وهل هومن اهل السنة والجماعة ويقع على زوجته الطلاق ويلزم عليه التوبة ام كيف بينوا بالنظروالغورالعميق.

السوال العاشر (۱۰) ماتقولون فى حق الذى يجتنب عن الاختراعات والمنهيات والشبهات ولايضع القدم خلاف المذهب ولايتبع اهل الهواء بالقول والفعل ويخالفهم بالرد والقدح ويجتنب عن المسائل الجديدة المروجة بالرد والقدح اوالسكوت عنها وعدم العمل على المسائل التى لم تذكرفى الكتب المشهورة وهل يكون الرجل وهابيا ولاتجوزالصلوٰة خلفه ام كيف وما تقولون فى حق الامام الذى ذكرت احواله فى الواقعة هل اقواله وافعاله موافقة بالسنة

والکتاب و المذهب ام لاوافعاله خلاف التقویٰ ام عین التقویٰ وما الفرق بین الفتویٰ والتقویٰ وای شیءٍ للعلماء الکرام اقویٰ.

کیا اولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی

السوال الحادی عشر (۱۱) ماتقولون فی معنی الاولیاء لایموتون هل هذہٖ الجملة جزء من حدیث ام کیف ویعتقد فرقة ضالة ان الاولیاء احیاء لایموتون بل هم یغیبون من نظرالناس ویسمعون کلام الناس من مقام تکلموامن قریب اوبعید.

حرام کمائی والے کا ہدیہ

السوال الاثنا عشر (۱۲) ماتقولون فی اکل الطعام فی بیت الذی لایتمیزبین کسب الحلال والحرام وای اقویٰ من الفتویٰ والتقویٰ للعلماء الکرام الذین هم مقتداء القوم .

تقبیل یدین ورجلین

السوال الثالث عشر (۱۳) ماتقولون فی تقبیل القدمین والیدین وماثبوته ولمن یجوز ولمن لایجوز ومن ای جهة.ولتکن الجوابات کلها من اجزاء السوالات بالدلائل المنقولة عن الکتب المشهورة مع الحوالات بالصفحات.

المستفتی فدوی محمد بدرالدجیٰ عفی عنه. ضلع چاٹگام.

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) الولی هوالعارف باللّٰه وصفاته حسب مایمکن المواظب علی

الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات. شرح العقائد النسفیة[١] ص۱۰۴/ وهٰکذافی المنهج الاطهر شرح الفقه الاکبر ص ۹۵ [٢].

ولاتجوز البیعة علی من یترک الفرائض من غیرعذرشرعی فانه ضال مضل والشیخ لابدان یکون هادیامرشداً [٣].

(۲) هٰذا الشیخ لیس بشیخ الطریقة المعروفةبل هوشیخ النجدولیس هوولی الرحمٰن بل هوولی الشیطان تجب التباعدعنه علی کل الناس. لاحظ له فی الاسلام ولاخلاق له فی الاٰخرة. وهٰکذاحکم من حذاحذوه وذهب مذهبه [٤].

---

[١] شرح عقائد نسفیة ص ۱۴۵ / مبحث کرامات الاولیاء حق، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[٢] المنهج الاطهر المعروف بشرح فقه اکبر ملاعلی قاری ص ۹۵ / مطبوعه رحیمیه دیوبند، قبیل الفراسة ثلاثة انواع،

[٣] مرید شدن از آں کس درست است کہ دراں پنج شرط متحقق باشد شرط اول علم کتاب وسنت رسول داشتہ باشد شرط دوم آنکہ موصوف بعدالت وتقویٰ باشد واجتناب از کبائر وعدم اصرار برصغائر نماید شرط سوم آنکہ بے رغبت از دنیا وراغب در اخرت باشد شرط چہارم آنکہ امر معروف ونہی از منکر کردہ باشد وشرط پنجم آنکہ از مشائخ این امر گرفتہ باشد (مختصراً از فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴ / ج ۲ / کتب خانہ رحیمیہ دیوبندمسائل متفرقہ، القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل ص ۱۲ تا ۱۶، اما المسئلة الثالثة فشرط یاخذ البیعة امور الخ، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

ترجمہ:- اس شخص سے مرید ہونا درست ہے جس میں پانچ شرطیں پائی جاتی ہوں۔
شرط اول (۱) کتاب وسنت رسول کا علم رکھتا ہو۔ دوم (۲) عدالت وتقویٰ کے ساتھ موصوف ہو، کبائر سے اجتناب کرتا ہو صغائر پر اصرار سے بچتا ہو۔ شرط سوم (۳) دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں رغبت رکھنے والا ہو۔
شرط چہارم (۴) امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا ہو۔ شرط پنجم (۵) مشائخ سے اس چیز کو اختیار کیا ہو۔

[٤] ومن لم یکن له مصدقا فیما اخبر،ملتزما لطاعته فیما أمر فی الامور الباطنة التی فی القلوب والاعمال الظاهرة اللتی علی الابدان لم یکن مومناً فضلا عن ان یکون ولیاً للّٰه تعالیٰ ولوطار فی الهواء ومشی علی الماء الخ مهذب شرح العقیدة الطحاوی ص ۷۴۱، تحت قول الماتن لاتصدق، طبع کراچی،

(۳) هٰـذا فاسق وجاهل باحوال الشريعة والطريقة يجب تعليمه وتفهيمه فانه على شفاحفرة من النارفمن انقذه فاجره على اللّٰه تعالىٰ.

(۴) ان كـان تـوهيـن الـعلماء المتدينين لاجل الاستخفاف بالدين وعلم الـديـن فهـو كـفـر لان العلم صفة اللّٰه تعالىٰ قال الكردرى والاستخفاف بالعلماء لـكـونهـم عـلـمـاء واستـخـفـاف بـالعلم والعلم صفة اللّٰه تعالىٰ منحه فضلاً علىٰ خيارعباده ليدلوا خلقه على شريعته نيابة عن رسله فاستخفافه بهٰذايعلم انه الى من يـعود ١ ھ فتاوى بزازية[1] ص ٣٣٦/ وفـى الـخلاصة من ابغض عالماً من غير سبب ظـاهـرخيف عـليه الكفر قلت الظاهر انه يكفر لانه اذا ابغض العالم من غير سبب دنيـوى اواخـروى فيـكـون بـغضـه لعلم الشريعة ولاشک فى كفر من انكره فضلا عـمـن ابـغضه وفى الظهير ية من قال لفقيه اخذشاربه ماعجب قبحاً او اشد قبحاً قص الشارب ولف طرف العمامة تحت الذقن يكفر لانه استخفاف بالعلماء يعنى وهومسلتزم لاستخفاف الانبياء لان العلماء ورثة الانبياء وقص الشارب من سنن الانبياء فتقبيحه كفر بلااختلاف بين العلماء ١ ھ شرح الفقه الاكبر[2] ص ٢١٣/.

الـولى لايبلغ درجة الانبياء لان الانبياء عليهم السلام معصومون مامونون عـن سـوء الـخـاتمة مكرمون بالوحى حتٰى فى المنام ولمشاهدة الملائكة الكرام مامورون بتبليغ الاحكام وارشادالانام بعدالاتصاف بكمالات الاولياء العظام فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولى افضل من النبى كفرو ضلالة والحاد

---

[1] البـزازية عـلـى الهـندية ص ٣٣٦/ ج ٦/ الباب الثامن فى الإستخفاف بالعلم، كتاب السير مـطبـع كـوئـٹه، مجمع الانهر ص ٢/٥٠٩، باب المرتد، ثم ان الفاظ الكفر انواع، الرابع فى الاستخفاف بالعلم، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

[2] شرح فقه الاكبر ص ٢١٣/فصل فى العلم والعلماء مبطوعه دهلى،

وجهالة اھ شرح الفقه الاکبر ۱۴۸[1].وقال فی ص ۱۴۹[2]ان العبد مادام عاقلا بالغالایصل الی مقام یسقط عنه الامروالنهی لقوله تعالیٰ واعبد ربک حتٰی یاتیک الیقین فقداجمع المفسرون علی ان المرادبه الموت وذهب بعض اهل الاباحة الی ان العبد اذابلغ غایة المحبة وصفاقلبه من الغفلة واختارالایمان علی الکفر والکفران سقط عنه الامر والنهی ولایدخله اللّٰه النار بارتکاب الکبائر وذهب بعضهم الی انه یسقط عنه العبادات الظاهرة ویکون عباداته التفکر وتحسین الاخلاق الباطنة وهذاکفر وزندقة وضلالة وجهالة فقد قال حجةالاسلام ان قتل هذااولیٰ من قتل مائة کافر اھ قال الدمیری نقل القرطبی عن ابی بکر الطرطوسی انه سئل عن قوم یجتمعون فی مکان یقرؤن شیئاً من القراٰن ثم ینشدلهم منشدشیئاً من الشعرفیرقصون ویطربون ویضربون بالدف والشبابة هل الحضور معهم حلال ام لا فاجاب مذهب السادات الصوفیة ان هذا بطالة وجهالة وضلالة وماالاسلام الاکتاب اللّٰه وسنة رسوله صلی اللّٰه علیه وسلم واما الرقص والتواجد فاول من احدثه اصحاب السامری لمااتخذلهم عجلاً جسداً له خوارقاموایرقصون حوله ویتواجدون فهو دین کاالکفاروعبادا لعجل وانماکان مجلس النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مع اصحابه کانما علیٰ روسهم الطیرمن الوقار فینبغی للسطان ونوائبه ان یمنعوهم من الحضور فی المساجد وغیرها ولایحل لاحدیؤمن باللّٰه والیوم الآخران یحضرمعهم ولایعینهم علی باطلهم هذا مذهب مالک والشافعی وابی حنیفة واحمد وغیرهم من ائمةالمسلمین[3] اھ والف الحافظ

[1] شرح فقه اکبر ص ۱۴۸/الولی لایبلغ درجة النبی ﷺ مطبوعه مجتبائی دهلی.

[2] شرح فقه اکبرص ۱۴۹/لایصل العبدالٰی مقام یسقط عنه الامرالخ،

[3] حیاة الحیوان ص ۲/۱۱۲/ مطبوعه مصر، حیاة الحیوان مترجم ص ۳/۱۴۴، باب العین، ”العجل“، رقص اوروجد کرنے والے نام نہادصوفیوں کاحکم“مطبوعه شمس پبلشرز دیوبند،

ابـن تيـمية الحرانی رسالةوجيزة لطيفة سماها الفرقان بين اولياء الرحمٰن واولياء الشيـطـان بيـن فيهـا علامات مـميزة بيـن الـحـق والبـاطـل وحاصلها ان الولاية لاتحصل الاباتباع الشريعة ومن خالف فی هذا فليس من اولياء اللّٰه الذين امراللّٰه باتباعهم بل اما ان يكون كافراً واما ان يكون مفرطاً فی الجهل اھـ۔

(۵) الـمـنـاجـات الـمسئولة عنهالم تثبت عن احدلمن يقتدیٰ به بل هی بدعة ينبغی تركها وينبغی له ان يتجنب مااحد ثوه من الذكربعد كل تسليمتين من صلوٰة التـراويـح ومـن رفـع اصواتهم بذلک الیٰ قوله والاحدث فی الدين ممنوع وخيـر الهـدی هـدی مـحـمـد صلیٰ اللّٰه عليه وسلم ثم الخلفاء بعده ثم الصحابة رضـی الـلّٰـه تعالیٰ عنهم ولم يذكر عن احدمن السلف فعل ذلک فسيعناما وسعهم اهـ المدخل[1] ص۲۹۳/ج۲/.

(٦) قـال فی جامع الرموز واذاجلس الامام علی المنبر اذن اذانا ثانياً بين يـديـه ای بين الجهتين المسافتين ليمين المنبر اوالامام اويساره قريباً منه ووسطهما بـالسـكـون فيشـمـل مـااذااذن فی زاوية قائمة اوحادة اومنفرجة ا ھ.وقـال فی الهـداية واذا صـعـد الامـام الـمـنـبـر جـلس واذن الموذن بين المنبر بذلک جری التوارث[2] ا ھ.

وقـال الـعيـنـی بـذلک ای الاذان بيـن يـدی الـمنبر بعدالاذان الاول علی

---

[1] الـمـدخـل ص۲۹۳/ج۲/فـصـل فـی الـذكـر بعد التسليمتين من صلاة التراويح المطبعه المصرية بالأزهر.

[2] هداية ص ۱۷۱/ ج ۱/ باب صلوة الجمعة ، مطبوعه مكتبه تهانوی ديوبند، مجمع الانهر ص۲۵۴/۲، بـاب الـجـمـعة، مـطبـوعـه دارالـكتـب الـعـلـمية بيـروت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۴۲۱، باب الجمعة، مطبوعه مصر،

المنارة جری التوارث ای من زمن عثمان رضی اللّٰہ عنہ الی یومنا ھذا[1] اھ.

قلت وھو المتوارث فی دیارنا الی یومنا ھذا ولااعتبارلمن خالف ھذاالتوارث اھ.

(۷) قراء ۃ الخطبة بالنظر فی الکتاب جائزۃ لاقدح فیھا ولکن تصحیح الاعراب والاجتناب عن الغلط لازم مع ھذا ان غلط فی بعض اعاریب الخطبة وادی الصلواۃ بالشروط المعتبرۃ والفرائض المقررۃ صحت صلوتہ وان کانت الخطبة مکروھة فمن کان قادراً علیٰ قراء ۃ خطبة صحیحة واداء صلوٰۃ کاملة وکان تبعاً للسنة فھو اللائق بالامامة[2] لانہ ضامن لصلوۃ المقتدین.

(۸) محمدبن عبدالوھاب النجدی کان متبعاللسنة ولکنہ کان متشددا فی الاعتقاد والقول والعمل وکان قلیل البضاعة من العلم والفھم والعقل فصدر منہ بعض الافعال والاقوال وصارسبباً لھیجان الفتن.وامااليوم فی دیارنا فالاصطلاح ماقلتم من یستن بسنن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ویمنع عن البدع فھو یسمیٰ فی افواہ اھل الھواء وھابیا[3] فالیٰ اللّٰہ المشتکیٰ.

(۹،۱۰) قدعلم مماذکرنا حکمھا.صاحب التقویٰ اورع وصاحب

---

[1] عینی شرح البخاری ص ۲۲۱/ج۳/ کتاب الجمعة، باب الاذان یوم الجمعة، مکتبہ دارالفکر بیروت، فتح الباری ص ۵۴، ۳/۵۵، مطبوعہ دارالفکر بیروت،

[2] والأحق بالإمامة الأعلم بأحکام الصلاة فقط صحة وفساد بشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ الخ ، شامی کراچی ص۵۵۷/ج ۱/باب الإمامة ، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۲ ، فصل فی بیان الاحق بالامامة، مطبوعہ مصر ،

[3] وثالثاأن فی اصل اصطلاح بلاد الھند کان اطلاق الوھابی علی من ترک تقلید الأئمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم ثم اتسع فیہ وغلب استعمالہ علی من عمل بالسنة السنیة وترک الأمور المتسحدثة الشنیعة والرسوم القبیحة الخ (المھندعلی المفندص ۹/مطبع دھلی)

الفتویٰ اوسع وھو داخل تحت حدود الشرع واذاجاوزھا فقد تعدیٰ ومن یتعد حدود اللّٰہ فقدظلم نفسہ.

(۱۱) ھٰذالم یوجدفی شئی من کتب الاحادیث الصحیحة والحسان فیما اعلم. واماالسماع من ای مقام تکلمو امن قریب اوبعیدفھوشان السمیع الخبیر لایشارکہ احدومن اعتقدہ فھوشرک فی الصفات قال القاری فی شرح الفقہ الاکبر[۱] ان رجال الغیب ھم الجن لان الانس لایکون دائماً محتجباعن ابصار الانس وانما یحتجب احیاناً فمن ظن انھم من الانس فمن غلطہٖ وجھلہ وسبب الضلالة فیھم وبالجملة فالعلم بالغیب امر تفرد بہ سبحانہ ولاسبیل الیہ للعباد الاباعلام منہ والھام بطریق المعجزة اوالکرامة اوارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیہ ذلک، ثم اعلم ان الانبیاء علیھم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الاماعلمھم اللّٰہ تعالیٰ احیانا وذکرالحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ الصلوة والسلام یعلم الغیب لمعارضة قولہ تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الااللّٰہ کذافی المسایرة[۲]ھ وقال فی الفتاویٰ البزازیة تزوج بلاشھود وقال *خداورسول خداوفرشتگان را گواہ کردم* یکفر لانہ اعتقدان الرسول والملک یعلمان الغیب[۳]ھ۔

من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر[۴] اھ۔

---

[۱] شرح فقہ اکبر ص۱۸۵/ باب الناس فی حق رجال الغیب ثلثة احزاب مطبوعہ دھلی.

[۲] شرح فقہ اکبر ص۱۲۹، مطبوعہ مصطفائیہ دھلی،

[۳] بزازیة علی الھندیة ص۳۲۵/ج۶/ کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفراً، الباب الثانی فیما یتعلق باللّٰہ تعالیٰ، مطبع کوئٹہ،

[۴] بزازیة علی الھندیة ص۳۲۶/ج۶/ کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفرا، النوع الثانی فیما تعلق باللہ تعالیٰ،

(۱۲) قال فی الفتاویٰ الهندية اهدى الى رجل شيئاًاو اضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلابأس الاان يعلم بانه حرام فان كان الغالب هوالحرام ينبغی ان لايقبل الهدية ولايأكل الطعام الاان يخبره بانه حلال ورثه اواستقرضه كذافی الينابيع لايجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم انه غيرراض بفسقهٖ وكذا دعوة من كان غالب ماله من حرام مالم يخبرانه حلال وبالعكس يجيب مالم يتبين عنده انه حرام كذافی التمرتاشیؒ اھ۔[1]

(۱۳) ولابأس بتقبيل يدالعالم والمتورع علیٰ سبيل التبرک. (درر)ونقل المصنف عن الجامع انه لابأس بتقبيل يدالحاكم المتدين والسلطان العادل وقيل سنة مجتبٰی ولارخصة فيه ای فی تقبيل اليدلغيرهما ای لغيرعالم وعادل هوالمختار مجتبیٰ وفی المحيط ان لتعظيم اسلامهٖ واكرامهٖ جازوان لنيل الدنياكره طلب من عالم اوزاهدان يدفع اليه قدمه ويمكنه من قدمه ليقبله اجابه وقيل لايرخص فيه اھ.الدرالمختار.

قال الشامی قوله اجابه لمااخرجه الحاكم ان رجلاً اتی النبی ﷺ فقال يارسول اللّٰه ﷺ ارنی شيئاً ازدادبه يقينا فقال اذهب الی تلک الشجرة فادعها فذهب إليها فقال ان رسول اللّٰه ﷺ يدعوک فجاء ت حتی سلمت علی النی ﷺ فقال لها ارجعی فرجعت قال ثم اذن له فقبل راسه ورجليه وقال لوكنت امراحداً ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها وقال صحيح الاسناد اھ.

---

[1] الهندية ص ۳۴۲،۳۴۳/۵، الباب الثانی عشرفی الهداية والضيافات كتاب الكراهية، مطبع كوئٹه، المحيط البرهانی ص۷۳/۸، كتاب الكراهية، الفصل السابع عشر فی الهدايا والضيافات، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل،

من رسالة الشرنبلالي ا ه ردالمحتار على الدرالمختار كتاب الحظر والاباحة ص٣٣٧/ ج٥[1] فقط والله سبحانه تعالیٰ اعلم، وعلمه اتم واحكم .

حررهٗ العبد محمود كنكوهي عفا الله عنه معين المفتي بمدرسة مظاهرعلوم سهارنفور، الهند٧/جمادى الاولیٰ ٦٧ھ

الجواب صحيح: سعيداحمد غفرلهٗ المبتلى بامانة الافتاء بالمدرسته العلية المشتهر بمظاهرعلوم الواقعة ببلدة سهارن فور٧/جمادى الاول ٦٧ھ .

ترجمہ

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

واقعہ:- ایک مالدار مفسد شخص ہے جو حلال، حرام، حق اور غیر حق میں تمیز نہیں کرتا فسق وفجور، حتی کہ کبائر تک سے اجتناب نہیں کرتا۔ ہر قسم کے آدمی سے عزت دنیا کے حصول کے لئے دوستی رکھتا ہے اور وہ ایسے شخص کا مرید ہے جس کے احوال مع اس کے متعلقین کے آگے آئیں گے، اور اس مفسد کی قوم اور اس امام کی قوم کے درمیان (جس کے احوال بھی آئیں گے) جدی عدوات چلی آرہی ہے اور خود اس مفسد اور اس کے بھائیوں نے دنیوی امور میں نماز جمعہ سے قبل اس عالم کے بھائیوں کے ساتھ ناجائز کلام کے ساتھ جھگڑا کیا جس کا ذکر ابھی آئے گا۔ لیکن وہ عالم جدال اور عداوت سے بری ہے اور یہ مفسد اس عالم کی ہر امر شرعی میں مخالفت کرتا ہے خواہ کسی بھی طریق سے ہو ظلماً ہو عناداً ہو اور نہیں چاہتا کہ اس کے پیچھے نماز پڑھے مگر کراہت کے ساتھ اور ہمیشہ مومنین کے قلب میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے فساد پھیلانے

[1] الدرالمختار مع الشامي كراچي ص٣٨٣/ ج٦/ شامي زكريا ص ٩/٥٤٩، باب الإستبراء وغيره، مجمع الانهر مع الدرالمنتقى ص٢٠٥/ ٢٠٤/ ٤، كتاب الكراهية، قبيل فصل في بيان احكام الاستبراء، مطبوعه دارالكتاب العلمية بيروت،

کی غرض سے اور ایسے عالم سے بغض رکھتا ہے جو متقی ہے قاری ہے حقانی ہے محقق ہے کتاب وسنت پر عامل ہے اور مذہب کے خلاف ایک قدم بھی نہیں چلتا۔ مسائل اختلافیہ جدیدہ سے اجتناب رکھتا ہے جیسے قیام مروج ، فاتحہ مروجہ وغیرہ اوران مسائل پر عمل نہیں کرتا جو معتبر ومتداول کتب میں صراحۃً مذکور نہیں خیر القرون کا اتباع کرتے ہوئے اگر چہ بعض لوگ ان پر استحساناً عمل کرتے ہیں اور اہل ہوا کا اتباع نہیں کرتا نہ قولاً نہ فعلاً اور اس مفسد کے شیخ و متعلقین کی مخالفت کرتا رہتا ہے ان کے اقوال وافعال کی تردید کرتے ہوئے اس کا شیخ تارک صوم وصلوۃ ہے اپنے اوراجنبیہ کے درمیان کوئی حائل نہیں رکھتا اجنبیہ سے خلاف شرع خدمت لیتا ہے مثلاً غسل کرانا وغیرہ اوراجنبیہ کے گھر ہی مقیم رہتا ہے صوفیت کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ اس میں صوفیہ کی بو بھی نہیں جو طرق اربعہ والے ہیں بلکہ وہ شریعت کا بالکل انکار کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہم اہل طریقت ہیں شریعت سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اور ۱۳۰۰ھ کے بعد زمان نبوت ختم ہو چکا اس کے بعد زمان ولایت ہے ولی جو کرے یا کہے وہی عمل اور اعتقاد کے قابل ہے اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں جو معتمد ہو اور یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ اس کا رسول اور ولی ایک ہی شئی ہیں ان میں کوئی فرق نہیں اور اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ مرشد کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے جیسے صورت آئینہ میں اور مرید کے لئے تصور شیخ ہی کافی ہے کسی عبادت کی ضرورت نہیں نہ فرض کی نہ نفل وسنت کی اور اس بات کا بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ ہر شئی مباح ہے اور تمام معاصی کا کفارہ جمعرات کے دن ناچنے، ڈھول بجانے، مزامیر کے ساتھ گانے اور تالیاں بجانے کے ساتھ حلقہ کے ذریعہ ہو جاتا ہے اور اس مفسد نے اپنے شیخ کی تعریف میں یہ الفاظ لکھے ہیں رب العالمین کے انوار کا مصدر، اہل یقین کے لئے قبلۂ توحید، اس کا چہرہ مخلوق کے لئے مثل آئینہ کے ہے اس میں اللہ کا چہرہ ہے جو نظر آتا ہے۔ شعر۔ جو مرید اپنے پیر کو آئینہ بناتا ہے اس میں باری تعالیٰ کا چہرہ دیکھتا ہے تب سجدہ کرتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس

کے شیخ کا فعل شریعت کی کسی چیز کے موافق نہیں نہ اصول کے نہ فروع کے اوردن بدن لوگوں کو وساوس اوردھوکہ سے گمراہ کرتا رہتا ہے، اس کے شیخ کے اتباع کے احوال بھی مثل شیخ کے احوال کے ہیں کسی کی پرواہ نہیں کرتے شریعت کا بالکلیہ انکار کرتے ہیں حتیٰ کہ قرآن حکیم کا بھی، کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں اگر اللہ کا کلام ہوتا آگ میں نہ جلتا اور شاید ہمارا شیخ بھی آگ میں نہ جلے گا اور بھی اس کے مثل بکواس کرتے ہیں جو بیان سے باہر ہے اور وہ کہتے ہیں رسول کون ہے؟ کیا رسول جھوٹ نہیں بولتا کہ تم لوگ اللہ کو یوم حشر میں دیکھو گے حالانکہ ہم اس کو دنیا میں ہر روز دیکھتے ہیں اور بھی ان کے علاوہ خرافات ہیں جن کا احصاء نہیں ہوسکتا۔ پھر جب وہ ماخوذ ہوئے اپنے اقوال میں اطراف کے ہر محلّہ میں تو انھوں نے اپنی علانیہ بکواس بند کرلی لیکن ان میں سے بعض کسی کی پرواہ نہیں کرتے ہیں نماز روزہ کے قریب نہیں جاتے ہیں حلال حرام کی بالکل پرواہ نہیں کرتے ان کے شیخ اوران میں سے ضعفاء کا حال یہ ہے کہ جو بھی ان میں سے کسی حکم شرعی پر عمل کرتا ہے تو خوف کی وجہ سے یا اپنے مقصد کے حصول کے لئے وہ اس کو ضروریات میں سے نہیں سمجھتا، اور مفسد شخص اگرچہ اس شخص کا مرید ہے لیکن نماز روزہ ادا کرتا ہے اسلئے کہ وہ نیا مرید ہے۔ فافہم۔ ورنہ وہ نماز تلاوت اور وظائف کے سلسلے کو توڑ دیتا ہزار مرتبہ۔ گمراہ اور خائب ہوا۔ احکام شرع کو توڑتا ہے جیسا کہ کتا ہڈی توڑتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی پھونک سے اللہ کے نور کو بجھادے، وساوس شیطان کے ذریعہ پس ان وجوہ کی بنا پر اس مفسد نے اپنی عداوت ظاہر کی اس طرح کہ جب امام منبر پر خطبۂ جمعہ کیلئے بیٹھا اور مؤذن اذان کیلئے منبر کے پاس صف اول میں کھڑا ہوا تو اس سے امام نے کہا ذرا اپنے پیچھے کی طرف ہٹ کر اذان کہو اس میں حاضرین وغائبین کا زیادہ فائدہ ہے اس پر وہ مفسد فوراً کود پڑا اور کہا تو وہابی خیال کا ہے ہم تیرے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے منبر سے اتر آ، خطبہ چھوڑ، اور خطبہ امام کے ہاتھ سے لینے لگا اور کہنے لگا تو ہمیشہ نئی بات پیدا کرتا رہتا ہے

جو ہمارے آباء واجداد سے منقول نہیں ہمارے آباؤاجداد سے یہ چلا آیا ہے کہ اذان ثانی صف اول میں منبر کے پاس دی جائے اورتو کہتا ہے کہ دروازہ کی طرف ہٹ کر کہی جائے ۔ نیز ہمارے آباءاجداد کاعمل یہ رہا ہے کہ امام نماز تراویح میں ہر ترویحہ کے بعد قوم کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعاء کراتا ہے اورتو صرف تراویح کے آخر میں کراتا ہے پس اس اذان ثانی اور ہر ترویحہ کے بعد دعاء کے سلسلے میں بڑا افساد رونما ہوا اور جب وہ شخص اس میں کامیاب نہ ہوا تو داخل مسجد سے صحن مسجد میں آ کر اپنے اتباع کیساتھ دوسرے شخص کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی اور امام نے سچے نمازیوں کے ساتھ اپنی جگہ نماز ادا کی اور اسی وقت سے پانچوں نمازوں کی جماعت میں وسوسہ اور ڈرانے کے ذریعہ انتشار پیدا کرنے کیلئے آمادہ ہوگیا، یہاں تک کہ اسکی شرارت سے جو جماعتیں طویل مدت سے قائم تھیں منتشر ہوگئیں۔(اناللہ و انا الیہ راجعون)

سوال:-(١) ولی کون ہے اس کی تعریف کیا ہے۔تارک صوم وصلوٰۃ اور منکر شریعت شیخ کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں؟

سوال:-(٢) وہ شیخ جس کے احوال مع متعلقین میں نے بیان کئے کیا شیخوخت وولایت کے لائق ہیں یا نہیں اس کا شرعی حکم کماحقہ بیان کیجئے؟

سوال:-(٣) اس شخص کا کیا حکم ہے جو شیخ مذکور کے طریق کو حق قرار دیتا ہے اور جان و مال سے اور ایام عرس میں (جس میں شرک اور معاصی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا) حیوانات ذبح کر کے اس کی اعانت کرتا ہے اور خود بھی عرس میں اس کے انتظام کے لئے حاضر رہتا ہے اور جب شیخ اس کے گھر میں آتا ہے تو اپنی بیوی کو اس سے پردہ نہیں کراتا ہاں نماز، روزہ ادا کرتا ہے اس لئے کہ وہ نیا مرید ہے۔فافہم۔کیا وہ اہل سنت والجماعت سے ہے یا نہیں؟

سوال:-(٤) اہل دیانت وتقویٰ علماء کی توہین کا کیا حکم ہے۔کیا توہین کرنے والا

ایمان سے خارج ہوجائے گا اس سے اس کی زوجہ کو طلاق ہوگی یا نہیں؟

سوال:- (۵) ہرترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اس کا ترک بہتر ہے خیر القرون کا اتباع کرتے ہوئے یا فعل بہتر ہے استحسانا پھر جو شخص نہ کرے کیا وہ لائق مذمت ہے اور وہابی کہلائے گا کیا وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہوجائے گا کیا اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہوگی۔ اس سلسلے میں حرمین شریفین اور ہندوستان کا عمل بھی بیان فرمائیں؟

سوال:- (۶) سنت متوارثہ سے اذان ثانی کے لئے کونسی جگہ ثابت ہے؟ کیا منبر کے پاس صف اول میں، یا دروازہ پر، یا مسجد سے باہر، نیز حرمین شریفین اور اہل ہند کا عمل بھی بیان فرمائیں؟

سوال:- (۷) اس امام کے حق میں کیا رائے ہے جو خطبہ دیکھ کر پڑھتا ہے جیسا کہ بنگال وہند میں رواج ہے لیکن وہ نہ اس کے معانی سمجھتا ہے نہ اعراب والفاظ کی تصحیح پر قادر ہے اگر اس میں غلطی واقع ہوجائے تو کیا اس کے لئے خطبہ پڑھنا اور جمعہ میں امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال:- (۸) وہابی کون ہیں ان کے عقائد واعمال کیا ہیں۔ اہل ہوا دنیا پرست بدعات وشبہات سے اجتناب نہ کرنے والے ہر چیز میں جواز کو تلاش کرنے والے حلال وحرام، صدق وکذب میں تمیز نہ کرنے والے اور ان مشائخ پر جو کتاب وسنت پر عامل ہیں جن کی عمریں خالص دین ومذہب کی اشاعت میں صرف ہوگئیں۔ افتراء کرنے والے یوں کہتے ہیں کہ وہابی وہ شخص ہے جو عبدالوہاب نجدی جیسے عقائد رکھتا ہے اس کے اعتقادات کیا تھے اور کس بنا پر اس کی مذمت کی جاتی ہے بلکہ ہمارا خیال یہ ہے کہ جو شخص قرآن وحدیث پر مذہب پر عامل ہو۔ بدعات وشبہات سے اجتناب کرتا ہو۔ امر بالمعروف کرتا ہو منکرات ومخترعات

سے روکتا ہو مبتدعین کی ردوقدح کے ساتھ مخالفت کرتا ہو خاموش رہتا ہو قول وعمل میں ان کی موافقت نہ کرتا ہو اس کے بارے میں یہ مبتدعین کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہیں اہلسنت والجماعت سے خارج ہیں اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اسی طرح عوام کو وساوس اور دھوکہ سے گمراہ کرتے ہیں اور فوراً وہابی ہونے کا فتویٰ دے دیتے ہیں ایسے مفتی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ اہلسنت والجماعت سے ہے۔ تحقیق کے ساتھ بیان فرمائیں۔ یہ ایسا لاعلاج مرض ہے جو دن بدن بڑھتا جا رہا ہے؟

سوال:- (۹) جس مفسد کے احوال ذکر گئے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ کیا فتنۂ مذکورہ اور سوء ادب (جو ذکر کیا گیا) ان دوامر کے ساتھ، اس کی حرکت وعداوت اور علماء کی توہین جائز ہے؟ اور کیا وہ اہلسنت والجماعت سے ہے اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی؟ اور کیا اس پر توبہ لازم ہے؟

سوال:- (۱۰) ان لوگوں کے حق میں کیا رائے ہے جو محدثات، منہیات، اور شبہات سے اجتناب کرتے ہیں۔ مذہب کے خلاف ایک قدم نہیں چلتے۔ اہل ہوا کا قولاً فعلاً کسی طرح اتباع نہیں کرتے بلکہ ردوقدح کے ساتھ ان کی مخالفت کرتے ہیں اور جدید رائج شدہ مسائل سے ردوقدح کے ساتھ یا ان سے سکوت کرتے ہوئے اجتناب کرتے ہیں جو مسائل کتب مشہورہ میں مذکور نہیں ان پر عمل نہیں کرتے۔ کیا وہ آدمی وہابی ہو جاتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں رہتی یا کیا حکم ہے اور اس امام کے بارے میں کیا رائے ہے جس کے احوال ذکر کئے گئے کیا اس کے اقوال وافعال، سنت، کتاب ومذہب کے موافق ہیں یا نہیں، اس کے افعال تقویٰ کے خلاف ہیں یا عین تقویٰ ہیں۔ تقویٰ اور فتویٰ میں کیا فرق ہے اور کونسا علماء کرام کے لئے اقویٰ ہے؟

سوال:- (۱۱) اولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا یہ جملہ کسی

حدیث کا جزء ہے یا کہاں ہے۔ایک گمراہ فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اولیاء زندہ رہتے ہیں مرتے نہیں۔ بلکہ لوگوں کی نظر سے غائب ہوجاتے ہیں ان کا کلام دورنزدیک ہرجگہ سے سنتے ہیں؟

سوال:- (۱۲) اس گھر سے کھانا کھانے کے بارے میں کیا حکم ہے جوحلال وحرام کمائی میں تمیز نہیں کرتا اورفتویٰ اورتقویٰ میں سے ان علماء کرام کے لئے کیا اقویٰ ہے جوقوم کے مقتداء ہیں؟

سوال:- (۱۳) قدم اور ہاتھ چومنے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟اس کا ثبوت کیا ہے کس کے لئے جائز اور کس کے لئے ناجائز اور کس وجہ سے؟

سب سوالات کے جوابات دلائل نقلیہ سے ہوں مع حوالہ کتب وصفحات۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) ولی وہ شخص ہے جو بقدر امکان اللہ اوراس کی صفات کی معرفت رکھتا ہو۔طاعات پرمواظبت کرتا ہو معاصی سے اجتناب کرتا ہو۔لذات وشہوات میں انہماک سے اعراض کرنے والا ہو۔شرح عقائد ص۱۰۴/ومنہج الاطہر شرح فقہ اکبر ص۹۵/اوراس شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں جوفرائض کوبغیر عذر شرعی ترک کرتا ہو اس لئے کہ وہ گمراہ اورگمراہ کرنے والا ہے اورشیخ کے لئے ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ ہونا ضروری ہے۔

(۲) ایسا شیخ طریقت معروفہ کا شیخ نہیں بلکہ وہ شیخ نجد ہے۔رحمٰن کا ولی نہیں بلکہ شیطان کا ولی ہے اس سے دور رہنا ہر شخص پر واجب ہے۔اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اورنہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ ہے۔یہی حکم اس کے متبعین کا ہے۔

(۳) یہ شخص فاسق ہے۔شریعت وطریقت کے احوال سے جاہل اس کوتعلیم دینا سمجھانا واجب ہے اس لئے کہ وہ جہنم کے گڑھے کے کنارہ پرکھڑا ہے۔سوجوشخص اس کو بچالے گا اس کا اجراللہ پر ہوگا۔

(۴) اگر اہل دیانت علماء کی توہین استخفاف دین وعلم دین کے طور پر ہوتو یہ کفر ہے اس لئے کہ علم حق تعالیٰ کی صفت ہے۔ کردری نے کہا ہے کہ علماء کا استخفاف بسبب ان کے علماء ہونے کے علم کا استخفاف ہے اور علم اللہ کی صفت ہے جو اس نے اپنے بہترین بندوں کو بطور فضل کے عطا فرمایا ہے تا کہ وہ اس کی مخلوق کو اس کے رسولوں کا نائب ہو کر اس کی شریعت کی طرف رہنمائی کریں پس اس کا استخفاف اس طرح معلوم ہو گیا کس کی طرف عود کرتا ہے۔ فتاویٰ بزازیہ ص ۳۳۶ / اور خلاصہ میں ہے کہ جو شخص کسی عالم سے بغیر ظاہری سبب کے بغض رکھتا ہے اس پر کفر کا اندیشہ ہے میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہی ہے کہ اس کی تکفیر کی جائے گی اس لئے کہ جب اس نے بغیر سبب دنیاوی یا اخروی عالم سے بغض رکھا تو اس کا بغض علم شریعت کی وجہ سے ہوگا اور جو شخص علم شریعت کا انکار کر دے اس کے کفر میں شک نہیں تو جو اس سے بغض رکھے اس کے کفر میں بدرجہ اولیٰ شک نہ ہوگا اور ظہیریہ میں ہے کہ جس شخص نے کہا ایسے فقیہ سے جو مونچھ کٹائے ہوئے ہے کتنا بدترین ہے مونچھوں کا کٹانا اور عمامہ کے کنارہ کو تھوڑی کے نیچے لپیٹنا۔ اس کی تکفیر کی جائے اس لئے کہ یہ علماء کے ساتھ استخفاف ہے اور وہ مستلزم ہے استخفاف ابنیاء کو اس لئے کہ علماء ورثۂ انبیاء علیہم السلام ہیں اور مونچھوں کا کٹانا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے پس اس کو قبیح کہنا کفر ہے بلا اختلاف علماء۔ شرح فقہ اکبر ص ۲۱۳ /۔

ولی انبیاء علیہم السلام کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔ اس واسطے کہ ابنیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں سوء خاتمہ کے خوف سے مامون ہوتے ہیں مکرم بالوحی ہوتے ہیں حتی کہ خواب میں بھی۔ اسی طرح مشاہدہ ملائکہ علیہم السلام سے بھی مکرم ہوتے ہیں۔ کمالات اولیاء عظام کے ساتھ متصف ہونے کے بعد تبلیغ احکام اور مخلوق کی رہنمائی پر مامور ہوتے ہیں۔ پس بعض کرامیہ سے جو ولی کے نبی سے افضل ہونے کا قول نقل کیا گیا ہے وہ کفر ہے۔ گمراہی ہے۔ بے دینی اور جہالت ہے۔ شرح فقہ اکبر ص ۱۴۸ / اور ص ۱۴۹ / میں ہے کہ بندہ جب تک عاقل بالغ ہے

ایسے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جہاں اس سے امر ونہی ساقط ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے قول کی بنا پر کہ عبادت کرتا رہ اپنے رب کی یہاں تک کہ تجھ کو یقین آ جائے۔ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ آیت میں یقین سے مراد موت ہے اور بعض اہل اباحت اس طرف گئے ہیں کہ جب بندہ غایت محبت کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور اس کو غفلت سے صفاء قلب حاصل ہو جاتا ہے اور کفر وکفران پر ایمان کو ترجیح دیتا ہے تو اس سے امر ونہی ساقط ہو جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کبائر کے ارتکاب پر اس کو جہنم میں داخل نہ کریں گے اور بعض اس طرف گئے ہیں اس سے ظاہری عبادات ساقط ہو جاتی ہیں اور اس کی عبادت تفکر اور اخلاق باطنہ کی تحسین رہ جاتی ہے اور یہ کفر ہے، لادینیت ہے، گمراہی ہے، جہالت ہے۔ اس واسطے کہ حجۃ الاسلام نے کہا ہے کہ ایسے شخص کا قتل سو کافر کے قتل سے بہتر ہے۔ اھ

دمیری نے کہا ہے کہ قرطبی نے ابوبکر طرطوسی سے نقل کیا ہے کہ ان سے ایسی قوم کے بارے میں سوال کیا گیا جو کسی جگہ جمع ہو کر قرآن پاک پڑھتے ہیں پھر کوئی شخص ان میں سے اشعار پڑھتا ہے اس پر وہ رقص کرتے ہیں اور مست ہو جاتے ہیں اور دف وبانسری بجاتے ہیں کیا ان کے ساتھ حاضر رہنا حلال ہے یا نہیں؟ تو جواب دیا کہ سادات صوفیہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ بیجا دلیری جہالت وگمراہی ہے۔ اسلام صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا نام ہے۔ رہا رقص اور وجد میں آنا سب سے پہلے اس کو اصحاب سامری نے ایجاد کیا جب کہ سامری نے ان کے لئے ایک بچھڑا بنا دیا جو خالص ایک جسم تھا جس کے لئے آواز تھی۔ وہ اس کے اردگرد کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے اور وجد میں آ گئے پس یہ کفار اور گوسالہ پرستوں کا دین ہے۔ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کا حال وقار کی بناء پر ایسا ہوتا تھا گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ پس سلطان اور اس کے نائبین کو چاہیئے کہ ایسے لوگوں کو مساجد وغیرہ میں آنے سے روک دیں اور اللہ اور یوم آخرت

پر ایمان رکھنے والے شخص کے لئے حلال نہیں کہ ان کے ساتھ حاضر ہو اور نہ یہ جائز ہے کہ باطل میں ان کی اعانت کرے۔ یہی مذہب ہے امام مالکؒ اور ابوحنیفہؒ اور امام احمد وغیرہ ہم ائمۃ المسلمین کا اھ۔

اور حافظ ابن تیمیہ حرانی نے ایک مختصر اور لطیف رسالہ تالیف کیا ہے جس کا نام الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان ہے۔ اس میں ایسی علامات بیان کی گئی ہیں جو حق و باطل کے درمیان تمیز پیدا کر دیتی ہیں۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ولایت بغیر شریعت کا اتباع کئے حاصل نہیں ہوتی اور جو شخص اس امر میں اختلاف کرتا ہے وہ ان اولیاء اللہ سے نہیں جن کے اتباع کا اللہ نے امر فرمایا بلکہ یا تو کافر ہوگا اور یا حد سے زیادہ جہالت میں بڑھا ہوا ہوگا۔

(۵) جس دعاء کے متعلق سوال ہے وہ مقتدیٰ حضرات میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں بلکہ بدعت ہے اس کا ترک ضروری ہے اور نماز تراویح میں ہر دو سلام کے بعد جس ذکر کی ایجاد ان لوگوں نے کر رکھی ہے اس سے بھی بچنا ضروری ہے اور اس ذکر میں آواز بلند کرنے سے بھی بچنا ضروری ہے اور دین میں نئی بات نکالنا ممنوع ہے اور بہترین طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے پھر آپ کے بعد خلفاءؓ کا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اور سلف میں سے کسی سے بھی ایسا فعل منقول نہیں بس ہمارے لئے اس چیز کی گنجائش ہوگی جس کی گنجائش ان حضرات کے لئے ہوگی۔ (المدخل ص ۲۹۳ / ج ۲ /)

(٦) جامع الرموز میں ہے کہ جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو اس کے سامنے دوسری اذان دی جائے یعنی ان دو جہتوں کے درمیان جو مقابل ہیں یمین منبر یا امام کے یا اس کے یسار کے اس کے قریب اور ان کے وسط میں پس شامل ہوگا یہ اس صورت کو جب کہ اذان دی ہو زاویۂ قائمہ میں یا زاویۂ حادہ میں یا زاویۂ منفرجہ میں، اور ہدایہ میں ہے کہ جب امام منبر پر چڑھ جائے تو بیٹھ جائے اور موذن منبر کے سامنے اذان کہے اسی کے ساتھ توارث

جاری ہے۔ اور عینی نے کہا ہے کہ اسی کے ساتھ توارث جاری ہے۔ یعنی منارہ پر اذان اول ہو چکنے کے بعد اذان ثانی منبر کے سامنے ہو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے ہمارے اس زمانے تک اھ۔

میں کہتا ہوں کہ ہمارے علاقہ میں بھی یہی متوارث ہے آج تک اور اس کا کوئی اعتبار نہیں جو اس توارث کی مخالفت کرے۔

(۷) کتاب میں دیکھ کر خطبہ پڑھنا جائز ہے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ لیکن اعراب کی تصحیح اور غلطی سے اجتناب لازم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر خطبہ کے اعراب میں کوئی غلطی ہوگئی اور نماز تمام شرائط وارکان کی رعایت کے ساتھ ادا کر لی تو نماز صحیح ہو جائے گی اگر چہ خطبہ مکروہ ہوگا پس جو شخص صحیح خطبہ اور کامل نماز کی ادائیگی پر قادر ہو اور متبع سنت ہو وہی امامت کے لائق ہے اس لئے کہ وہ مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے۔

(۸) محمد بن عبد الوہاب نجدی متبع سنت تھے لیکن اعتقاد، قول اور عمل میں متشدد تھے علم و فہم اور عقل کم تھی اس لئے ان سے بعض افعال واقوال ایسے صادر ہوگئے جو فتنوں کے رونما ہونے کا سبب بن گئے۔ لیکن آج ہمارے علاقہ میں وہابی وہی ہے جس کو سائل نے بیان کیا ہے یعنی جو شخص حضرت نبی کریم ﷺ کی سنت کا متبع ہو بدعات سے روکتا ہو وہی شخص اہل ہوا کی اصطلاح میں وہابی ہے۔ پس شکوہ اللہ ہی سے ہے۔

(۹، ۱۰) ان دونوں کا حکم ماسبق سے معلوم ہوگیا۔ صاحب تقویٰ اورع ہے اور صاحب فتویٰ اوسع ہے حدود شرع کے تحت داخل ہیں اور جب وہ حدود شرع سے نکلے گا تو تجاوز کر جائے گا اور جو شخص حدود شرع سے تجاوز کرتا ہے وہ اپنے اوپر ہی ظلم کرتا ہے۔

(۱۱) یہ کتب احادیث میں نہیں ملا۔ نہ صحاح میں، نہ حسان میں، میرے علم کے موافق رہا سننا جس مقام سے بھی لوگ کلام کریں نزدیک سے دور سے سو یہ سمیع وبصیر (حق تعالیٰ) کی

شان ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں جو اس کا اعتقاد رکھتا ہے وہ مشرک فی الصفات ہے۔ ملاعلی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے کہ رجال غیب جن ہیں اس واسطے کہ انسان انسان کی نظر سے ہمیشہ چھپا نہیں رہتا ہے بلکہ کبھی کبھی چھپ جاتا ہے پس جو شخص ان کو انسان گمان کرتا ہے وہ غلطی اور جہالت سے ایسا کہتا ہے اور گمراہی کے سبب اس کا قائل ہے۔ خلاصہ یہ کہ علم غیب ایسا امر ہے جس میں حق تعالیٰ شانہ یکتا ہیں بندوں کے لئے اس کی طرف کوئی راہ نہیں سوائے اس کے کہ حق تعالیٰ بتلادیں بطریق معجزہ یا الہام فرمادیں بطریق کرامت یا ان علامات کے ذریعہ استدلال کی طرف رہنمائی فرمادیں جن کے ذریعہ استدلال ممکن ہو۔ پھر جان لیجئے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کی باتیں نہیں جانتے تھے سوائے ان کے جو حق تعالیٰ نے ان کو کبھی کبھی بتلادیں اور حنفیہ نے اس کے کفر کی تصریح کی ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ حضور ﷺ غیب کا علم رکھتے تھے اس لئے کہ یہ اعتقاد حق تعالیٰ کے قول ''قل لایعلم الخ '' کے معارض ہے یعنی اے محمد ﷺ آپ لوگوں سے کہد یجئے کہ آسمان وزمین کی چھپی ہوئی باتیں صرف حق تعالیٰ ہی جانتے ہیں جیسا کہ مسایرہ (نام کتاب) میں ہے۔ اھ اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور کہا کہ میں نے خدا اور رسولِ خدا اور فرشتوں کو گواہ بنایا تو اس کی تکفیر کریں گے اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول ﷺ اور فرشتے علم غیب رکھتے ہیں۔ اھ

جس شخص نے یہ کہا کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہوتی ہیں لوگوں کے امور کو جانتی ہیں اس کی تکفیر کی جائے گی۔

(۱۲) فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو ہدیہ دیا یا اس کی میزبانی کی اگر اس کا اکثر مال حلال ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں مگر یہ کہ جانتا ہو کہ یہ شئی حرام سے ہے اور اگر حرام غالب ہو تو ہدیہ قبول نہ کرے اور نہ ضیافت کا کھانا کھائے۔ مگر یہ کہ وہ اس

کوخبر دے کہ یہ حلال کمائی سے ہے مجھ کو میراث میں ملا ہے یا میں نے اس کو قرض لیا ہے جیسا کہ ینابیع میں ہے۔ فاسق معلن کی دعوت قبول نہ کرے تا کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ یہ اس کے فسق پر راضی نہیں۔ اسی طرح اس شخص کی دعوت قبول نہ کرے جس کا غالب مال حرام سے ہو جب تک یہ خبر نہ دے کہ یہ حلال ہے اور اسکے عکس کی صورت میں قبول کرے مگر یہ کہ ظاہر ہو جائے کہ یہ حرام ہے۔ تمر تاشی میں اسی طرح ہے۔

(۱۳) عالم صاحب ورع کے ہاتھ کو بوسہ دینا بطور تبرک اس میں کچھ حرج نہیں۔ دُرر اور مصنف نے جامع سے نقل کیا ہے کہ دیانت دار حاکم اور سلطان عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں کچھ حرج نہیں اور کہا گیا ہے کہ سنت ہے۔ مجتبیٰ۔ اور ان کے علاوہ کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی اجازت نہیں۔ یہی مختار ہے۔ (مجتبیٰ) اور محیط میں ہے کہ اگر اس کے اسلام کی تعظیم اور اس کے اکرام کی بناء پر ہو تو جائز ہے اور اگر حصول دنیا کے لئے ہو تو مکروہ ہے۔ کسی عالم یا زاہد سے ان کے قدم کے بوسہ دینے کی اجازت طلب کی گئی تو ان کو اس کا موقع دیدینا چاہیئے اور کہا گیا ہے کہ اس کی اجازت نہیں اھ درمختار شامی نے درمختار کے قول اجابہ (قبول کرلے) کے تحت لکھا ہے کہ حاکم نے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے ایسی چیز دکھایئے جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس درخت کو بلا لاؤ وہ گیا اور اس درخت سے کہا کہ تجھ کو حضور ﷺ بلا رہے ہیں اس پر وہ حاضر خدمت ہوا اور حضرت نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے فرمایا واپس جاؤ وہ چلا گیا پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو اجازت دی اس نے آپ کے سر مبارک اور قدمین مبارکین کو بوسہ دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

حاکم نے اس روایت کو صحیح الاسناد کہا ہے اھ۔ رسالہ شرنبلالی سے یہ ماخوذ ہے۔ رد

المختار علی الدر المختار ص ۲۳۷ / ج ۵ / باب الخطر والاباحۃ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود کنکوھی عفا اللہ عنہ

معین المفتی بمدرسہ مظاہر علوم سہارنفور یوبی.

الجواب صحیح. سعید احمد غفرلہٗ المبتلیٰ بامانۃ الافتاء بالمدرسۃ العلیۃ المشتہر بمظاہر علوم الواقعۃ ببلدۃ سہارنفور ۷/ ج ۱ / ۹۷ھ

کیا انتقال کے بعد غوث اپنے مرتبہ پر قائم رہتا ہے

سوال:- ولی اور غوث بعد وفات غوثیت پر ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ دنیا میں رہتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شخص کا جس بزرگی اور مرتبہ پر خاتمہ ہوا ہے وہ بزرگی اس سے انتقال کے بعد سلب نہیں کی جاتی[1] لیکن جس طرح اس دنیا میں کام سپرد ہوتے ہیں انتقال کے بعد یہ بات نہیں ہوتی[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

۲۱/۶/۸۷ھ

---

[1] **یدل علیہ حدیث جابر قال سَمِعْتُ النَّبِی ﷺ یَقُوْلُ یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍعَلیٰ مَامَاتَ عَلَیْہِ(مسلم شریف ص ۳۸۷ / ج ۲، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا، باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت، مطبوعہ مکتبہ بلال دیوبند)**

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ہر بندہ کو اسی حالت پر اٹھایا جائیگا جس پر اس کا انتقال ہوا ہے۔ **اذا لولی لاینعزل عن ولایۃٍ بالموت کالنبی لاینعزل عن نبوتہ بالموت الخ، الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ص ۲۹۲ / ج ۱ /**

[2] **بعدفنا وبقا کہ مناسبت باطنی حاصل شود فیض ازقبور ......** **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

کیا منصور ولی تھے؟

سوال: –حضرت منصور بن حلاج کیا ولی کامل تھے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ان کا نام حسین بن منصور ہے یہ ولی تھے۔ کذا فی الفتاویٰ الرشیدیہ[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مجدد کون ہے؟

سوال:۔مجدد کی کیا تعریف ہے کیا ہر صدی ہجری کے شروع میں یا پوری صدی میں بھی کسی مجدد کا آنا ضروری ہے اور اگر کوئی مجدد وقت کو نہ مانے تو کیا وہ جاہلیت کی موت مریگا؟ مجدد کس طرح پہچانا جاتا ہے؟ تیرہ صدی ہجری میں جو مجدد آئے ان کے نام تحریر فرمایئے؟ کیا مجدد ایک وقت میں تمام عالم کے لئے آتا ہے، یا کہ ایک وقت میں مختلف ممالک میں مختلف مجدد آتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

"عن ابی هریرةؓ فیما اعلم عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ان اللّٰه

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... **تواں برداشت لیکن نه آنقدر که درحیات باشد (ارشاد الطالبین ص۱۷)**

ترجمه :–فناوبقا کے بعد کہ مناسبت باطنی حاصل ہو جاتی ہے قبور سے فیض حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن اس قدر نہیں جس قدر حیات میں ہوتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] بندہ کے نزدیک وہ ولی تھے الخ ملاحظہ ہو: **فتاویٰ رشیدیه ص ۲۲۲ ج ۱ / کتاب العقائد،** منصور کون تھے، **مطبوعه مکتبه محمودیه سهارنپور،**

يبعث لهٰذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها[۱] ابوداؤد شریف۔

مجدد وہ شخص ہے جو سنت کی اشاعت کرے بدعت کو مٹائے، علم کو پھیلائے اہل علم کی عزت کرے[۲]۔ اس کیلئے ایک صدی کے ختم پر اور دوسری صدی کے شروع میں تجدید دین ضروری ہے[۳]۔ مجدد ہونا ماننے نہ ماننے پر موقوف نہیں کوئی شخص مانے یا نہ مانے جو شخص طریق مذکور پر تجدید دین کریگا وہ مجدد ہوگا، جو شخص مجدد کو نہ مانے اس کا جاہلیت کی موت مرنا کسی نص میں میری نظر سے نہیں گزرا، مگر باوجود تجدید دین ظاہر ہونے کے پھر مجدد وقت کو نہ ماننا ظاہر ہے کہ کتنی بڑی جہالت ہے، اس میں اختلاف ہے کہ تمام عالم کیلئے مجدد ایک ہوتا ہے یا مختلف، بعض کہتے ہیں کہ ایک ہوتا ہے، بعض کی رائے ہے کہ ایک جماعت ہوتی ہے، اور اس کا ہر فرد دین کے کسی خاص شعبہ کی تجدید کرتا ہے۔ (کذافی بذل المجهود[۴] ص ۱۰۴ / ج۵)

مجدد اپنے مذکورہ مخصوص کارناموں سے پہچانا جاتا ہے، تیسری صدی ہجری میں جو مجدد

---

[۱] ابوداؤد شریف ص ۵۸۹/ ۲/ کتاب الملاحم، مشکوٰۃ شریف ص ۳٦/ ج ۱/ کتاب العلم. المستدرک للحاکم ص ۵۲۲/ ۴، کتاب الفتن الملاحم، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر سو سال پر ایسے شخص کو اٹھائیں گے، جو اس کے دین کی تجدید کرے گا، یا ایسے لوگوں کو اٹھائینگے جو دین کی تجدید کرینگے۔

[۲] ای يبين السنة من البدعة ويكثر العلم ويعز اهله ويقمع البدعة ويكسر اهله. (بذل المجهود ص ۱۰۳ / ج۵/ اول کتاب الملاحم، مطبوعه رشیدیه سهارنپور، مرقاۃ ص ۲۴۷/ ج ۱، کتاب العلم، الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع بمبئی)

[۳] علی راس کل مائة ای انتهائه اوابتدائه (بذل المجهود ص ۱۰۳ / ج۵/ اول کتاب الملاحم، مطبوعه رشیدیه سهارنپور، مرقاۃ، ص ۲۴۷/ ج ۱، کتاب العلم، الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع بمبئی)

[۴] ان المراد بمن يجدد ليس شخصا واحدا بل المراد به جماعة يجدد كل واحد فى بلد ففى فن او فنون من العلوم الشرعية الخ، بذل المجهود ص ۱۰۴ /۵، اول کتاب الملاحم، مطبوعه رشیدیه سهارنپور،

دین گزرے ہیں بعض کی مجددیت پر اتفاق ہے اور بعض میں اختلاف ہے، پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں، دوسری صدی کے مجدد حضرت امام شافعیؒ ہیں، ان دونوں کی مجددیت پر اتفاق ہے، تیسری صدی کے ابوبکر باقلانیؒ، ابوطیب صعلوکیؒ ہیں، پانچویں کے امام غزالیؒ ہیں، چھٹی کے امام رازیؒ وغیرہ ہیں، ساتویں کے تقی الدین ابن دقیق العید ہیں آٹھویں کے زین الدین عراقی شمس الدین جزری، تاج الدین بلقینی وغیرہ ہیں، نویں کے جلال الدین سیوطی شمس الدین سخاوی، وغیرہ ہیں دسویں کے شہاب الدین رملیؒ، ملا علی قاریؒ ہیں۔

گیارہویں کے مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ ہیں، بارہویں کے شاہ ولی اللہ صاحبؒ ہیں، تیرہویں کے شاہ اسمٰعیل صاحبؒ ہیں[1] چودھویں کے حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ ہیں[2]۔

علمائے کرام کے اور بھی اقوال ہیں اور اس مبحث پر علمائے کرام نے مستقل رسائل تصنیف فرمائے ہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/۷/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف، ٦/رجب المرجب ۵۸ھ

---

[1] فتاویٰ عبدالحی ص ١٠٦ / راجع المقاصد الحسنة ص ١٢٢ / مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه، وکشف الخفا للعجلونی ص ٢٤٣ / ج ١ / مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت، والکرمانی ص ٢/٧ / ج ١ / مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت، عمدة القاری للعینی ص ١١٣ / ج ١ / کتاب الایمان، کتب عمر بن عبد العزیز الخ، مطبوعه دارالفکر بیروت، ومجمع بحار الانوار ص ٣٢٩/١، تحقیق جدد، مطبوعه دارالایمان مدینه منوره.

[2] راجع آثار القیامة فی حجج الکرامة ص ١٣٩.

[3] حضرت گنگوہیؒ نے سنت اور بدعت کے اندر کافی امتیاز پیدا فرمایا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ مجدد ہیں، سنت اور بدعت کے (مجالس حکیم الاسلام ص ٢١٩)

مجدد کے شرائط

سوال:۔ مجدد ہونے کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ نیز مجدد کو اپنا مجدد ہونا معلوم ہوجاتا ہے یا نہیں ہندوستان میں اب تک کتنے مجدد گذرے ہیں؟ حدیث شریف میں ہے کہ میری امت میں سو سال میں ایک مجدد پیدا ہوگا، تو اس اعتبار سے کافی مجدد ہونے چاہئیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مجدد کو الہامی طریق پر اور علامت کے ذریعہ سے استدلالی طریق پر اپنے مجدد ہونے کا علم ہوتا ہے گو کہ وہ علم وحی کے برابر نہیں ہوتا، مجدد احکام سنت پر بڑی قوت سے عامل ہوتا ہے، بدعات سے سخت متنفر اور مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا۔[١]

اب چودہویں صدی ہے اب تک کافی مجدد ہو چکے۔[٢]

سب سے پہلے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ شمار کئے جاتے ہیں۔[٣] ہندوستان میں بھی

---

١ یبین السنة من البدعة ویکثر العلم ویعز اھله ویقمع البدعة ویکسر اھلھا (مرقاة ص٢٤٧/ ج١/ بذل المجهود، ص١٠٣/ ج٥، اول کتاب الملاحم، مطبوعه رشیدیه سهارنپور)

٢ التنبئة فیمن یبعثه اللّٰه علی راس المائة للسیوطی تحفة المهتدین باخبار المجددین. للسیوطی فوائد الحجة فی من یبعثه اللّٰه لهذه الامة للعسقلانی وجزء المجددین. للشیخ زکریا الکاندهلوی. وراجع المقاصد الحسنة ص١٢٢/ مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه، وکشف الخفاء للعجلونی ص٢٤٣/ ج١/ مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت، والکرمانی ص٢٧/ ج١/ کتاب الایمان، مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت، والعینی ص١١٣/ ج١. مطبوعه دارالفکر بیروت، فتاویٰ عبدالحی ص١٠٦/ مجمع بحارالانوار ص٣٢٩/ ج١، تحقیق جدد، مطبوعه دارالایمان مدینه منوره)

٣ وکان عندالمائة الاولی عمرَ خلیفة العدل باجماع وقر (تحفة المهتدین باسماء المجددین للسیوطی، کشف الخفا ص٢٤٣/ ج١، مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)

مجدد ہوتے رہے ہیں[۱]، رسالہ الفرقان کے مجدد نمبر میں زیادہ تفصیل مذکور ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

تجدید دین کی حقیقت

سوال: ۔تجدید دین یا تجدید احکام شریعت کے کیا معنی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شریعت کے جو احکام مرور دہور، بے توجہی، غلبہ ہواوہوس، مساعیٔ نفس وابلیس کی وجہ سے متروک ہو گئے تھے، ان کو اُجاگر کرنا، ان کی طرف توجہ دلانا ان کو عملی جامہ پہنانا مراد ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ومجدد درمائة حادی عشر شیخ احمد سرهندی فاروقی ست ومجدد مائة ثانی عشر مجتهد ایں عصر درهند شاه ولی اللّٰه محدث دهلوی ست ومجدد درمائة ثالث عشر محمدبن علی شوکانی دریمن وشاه عبدالعزیز دهلوی واخوان ایشان درهند اند وهم شیخ اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی اللّٰه دهلوی که به تبعیت سیداحمد بریلوی توحید رااز شرک وسنت را ازبدعت ممتاز ساخت. (آثار القیامة فی حجج الکرامة، ص ۱۳۹)

ترجمہ: -اور گیارہویں صدی میں مجدد شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ ہیں اور بارہویں صدی میں مجدد ہندوستان میں اس زمانہ کے مجتہد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہیں اور تیرہویں صدی میں مجدد یمن کے اندر محمد بن علی شوکانی اور ہند میں شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور ان کے اخوان ہیں اور نیز شیخ اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی اللہ دہلویؒ ہیں کہ انہوں نے سید احمد بریلویؒ کی تبعیت میں توحید کو شرک سے اور سنت کو بدعت سے ممتاز فرمایا۔

[۲] معنی التجدید احیاء مااندرس من العمل من الکتاب والسنة والامر بمقتضاهما (فیض القدیر ص ۲۸۱/ج ۲. مطبوعه دارالفکر بیروت،

اولیاء صالحین کیا پہلے بھی پیدا ہوتے تھے؟

سوال:- اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب میں بھی اس طرح اولیاء کرام یا پیر پیدا ہوتے تھے، اگر نہیں تو خدا تک رسائی کیسے ہوتی تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلے بھی پیدا ہوتے تھے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۱۴۰۰ھ

[1] کمل من الرجال کثیر ای کثیرون من افرادهذاالجنس حتی صاروارسلاوانبیاء وخلفاء وعلماء واولیاء الخ تحفة الاحوذی ص۵۶۳/ج۵/ کتاب الاطعمة، باب ماجاء فی فضل الثرید، مطبوعه دارالفکر بیروت،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

﴿بیعت کا بیان﴾

بیعت کا ثبوت قرآن وحدیث سے

سوال:- بندہ ایک بزرگ سے مرید (بیعت) ہے۔ پہلے یہ حال تھا کہ کبھی نماز پڑھی کبھی نہیں، زبان کو گالی کی عادت تھی، جھوٹ کثرت سے بولتا تھا، جھوٹی قسمیں بھی کھالیا کرتا تھا، قرآن شریف کی تلاوت صرف رمضان میں کبھی کرلیا کرتا تھا، آمدنی میں حرام، حلال کی تمیز بالکل نہیں کرتا تھا، بڑوں بوڑھوں کا ادب لحاظ نہیں تھا، پڑوسیوں سے اکثر لڑائی اور بدسلوکی ہوتی تھی، بیعت کے بعد الحمدللہ ان سب خطاؤں اور گناہوں کی آہستہ آہستہ اصلاح ہوئی جس کا احساس میرے ملنے والوں کو بھی ہے۔ نماز کی پابندی نصیب ہوئی اور ایسا دل لگتا ہے جیسے بالکل اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے اور اپنے پیر صاحب کی خدمت میں حاضری کے وقت گذشتہ گناہ یاد آکر رونا آتا ہے اور توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔ بندہ سمجھتا ہے کہ یہ سب بیعت کی برکت ہے۔

ایک صاحب نے کہا کہ یہ پیری مریدی تو جوگیوں اور بدھ مذہب والوں کا طریقہ ہے کہ وہ ایجابی کام کم کراتے ہیں سلبی کام زیادہ کراتے ہیں بلکہ ان کے یہاں سب سلبی ہی

سلبی تعلیم ہے کہ فلاں کام نہیں کرنا، بس آدمی کو عضوِ معطل ومفلوج بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ غرض اس طریقہ میں کوئی خوبی نہیں اور یہ کتاب وسنت سے ثابت بھی نہیں۔ حضور اکرم ﷺ سے تو اسلام کی بیعت ثابت ہے کہ وہ کافروں کو مسلمان بناتے تھے نہ یہ کہ وہ مسلمانوں کو بیعت کیا کرتے تھے۔ بندہ اس کا جواب نہیں دے سکا۔ مرید ہونے کا فائدہ خود کو تو محسوس ہو رہا ہے، لیکن ان صاحب کا جواب دینے کے لئے اپنے پاس سامان نہیں۔ آپ سے گذارش ہے کہ جواب عنایت فرمائیں۔ اندیشہ یہ ہے کہ ان صاحب کا اعتراض دل میں جم نہ جائے جس سے نقصان پہنچے۔ فقط والسلام

مفتی ابراہیم صالح جی،

مدرسہ تعلیم الدین ڈربن جنوبی افریقہ ٦/٦/١٤١٠ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

ان صاحب سے عرض کر دیں کہ وہ سورہ الفتح پڑھیں، اس میں ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ الاٰیۃ[1] پھر چند آیات کے بعد یعنی تیسرے رکوع کے شروع میں ہے۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ الاٰیۃ[2] یہاں مومنین بلکہ اعلیٰ درجہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لی گئی جن میں وہ حضرات بھی ہیں جو مکہ مکرمہ میں اسلام لا چکے تھے اور دین اسلام کی خاطر بڑی تکلیفیں برداشت کر چکے تھے۔ اور ان کا شمار مہاجرین اولین میں ہے اور غزوات میں حضرت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ برابر شریک رہتے تھے۔ یہ بیعت اسلام قبول کرنے کے لئے نہیں تھی، اسلام تو ان کو بہت پہلے سے حاصل تھا

[1] سورۂ فتح آیت ١٠/. **ترجمہ**:- جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں (از بیان القرآن)

[2] سورۂ فتح آیت ١٨/. **ترجمہ**:- بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے (بیان القرآن)

جوکہ نہایت قوی تھا۔

اور سورۂ ممتحنہ پڑھیں جس میں ارشاد ہے یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَاجَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّایُشْرِکْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَایَزْنِیْنَ وَلَایَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَایَأْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَایَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ .الاٰیة[1] اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے چھ چیزوں پر بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے اور سب سلبی ہیں۔ اگر غور کریں تو سمجھ میں آئے کہ چھٹی چیز تمام ایجابات کو حاوی ہے یعنی حضور ﷺ کی کسی معروف میں نافرمانی نہ کریں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر فرمان کی اطاعت کریں۔ یہ صورۃً سلب ہے اور حقیقۃً سب سے بڑا ایجاب ہے۔ اس کے علاوہ بعض صحابہؓ سے اور بھی کسی خاص چیز پر بیعت لینا ثابت ہے۔ بزرگانِ دین جو بیعت لیتے ہیں وہ جوگیوں اور بدھ مذہب والوں کی پیروی نہیں کرتے بلکہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی پیروی کرتے ہیں کہ چند کبائر سے صراحۃً توبہ کراتے ہیں اور ہر نافرمانی سے روک کر طاعتِ رسول ﷺ پر آمادہ کرتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں صاف صاف موجود ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامَتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ بَایِعُوْنِی عَلٰٓی اَنْ لَّاتُشْرِکُوْابِاللّٰهِ شَیْئًا وَّلَاتَسْرَقُوْا وَلَاتَزْنُوْا وَلَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَاتَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَا تَعْصَوْافِی مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِی الدُّنْیَا فَهُوَکَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًاثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ فَهُوَاِلَی اللّٰهِ اِنْشَاءَ

---

[1] سورۂ ممتحنہ آیت ۱۲/. **ترجمہ**:- اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آویں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شی کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لاویں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بنالیویں اور مشروع باتوں میں وہ آپ کے خلاف نہ کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے (از بیان القرآن)

عَفَاعَنْهُ وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلىٰ ذٰلِكَ ؎ متفق علیہ[1] (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳/)

مشائخ تصوف چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی، سب کے یہاں بیعت کا طریقہ یہی ہے اور بہت بڑی مخلوق کو اسکے ذریعہ تزکیۂ باطن ہوکر نسبت سلسلہ حاصل ہوتی ہے، اخلاقِ رذیلہ دُور ہوکر اخلاق فاضلہ نصیب ہوتے ہیں۔فقط وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِمَايُحِبُّ وَيَرْضىٰ

حررہٗ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

نزیل جوہانسبرگ جنوبی افریقہ ۱۰/۶/۱۴۱۰ھ

پیر یا ولی کی ضرورت

سوال: -کیا خدا تک پہنچنے کے لئے پیر یا ولی کا سہارا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر راستہ بغیر پیر اور ولی کے معلوم ہو اور چلنے کی قدرت بھی ہو تو پھر واسطہ ضروری نہیں

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۱۳ / کتاب الایمان. الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۷/۱، باب بلاترجمة قبیل باب علامة الایمان حب الانصار، کتاب الایمان، مطبوعہ اشرفی دیوبند،

ترجمہ :-حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا، جب کہ آپ کے پاس آپ کے اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی مجھ سے بیعت کرو اس چیز پر (۱) کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروگے۔ (۲) چوری نہیں کروگے (۳) زنا نہیں کروگے (۴) اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگے (۵) بہتان نہیں باندھوگے جس کو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان گھڑو۔(۶) بھلے کام میں نافرمانی نہیں کروگے، تم میں سے جو اس کو پورا کریگا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو شخص ان چیزوں میں کسی چیز کا ارتکاب کرے اور اس کو دنیا میں اس کی سزا دیدی جائے تو وہ اس کیلئے کفارہ ہے اور جس شخص نے ان چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو اس کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے چاہے اس کو معاف کرے اور چاہے اس کو سزا دیدے پس ہم نے آنحضرت ﷺ سے ان چیزوں پر بیعت کرلی۔

جیسے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حال ہوتا ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مقاصد بیعت

سوال:- کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا کیا مطلب ہوا کرتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بیعت کے مقاصد متعدد ہوتے ہیں[۲] (۱) توبہ کرنا جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ طالب کسی بزرگ کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ اور عہد کرتا ہے کہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا اوران بزرگ کو اپنی توبہ کا گواہ بناتا ہے اوران سے دعا وتوجہ کا خواستگار ہوتا ہے جسکی برکت سے اپنی توبہ پر قائم رہے۔

---

۱ مگر عامۃً ایسا نہیں ہوتا اسلئے پیر کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے بڑے بڑے اکابر ومشائخ اولیاء اللہ بھی پیر کے محتاج ہوتے ہیں۔

۲ اخذ بیعت بچند طریق باشد بیعت توبہ از معاصی وآں عام است ہر مسلمان را، وبیعت تبرک بدخول در سلسلہ صالحین وآں نیز عام است وبیعت تحکیم کہ شیخ را در سلوک طریقہ مجاہدہ برخود حکم ساز دو بجد تمام ایں راہ در سلوک نماید وآں مخصوص باصحاب ارادت است الخ، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۴/. **فالحق ان البيعة على اقسام منها بيعة الخلافة ومنها بيعة الاسلام ومنها بيعة التمسك بحبل التقوىٰ ومنها بيعة الهجرة والجهاد ومنها بيعة التوثق فى الجهاد (القول الجميل مع شرح شفاء العليل ص ٦/ ١ ومن المشائخ من يجوز بيعة الصغار تبركاو تفاؤلاً ايضاً ص ٧ ١ ، مطبوعه رحيميه ديوبند)**

ترجمه :- بیعت کرنا چند طریق پر ہوتا ہے (۱) (بیعت توبہ) اور یہ ہر مسلمان کیلئے عام ہے (۲) بیعت تبرک، سلسلہ صالحین میں داخل ہونے کی برکت حاصل کرنے کیلئے یہ بھی عام ہے (۳) بیعت تحکیم، سلوک میں اپنے اوپر طریقہ مجاہدہ اختیار کرنے میں شیخ کو حکم تجویز کرنا پوری کوشش کے ذریعہ اس سے راہ سلوک حاصل ہوتا ہے اور یہ اصحاب ارادت کے ساتھ مخصوص ہیں الخ، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، حق یہ ہیکہ بیعت کی مختلف قسمیں ہیں (۱) بیعت خلافت (۲) بیعت اسلام (۳) تقویٰ کی رسی مضبوط پکڑنے کیلئے (۴) بیعت ہجرت وجہاد (۵) جہاد میں پختگی کیلئے اور مشائخ میں سے بعض بچوں کو تبرکا بیعت ہونیکو جائز قرار دیتے ہیں۔ القول الجمیل ص ۹-۱۷، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

(۲) تبرک جس کا یہ حاصل ہے کہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر محض داخل سلسلہ ہونے کے لئے بیعت ہوجائے کہ ان بزرگ اوران کے سلسلہ سے محبت ہے اللہ تعالیٰ ان بزرگ کے ساتھ قیامت کو محشور فرمائے۔ نابالغ بچوں کو عامۃً اسی مقصد کے لئے بیعت کرادیا جاتا ہے۔

(۳) جہاد جس کا حاصل یہ ہے کہ اعلاء دین کیلئے خدائے پاک کی دی ہوئی تمام صلاحیتوں اور قوتوں، جان، مال، عزت، طاقت وغیرہ کو خدا کے راستے میں ان بزرگ کی تجویز کے مطابق خرچ کرنا۔

(۴) سلوک، جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی معرفت ورضامندی حاصل کرنے کیلئے اس کی راہ میں حائل ہونے والے اخلاق رذیلہ واعمال سیۂ کو چھوڑ کر اخلاق فاضلہ واعمال صالحہ کے ساتھ متصف ہونے کی کوشش کرنا اور جس قدر مجاہدہ وریاضت، تزکیۂ نفس، واصلاح نفس کے لئے شیخ تجویز کریں اس کو بطیب خاطر اختیار کرنا جس سے نفس کو فانی مالوفات کی بے محل رغبت باقی نہ رہے بلکہ خدائے پاک کی ذات وصفات سے گہرا اور دائمی تعلق واستحضار قائم ہوجائے۔ شیخ اپنے مشائخ کے واسطہ سے رسول اکرم ﷺ کا نائب ہوتا ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

کیا بیعت کے بغیر کامل اصلاح نہیں ہوسکتی

سوال:- کسی بزرگ سے تعلق قائم کئے بغیر کیا براہ راست شریعت پر عمل کرکے کامل اصلاح نہیں ہوسکتی؟

---

[1] شیخ نائب پیغمبر ست (ارشاد الطالبین ص ۱٦/)

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی ولی کامل سے رابطہ قائم کئے بغیر اول تو عامۃً پوری طرح احکام شریعت پر عمل ہوتا ہی نہیں[۱] دوسرے اس میں اخلاص نہیں پیدا ہوتا اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پھر حضرت عمرؓ سے وہلم جراً رابطہ قائم کیا اور بیعت ہوئے اور یہ بیعت صرف امر خلافت میں اطاعت کے لئے نہیں تھی بلکہ تزکیۂ باطن کے استحکام کے لئے بھی ہوتی تھی[۲] اور یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ کے اکابر علماء نے باوجود مہارت علمیہ کے بیعت کی ضرورت محسوس کی جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اوران کے خاندان کے علما کا حال معلوم ہے اخیر دور میں مولانا گنگوہیؒ مولانا نانوتویؒ مولانا تھانویؒ وغیرہم نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی ضرورت سمجھی اوراس بیعت کی بدولت بہت کچھ باطنی منافع حاصل کئے ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

۱ وصول بہ خدا بی توسل پیر کامل مکمل بس قلیل ست وبسیار نادر مولوی رومؒ میفر مانید۔

بیت : نفس را نکشد بغیر از ظل پیر دامن آن نفس کش محکم بگیر

(ارشاد الطالین ۱۴/تا۱۵) ویدل علیه حدیث ابن عمر رفعه لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدِنٌ وَمَعْدِنُ التَّقْوىٰ قُلُوْبِ الْعَارِفِيْنَ (جمع الفوائد ص ۲۸۱/۲/ كتاب الزهد والفقر الخ، مطبوعه مكتبه رحيميه ديوبند، تاليفات رشيديه ص ۱۹۶/تا۱۹۷، مطبوعه دار الاشاعت كراچی) **ترجمه**:-خدا تک رسائی کامل مکمل پیر کے توسل کے بغیر بہت کم اور بہت ہی نادر ہے مولوی رومؒ فرماتے ہیں نفس کو پیر کے سایہ کے بغیر نہیں مارا جاسکتا ہے اس نفس مار (پیر) کے دامن کو مضبوط پکڑ لے ارشاد الطالین ۔ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے ہر چیز کی کان ہوتی ہے اور تقویٰ کی کان عارفین کے دل ہیں۔(جمع الفوائد)

۲ اگر استفسار ازبیعت تصوفی است پس آن بیعت که از مستر شدین واقع میشود دست عقیدت خودها بدست ارشاد مرشدین منعقدسا ختن است الخ (فتاویٰ عزیزی ص۲۸/ج ۱/ ثبوت بیعت ازسنت کتب خانه رحیمیه دیوبند، القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل ص۱۷، ۱۸، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند)

کیا شیخ صالح کے ہاتھ پر بیعت ضروری ہے؟

سوال:- کیا کسی شیخ صالح کے ہاتھ پر توبہ کر لینا شرعاً ضروری ہے؟ اگر شیخ صالح نظر نہیں آتا تو پھر کیا کیا جائے؟ کسی جعفری رضوی صدیقی وغیرہ کی بھی شرط ہے یا نہیں؟ بہت سے لوگ بغیر توبہ کے مرجاتے ہیں، ان کا کیا حشر ہوگا؟ تصوف کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر توبہ مرجانا جاہلیت کی موت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

توبہ قبول ہونے کے لئے تو یہ ضروری نہیں کہ کسی شیخ کے ہاتھ پر ہی توبہ کی جائے۔ ہر ایک کا معاملہ براہِ راست اپنے خدا سے ہے۔ لیکن شیخ صالح کی برکت اور توجہ سے توبہ پر اکثر استقامت نصیب ہوتی ہے ورنہ بسا اوقات آدمی اپنی توبہ توڑ دیتا ہے[1] بغیر توبہ کے دُنیا سے جانا بہت بڑی محرومی ہے۔ توبہ ہمیشہ ہی کرتے رہنا چاہیئے۔ قرآن پاک اور حدیث شریف[2] میں بہت تاکید آئی ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ الخ[3]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۳/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۳/۸۸ھ

---

[1] ولا یتیسر ذالک الا بالمعاهدة علی ید شیخ کامل قد جاهد نفسه و خالف هواه الی قوله و من ظن من نفسه انه یظفر بذلک بمجرد العلم و درس الکتب فقد ضل ضلالاً بعیداً الخ اعلاء السنن ص ۴۴۳/ ج ۱۸/ کتاب الادب و التصوف، ادارۃ القرآن کراچی،

[2] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ فَاِنِّی اَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ. مشکوۃ شریف ص ۲۰۳/ باب الاستغفار و التوبة (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ (توبہ کرو) بیشک میں اللہ کی طرف دن میں سو مرتبہ متوجہ ہوتا ہوں (یعنی توبہ کرتا ہوں)

[3] سورۂ تحریم آیت ۸/. **ترجمہ**:- اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو الخ (بیان القرآن)

کیا بیعت ہونا ضروری ہے؟

سوال:- پیر بنانا کیسا ہے؟ فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اگر کوئی شخص پیر نہ بنائے اور راہِ سنت پر احکامِ خداوندی کے مطابق زندگی گذارے تو کیا وہ جنت میں نہیں جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پیر اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی صحبت اور اس کی ہدایت پر عمل کرنے سے راہِ سنت پر چلنا اور احکام خداوندی کے مطابق زندگی گذارنا آسان ہوجاتا ہے۔ اگر کسی کو اللہ پاک نے یہ دولت عطا فرمادی اور اس نے کسی کو پیر نہیں بنایا تو وہ جنت کا مستحق کیوں نہیں ہوگا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرنا

سوال:- بزرگوں کے یہاں یہ دستور ہے کہ مرید ہونے والے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت کرتے ہیں اس کی کیا اصل ہے اس کے بغیر بیعت نامکمل رہتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بزرگان دین رحمہم اللہ

---

[1] وبالجملة فالتصوف عبارة عن عمارة الظاهر والباطن اما عمارة الظاهر فبالاعمال الصالحة واما عمارة الباطن فبذكر الله وترك الركون الى ماسواه الى ماقال وكان يتيسر ذالك للسلف بمجرد الصحبة الخ اعلاء السنن ص۴۳۸/ ج۱۸/ كتاب الادب والتصوف والاحسان، مطبوعه ادارة القرآن كراچی، القول الجميل ص۱۲/ مطبوعه كلكته،
لیکن عامۃً کسی متبع سنت شیخ کامل کی صحبت کے بغیر اس کا حصول مشکل ہوتا ہے اسلئے بیعت کی ضرورت پیش آتی ہے۔

کا عام معمول یہی رہا ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت فرمایا کرتے تھے اس لئے کہ بیعت کرنا درحقیقت اس مقصد کا عہد کرنا ہے جس کیلئے بیعت کی جاتی ہے اور عہد کرتے وقت عام طور پر ہاتھ میں ہاتھ لیا جاتا ہے[1] لیکن نفس بیعت بغیر ہاتھ لئے بھی منعقد ہو جاتی ہے۔

تنبیہ: عورتوں کو حضور اکرم ﷺ بغیر ہاتھ میں ہاتھ لئے ہی بیعت فرمایا کرتے تھے[2] نامحرم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وفات پیر کے بعد دوسرے پیر کی طرف رجوع

سوال:۔سلوک کے منازل طے کرنے کے بعد یعنی تعلیمات وغیرہ مکمل ہونے کے بعد، خلافت کے بھی عطاء ہونے کے بعد اپنے پیر کے وصال فرمانے کے بعد کسی دوسرے بزرگ کی طرف رجوع ہونا ضروری ہے۔کیا ہمارے بزرگوں کا یہ طریقہ رہا ہے؟

---

[1] معنی بیعت از روئے لغت معاہدت ومعاقدت است وباصطلاح متکلمین دست بعہد دادن ست وباصطلاح متصوفین دست عقیدت رابدست ارشاد مرشدین منعقد ساختن وازان جانب بجناب پیغمبر ﷺ میگردد ودر ین صورت ماخذ آن فعل نبی ﷺ است (فتاویٰ عزیزی ص ۲۸/ ج ۱/ ثبوت بیعت از سنت، مکتبہ رحیمیہ دیوبند، القول الجمیل شرح شفاء العلیل ص ۲۲، ۲۱، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

[2] عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ فِی بَیْعَةِ النِّسَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الآیة. وَاللّٰهُ مَامَسَّتْ یَدُهٗ یَدَامْرَ اَةٍ قَطُّ فِی الْمُبَایَعَةِ متفق علیه (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۴/ باب الصلح، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

[3] (ماحل نظره حل لمسه الامن اجنبیة) فلایحل مس وجهها وکفها وان امن الشهوة لانه اغلظ (الدرالمختارعلی الشامی نعمانیه ص ۳۸۵/ ج ۲/ کراچی ص ۳۶۷/ ج ۶/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس، مجمع الانهر ص ۲۰۳/ ۲۰۲، کتاب الکراهیة، فصل فی النظر ونحوه، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اصل مقصود تزکیۂ باطن ہے جس کی بدولت احسان وحضور کی کیفیت نصیب ہوجائے خواہ اجازت وخلافت عطا ہو یا نہ ہو اس کے لئے پوری جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اگر ایک شیخ کی نگرانی میں احسان وحضور کی کیفیت مستحکم نہ ہو اور اجازت وخلافت مل جائے تب بھی کام میں لگے رہنا چاہیئے اور شیخ کا انتقال ہوجائے تو پھر دوسرے شیخ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اگر اسی سلسلے کے دوسرے شیخ ہوں تو بہتر ہے[۱] اگر کوئی شخص اپنے شیخ کی عطا کردہ تعلیمات نیز اجازت وخلافت پر قناعت کرکے بیٹھ جائے اور آگے کو ترقی کرنا منظور نہ ہو تب بھی وہ گنہ گار نہیں۔ صوفیاء کا مقولہ مشہور ہے۔ شعر

اے برادر بے نہایت درگہیست ہرچہ بروے می رسی بروے مایست[۲]

اکابرین میں بھی دونوں قسم کے ذوق کے حضرات گذرے ہیں اور موجود بھی ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک بزرگ کے بعد دوسرے بزرگ سے بیعت ہونا

سوال:- اگر کوئی شخص ایک بزرگ سے بیعت ہوگیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد اپنی کم

---

۱ فان كان بظهور خلل فيمن بايعه فلابأس وكذالك بعدموته او غيبته المنقطعة واما بلاعذر فانه يشبه المتلاعب ويذهب بالبركة الخ القول الجميل مع شرح شفاء العليل ص١٨ / مطبوعه رحيميه ديوبند.

۲ **ترجمہ**:- بھائی یہ درگاہ بے نہایت ہے (یعنی اس کی کوئی انتہا نہیں ہے) جس منزل پر پہنچو اس پر مت ٹھہر جاؤ، یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب کا جو درجہ حاصل ہوجائے اس پر قناعت کرکے مت ٹھہر جاؤ بلکہ اس کے آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے رہو۔

فہمی یا کسی دوست کے کہنے سے دوسرے بزرگ سے بیعت ہوگیا۔ بعد بیعت ہونے کے اسکو معلوم ہوا کہ ایک بزرگ سے بیعت ہونے کے بعد دوسرے بزرگ سے بیعت نہیں ہونا چاہئے۔اب اس کو کیا کرنا چاہئے؟ جب کہ وہ دوسرے بزرگ سے بیعت ہوگیا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا شخص استخارہ کرے کہ یا اللہ مجھ سے غلطی ہوگئی اب جس سے نفع پہنچنا میرے لئے مقدر ہے، میرے دل میں اسکو ڈالدے اور اس سے نفع پہنچا اور دوسرے کی طرف سے میرے دل کو اس مقصد سے خالی فرما، پھر دل کا رجحان جسکی طرف ہو اسکی خدمت میں جاتا رہے اور ہدایات پر عمل کرتا رہے، دوسرے سے بھی بدظن نہ ہو نہ بدگوئی کرے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ٣/١/٨٨ھ

پیر بدلنا

سوال:- زید ایک پیر سے مرید ہوا چند سال کے بعد دوسرے پھر تیسرے پیر سے مرید ہوا جب کہ پہلا پیر حیات میں ہے، پھر دوسرے پھر تیسرے پیر کو چھوڑ کر (بغیر اس کی اجازت اور بغیر اطلاع کے) تیسرے چوتھے پیر سے مرید ہوا، اس طرح سے زید نے چار پیروں کو بدلا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلاوجہ ایسا کرنیوالا ہر ایک کے فیض سے محروم رہتا ہے، یک در گیر محکم گیر[1] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند ٢٩/٨/٨٨ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ١/٩/٨٨ھ

---

[1] اما (البیعة) من الشخصین فان کان بظهور ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

متعدد مشائخ سے بیعت

سوال:- ایک شخص متبع سنت شیخ سے مرید ہوتا ہے۔ اس کے بعد کسی دوسرے متبع سنت شیخ سے مرید ہوتا ہے شیخ ثانی نے قبل بیعت اس سے دریافت کیا کہ کہیں مرید تو نہیں؟ تب اس شخص نے جھوٹ بولا اور کہا کہ نہیں۔

(الف) اس جھوٹ بولنے کی وجہ سے اس شخص مذکور کی بیعتِ اول تو نہیں ٹوٹی ؟

(ب) اور شیخ ثانی سے بیعت صحیح ہوگئی یا نہیں؟

(ج) بعد تسلیم بیعت ثانی جھوٹ بولنے کے گناہ کی تلافی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) جھوٹ بولنا گناہ ہے۔ بیعت ہوتے وقت سب گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے اور عہد کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی گناہ نہیں کروں گا اور یہ بھی کہ اگر گناہ ہوگیا تو توبہ کروں گا۔ گناہ کرنا خلاف عہد ہے مگر توبہ کرنے سے بیعت باقی رہ جاتی ہے فسخ نہیں ہوجاتی۔ پس اگر شخصِ مذکور نے توبہ کرلی تو بیعت سابق باقی ہے۔

(ب) بیعت کی ایک قسم بیعت توبہ ہے۔ وہ شیخ ثانی بلکہ ثالث ورابع وغیرہ سے بھی درست ہے۔[1] کیوں کہ اس کا حاصل تجدید توبہ ہے جس کا بار بار کرتے رہنا نصوص سے ثابت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............خلل فیمن بایعه فلا بأس وكذالک بعد موته او غيبته المنقطعة واما بلاعذر فانه يشبه المتلاعب ويذهب بالبركة الخ القول الجميل. ترجمه شفاء العليل، ص ۱۸/(مطبوعة رحيميه ديوبند) حكم تكرار بيعت،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] ہر قسم کی بیعت کی تجدید درست ہے اگر بیعت توبہ ہے تو جب معصیت ہوگی دوبارہ توبہ کرنا ضروری ہے۔ خواہ اس پہلے بزرگ کے ہاتھ پر ہو یا خواہ دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر (تذكرة الرشيد ص ۱۶۶ /۱) شبهات فقيه ومسائل مختلف فيها، طبع مكتبه عاشقيه ميرٹھ.

ہے۔ كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ (الحدیث[1]) نماز اور خارج نماز میں بکثرت توبہ واستغفار منقول ہے۔ کسی شیخ کے ہاتھ پر توبہ کرنے سے زیادہ خیال رہتا ہے بیعت مجاہدہ وریاضت میں ایک ہی شیخ سے عادتاً نفع ہوتا ہے[2]۔

(ج) اس کی تلافی توبہ واستغفار ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۱/۲۸ھ

الجواب: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

دو پیر سے بیعت ہونا

سوال: - دو پیر سے بیعت ہوئے اور دونوں پیر سے محبت اخلاقی پورا کرتے ہیں کیا ایک پیر چھوڑ دیں یا دونوں کے ساتھ مرید بن کر رہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ پہلا پیر شریعت کے مطابق متبع سنت اور صاحب نسبت ہے اور اسکی تربیت سے فائدہ بھی ہوتا ہے تو دوسرے پیر سے بیعت نہیں ہونا چاہئے اور اسکو برا بھی نہیں کہنا چاہئے اخلاق کا معاملہ سب کے ساتھ کرنا چاہیے پیر تو بس پہلا ہی پیر ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۱/۳/۲۹ھ

---

[1] مشکوة شریف ص۲۰۴/ باب الاستغفار والتوبه الفصل الثانی،طبع یاسرندیم دیوبند.

[2] فان كان بظهور خلل فيمن بايعه فلابأس وكذالك بعدموته أو غيبته المنقطعة واما بلاعذر فانه يشبه المتلاعب ويذهب بالبركة ويصرف قلوب الشيوخ عن تعهده والله اعلم الخ. القول الجميل مع شرح شفاء العليل ص۱۸/ كتب خانه رحيميه ديوبند،

[3] اما (البيعة) من الشخصين فان كان بظهور خلل فيمن بايعه فلا بأس وكذالك بعد موته او غيبته المنقطعة واما بلاعذر فانه يشبه المتلاعب ويذهب بالبركة الخ القول الجميل. ترجمه شفاء العليل ص۱۸/ (مطبوعة رحيميه ديوبند) حكم تكرار بيعت،

کیا محض عقیدت کی بناء پر کسی کو مرید کہا جاسکتا ہے

سوال:- حضرت سید محمد المعروف بہ پیر محمد شاہ المتخلص اقدس بن شاہ امین الدین بن شاہ علاؤ الدین قادری حسنی حسینی قدس سرہ ایک باکمال ولایت ذات بزرگ احمد آباد زین البلاد میں گذرے ہیں جن کا مزار بھی اسی جگہ واقع ہے آپ کو متفرق خانوادوں سے خرقہ خلافت حاصل تھا اور زیادہ تر قادریہ سلسلہ میں تحریر کرتے تھے آپ نے کسی کو اپنا جانشین یا خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا اس لئے آپ کی وفات ۱۱۶۳ھ کے بعد آپ کا سلسلہ پیری مریدی ختم ہو جانا چاہیئے۔ لیکن معرفت آ گاہ حضرت پیر محمد شاہ صاحب کی سوانح عمری (مذکورہ اقدس) جو مولانا سید ابوظفر صاحب ندوی بہ ایمائے جناب شیخ احمد بن شیخ حافظ محمد عثمان کمکوری والے، صدر انتظامیہ کمیٹی درگاہ حضرت پیر محمد شاہ بقید تحریر لائے ہیں اس میں مولانا موصوف ص ۵۵ پر حضرت پیر محمد شاہ کے مریدین کے سلسلہ میں اسطرح رقمطراز ہیں۔ اب قدرتی امر ہے لوگوں کے دلوں میں ایک سوال پیدا ہوا کہ مریدین کس کو کہتے ہیں جبکہ قبر سے مرید نہیں ہوتے اور آپ کا خلیفہ کوئی ہے نہیں تو صحیح بات یہ ہے کہ وہ ہر شخص جو حضرت کا عقیدت منداور ارادت مند ہو وہ مرید تھے چنانچہ مریدین حضرات آپکے اس شعر سے بھی سند لاتے ہیں۔

جائے در پیر خالی شدہ ☆ مثل اقدس ہست شاہ بے وزیر

اس شعر کے معنی کچھ بھی ہوں مگر ان کے عقیدت مندوں کا خیال یہ ہیکہ آخری مصرع سے یہ ثابت ہوا کہ آپ کا کوئی وزیر یعنی خلیفہ نہ ہوگا فقط عقیدت کافی ہے لیکن جس زمانہ میں یہ کمیٹی بنی ہے میرے خیال میں مریدوں کی اصطلاح کردی گئی ہے یعنی ہر وہ شخص جس کے آباء واجداد میں سے کوئی حضرت اقدس کا مرید ہوا ہے اور نسلاً بعد نسلٍ یہ ارادت آج تک چلی آئی ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا اقتباس نیز عقائد ارادت مندان پیر سے چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) مرید کس کو کہتے ہیں۔

(۲) کیا کسی مرید کی اولاد میں سے کوئی شخص جو حضرت اقدس کا مرید نہ ہوا ہو مرید کہلا سکتا ہے۔

(۳) کیا ارادت مندی کی بناء پر کسی کو کسی بزرگ کا مرید کہہ سکتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جو کسی سے تعلق اصلاح وعقیدت رکھتا ہو اور اسکے ہاتھ پر بیعت ہو جائے یا اس سے اصلاح نفس اور تزکیۂ اخلاق میں تربیت کا تعلق رکھتا ہو۔

(۲) جس نے بیعت نہیں کی وہ اصطلاح میں مرید نہیں کہلاتا۔

(۳) جب تک تعلق بیعت واصلاح نہ ہو محض ارادت کی بناء پر اصطلاحاً اس کو مرید نہیں کہہ سکتے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے مریدین میں کیا مولوی احمد رضا بھی ہیں

سوال:- حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے کتنے جید مرید تھے مولوی احمد رضا خاں بریلوی بھی ان کے مریدوں میں سے تھے۔ کیا بحیثیت علم کے مثلاً حدیث، فقہ،

---

[۱] والمشهور ان المريدمن ارادكشف العلوم الباطنة والاسرار الالهية والقرب الربانی من مرشد يكون خلافته فی الارشاد معنعنة الى الجناب المقدس النبوی صلى الله عليه واله وسلم (جامع العلوم الملقب بدستور العلماء ص ١٧١ ج٣، باب الميم مع الراء المهملة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

تفسیر ودرس کے حاجی صاحب کا پایہ علم میں مولانا حاجی حافظ رشید احمد صاحب گنگوہیؒ ومولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی مدرسہ دیوبند وحضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہ سے زیادہ تھایا حاجی صاحب کا پایہ صرف فقر اور بزرگی اور پیری ومرشدی میں بڑا تھا اور علم شرعی میں پایہ اپنے مریدوں سے کم تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مولوی احمد رضا خاں صاحب جہاں تک مجھے علم ہے حضرت حاجی امداداللہ صاحب کے مرید نہیں تھے۔ حضرت حاجی صاحب کے بڑے بڑے مریدین وخلفاء حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ ہیں بعض حضرات ان میں سے بیعت بھی حاجی صاحب سے ہوئے اور خلافت بھی ان کو حاصل ہوئی بعض صرف بیعت ہوئے اور پھر خلافت ان کو حضرت حاجی صاحب کے بعض خلفاء سے حاصل ہوئی اور بعض بیعت ہوئے حضرت حاجی صاحب کے بعض خلفاء سے پھر خلافت ان کو حاصل ہوئی حضرت حاجی صاحب سے[1]۔

پایہ اور مرتبہ بیان کرنا بڑوں کا کام ہے۔ امدادالمشتاق۔ ضیاء القلوب، مرقومات امداد، شمائم امدادیہ وغیرہ کے مطالعہ سے ممکن ہے کہ شاید آپ بھی کچھ سمجھ لیں اور پوری کیفیت بغیر نور قلبی معلوم نہیں ہوسکتی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے حاجی امداداللہ مہاجرمکی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء ومؤلفہ ڈاکٹر فیوض الرحمن، مطبوعہ کراچی۔

بیعت کے بعد پھر ارتکاب معاصی

سوال:- میرا ایک دوست ہے وہ سنگاپور میں رہتا ہے، اس کے خاندان کے لوگ ہندوستان میں ہیں۔ زمانۂ دراز سے بری صحبت میں پڑ کر بگڑ گیا۔ شراب نوشی، زنا کاری، حتیٰ کہ جتنی بُرائیاں ہیں سب اس میں تھیں۔ دو سال قبل وہ ہندوستان گیا تھا وہاں پر ایک بزرگ سے بیعت ہوا اور ان کے ہاتھ پر توبہ کی مگر یہاں سنگاپور آنے پر اسی سوسائٹی سے ملنے جلنے پر پھر انہی پرانی عادتوں کا شکار ہو گیا۔ یعنی جتنی برائیاں تھیں پھر ان سب کا مرتکب ہو گیا۔ پھر اب اس کو ہوش آیا ہے اور توبہ کر کے نماز کا پابند ہے اور رمضان کے روزے بھی رکھ رہا ہے۔ اب وہ یہ کہہ رہا ہے کہ جو بیعت ہوا تھا اس کا کیا حشر ہوگا۔ یعنی اس کی بیعت برقرار رہے گی یا ٹوٹ گئی؟ کیا پھر اس عالم بزرگ پیر سے سب کچھ کہہ کر بیعت ہو یا اس کی بیعت برقرار رہے گی؟ اس بارے میں جو حکم ہو تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

خدائے پاک کے سامنے توبہ کرتا رہے[1] اور ان عالم بزرگ کو اگر وہ حیات ہوں ورنہ ان کے جانشین کو خط لکھ کر دریافت کرلے کہ جن چیزوں سے توبہ کی تھی پھر وہ چیزیں سرزد ہوگئیں۔ فی الحال خط کے ذریعہ سے بیعت دوبارہ قبول کرلیں۔ موقع ملنے پر حاضر ہو کر تجدید بیعت کرلوں گا۔ اللہ تعالیٰ پختہ توبہ نصیب فرمائے۔ آمین فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ١٧/٩/٩٠ھ

---

[1] قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم التائب من الذنب کمن لاذنب له مشکوۃ شریف ص ٢٠٦ / باب الاستغفار والتوبة ،الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

بیعت کا حکم

سوال:- پیر کامل سے مرید ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح مسئلہ سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عقائدِ حسنہ، اخلاقِ فاضلہ، اعمالِ صالحہ کی تحصیل ہر شخص پر واجب ہے خواہ اساتذہ سے خواہ کتابوں سے پڑھ کر یا بزرگانِ دین کی صحبت میں رہ کر ہو یا خواہ بذریعہ مطالعہ ہو، نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں جو حضرات بحالتِ ایمان حاضر ہوئے تو برکت صحبت سے ان کو یہ چیز حاصل ہوگئی، ان کے باطن میں ایک نور پیدا ہوگیا جس کے ذریعہ سے وہ حضرات حق وباطل، صحیح وغلط میں بے تکلف فرق کر لیتے تھے، اتنا تقویٰ قلب میں پیدا ہوجاتا تھا کہ عمومی حالات میں بھی نفس وشیطان پر قابو رکھتے تھے۔ بعد میں آپ کے خلفاء اور دیگر صحابہ کے فیض صحبت سے دوسروں کو اس نوع کا نفع حاصل ہوتا رہا۔ پھر بعد زمانہ اور تغیر ماحول کی بناء پر اس مقصد کی تحصیل کے لئے مجاہدہ وریاضت کی ضرورت پیش آئی۔ جن حضرات نے اس نسبت کو حاصل کیا اب بھی ان کی صحبت سے بہت نفع پہنچتا ہے اور اب اس دور میں عمومی استعداد اتنی ضعیف ہوچکی ہے کہ بغیر پیر کامل سے رابطہ قائم کئے اور بغیر ان کی ہدایت پر عمل کئے اخلاق رذیلہ زائل نہیں ہوتے اور اخلاق فاضلہ حاصل نہیں ہوتے[1] تاہم آج بھی کوئی سلیم الفطرۃ

---

[1] تزکیۃ الاخلاق من اھم الامور عند القوم وھی المقامات عندھم وبھا امتازوا عن غیرھم وبھا عرفوا ومن امعن النظر فی الکتاب والسنۃ عرف موضع الاخلاق من الدین کموضع الآس من البناء ولا یتیسر ذلک الا بالمجاھدۃ علی ید شیخ کامل قد جاھد نفسہ وخالف ھواہ وتجلی عن الاخلاق الذمیمۃ وتحلی بالاخلاق الحمیدۃ، اعلاء السنن ص ۴۴۲، ۴۴۳، ج۱۸، کتاب الادب والتصوف، باب الترھیب عن مساوی الاخلاق، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی،

(جو لاکھوں میں سے ایک ہوگا) اپنے عقائد، اخلاق، اعمال کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خود ہی بنالے تو اس کو بیعت ہونے کی ضرورت نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱/۸۹ھ

حکم بیعت (جاہل فقیروں کا مقولہ)

سوال:- بیعت ہونے کی کیا شرطیں ہیں اور کیسے آدمی سے بیعت ہونا چاہیئے اور بعض آدمی یہ کہتے ہیں کہ جو بغیر بیعت کے مرجائے گا اس کی شفاعت نہ ہوگی اور شریعت اور طریقت کا رشتہ الگ الگ، یہ بھی بعض جاہل فقیر ہی کہتے ہیں۔ کہ اللہ میں فقیر اور فقیر میں اللہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جاہل فقیروں کا یہ مقولہ الحاد وزندقہ ہے۔ شریعت طریقت کا رشتہ الگ الگ ہونے کا مطلب کیا ہے[۲] بیعت ہونے کے لئے پیر کی ضرورت ہے اس کی شرطیں امداد السالکین[۳]، القول الجمیل[۴] التکشف[۵] میں دیکھئے اس مختصر سی جگہ میں نہیں آسکتی۔ شفاعت ہر مسلم کی

---

[۱] اعلم ان البیعة سنة ولیست بواجبة (احکام القرآن للشیخ مولانا ادریس صاحب کاندھلوی ص۵۵/ج۵/. اعلم ان البیعة سنة ولیست بواجبة لان الناس بایعوا النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وتقربوا بها الی اللّٰہ تعالیٰ الخ (شرح شفاء العلیل ص ۱۱/مطبوعه رحیمیه)

[۲] الطریقة سلوک طریق الشریعة والشریعة اعمال شرعیه محدودة وهما والخفیفة ثلاثة متلازمة الخ شامی کراچی ص۲۰/ج۱/فی المقدمة.

[۳] امدادالسالکین ملاحظه هوشروط شیخ أنست ص۱۰/فارسی.

[۴] القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل شرائط مرشد ص۱۷، ۱۲، سنیت بیعت، حکمت بیعت، شرائط مرشد ومرید، مطبوعه رحیمیه دیوبند،

[۵] (التکشف ص۱۲/ج۳)

ہوگی[1] مقدم ومؤخر کا فرق ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مرید شاگرد میں فرق

سوال: -- مرید اور شاگرد میں کیا فرق ہے، کیا شاگرد مرید کے زمرے میں ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شاگرد عرفاً وہ کہلاتا ہے جو استاذ سے علم پڑھتا ہے۔ مرید وہ ہے جو پیر کے ہاتھ پر توبہ کرے اور گناہوں سے بچنے کا عہد کرے اور احکام خداوندی پر عمل کا وعدہ کرے اور اپنے نفس کی اصلاح پیر کے بتائے ہوئے طریقہ پر کرتا ہو[2] ہر شاگرد مرید نہیں ہوتا۔ بعض میں دونوں باتیں ہوتی ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورتوں کو ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرنا

سوال: -- جس پیر کے سامنے غیر محرم عورتیں بے پردہ آتی ہوں اور ہاتھ میں ہاتھ دے کر

---

[1] ان اللّٰہ ینجی خلقہ من عذابہ بشفاعة الشافعین الفوج بعدالفوج والقبیل بعدالقبیل ثم یخلص من قصرت عنہ شفاعة الشافعین بفضل رحمتہ وھم الذین سلم لھم الایمان ولم یعملوا خیراقط علی ماسبق فی الحدیث (مرقاة ص ۳۱۲/ج ۱۰/باب الحوض والشفاعة، طبع امدادیہ ملتان)

[2] اگر استفسار ازبیعت تصوفی است پس آں بیعت کہ ازمسترشدین واقع میشود دست عقیدت خود ھابدست ارشاد مرشدین منعقد ساختن است الخ، فتاوٰی عزیزی ص ۲۸/ ج ۱/ ثبوت بیعت از سنت، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، القول الجمیل شرح شفاء العلیل ص ۱۷، ۱۸، ۲۲، ۲۱، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،

بیعت ہوتی ہوں ایسا پیر عندالشرع پیر کہلانے کا مستحق ہے یا شیطان ہے ایسے پیر کی عزت کرنی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پیر اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی برکت سے حضور اکرم ﷺ کے سنت کے اتباع کی سعادت نصیب ہوجاوے۔ جو شخص خود خلاف سنت کام کرتا ہے، یہاں تک کہ بیعت بھی خلاف سنت کرتا ہوا اس سے بیعت ہوکر تو سارے ہی کام خلاف سنت ہوں گے اور کبھی بھی اتباع سنت کی توفیق نہ ہوگی ایسے شخص کو پیر نہ بنایا جائے حضور اکرم ﷺ نے کبھی نامحرم عورتوں کو ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہیں فرمایا[1] اور پردہ کی بہت سخت تاکید فرمائی ہے۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورت کا مرید کرنا

سوال: –عورتوں کے اجتماع میں اس مسئلہ پر بڑی کش مکش چل رہی ہے۔ ایک فریق

[1] عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ فِی بَیْعَةِ النِّسَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهٖ الْاٰیة یَااَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنَاتِ یُبَایِعْنَکَ فَمَنْ اَقَرَّتْ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا قَدْ بَایَعْتُکِ کَلَامًایُکَلِّمُهَا بِهٖ وَاللّٰهُ مَامَسَّتْ یَدُهٗ یَدَامْرَأَةٍ قَطُّ فِی الْمُبَایَعَةِ متفق علیه (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۴/ باب الصلح طبع یاسر ندیم دیوبند، بذل المجهود ص ۱۵۵/ ج ۱۷/ مصری)

[2] ملاحظه ہو مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۹/ حدیث ام سلمة عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّهَا کَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَیْمُوْنَةَ اِذَا اَقْبَلَ اِبْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَبَا مِنْهُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَیْسَ هُوَ اَعْمیٰ لَا یُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفَعُمَیَا وَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ رواه احمد والترمذی وابوداؤد ص ۲۶۹/ کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبة، یاسر ندیم دیوبند،

کہتا ہے کہ پیری مُر یدی مرد وعورت دونوں کے لئے جائز ہے۔ دوسرا فریق کہتا ہے کہ صرف مردوں کے لئے درست ہے۔ تیسرا فریق کہتا ہے کہ پیری مریدی نہ عورتوں کے لئے درست ہے نہ مردوں کے لئے، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصلاحِ نفس کی ضرورت مردوں کو بھی ہے اور عورتوں کو بھی ہے۔ اسی مقصد کے لئے مُر ید ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر دوسروں کی اصلاح کرنا اور مرید کر کے ذکر و شغل کی تلقین کرنا یہ کام مردوں کے لئے مخصوص ہے۔ معمولی باتوں کا مشورہ عورت بھی دے سکتی ہے مرید نہیں کرسکتی[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۱؍۵؍۹۰ھ

عورت سے بیعت

سوال:- عورتوں کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے ہاتھ پر کسی نے بیعت نہیں کی۔ خلفاء راشدین اور بعد کے اکابر اہل اللہ کے یہاں بھی یہ دستور نہیں ملتا۔ اس لئے عورت کو پیر بنا کر

---

[1] اخذ بیعت اہل تصوف کے نزدیک عورت کو درست نہیں مگر ہاں کسی کو شغل وظیفہ بتا دینا جائز ہے چنانچہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ درآخر مکتوب شصت و ششم بجانب بوبو اسلام خاتون در بیان عدم جواز خلافت مرزنان راہر چند بکمال مرداں رسد آں خواہر در ہمت میاں مرداں حق تعالیٰ قدم زدہ است الخ (تالیفات رشیدیہ ص ۱۹۳ / ادارۂ اسلامیات لاہور)

اس کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

not found.

[1] اخذ بیعت اہل تصوف کے نزدیک عورت کو درست نہیں مگر ہاں کسی کو شغل وظیفہ بتا دینا جائز ہے چنانچہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ درآخر مکتوب شصت وششم بجانب بوبو اسلام خاتون دربیان عدم جواز خلافت مرزنان راہر چند بکمال مرداں رسد آں خواہر درہمت میاں مرداں حق تعالیٰ قدم زدہ است الخ (تالیفات رشیدیہ ص ١٩٣ / ادارۂ اسلامیات لاهور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم

﴿سلاسلِ صوفیاء اور ان کے اصطلاحات﴾

تصوف کے چار سلسلے

سوال:- تصوف کے چار سلسلے کون کون ہیں اور یہ سلسلے کن کن بزرگوں کی طرف منسوب ہیں یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ چار کے علاوہ کیا تصوف کا کوئی اور سلسلہ نہیں ہے!

الجواب حامداًومصلیاً

آج کل ہمارے اطراف میں چار سلسلے یہ مشہور ہیں۔(۱) چشتی (۲) قادری (۳) نقشبندی (۴) سہروردی

اول (۱) خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی طرف منسوب ہے

دوسرا (۲) حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف

تیسرا (۳) حضرت بہاؤالدین نقشبندی کی طرف

چوتھا (۴) شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی طرف

ان کے علاوہ اور بھی سلسلے ہیں جو دوسرے بزرگوں کی طرف منسوب ہیں[1]
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سلاسل صوفیہ کی انتہاء حضرت علیؓ پر کیوں ہے؟

سوال:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ بزرگوں کے چاروں سلسلے حسن بصریؒ کے واسطے علیؓ تک پہونچتے ہیں اس لئے ان سلاسل کی سند مشکوک معلوم ہوتی ہے اور اس میں روافض کی دسیسہ کاریوں کا شبہ ہوتا ہے کیونکہ اولاً تو حسن بصریؒ کی حضرت علیؓ سے ملاقات میں اختلاف ہے اور اگر ملاقات ثابت بھی ہو تو کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور دوسرے اکابر صحابہؓ تصوف اور علم باطن میں کمال نہیں رکھتے تھے اگر رکھتے تھے اور یقیناً رکھتے تھے تو پھر یہ باطنی سلسلہ حضرت علیؓ ہی سے کیوں چلا دوسرے صحابہؓ سے کیوں نہ چلا۔ امید کہ اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈال کر خلجان کو دور فرمائیں گے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

جو نسبت احسانیہ حضرت علیؓ کو آنحضرت ﷺ سے حاصل ہوئی تھی اس کو انھوں نے خلیفہ اول (صدیق اکبرؓ) سے پھر خلیفہ ثانی (عمر فاروقؓ) سے پھر خلیفہ ثالث (عثمان غنیؓ) سے راسخ اور مستحکم کیا تو یوں سمجھئے کہ ان کی نسبت رسول اکرم ﷺ اور آپ کے خلفاء ثلثہ کے فیضان

---

[1] طریقہ قادریہ مشہورترین طریق است درعرب وہندوستان ونقشبندیہ درہندوستان وماوراء النہر شہرت تمام دارد درحرمین نیز شائع شدہ وچشتیہ درہندوستان بسیار مشہور است، وسہروردیہ درنواحی خراسان وکشمیر وسندھ وکبردیہ درنوراں وکشمیر وشطاریہ درہندوستان وشاذلیہ درمغرب ومصر وسوڈان ومدینۃ فی الجملۃ درمغرب وعیدروسیہ درحضرموت الخ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم ص ۹/ قطب الارشاد ص ۵۴۴/ فصل ان العلماء من المتکلمین الخ، شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل ص ۴۰/ حکمت تکرار بیعت.

کا مجموعہ تھی جس طرح حضرت عثمان غنیؓ کی نسبت حضور اقدس ﷺ اور شیخین کے فیضان کا مجموعہ تھی، ان حضرات میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ تنہا ایسے شخص تھے جن کی تربیت وتکمیل میں آنحضرت ﷺ کے سواء اور کسی انسان کا حصہ نہیں[1] لہٰذا جو سلاسل بھی حضرت علیؓ سے چلے وہ خلفائے ثلٰثہ کے فیضان سے خالی نہیں بایں ہمہ بعض سلاسل ایسے بھی ہیں کہ جن میں حضرت علیؓ کا واسطہ نہیں جیسا کہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ کے جمع کردہ شجرہ سے واضح ہے۔[2] حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے۔[3] قاضی ثناء اللہ صاحبؒ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے خلفاء اربعہؓ کو دونوں طرح کی امامت کاملہ (ظاہرہ وباطنہ) حاصل تھی اور اعلیٰ درجہ کی جانشینی کے منصب پر فائز تھے اور اس جامعیت میں دیگر صحابہ سے افضل تھے اس لئے ان حضرات کے سلاسل اور باطنی فیوض میں برکات بھی زائد ہیں جنکی بدولت طالب صادق بہت جلد منازل طے کر کے مقام معرفت تک پہنچ جاتا ہے اور دولت احسان سے مالا مال ہو جاتا ہے اور اسکا قدم شریعت وطریقت میں نہایت راسخ ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اختلاف کے باوجود چاروں سلسلوں میں بیعت واجازت کی وجہ

سوال:– چاروں سلسلے کے طریقۂ اصلاح وتربیت میں کوئی اختلاف ہے یا نہیں اگر

---

[1] ہر کہ را مبدء تعین اعلی واقرب باشد ولایت او اشرف خواہد بود صدیق را چوں مبدء تعین دائرہ ظلال اعلی بود آنحضرت در مرتبہ ولایت ہم اسبق واشرف آمدہ (ارشاد الطالبین ص ۳۲)

[2] تذکرۃ الرشید ص ۱۰۸ / ج ۲ / نسبت مسلسلہ وشجرات، مطبوعہ نعمانیہ دیوبند،

[3] القول الجمیل شرح شفاء العلیل ص ۱۱۹، فصل گیارھویں، کتبخانہ رحیمیہ دیوبند،

اختلاف ہے تو بعض بزرگوں کے یہاں جو یہ دستور ہے کہ ایک ہی شخص کو چاروں سلسلے میں بیعت کرتے اور اجازت دیتے ہیں تو آخر اس کی کیا صورت ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طریقۂ تربیت واصلاح میں کچھ اختلاف بھی ہے مگر مقصود سب کا ایک ہی ہے اس لئے یہ اختلاف کچھ مضر نہیں اور چاروں سلسلوں میں بیعت کی اجازت دینا ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کو طب یونانی، ہومیو پیتھک ایلو پیتھک، ویدک میں مہارت ہو جانے پر جملہ طرق معالجہ میں اس کو ڈگری دے دی جائے اور وہ مریضوں کے امراض، طبائع، مواسم کی رعایت کرتے ہوئے جو طریقۂ علاج جس کے حق میں مفید سمجھے اس کو اختیار کرے ان طرق معالجہ میں اختلاف کثیر کے باوجود مقصود سب کا ایک ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طرقِ نقشبندیہ کی تحقیق

سوال:- (۱) دونوں ہونٹ بند کر کے ناک کے ذریعہ سانس نکالتے ہوئے اللہ کا ذکر کرنا سانس اندر لیتے ہوئے اللہ، باہر نکالتے ہوئے ھو کہنا، ساتھ اس کے سر کو بھی کافی زور سے حرکت دینا، زور زور سے سانس نکالنا کیا طریقۂ نقشبندیہ میں ضروری اور لازمی ہے اور اس طریقہ کا نام نقشبندیہ اصطلاح میں کیا ہے؟ اور ناک کے ذریعہ ذکر کرنا، منہ بند کر کے ناک کے ذریعہ ذکر کرنے کا ثبوت ہے یا نہیں؟

---

[1] مرجع الطرق كلها الى تحصيل هيئات نفسانية تسمى عندهم بالنسبة (الى قوله) وهذا المعنى هو المتوارث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من طريق مشائخنا لاشك فى ذلك وان اختلف الالوان واختلفت طرق تحصيلها (شرح شفاء العليل ص ۱۳/تا۱۶، كتب خانه رحيميه ديوبند)

(۲) اور اسی کیفیت پر مسجد میں یا کسی دوسرے مکان میں بہہیئت اجتماعی بجلی بند کر کے اور آنکھیں بھی بند کر کے ذکر کرنا ازروئے شریعت بدعت ہے یا نہیں؟

(۳) اسی ہیئت اجتماعی اور اسی کیفیت یعنی ناک کے ذریعہ زور زور سے ذکر کرنے پر اصرار کرنا بدعت ہے یا مستحب؟

(۴) ذکر کے بعد اسی ہیئت اجتماعی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ذکر کرنے الا آدمی المراقب پکار تا ہے، مقام احدیت کچھ وقفہ کے بعد پکارتا ہے، مقام معیت اور کچھ وقفہ کے بعد مقام اقربیت پکارتا ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان مقامات تک پہنچو۔ دعویٰ یہ ہے کہ سینئر ساتھی ان مقامات تک پہنچتے ہیں۔

(۵) اس کے بعد سیر کعبہ ہوتا ہے ذاکر پکارتا ہے طواف کرو اور اس کے بعد ذاکر کہتا ہے کہ روضۂ اقدس کے پاس چلو اور دعویٰ ہے کہ طواف بھی مراقبہ میں ہو جاتا ہے اور روضۂ اقدسؐ کے پاس حاضر ہو کر درود شریف بھی پڑھتے ہیں۔ یہ معمول روزانہ بعد نماز مغرب بہ ہیئت اجتماعی لزوماً کیا جاتا ہے۔ بعد نماز تہجد اکابر موجود ہوں تو بہ ہیئت اجتماعی یہ معمول مذکور ہوتا ہے۔ اکابر اگر موجود نہ ہو تو انفرادی طور پر کیا جاتا ہے۔

(۶) اور ان ذاکرین کا دعویٰ ہے کہ مردوں کے احوال مشاہدہ کر سکتے ہیں اور مردوں سے بات چیت بھی کرتے ہیں۔ ان کیفیات کے ساتھ ذکر کرنا ازروئے شریعت بدعت ہے یا مستحب یا فرض یا واجب؟ اور اس طریق کے لئے دعوت دینے والا مستحق اجر ہوگا یا نہیں؟

(۷) کیفیت مذکورہ سے ہیئت اجتماعی کے ساتھ منہ بند کر کے ناک کے ذریعہ زور زور سے اللہ کا ذکر کرنا ان ذاکریں کے نزدیک بھی پاس انفاس ہے۔ کیا واقعی پاس انفاس اسی کا نام ہے یا پاس انفاس منہ کے ذریعہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگر کیا جا سکتا ہے تو اس کا طریقہ کیا ہوگا؟

(۸) کیفیت مذکورہ کے علاوہ مطلق ذکرواذکار بہ ہیئت اجتماعی بعداز نماز یا کسی بھی وقت مسجد میں یا مسجد کے علاوہ کسی مقام پر کرنا بدعت ہے یا مستحب؟

(۹) ذاکرین میں سے ایک فرد کا کہنا ہے کہ ہمارا مرشد چھ مہینے کے بعد پیغمبرؐ خدا کے دست مبارک پر بیعت کراسکتا ہے۔ یہ از روئے شریعت کہاں تک درست ہے؟

(نوٹ) ان ذاکرین میں سے اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ترقی کرنے کے بعد یہاں ان مساجد میں نماز نہیں پڑھیں گے بلکہ نماز حرم شریف میں پڑھیں گے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح علم حدیث مستقل فن ہے[۱] اس کی اصطلاحات ہیں اس کا طریق روایت ہے۔ حدیث کو قبول ورد کرنے کے لئے اصول ہیں، جرح وتعدیل کے ائمہ ہیں، اسی طرح تزکیۂ باطن مستقل فن ہے۔ اس کے اصول ہیں، طریق کار ہے، اس کے ائمہ ہیں، سہروردیہ طالبین سے کچھ ریاضتیں کرائی جاتی ہیں کہ ان کو اپنے دھیان پر قابو ہوجائے اور یکسوئی میسر آسکے۔ یہ درحقیقت معالجات ہیں۔ ہر معالجہ کا قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ومنقول ہونا ضروری نہیں بلکہ معالجہ کا مدار زیادہ تجربات پر ہے جیسا کہ طبیب اور ڈاکٹر علاج کرتے ہیں۔ دوا اور انجکشن وآپریشن وغیرہ کا منقول ہونا لازم نہیں البتہ تزکیۂ باطن کے معالجات کیلئے یہ ضروری ہے کہ کوئی چیز قرآن کریم حدیث شریف کے خلاف نہ ہو[۲] جو چیزیں بطور عبادت مستقلہ کی جاتی ہیں ان کا منقول ہونا ضروری ہے، ان کو اپنی طرف سے ایجاد نہیں

---

۱ حضرات نقشبندیہ کے اذکار واشغال کی مکمل تفصیل ملاحظہ ہو، ضیاء القلوب بابِ سوم، کلیات امدادیہ ص ۴۵/ مطبوعہ کراچی.

۲ مااحدث مما یخالف الکتاب اوالسنة اوالاثر اوالاجماع فهو ضلالة، وما احدث من الخير ممالايخالف شيئامن ذالک فليس بمذموم، مرقاة ص ۱۷۹/ ج ۱/ باب الاعتصام بالکتاب والسنة فصل اول، مطبوعه بمبئی.

کیا جا سکتا ہے۔[۱] یہ فرق ہے معالجات وعبادات میں ایک کودوسرے پر قیاس کر کے دلیل نقلی کا مطالبہ بے محل ہے، اللہ کا ذکر منہ سے ہو یا ناک سے ہوسب درست ہے، بلکہ ذکر قلبی، ذکر روحی، ذکر سری بھی کیا جاتا ہے۔ آخر قرآن کریم میں یہ تو صاف صاف مذکور ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّاتَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ (الاٰیہ)[۲] ہر شئی تسبیح پڑھتی ہے ناک اور منہ بھی تسبیح پڑھنے لگیں تو اس میں کیا اشکال ہے بلکہ ہر ہر عضو کی تسبیح بھی مسموع ہوسکتی ہے۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

بذکرش ہر چہ بینی درخروش است ولے داند دریں معنی کہ گوش است
نہ بلبل بر گلش تسبیح خواں نیست کہ ہرخارے بہ تسبیح اش زبانیست[۳]

اگر دوسرے لوگوں کو اس طرز سے بعد ووحشت ہوتو مناسب یہ ہے کہ یہ عمل مسجد میں نہ کیا جائے بلکہ کسی اورمکان میں جہاں سب اسی قسم کے لوگ ہوں وہاں کیا جائے، دھیان ایک طرف لگائے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آدمی طواف میں لگالے اور قرب ومعیت کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا[۴] اور نَحْنُ اَقْرَبُ[۵] وغیرہ ان آیات کے معانی کا

---

[۱] من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن لہ من الکتاب والسنۃ سند ظاھر اوخفی ملفوظ اومستنبط فھو مردود علیہ مرقاۃ ص۱۷۷/ ج۱/باب الاعتصام،فصل اول،مطبوعہ بمبئی.

[۲] سورۂ اسراء آیت ۴۴/.

ترجمہ: -اورکوئی چیز ایسی نہیں جوتعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو، لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں ہو(بیان القرآن)

[۳] اس کے ذکر میں جس چیز کو دیکھو رطب اللسان ہے،لیکن اس معنی کو وہ جانتا ہے جس کو کان ہے (یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کشف کے کان عطا کئے ہیں) پھول پر بلبل ہی تسبیح خواں نہیں ہے، بلکہ ہر خار اس کی تسبیح کے لئے زبان ہے(یعنی سراپا زبان بنا ہوا ہے کہ اس کی تسبیح میں مشغول ہے)

[۴] سورۂ توبہ آیت ۴۰/.

[۵] سورۂ ق آیت ۱۶/.

کچھ مراقبہ کیا جائے۔ اس طرح یکسوئی حاصل ہونے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ مادیات سے ہٹ کر آدمی معنویات اور روحانیت کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ جس سے اس کو نسبت حاصل ہوجاتی ہے۔ نقشبندیہ کے یہاں لطائف پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور وہ حضرات اس لائن میں کامیاب ہوتے ہیں جب کہ لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ خفی، لطیفہ نفس اور پھر لطیفہ ذات بحت یہ سب لطائف جاری ہوجاتے ہیں اور ذکر کرتے ہیں اور ان لطائف کے علوم بھی حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ خواجہ محمد معصومؒ کے کلام میں بہت کچھ تفصیلات مذکور ہیں۔ بعد میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ چیدہ چیدہ امور کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر فرمایا ہے۔ ذکر کا حکم قرآن کریم میں ہے۔ یَـا اَیُّهَـا الَّـذِیْـنَ اٰمَـنُـوْا اذْكُـرُ و اللّٰـهَ ذِكْراً كَثِیْراً (الاٰیة)[۱] وَسَبِّـحُـوْهُ بُـكْرَةً وَّاَصِیْلاً (الاٰیة) نیز حدیث پاک میں ہے۔ لَایَـزَالُ لِسَـانُكَ رَطْبـاً مِّنْ ذِكْـرِ اللّٰهِ[۲] اور حدیث قدسی میں ہے کہ میرا بندہ جب اپنے جی میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اپنے جی میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور جب وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں، میری مجلس اس کی مجلس سے بہتر ہے۔[۳] نیز حدیث پاک میں ہے قیامت قائم نہیں ہوگی اس وقت تک جب تک اللہ کا ذکر کرنے والے موجود رہیں گے[۴] اس لئے ذکر جماعت

---

۱ سورۂ احزاب آیت ۴۱، ۴۲/.

ترجمہ:- اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو (بیان القرآن)

۲ مشکوة شریف ۱۹۸/ باب ذکر اللّٰه عزوجل، طبع یاسر ندیم دیوبند.

۳ قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول اللّٰه تعالىٰ انا عند ظن عبدى بى وانا معه اذا ذكرنى فان ذكرنى فى نفسهٖ ذكرته فى نفسى وان ذكرنى فى ملاءٍ ذكرته فى ملاء خير منه (مشكوة ص ۱۹۶/ ذكر اللّٰه عزوجل، طبع ياسر نديم ديوبند)

۴ لاتقوم الساعة حتىّٰ لايقال فى الارض اللّٰه اللّٰهُ (مشكوة ص ۴۸۰/ باب لاتقوم الساعة الاعلى شرار الارض طبع ياسر نديم ديوبند)

E:\F.M.Fainal\Jild-6\ Salasil-e-Soofiya

کے ساتھ ہو یا تنہا ہو مامور ومنقول ہے۔ البتہ اتنالحاظ چاہیے کہ دوسرے کے لئے باعث اذیت نہ ہومثلاً اس کی وجہ سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے یا سونے والوں کی نیند میں خلل آئے[1] اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بعضے بندوں کوکشف قبور بھی عطافرماتے ہیں کہ وہ ان کے احوال سے واقف ہوجاتے ہیں اوران سے بات چیت بھی کرتے ہیں، ناواقف لوگوں کوخبر بھی نہیں ہوتی ،مگر یہ یادرہے کہ کشف میں اگرکوئی شخص طواف کرلے بلکہ ساراحج کرلے تواس سے فریضۂ حج ادانہیں ہوگا۔اسی طرح جوکچھ بھی کشف میں دیکھےوہ حجت شرعی نہیں۔اگرحجت شرعی کے خلاف ہےتواس کشف کوقبول نہیں کیا جائے گا،ردکردیا جائے گا۔کوئی شخص اگرکشف کوتسلیم نہ کرے تواس پرسخت حکم نہیں لگایا جائے گا۔جیسا کہ قرآن کریم اورحدیث شریف کوقبول نہ کرنے سے سخت حکم لگایا جاتا ہےاورکشف کو ہرکس وناکس کے سامنے بیان بھی نہیں کرناچاہیئے''پاس انفاس'' بھی قرآن وحدیث سے ثابت کرنادشوار ہےسانس کےساتھ ہوتا ہے جس طرح ناک سے کرتے ہیں اسی طرح منہ سے بھی کرتے ہیں زبان کوتالو سے لگاکرجب سانس اندرجائےتواللہ کہاجائے اورجب باہرآئےتوھو کہاجائے۔زبان کوحرکت نہ ہویہی پاس انفاس ہے۔نقشبندیہ ناک سے کرتے ہیں چشتیہ منہ سے کرتے ہیں۔درحقیقت کرتے توسب سانس سے ہی ہیں مگربعض حضرات ناک سے سانس لےکرکرتے ہیں بعض منہ سے اور یہ بھی بطورمعالجہ یکسوئی حاصل کرنے کے لئے ہےمراقبہاوریکسوئی کی مشق سے یہ بھی ممکن ہے کہ اس مراقبہ میں حضرت نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوجائے اوراسی حالت میں بیعت سے بھی مشرف ہوجائےمگراس بیعت کاوہ حال وحکم نہیں جوحضوراکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں بیعت کاحکم ہےاورایسا شخص صحابی کہلانے کامستحق نہیں ہے نہ ان کے درجہ کوپہونچ

---

[1] اجمع العلماء سلفاً وخلفا علی استحباب ذکر اللّٰہ تعالیٰ الی ماقال الاان یشوش جھر ھم بالذکر علی نائم او مصلی الخ، طحطاوی علی المراقی الفلاح ص:۱۸۵/ مطبوعہ دارالکتاب دیوبند.

سکتا ہے۔ جو شخص اپنے مراقبہ میں فرض نماز حرم شریف میں پڑھے اور یہاں رہنے کے باوجود اپنے جسم سے ادا نہ کرے تو اس کا فرض ادا نہیں ہوا وہ تارک فرض ہے یہاں پڑھنا ضروری ہے۔ مراقبہ کی نماز تو قلب وروح کی لذت کے لئے ہے ادائے فرض کے لئے نہیں۔ اگر یہاں نماز ادا نہیں کی جائے گی بلکہ مراقبہ کی نماز پر کفایت کی جائیگی کہ ہم تو حرم شریف میں نماز پڑھ چکے تو اس سے بددینی پھیلے گی اور زندقہ کہلائے گا جس کی وجہ سے فرائض کا اہتمام ختم ہوکر ترک اور انکار کا موقع ملے گا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۱۴۰۰ھ

مضمون جواب مکمل وصحیح ہے صرف تقریب فہم کے لئے سوال کے نمبروں کے اعتبار سے نمبروار کچھ توضیح کردی جاتی ہے۔ یہ توضیحات مندرجہ ذیل سطور پر ملاحظہ فرمائیں۔ فقط

بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۱/۱۴۰۰ھ

توضیح موعود حسب ترتیب نمبر سوال

(۱) ان اشغال ومراقبات کی بابت فی نفسہٖ کلام نہیں البتہ ان سب کو ضروری ولازمی یا واجب بالاصل نہیں کہہ سکتے۔ یہ چیزیں معالجات وتربیت کے باب سے متعلق ہیں۔ بعض مریض کے اعتبار سے واجب لغیرہ بعض مریض کے اعتبار سے ناجائز بھی ہوسکتی ہیں اور مباح شرعی کو جب واجب شرعی واصل قرار دیا جانے لگے یا اس کے ساتھ واجب شرعی اور اصل جیسا معاملہ کیا جانے لگے تو اس مباح کا ترک یا اس کی اصلاح کرنا واجب ہو جاتا ہے[2] بس

---

[1] ان العبد مادام عاقلاً بالغاً لایصل الیٰ مقامٍ یسقط عنه الامر والنهی ،شرح فقه اکبر ص ۱۴۹ / مطبوعه مجتبائی دهلی.

[2] فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروها،سباحة الفکر ص ۲۷ / مطبوعه یوسفی لکهنؤ،سعایه علی شرح الوقایة ص ۲۶۳ / ج ۲ / باب صفة الصلوة قبیل فصل فی القراءة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

وہاں کے جیسے حالات ہوں گے ویسا ہی حکم ہوگا۔

(۲) اس نمبر کا حکم بھی وہی ہے جو نمبر (۱) میں مذکور ہے۔

(۳) کسی خاص طالب ومریض کے بارے میں اگر کوئی شیخ محقق ومتبع سنت ہونے کے ساتھ ساتھ عالم ربانی بھی ہو اور وہ اس علاج میں اس مریض کی صحت منحصر سمجھ کر ضروری قرار دیتا ہے تو تاحصول صحت وعدم مضرت درمیان معالجہ یہ اصرار کرنا بھی درست ہوسکتا ہے اور درصورت دیگر ناجائز وممنوع بھی ہوسکتا ہے۔

(۵،۴) اس کا بھی وہی حکم ہے جو (۳) میں مذکور ہے۔ باقی ان اشغال میں فساد زمانہ کی وجہ سے منافع کے اعتبار سے خطرات ونقصانات زیادہ ہیں۔ اس لئے ان سب کا عام حکم دینا خلافِ تحقیق ہوگا بخلاف اس کے طریق سنت چونکہ زیادہ محفوظ ومضبوط ہوتا ہے۔ اس لئے وہ انسب واحوط ہوگا۔ **کما اشار الیہ قولہ علیہ السلام تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ**[1] نیز طریق سنت حسب ارشاد رسالت **ما انا علیہ واصحابی** کا ہے،[2] لہٰذا اس کو مضبوط پکڑنا مقدم ہے۔

(۶) عارفین کاملین کے نزدیک ان احوال ومشاہدات میں استغراق کبھی کشود کار میں حاجب بنتا ہے اور کبھی وصول الی المطلوب میں حائل ومانع بنتا ہے۔ لہٰذا مصلح کی نظر اس پر بھی رہنا ضروری ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ سب کو ایک ہی لکڑی سے ہانکنا مفید نہ ہوگا بلکہ **طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق** بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہوگا۔

(۷) یہ مقصود نہیں بلکہ صرف ذریعۂ مقصود ہے، اسلئے اس میں بھی غلو مثل اور مراقبات میں غلو کے مضر فی المقصود ہوگا، باقی اس کی کیا صورت ہوتی ہے اصل جواب میں مذکور ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۱ /۳ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، طبع یاسر ندیم دیوبند.

[2] لیاتین علی امتی کما اتی (الی قولہ) من ھی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما انا علیہ واصحابی (مشکوۃ شریف ص ۳۰/ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، طبع یاسر ندیم دیوبند)

(۸) ہیئت اجتماعی سے کیا مراد ہے۔ اگر یہ مراد ہے کہ سب اپنا اپنا ذکر اپنے اپنے طور پر کررہے ہیں مگر مکان واحد ہونے کی وجہ سے ہیئت اجتماعی معلوم ہوتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس سے حلقہ بنا کر مروجہ اجتماعی طریقہ مراد ہے تو اس کا حکم (۱) میں گذر چکا ہے۔

(۹) یہ بیعت اس عالم کی بیعت نہیں ہوگی اور نہ اس کی اجازت اس عالم کی اجازت ہوگی اور نہ اس پر وہ ثمرات مرتب ہوں گے جو اس عالم کی بیعت پر مرتب ہوتے ہیں۔

(۱۰) مساجد میں سے کسی مسجد میں جماعت کے وقت موجود رہے گا اور پھر اس مسجد میں نماز نہ پڑھے گا اور مذکورہ دعویٰ کرے گا تو یہ قول عندالشرع زندقہ کا مورث شمار ہوگا اور اگر باز نہ آئے گا تو درجۂ ضال ومضل میں داخل شمار ہوگا[1]

(نوٹ) مشائخ متقدمین کے سخت سخت مجاہدات کے متحمل نہ تو اس زمانہ کے قویٰ رہے اور نہ اس کا اب سہارا رہا، پھر ان کی تکمیل کے بعد عجب وکبر میں ابتلاء کا شائبہ بھی کجیٔ طبائع کی وجہ سے مظنون ہوجاتا ہے اور نسبت احسان جو طریق باطن کی اساس ہے اور جس کی تحصیل کی سعی کا قیامت تک کے لئے حدیث احسان[2] کے تحت جو مکلّف ومخاطب ہے انھیں وجوہ کی وجہ سے مشائخ متأخرین کے محققین نے طریقۂ علاج میں احیاء العلوم[3] وغیرہ میں لکھے ہوئے سخت سخت مجاہدوں کو ختم کرکے عبدیت کاملہ جو اصل مقصود میں معاون ہے کے تحت انکسار قلوب کے مشاغل ومجاہدات کے ذریعہ سلوک باطن کے طرق متعین فرمائے اور تکمیل سلوک میں مشغول

---

[1] کل حقیقة ردته الشریعة فهو زندقة (مکتوبات امام ربانی ص۱۱۸/ج۱/ دفتر اول مکتوب نمبر ۴۳/

[2] ملاحظہ ہو: حدیث احسان مشکوۃ شریف ص ۱۱/ کتاب الایمان ،فصل اول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

[3] ملاحظه هو احیاء العلوم ص۳۹۵/ج۴/ کتاب المراقبة والمحاسبة المرابطة الخامسة المجاهدة، مطبوعه مصری،

ہو گئے اس میں نہ عجب و کبر کا شائبہ ہوتا ہے نہ خلاف مقام عبدیت (خرافات وغیرہ) کی جانب رجحان ہوتا ہے اور افادیت دو چند ہو جاتی ہے۔ اس تجدیدی کارنامہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت دخل ہے پھر ان کے اصحاب میں سے حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس تجدیدی کارنامہ کو پروان چڑھایا اور تکمیل فرما دی۔ مکاتیب رشیدیہ و تصانیف حضرت تھانویؒ اس پر شاہد ہیں۔ رسالہ مبادی التصوف کا مطالعہ بہت زیادہ حصولِ بصیرت کا ذریعہ بنے گا. فلیراجع الیہا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

العبد نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۱/۱۴۰۰ھ

اس تحریر میں حضرت مفتی نظام الدین صاحب نے روشنی ڈال کر بہت وضاحت فرما دی۔

العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۱/۱۴۰۰ھ

شریعت، معرفت، طریقت اور حقیقت کیا ہیں؟

سوال:- شریعت، معرفت، طریقت اور حقیقت کیا چیز ہے؟ اور ان چاروں کا مطلب کیا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

یہ اونچی باتیں ہیں۔ اربابِ شریعت اور حقیقت ہی سمجھتے ہیں۔ البتہ شریعت و طریقت کا فرق ظاہر ہے۔ وہ یہ کہ جو احکام انسان کے ظاہر سے متعلق ہوں وہ شریعت ہیں اور تربیت باطن کا نام طریقت ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ معاون و مددگار

ہیں۔ ان میں سے ایک کی تکمیل دوسرے سے ہوتی ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱/۲۶ھ

شریعت وطریقت میں فرق

سوال:- یہ کہنا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ شریعت اور طریقت کے احکام الگ الگ ہیں۔ جیسے دو حکومتوں کے قانون الگ الگ ہوتے ہیں کہ ایک حکومت میں مثلاً بندوق رکھنا درست ہے دوسری حکومت میں جرم ہے اسی طرح کچھ چیزیں شریعت میں حرام ہیں۔ جیسے شراب پینا، ننگے پھرنا، نماز، روزہ فرائض کو چھوڑنا۔ قبروں کو سجدہ کرنا۔ اکابر کو گالیاں دینا۔ پیروں سے مرادیں مانگنا۔ ساز گانا سننا اور قوالی میں سر دھننا وغیرہ وغیرہ اور طریقت میں یہ سب درست ہے اور جائز ہیں تو یہ اعتقاد سراسر باطل اور گمراہی اور انتہائی بددینی ہے اگر یہ مطلب ہے کہ شریعت میں احکام ظاہرہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، بیع، شراء، نکاح، طلاق وغیرہ کے احکام بیان کئے

---

[۱] وهى (الحقيقة) والطريقة والشريعة متلازمة لان الطريق الى الله تعالىٰ لها ظاهر وباطن فظاهرها الشريعة والطريقة وباطنها الحقيقة فبطون الحقيقة فى الشريعة والطريقة كبطون الزبدفى لبنه لايظفرمن اللبن بزبده بدون مخضه والمرادمن الثلاثة اقامة العبودية على الوجه المرادمن العبد اه من الفتوحات الالهية للقاضى زكريا (الشامى نعمانيه ص ۲۹۵/ج۳/ مطلب فى حال الشيخ، كتاب الجهاد الخ.

فتاوىٰ رشيديه ص ۱۷۱/ج ۱/تا۱۷۷/ معرفت وحقيقت ملاحظه هوص ۱۶۵/فتاوى عزيزى ص ۱۵۲/ج ۱/ دربيان شريعت طريقت طبع رحيميه ديوبند الخ .

جاتے ہیں اور طریقت میں احکام باطنہ، صبر، شکر، رضا، تسلیم، تفویض، توکل، اخلاص وغیرہ کے احکام بیان کئے جاتے ہیں، یعنی شریعت ظاہر کی اصلاح کرتی ہے اور طریقت باطن کی اصلاح کرتی ہے تو یہ صحیح ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا حقیقت اور شریعت الگ الگ ہیں؟

سوال:- (۱) عوام میں بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص کسی پیر کا مرید نہ ہوگا اور مرجائے تو اس کی بخشش نہ ہوگی اور یہ بھی کہتے کہ شریعت کا راستہ اور حقیقت کا راستہ الگ الگ ہے اور جو فقیر جانے اس کو شریعت والے کیا جانیں۔ فقیر کے رمز کو بھلا مولوی کیا جانے سمجھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جہالت در جہالت ہے۔ ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہیں، دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں ان کی صحبت سم قاتل ہے۔ مرید ہونے کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ شریعت پر عمل کرنا آسان ہوجائے اور نفس وشیطان کے دھوکہ میں نہ آئے۔ جس حقیقت کا راستہ شریعت کے خلاف ہو وہ ہرگز اللہ ورسول کی مرضی کے موافق نہیں۔ وہ شیطان کا راستہ ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وھی (الحقیقة) والطریقة والشریعة متلاً زمة لان الطریق الی اللّٰہ تعالیٰ لھا ظاھر وباطن فظاھر ھا الشریعة والطریقةوباطنھاالحقیقة (الشامی نعمانیہ ص ۲۹۵/ ج۳/ کتاب الجھاد مطلب فی حال الشیخ الاکبر محی الدین الخ)فتاوی عزیزی ص ۱۵۲/ ج ۱/در بیان شریعت وطریقت و حقیقت و معرفت . معرفت وحقیقت ملاحظہ ہو ص ۱۲۵/ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷/ تا۷۷/ ج ۱/.

[۲] ملاحظہ ہو فتاوی عزیزی ص ۱۵۲/ ج ۱/ در بیان شریعت وطریقت شامی نعمانیہ ص ۱۹۵/ ج ۳/۔

طریق توبہ

سوال:- جب زید اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام گذشتہ گناہوں کی توبہ کرے اور معافی مانگے تو زید اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کے لئے بہتر طریقہ کونسا اختیار کرے اور توبہ کے لئے کون سے الفاظ زبان سے بولے یعنی اپنی زبان سے یا اردو یا فارسی سے صرف ایسے الفاظ کہے کہ یا اللہ میں اپنے تمام کبیرہ صغیرہ گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں اے اللہ اپنے فضل وکرم سے میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور میری توبہ قبول کر لیجئے اور اسکے ساتھ میں زید اپنے دل میں بھی شرمندہ ونادم ہوتا رہے۔ اس کے علاوہ شرعی احکام کے مطابق گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا جو اور کوئی بہتر طریقہ ہو یعنی زبان سے الفاظ ادا کرنا اور دل میں تصور اور نیت کرنا اور ہاتھ پاؤں سے عمل کرنا ان سب طریقوں سے مطلع فرمایا جائے۔ جس کے ذریعہ توبہ قبول ہونے کی توقع ہو۔ فقط

الجواب حامداً مصلیاً

اول وضو کرے اور اچھی طرح کرے بعدہ دو رکعت نفل پڑھے پھر اللہ سے استغفار کرے اگر کوئی خاص گناہ کیا ہو تو اس سے ورنہ سب گناہوں سے دل سے توبہ کرے یعنی دل سے جس قدر ندامت کرسکتا ہے کرے اور آئندہ کیلئے اس سے بچنے کا پختہ ارادہ کرے اگر کسی کا کوئی حق ہو تو اسکی توبہ کیلئے اس کی ادائیگی یا اس سے معافی مانگنا شرط ہے[1]۔ مذکورہ الفاظ بھی کافی ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْبَكْرٍ وَصَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًاثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُاللّٰهَ اِلَّا غَفَرَاللّٰهُ لَهٗ الخ (مشکوٰۃ ص ۱۱۶ /باب التطوع) ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تصورِ شیخ

سوال:- تصورِ شیخ کا کیا مطلب ہے اور یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض لوگوں پر خطرات ووساس کا ہجوم ہوتا ہے جو کہ عبادات میں بھی مخل ہوتا ہے اور ایمان بھی ان کی وجہ سے بہت مضمحل ہوجاتا ہے اور کوئی دوسری تدبیر فوری طور پر کارگر نہیں ہوتی تو ان کے لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ اپنے پیر کا تصور کریں یہاں تک کہ کوئی خطرہ اور وسوسہ باقی نہ رہے اور یکسوئی حاصل ہوجائے اور عبادات پورے سکون سے ادا ہوسکیں اور ایمان میں اضمحلال نہ ہو[1] لیکن اس میں دوسرا اندیشہ بھی ہوتا ہے جو بہت نقصان دہ ہے اسلئے آج کل عام طور پر اس سے منع کیا جاتا ہے[2] اور دوسری تدابیر کو اختیار کیا جاتا ہے اگرچہ ان کا اثر دیر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............(قوله ثم يستغفر الله اى لذلک الذنب كمافى رواية ابن السنى والمراد بالاستغفار التوبة بالندامة والاقلاع والعزم على ان لايعود اليه ابداوان يتدارک الحقوق ان كانت هناک، مرقاة ص١٨٧/ ج٢/ باب صلوة التطوع، الفصل الثانى، مطبوعه بمبئى.

ترجمه :-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ ہی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص نہیں جو گناہ کرے پھر کھڑا ہوکر پاکی حاصل کرے (وضو کرے) پھر نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] اذا وقع لک فى اثناء الذكر والاشغال تفرقة اووسوسة او قبض (الى ان قال)وان لم تجد وقتک استمرت التفرقة معک فاحضر فى خيالک صورة شيخک المربى لک فانه يربى ببركته تبدل التفرقة بالجمعية (انتباه فى سلاسل اولياء الله مترجم ص٤٦-٤٧)

[2] فيفرض كانه حاضرناظر لكن تصور افقط لااعتقاد افانه شرک ولذايمنع منه العوام (الى ان قال) لكن لما كان ضرره للعوام اكثرمن هذا النفع المذكورلم يعتبرهذا النفع فى منعهم (التكشف ص٤/)

میں ہو اس لئے کہ ان میں مضرت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

نماز میں پیر صاحب کا تصور

سوال:- حالت نماز میں پیر صاحب کا دھیان کرنا کیسا ہے؟ پیر صاحب نے کہا کہ جائز ہے اور حوالہ دیا کہ سورۂ لہب میں ابولہب کا تذکرہ ہے، اسکی تو نماز میں یاد آتی ہے اور اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر میرا بھی نماز میں دھیان آ جائے تو اس سے نماز میں نہ خلل ہوگا اور نہ نماز فاسد ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حالتِ نماز میں یہ تصور کیا جائے کہ اللہ پاک سامنے حاضر ہے[۱] اس وقت قصداً پیر صاحب کا دھیان کرنا کہ انکے سامنے حاضری ہے ہرگز نہیں چاہیے۔[۲] ویسے جو کچھ بھی نماز میں پڑھا جائیگا اسکے معنی کا دھیان آئیگا مگر یہ حاضری کا تصور نہیں۔ پیر صاحب کے تصور کو ابولہب کے تصور پر قیاس کرنا پیر صاحب کی بے ادبی ہے۔ ابولہب خدا کا دشمن اور جہنمی ہے، اس نے حضور ﷺ کی مخالفت کرکے اذیت پہونچائی ہے، اور گمراہی پھیلائی ہے ہدایت سے روکا۔[۳]

---

[۱] فی حدیث عمربن الخطاب :قال ان تعبداللّٰہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک الحدیث مشکوۃ ص ۱۱/ کتاب الایمان، الفصل الاول.

[۲] فیفرض کانہ حاضر ناظر لکن تصورا فقط لااعتقادا فانہ شرک ولذ یمنع منہ العوام التکشف ص ۴/ ج ۱/ .

[۳] واسمہ عبدالعزی بن المطلب الی ماقال وکان کثیرالاذیۃ لرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم والبغضۃ لہ والا زدراء بہ والتنقص لہ ولدینہ، تفسیر ابن کثیر ص ۹۰۰/ ج ۴/ مطبوعہ مکتبہ نجاریہ مکہ مکرمہ.

پیر صاحب کا مقام کچھ اور ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند

PAGE24\A0
not found.

[1] وهـذه الـنسبة لاتـكـاد تـحصل الا بصحبة المشائخ اكمل الذين استنارت قلوبهم بنورهذه النسبة العظمى الخ اعلاء السنن ص ۴۵۴/ج ۱۸/ باب الذكر والدعاء، كراچي.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب چہارم

اوصاف شیخ اوراہمیت تصوف

شیخ طریقت کے اوصاف

سوال:- زید پیرطریقت اوربعض اعمال میں نہایت متبع شرع ہے مگر ایک عمل تو یہ ہے کہ اکثر قیلولہ ایسا کرتے ہیں کہ نمازِ ظہر میں دیدہ ودانستہ اپنی جماعتِ ثانیہ کرتے ہیں۔ تقریباً ہمیشہ کا معمول ہے۔اگر چہ اشارۃً کہاجاچکا کہ جماعتِ اول کے برابر جماعتِ ثانیہ کا ثواب نہیں ہوتا۔ حافظ ہیں ،ظاہراً علمِ حدیث وقرآن کانہیں مگرنماز روزہ کے نہایت پابند ہیں اور بظاہر کوئی گناہ کی بات نظر آئی نہ سنی۔آیاعندالشرع شریف ایسے شخص قابلِ شیخیت ہوسکتے ہیں اورلوگ بیعت ہوسکتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

بیعت کے لئے شیخ ایساہوناچاہئے جوبقدرضرورت علمِ دین رکھتا ہو۔عقائد حقہ، اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ کے ساتھ متصف ہو۔حب جاہ، حب مال، ریاء، کبر، حسدوغیرہ اخلاقِ رذیلہ کی اصلاح کسی شیخ محقق کی تربیت میں رہ کرکرچکاہواوراس شیخ محقق نے اس پر

اعتماد کیا ہو۔ بدعات سے پرہیز کرتا ہو، متبعِ سنت ہو۔ ان صفات کو دیکھ کر انتخاب کیا جائے[1]۔ بلاعذر ترکِ جماعت کی عادت کر لینا اور جماعتِ ثانیہ کرنا شرعاً مذموم ہے[2]جس مسجد میں امام و نمازی متعین ہوں اور ہمیشہ جماعت ہوتی ہو وہاں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا اولیاء بھی معصوم ہوتے ہیں؟

سوال: - کیا اولیاء اللہ انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہوتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عصمت تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے البتہ بہت سے اولیاء کو اللہ پاک گناہوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور بعض اولیاء کاملین سے کبھی گناہ سرزد ہو جاتے ہیں مگر وہ عین گناہ کی حالت میں خائف رہتے ہیں اور گناہ پر اس قدر نادم ہوتے ہیں جس کا دوسرے لوگ اندازہ نہیں کر سکتے حتیٰ کہ ساری عمران کو اس کا ملال رہتا ہے عصمت اور حفاظت کا فرق

---

[1] ملاحظہ ہو فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴ / ج ۲ / مسائل متفرقہ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔

[2] حدیث صدو شانزدھم عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیْ فَلَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ اِتِّبَاعِہٖ عُذْرٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ صَلّٰھَا قِیْلَ وَمَاالْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْمَرَضٌ اخرجہ ابو درداء (التکشف ص ۶۷ / ج ۵ /)

ترجمہ: - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص نے منادی (موذن کی اذان) کو سنا اور اس کو اس کا اتباع کرنے سے کوئی عذر مانع نہیں تو اس کی نماز جو اس نے پڑھی قبول نہیں ہوتی۔ عرض کیا گیا کہ عذر کیا ہے ارشاد فرمایا خوف یا مرض۔

[3] یکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ (الی قولہ) والمراد بمسجد المحلۃ مالہ امام وجماعۃ معلومون کمافی الدرر وغیرھا (الدرالمختار علی الشامی نعمانیہ ۳۷۱ / ج ۱ / شامی زکریا ص ۲۸۸ / ج ۲ / باب الامامۃ مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد)

فتاویٰ عزیزی[۱] جلد ا؍ میں مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کامل بزرگ کی پہچان

سوال:- سچے اور کامل بزرگ کی کیا پہچان ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کے عقائد قرآن وحدیث کے مطابق ہوں۔ اخلاق نبویہ کے ساتھ متصف ہو، ضروریات دین کا علم رکھتا ہو۔ متبع سنت ہو مال وجاہ کا لالچی نہ ہو آخرت درست کرنے کی فکر ہروقت ہو۔ مخلوق پر شفیق ہو کسی کامل بزرگ کی صحبت اور تعلیم کے ذریعہ سے اپنے نفس کی اصلاح کی ہو اور ان بزرگ نے اس پر اعتماد کیا ہو۔ اس کی صحبت میں بیٹھنے والوں کی حالت روز بروز درست ہوتی ہو یعنی دنیا کی رغبت کم اور آخرت کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہو۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وعصمت دو معنی دارد اول امتناع صدور ذنب مع القدرة علیہ وایں معنی باجماع اھل سنت مخصوص بحضرات انبیاء وملائکہ علویہ است۔ دوم عدم صدور ذنب مع جوازہ من غیر لزوم محذور وایں معنی رانزد صوفیہ محفوظیت خوانند الخ (فتاوی عزیزی ص ۱۲۷ / ج ۱ /)

ترجمہ:- عصمت کے دو معنی ہیں اول گناہ کے صدور کا امتناع اس پر قدرت کے باوجود اور یہ معنی باجماع اہل سنت حضرات انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوم گناہ کا صدور نہ ہونا اسکے جواز کے باوجود کسی محذور کے لزوم کے بغیر اور اس معنی کو صوفیہ محفوظیت کہتے ہیں۔

[۲] مریدشدن از آنکس درست است کہ دراں پنج شرط متحقق باشد شرط اول علم کتاب وسنت رسول داشتہ باشد خواہ خواندہ باشد خواہ از عالم یادداشتہ باشد الخ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴ / ج ۲ / مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پیر کیسا ہونا چاہئے؟

سوال:- اصل پیر کے اوصاف کیا ہیں کیا پیر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے مریدوں سے خلوت یا جلوت میں بلا پردہ بات کرے نیز پیر صاحب کی اہلیہ کے لئے درست ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مریدوں سے بلا پردہ بات کرے اوران سے اپنا بدن پٹوائے!

الجواب حامداًومصلیاً

مریدشدن ازان کس درست است کہ دران پنج شرط متحقق باشد۔شرط اول علم کتاب وسنت رسول اللہ داشتہ باشدخواہ خواندہ باشدخواہ از عالم یادداشتہ باشد۔شرط دوم۔آنکہ موصوف بعدالت وتقویٰ باشدواجتناب از کبائر وعدم اصرار صغائر نماید،شرط سوم۔آنکہ بے رغبت از دنیاوراغب درآخرت باشدوبرطاعات مؤکدہ واذکارمنقولہ کہ دراحادیث صحیحہ آمدہ اند مداومت نماید۔شرط چہارم آنکہ امرمعروف ونہی ازمنکر کردہ باشد۔شرط پنجم۔آنکہ از مشائخ ایں امرگرفتہ باشدوصحبت معتد بہاایشاں نمودہ باشدپس ہرگاہ ایں شروط درشخصے متحقق شدندمریدشدن ازاں درست است اھ فتاویٰ عزیزج ا ر[1]

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............مسائل متفرقة التکشف ص ۱۲ /تا۱۳ / علامات شیخ کامل)

ترجمہ:-مریدہونااس شخص سے درست ہے جس میں پانچ شرطیں متحقق ہوں۔شرط اول، کتاب وسنت رسول کاعلم رکھتاہوخواہ پڑھ کرخواہ کسی عالم سے سنکر یادکرلیاہوالخ۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴ / ۲ / مسائل متفرقہ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،

ترجمہ :-مریدہونااس سے درست ہے جسمیں پانچ شرطیں پائی جاتی ہوں (۱) کتاب اللہ اورسنت رسول اللہ ﷺ کاعلم رکھتاہوخواہ پڑھ کرخواہ کسی عالم کی صحبت میں رہ کراس سے سنکر یادکیاہو(۲) عدالت وتقویٰ کیساتھ موصوف ہوکبائر سےاورصغائر پراصرار سے بازرہتاہو(۳) دنیا سے بےرغبت اورآخرت میں راغب ہو۔طاعات موکدہ اورصحیح احادیث میں واردشدہ اذکارکاپابندہو۔(۴) اچھائیوں کاحکم کرتاہوبرائیوں سے روکتاہو(۵) مشائخ سلسلہ کی خدمت میں ایک مدت رہ کرسلوک سیکھااوراجازت حاصل کی ہوجس میں یہ پانچوں شرطیں پائی جاویں اس سے بیعت ہونادرست ہے۔

نامحرم کے سامنے بے پردہ آنا منع ہے[۱] اوراس کے ساتھ خلوت حرام ہے[۲] خواہ وہ اپنا پیر ہو یا اپنے شوہر کا مرید ہواوراپنے شوہر کے مریدوں سے بدن پٹوانا تو انتہائی بے غیرتی بھی ہے اور خود پیر اپنی بیوی کواس کی اجازت دے وہ بے غیرتی میں اپنی بیوی سے کچھ کم نہیں اور جو پیر نامحرم عورتوں کو مرید کر کے ان سے خلوت کرے اور جلوت میں ان سے بے پردہ ملے وہ خود اس کا محتاج ہے کہ کسی متبع سنت صاحب نسبت بزرگ سے اپنے نفس کی اصلاح کرائے دوسروں کو مرید کرنے کا وہ اہل نہیں اس کا نفس اس پر غالب ہے وہ اپنے نفس پر غالب نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

پیر کے شرائط یعنی پیر کیسے شخص کو بنایا جائے؟

سوال:- کیا پیر کے لئے جائز ہے کہ مرید کی عورتوں سے بلا پردہ بات چیت کرے جب کہ وہ عورتیں زیورات اور کپڑوں سے آراستہ ہوں اور پیر صاحب اپنے رومال کے ایک کنارے کو اپنے پیروں کی جانب ڈال لیں اور اس رومال کے ڈالے ہوئے کنارہ کو وہ عورتیں بلا پردہ پیر کے سامنے جا کر رکوع کے مانند جھک کر پیر صاحب کے رومال کو چومیں اور بوسہ دیویں اور مریدین کی عورتیں پیر صاحب کے آنے پر تعریف کے گانے گاویں اور پیر صاحب

---

[۱] عن عمر عن النبی ﷺ قَالَ لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثُهَا الشَّيْطَانُ رواه الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۹/باب النظر الی المخطوبۃ کتاب النکاح، طبع یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی مرد کسی عورت کیساتھ خلوت نہیں کرتا مگر شیطان ان کا تیسرا ہوتا ہے۔

[۲] الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام (الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۵۲۹/ج۹/ کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس)

گانے سن کر مریدین کی عورتوں کو مبارکباد دیں۔ان چیزوں سے پیر صاحب کو روکنا فرض ہے یانہیں؟ کیا یہ مذکورہ بالا چیزیں پیر صاحب کے لئے جائز ہیں؟ ان تمام افعالِ ذمیمہ سے مریدین اور مریدین کی عورتوں کو پیر صاحب پر روکنا فرض ہے یا نہیں؟ اور پیر کیوں رکھا جاتا ہے؟ کیا پیر جنت میں مریدین کے بغیر احکام شرعیہ اور فرائض اور واجبات پر عمل کئے پیر مع اپنے مذکورہ صفات کے مریدین مرد یا عورتوں کو جنت میں لے جاسکتا ہے؟ اگر مریدین نے تو کسی قسم کے فرائض اور واجبات ادانہ کئے ہوں تو پیر اپنے مریدین کو جنت میں لے جا سکتا ہے؟ اور پیر مذکورہ صفات کے ساتھ مریدین کو بخشوا سکتا ہے؟ ایسا پیر جس کے ذریعہ دین کا نفع نہ پہنچتا ہو اور متبع سنت نہ ہو، وضع قطع ولباس اسلامی نہ ہو تو ایسے پیر کو چھوڑ کر دوسرا پیر تلاش کرنا چاہیئے یا اسی پیر کو پکڑے رکھنا چاہئے؟ مریدین کی کس چیز میں پیر صاحب کا حق ہوسکتا ہے؟ مریدین کی چیزوں کو پیر صاحب کو کب کھانا درست ہے؟ پیر کے اندر کون کون سی چیزیں ہوں کہ وہ پیری کے قابل ہو؟ کیا پیر کا بیٹا پیر بن سکتا ہے؟ کیا پیری ان کے لئے وراثت ہوسکتی ہے؟ اگر کوئی شخص پیر یا سید ہونے کا دعویٰ کرے اور حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین سے کوسوں دور ہو، نہ لباس اسلامی ہو اور نہ وضع قطع اسلامی ہو اور نہ اخلاق واعمال درست ہوں تو کیا ایسا شخص پیر ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انسان کو عقائد حقہ، اخلاقِ فاضلہ، اعمالِ صالحہ کا اختیار کرنا ضروری ہے اور یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ عقائدِ باطلہ اخلاقِ رذیلہ، اعمال سیئہ سے پرہیز کرے۔تجربہ ومشاہدہ یہ ہے کہ یہ چیز بغیر مربی کے حاصل نہیں ہوتی۔جس مربی کی تربیت سے یہ چیز حاصل ہوسکے وہ پیر بنانے کے قابل ہے۔استعدادیں ناقص ہونے کی وجہ سے عموماً خود کتابیں دیکھ کر ان

امور کی تکمیل نہیں ہوتی۔[1]

پیر کیسے شخص کو بنایا جائے اس کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں ہے۔

مرید شدن[2] ازاں کس درست است کہ دراں پنج شرط متحقق باشد شرط اول علم کتاب و سنتِ رسول داشتہ باشد خواہ خواندہ باشد، خواہ از عالم یادداشتہ باشد، شرط دوم آنکہ موصوف بعدالت وتقویٰ باشد واجتناب از کبائر وعدمِ اصرار برصغائر نماید، شرط سوم آنکہ بے رغبت از دنیا وراغب درآخرت باشد وبرطاعات مؤکدہ واذکار منقولہ کہ دراحادیث صحیحہ آمدہ اند مداومت نماید، شرط چہارم آنکہ امرمعروف ونہی ازمنکر کردہ باشد، شرط پنجم آنکہ ازمشائخ ایں امر گرفتہ باشد وصحبت معتد بہا ایشاں نمودہ باشد پس ہرگاہ ایں شروط درشخصے متحقق شوند مرید شدن

---

[1] تزكية الاخلاق من اهم الامور عند القوم الى ماقال ولايتيسر ذالک الابالمجاهدة على ، شيخ كامل قدجاهد نفسه وخالف هواه الى قوله ومن ظن من نفسه انه يظفر بذالک بمجرد العلم ودرس الكتب فقد ضل ضلالاً بعيداً فلما ان العلم بالتعلم من العلماء كذالک الخلق بالتخلق على يدالعرفاء فالخلق الحسن صفة سيدالمرسلين الخ اعلاء السنن ص ٤٤٢/ ج١٨ / كتاب الادب والتصوف ،مطبوعه ادارة القرآن كراچی.

[2] **ترجمه**:-مرید ہونااور شخص سے درست ہے جس میں پانچ شرطیں متحقق ہوں۔

(١)**شرط اول**:-کتاب اللہ اورسنت رسول ﷺ کاعلم رکھتا ہوخواہ پڑھکر خواہ کسی عالم سے یادکرکے۔

(٢)**شرط دوم**:-عدالت وتقویٰ کے ساتھ موصوف ہوکبائر سے اجتناب رکھتا ہواورصغائر پراصرار نہ کرتا ہو۔

(٣)**شرط سوم** :-دنیا سے بے رغبت اورآخرت میں راغب ہو۔طاعات مؤکدۃ اوراذکار منقولہ(جو احادیث صحیحہ میں آئے ہیں)پرمداومت کرتا ہو۔

(٤)**شرط چهارم**:-امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کرتا ہو۔(٥)

شرط پنجم :-مشائخ سے یہ امرسیکھا ہوااوران کی صحبت میں معتد بہ رہا ہو۔جب کسی شخص میں یہ شروط متحقق ہوں اس سے مرید ہونادرست ہے جیسا کہ قول جمیل فی بیان سواء السبیل میں ان شروط کی تفصیل مذکور ہے۔

فتاویٰ عزیزی ص ١٠٤ ج ٢، مطبوعه رحيميه ديوبند،

ازاں درست است ۔ چنانچہ درقول جمیل فی بیان سواء السبیل تفصیل ایں شروط مذکوراست اھ فتاویٰ عزیزی[1]۔

جس شخص میں یہ شروط موجود نہ ہوں وہ پیر بنانے کے قابل نہیں ۔اگر غلطی سے اس کو پیر بنا لیا ہے تو وہ کارآمد نہیں، دوسرے شخص کو تلاش کیا جائے جس میں مذکورہ شروط موجود ہوں ۔تو اگر کوئی شخص کتاب وسنت پر عمل کرتا ہے اور اپنی زندگی کو سنت کے مطابق بنائے ہوئے ہے مگر کسی پیر سے بیعت نہیں ہے تو اس کو جہنمی یا گمراہ کہنا درست نہیں ۔ وہ غلط قسم کے پیر اور ایسے پیر کے مریدوں سے بہت بہتر حالت میں ہے ۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

مرید ہونے کا حکم

پیر کیسا ہونا چاہیئے ؟ اور بیعت ہونے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال:- بیعت ہونے کا مرد وعورت کے لئے کیا طریقہ ہے ؟ اور کیسے پیر سے بیعت ہونا چاہیئے ۔اگر کوئی عورت بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے بیعت ہوجائے اور مرد ابھی تک کسی سے بیعت نہیں ہوا تو اس کا ایسا کرنا اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مرد کا ہاتھ پیر اپنے ہاتھ میں لے کر توبہ کرادے جس کے الفاظ سورۂ ممتحنہ[2] میں مذکور

---

[1] فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۴ / ج ۲ / مطبوعہ رحیمیہ مسائل متفرقہ،

[2] یاایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لایشرکن باللّٰہ شیئاً ولایسرقن ولایزنین ولا یقتلن اولادھن ولایأتین ببھتان ینترینہ بین ایدیھن ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہیں اورعورت کا ہاتھ پیر اپنے ہاتھ میں نہ لے بلکہ پردہ کے پیچھے سے اسے کوئی کپڑا رومال، عمامہ وغیرہ پکڑا کرتوبہ کرادے[1] اگر مرد بیعت نہ ہواورعورت بیعت ہوجائے تواس میں کچھ مضائقہ نہیں، بہتر یہ ہے کہ عورت شوہر سے اجازت لے کر بیعت ہو۔ پیر کے لئے ضروری ہے کہ صحیح العقیدہ، صالح الاعمال، صادق الاقوال ہو، بقدرِ ضرورت علمِ دین سے واقف متبع شریعت، پابندِ سنت ہو، بدعت سے متنفر ہو، کسی بزرگ کی خدمت میں اپنے نفس کی اصلاح کر چکا ہو، اوران بزرگ نے اس پر اعتماد فرمایا ہو[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢٧ ؍صفر ٦٨ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

......وارجلهن ولايعصينک فی معروف فبايعهن، سورهٔ ممتحنه آيت ١٢ ؍

ترجمہ :-اے پیغمبر ﷺ جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آویں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شئ کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولا دیں لاویں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان بنالیویں اور مشروع باتوں میں وہ آپؐ کے خلاف نہ کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے۔(بیان القرآن)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] قولها والله مامست يدرسول الله صلى الله عليه وسلم يدامرأة قط غيرانه يبايعهن بالكلام فيه ان بيعة النساء بالكلام من غيراخذ كف وفيه ان بيعة الرجال باخذالكف مع الكلام الخ (شرح مسلم للنووى ص ١٣١ ؍ج٢ ؍كتاب الامارة باب كيف بيعة النساء، مطبوعه بلال ديوبند، التكشف ص١٠٧ ؍ ج٥ ؍ احكام القرآن للكاندهلوى ص ٥٩ ؍ ج٥ ؍)

[2] ملاحظه هوفتاوىٰ عزيزى ص ١٠٤ ؍ج٢ ؍ مطبوعه ديوبند، احكام القرآن للكاندهلوى ص ٥٥ ؍ ج٥ ؍ القول الجميل ص ٦، ٩ ؍ مطبوعه كاندهله يوپى.

بیعت کیسے شخص سے ہونا چاہئے

سوال:- کیا بیعت ہونا ضروری ہے۔ اگر بیعت نہ ہوسکے تو کیا کوئی گناہ ہوگا اور بیعت ہونے کے لئے مرشد میں کیا کیا خواص دیکھنے چاہئیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہ ہے کہ عقائد حقہ، اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ کا اختیار کرنا ضروری ہے اور عقائد باطلہ، اخلاق رذیلہ، اعمال فاسدہ سے تحفظ ضروری ہے خواہ بذریعہ بیعت ہو یا تحصیل علم سے ہو یا صحبت اکابر سے ہو لیکن تجربہ ومشاہدہ یہ ہے کہ عموماً بغیر شیخ محقق ہونے کے یہ مقصد پورا حاصل نہیں ہوتا[1] شیخ محقق کے اوصاف یہ ہیں (۱) علم ضروری کتاب وسنت کا رکھتا ہو خواہ پڑھ کر خواہ علماء سے سن کر (۲) عدالت وتقویٰ میں پختہ ہو کبائر سے اجتناب رکھتا ہو صغائر پر مصر نہ ہو (۳) دنیا سے بے رغبت ہو (حب مال وحب جاہ سے خالی ہو آخرت میں رغبت رکھتا ہو طاعت موکدہ واذکار منقولہ ومرویہ کا پابند ہو (۴) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا عادی ہو۔ (۵) سلوک تزکیۂ باطن کو مشائخ معتبر سے حاصل کیا ہو اور ان کی صحبت میں کافی رہا ہو۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے فتاویٰ ص ۱۰۲/ ج ۲[2] میں یہ

---

[1] فاعلم ان البيعة المتوارثة بين الصوفية على وجوه احدها بيعة التوبه من المعاصى الخ (شرح شفاء العليل ص ۱۷/ مطبوعه رحيميه)

چوں طلب کمالات از واجبات آمد پس تلاش پیر کامل ہم از ضروریات گشتہ کہ وصول بخدا بی توسل پیر کامل مکمل بس قلیل است الخ (ارشاد الطالبين ص ۱۴/ تا ۱۵/)

[2] ملاحظه هو فتاوىٰ عزيزى ص ۱۰۳/ تا ۱۰۴/ ج ۲/ مطبوعه رحيميه ديوبند، مسائل متفرقه القول الجميل ص ۶، ۹/ مطبوعه كاندهله يوپى،

تفصیل مذکور ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مرتکب کبیرہ پیر کا حکم

سوال:- جو پیر خلاف شرع کام کرتا ہے۔یعنی نمازوں کا پابند نہیں یا ننگا بیٹھا ہوا ہے یا لوگوں کو گالیاں بکتا ہے بھنگ ، چرس ،سگریٹ، پیتا ہے اگر کوئی ان حرکات سے روکے تو کہہ دیتا ہے کہ یہ شریعت میں ناجائز ہیں اور ہم طریقت والے ہیں طریقت میں جائز ہیں ہمارا تعلق شریعت سے نہیں بلکہ معرفت سے ہے ایسے پیر سے بسا اوقات خارق عادات چیزیں صادر ہوتی ہیں اس کو خدا کی طرف سے کرامت کہیں گے یا شیطانی فعل سے تعبیر کریں گے امید ہے ان سوالات کے جوابات کتاب وسنت اور مذہب امام ابوحنیفہ اور ارشادات بزرگان دین واکابر دیوبند کی روشنی میں دیں گے اور ماہنامہ نظام ماہ جون یا اس کے بعد شائع فرمادیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا پیر پیر تو ضرور ہے لیکن حضورﷺ کا نائب ہرگز نہیں ورنہ خدا کے فرض اور حضور اکرمﷺ کی سنت پر خود بھی عمل کرتا دوسروں کو بھی تاکید کرتا۔ ہرگز فرائض وسنن کو ترک نہ کرتا اور ان ناجائز حرکات سے روکنے پر وہ جواب ہرگز نہ دیتا جو دیا ہے۔ البتہ شیطان کا نائب ضرور ہے[1] جس کو شیطان کی پیروی کر کے جہنم میں جانا ہو وہ ایسے پیر سے بیعت ہوجائے شریعت اور

[1] وكرامات اولياء الله تعالىٰ اعظم من هذه الامور وهذه الامور الخارقة للعادة وان كان قد يكون صاحبها وليا لله فقد يكون عدو الله (الى قوله) وتكون من الشياطين الخ(الفرقان ص ۹۲ ⁄ ليس من شرط ولى الله ان يكون معصوماً مطبوعه مملكة عربيه سعوديه)

طریقت کوجداجدا کہنے کاحکم تصوف نمبر میں مذکور ہے علامہ شامی نے ردالمحتار شرح درمختار[1] ج ۳ر میں لکھا ہے وھی (ای الحقیقة) والطریقة والشریعة متلازمة اھ خارق عادات چیزیں توشیطان سے بھی صادر ہوتی ہیں۔ کرامت ولی سے صادر ہوتی ہے اورولی ہمیشہ متبع اور پابند شریعت ہوتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مرتکب کبائر پیر سے بیعت

سوال:- زید تصویرکشی اورتصویروں کی زینت سے اپنے مکانوں کوزیبائش دیتا ہے اوراس کوجائز خیال کرتا ہے اورمرید کرنے میں کسی مذہب وملت کی قیدنہ رکھتا ہو۔ مسلم، ہندو، عیسائی، پارسی کوبلادعوت اسلام پیش کئے اوربلاتوبہ کرائے مرید کرتا ہواوراس طریق کارکوجائز سمجھتا ہو اور طوائفوں کا گانا سنتا ہواورریڈیو پرغزلیں اورگانا بھی سنتا ہواورنماز باجماعت کاپابندنہوعین نماز جماعت کے وقت سنیما حال میں تماشہ اورناچ رنگ دیکھتا ہواورمریدینوں اوردوستوں کی عورتوں کا حلیہ اورخط وخال اورزلفوں کاحال اپنے اخبار میں لکھتا ہواوراس سے دل چسپی اورمزہ لیتا ہواورمولویوں کوبھلا برا کہتا ہواورسجدۂ تعظیمی مقابرکوجائز قرار دیتا ہواور

---

[1] (الشامی نعمانیه ص۲۹۵ / ج۳/باب المرتد،مطلب فی حال الشیخ الاکبر سیدی محی الدین ابن عربی)

[2] وکرامات اولیاا للّٰه اعظم من هذه الامور وهذه الامور الخارقة للعادة وان کان قدیکون صاحبها ولیا للّٰه فقد یکون عد واللّٰه (الی قوله) وتکون من الشیاطین فلایجوز ان یظن ان کل من کان له شئ من هذه الامور انه ولی اللّٰه بل یعتبر اولیاء اللّٰه بصفاتهم وافعالهم واحوالهم التی دل علیها الکتاب والسنة الخ (الفرقان ص۹۲ / بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان لابن تیمیهؒ، شرح فقه اکبر ۹۵،۹۷ / مطبوعه رحیمیه دیوبند)

اپنے اخبار میں یہ بھی تحریر کرتا ہے کہ نہ میں سنی اور نہ میں شیعہ ہوں اپنا مذاق مذہبی تفضیلیت رکھتا ہو۔ بہت سے امور بدعت کا مرتکب ہوعورتوں کو بے حجابانہ اپنے سامنے رکھتا ہواوراپنی اولادکوٹھیڑ سنیما دکھلاتا ہواوراپنے مریدوں کوبھی اس کی تعلیم دیتا ہوتو کیا ایسے شخص کی جس کے اندراس قدرمنہیات شرع متذکرہ بالاموجودہوں اس سے بیعت جائز ہے۔فقط بینواتوجروا۔

الجواب حامداًومصلیاً

ذی روح کی تصویر کھینچنااوراس سے مکان کوزیبائش کرناحرام ہے۔عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَاباً عِنْدَاللّٰہِ الْمُصَوِّرُوْنَ[1] متفق علیہ۔

البتہ درخت وغیرہ غیرذی روح کی تصویرمیں مضائقہ نہیں عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ کُلُّ مُصَوِّرٍفِی النَّارِ یَجْعَلُ بِکُلِّ صُوْرَۃٍ صَوَّرَھَا نَفْسًا فَیُعَذِّبُہٗ فِیْ جَھَنَّمَ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍؓ فَاِنْ کُنْتَ لَابُدَّفَاعِلًافَاصْنَعُ الشَّجَرَ وَمَالاَ رُوْحَ فِیْہِ[2] متفق علیہ۔

طوائف کا گانا سننااورناچ دیکھنا بھی شرعاً حرام ہے۔جماعت کی پابندی واجب ہے

---

[1] **ترجمہ**:-حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا۔میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا۔لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک تصویر بنانے والے ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ٣٨٥ /باب التصاویر)ومن اجل ھذہ الاحادیث والآثار ذھب جمھور الفقھاء الی تحریم التصویر واتخاذ الصور فی البیوت الخ تکملہ فتح الملھم ص ١٨٥ / ج ٤/ حکم الصورۃ الشمسیۃ ،مطبوعہ کراچی.

[2] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایامیں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا۔ہرتصویر بنانے والاجہنم میں جائیگااس کیلئے ہرتصویرکوجسکواس نے بنایا تھا جاندار بنادیا جائیگا جواس کوجہنم میں عذاب دیگا۔پس اگر تجھ کواس کے بغیر چارہ نہیں بنانا ہی ہےتو درخت اور بے جان چیزوں کی تصویر بنالیا کرو۔(مشکوٰۃ شریف ص ٣٨٥ / باب التصاویر مسند احمد ص ٣٠٨/ ١/ داراحیاء التراث العربی بیروت)

اس کا تارک فاسق ہے۔ عورتوں کا حلیہ اخبار میں شائع کرنا بھی منع ہے اہل حق علماء کو بُرا کہنا سخت گناہ ہے۔ سجدۂ تعظیمی مقابر وغیرہ کو کرنا اور دوسروں سے کرانا حرام ہے اور صورت شرک ہے اسی طرح دیگر افعال جو سوال میں مذکور ہیں خلاف شرع اور ناجائز ہیں۔ ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس سے بیعت کی جائے۔ ایسے شخص سے بیعت ہونا درحقیقت گمراہ ہونا اور جہنم کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص ناواقفیت کی وجہ سے اس سے بیعت ہوجائے تو اس بیعت کا فسخ کرنا واجب ہے والتغنی حرام اذاکان بذکر امرأة معینة حیة الیٰ قوله واما الرقص والتصفیق والصریخ وضرب الاوتار والصتبح والبوق الذی یفعله بعض من یدعی التصوف فانه حرام بالاجماع لانهازی الکفار کذافی سکب الا نهر طحطاوی ص ۱۸۵[۱] والجماعة سنة مؤکدة للرجال قال الزاهدی اراد وبالتاکید الوجوب درمختار وقال فی شرح المنیة والا حکام تدل علیٰ الوجوب من ان تارکها بلاعذر یعزروترد شهادته ویأثم الجیران بالسکوت عنه اھ شامی[۲] ویخاف علیه الکفر اذاشتم عالمافقیهامن غیر سبباھ عالم گیری[۳] ص۱۹۰/ج۲/۔

فقط واللہ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۶/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد

صحیح: عبد اللطیف ۱۳/۶/۵۵ھ

---

۱ طحطاوی علی المراقی ص۲۵۸ / کتاب الصلوة فصل صفة الاذکار الخ مطبوعه مصری.

۲ (الشامی نعمانیه ص ۳۷۱/ج ۱ / باب الامامة، مطلب شروط الامامة الکبریٰ)

۳ (عالمگیری ص ۲۷۰ / ج۲ / کتاب الحدود، الباب التاسع مطلب موجبات الکفر انواع) مطبع کوئٹہ پاکستان،

اپنا علاج کیسے شخص سے کرایا جائے

سوال:- مجھے مذہب کی رو سے کوئی طریقہ بتائیے جس کے مطابق عمل کرنے سے مجھ سے شک وشبہ اور وساوس کی بیماری سے ہمیشہ کے لئے نجات ملے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہ ہے کہ بیمار کو اپنا علاج خود نہیں کرنا چاہئے بلکہ ماہر قابل اعتماد مصلح کی رائے پر عمل کرنا چاہئے آپ بھی اپنے لئے کسی شخص کو تجویز کرلیں، جو عالم ہو، متبع سنت ہو، تزکیۂ نفس کے لئے کسی بزرگ کے زیرِ تربیت رہ چکا ہو، ان بزرگ نے اس پر اصلاح وتربیت کے لئے اعتماد کیا ہو لوگوں کو اس کی تربیت سے نفع ہوتا ہو پھر اپنے آپ کو اس کے حوالہ کردیجئے اور اپنے حالات سے اس کو پوری طرح مطلع کیجئے اور اس کی ہدایت پر عمل کرتے رہئے وقت نکال کر اس کے پاس جاکر وقت بھی گذاریئے اللہ پاک سے دعا کرتے رہئے وہ مقلب القلوب ہے آپ کو پریشانی سے نجات دے اور سکون عطا فرمائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کسی بزرگ سے سوءِ ظن

سوال:- اگر کسی بزرگ سے عقیدت نہ ہو بلکہ سوءِ ظن ہو تو کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سوچے کہ میں بھی اللہ سے رحمت اور مغفرت کا طالب ہوں بغیر اس کے بیڑا پار نہیں ہوسکتا۔ ان بزرگ پر رحمت ہوجائے تو کون روک سکتا ہے وہ نجات پاجائیں گے لیکن ان کے

[1] انظر التکشف عن مہمات التصوف ص ۵۴ / ۱ ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند، علامات شیخ کامل.

ساتھ سوءظن کا جرم مجھ پر باقی رہیگا۔ جب تک وہ معاف نہیں کرینگے میری بخشش نہیں ہوگی اس لئے اس سوءظن کوختم کر دینا چاہیئے اگر یہ سوءظن بے محل اورخلاف واقعہ ہےتو بہت بڑا وبال ہے[1] سوءظن میں عامۃً زبان پر قابونہیں رہتااوران کےفیض سےمحرومی تو یقینی ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۸۹ھ

روحانیت کا حاصل

سوال:- روحانیت اورحرام کاری ایک جگہ جمع ہوسکتی ہے یانہیں، اگرجمع ہوسکتی ہے تو کیسے؟

الجواب حامداًومصلیاً

روحانیت سے غالبا یہ مراد ہے کہ اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا جاوے، اورجسم کی خواہشات پرروح کوغلبہ حاصل ہوجاوے، ایسی حالت میں آدمی حرام کاری سے بہت بچتا ہے، مگرمعصوم پھربھی نہیں ہوجاتا، البتہ اگرکسی وقت ناجائز کام اس سے ہوجاوےتو وہ شرمندہ اور بےقرار ہوتا ہے، روتا ہے، خدا سے توبہ کرتا ہے، بغیر سچی توبہ کئے اس کوچین نہیں آتا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۹۶ھ

---

[1] يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ سورۂ حجرات آیت ۱۲/
ترجمہ:- اے ایمان والوبہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں (بیان القرآن)

حج کے بعد ایک پیر سے بیعت ہوا جس کے حالات یہ ہیں، اس کا حج باقی رہا یا نہیں؟

سوال:- بکر حج کر کے آیا اور وہ ایسے آدمی سے مرید ہو گیا جس آدمی کو نمازی پور کے علماء دین چند وجوہات کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دے کر اس کو علیحدہ کر دیا ہے، اور اس کو اپنے مرید کے دفتر سے نام کاٹ دیا، تو اب بکر کا حج برقرار رہا یا نہیں؟ اگر برقرار رہا تو ٹھیک کیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بکر نے خود اسلام کے خلاف کوئی ایسی چیز اختیار نہیں کی جس سے اس پر کفر کا حکم عائد ہو تو اس کا حج برقرار ہے، مگر بددین بے عمل خلاف سنت چلنے والے پیر سے مرید ہونا جائز نہیں، اس میں دین کی تباہی و بربادی ہے، ایسے شخص سے بیعت ہونا چاہئے جو بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو، اس کے عقائد قرآن وحدیث کے موافق ہوں، شریعت پر عمل کرتا ہو، متبع سنت ہو، دنیا کی محبت نہ رکھتا ہو، ہر کام میں نبی اکرم ﷺ کے طریقہ مبارکہ کی پیروی کرتا ہو، اور اخلاق فاضلہ سے مزین ہو، کسی متبع سنت بزرگ کی ہدایت کے ماتحت تزکیۂ باطن کر چکا ہو، اہل نسبت بزرگ کا اس پر اعتماد ہو اس کے پاس جانے سے اور اس کی باتیں سننے سے لوگوں کی اصلاح ہوتی ہو، دین کی رغبت زیادہ اور دنیا کی الفت کم ہوتی ہو، پھر انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین

سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند ۱۸/۹/۸۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پنجم

﴿مجالس صوفیاء اوران کے وظائف﴾

ایک پیر صاحب کے وظیفے

سوال:-(۲) یہاں چندلوگ ایک فقیر کے مرید ہیں جن کا وظیفہ ہدایت یہ ہے کہ بعدنمازعشاء جہراًوسراًیہ کہتے ہیں کہ **انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھُو**۔دوسرا وظیفہ یہ کہ **حسبی ربی جل اللّٰہ مافی قلبی غیر اللّٰہ نور محمد صلی اللّٰہ لااٰلہ الااللّٰہ** تیسراوظیفہ **حسبی ربی کل نور** ہے۔

یامحمد یارسول اللّٰہ لااله الا اللّٰہ ان کے مریدین جن کوخلیفہ کہتے ہیں وہ فاسق وفاجر ہیں۔کہتے ہیں کہ مجھے حالتِ بیداری میں بزرگان دین اولیاءکرام کی زیارت ہوتی ہے اور پیر صاحب عورتوں کو جماعت سے خودنماز پڑھاتے ہیں، روبرو بلاحجاب بٹھلاکرحلقہ کراتے ہیں اور مستورات بآ واز بلند چیخ پکارکرتی ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ آج ہمارے حلقہ میں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں یہ پیر صاحب قادری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ان اوصاف کے حامل بزرگ کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

E:\F.M.Fainal\Jild-6\ Majslis-e-Soofiya

الجواب حامداً ومصلیاً

عورتوں کو ذکر جہری کرانا جس سے ان کی آواز نامحرموں تک جائے اور وہ چیخ پکار کریں، نیز ان کو بے حجاب سامنے بٹھلا کر حلقہ کرانا سلسلہ قادریہ میں درست نہیں[1] اس سلسلہ کے امام حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہیں، شریعت کے پابند تھے خلافِ سنت امور سے بہت دور تھے مذکورہ طریقہ پر حلقہ کرنا ان کے طریقہ کو بدنام کرنا ہے۔ حدیث پاک کی مخالفت ہے داڑھی منڈانا حرام ہے۔ **یحرم علی الرجل قطع لحیته اھـ. درمختار ص ۲۶۱ / ج ۵ /.**[2]

بیداری میں آنکھیں بند کر کے یا کھول کر جو زیارت ہوتی ہے وہ کشف کی ایک صورت ہے جس کیلئے نہ بزرگ ہونا ضروری ہے نہ متقی ہونا بلکہ مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں[3] میری خود ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی ہے جنھوں نے اپنے حالات ایسے بیان کئے ہیں۔ بعض ہندو اور سکھوں کو بھی ایسی صورت پیش آتی ہے کبھی دماغی تخیلات سے بھی ایسا ہوتا ہے۔ کبھی امراض سے بھی ہوتا ہے غرض خدائے پاک کی بارگاہ میں وہ چیزیں مقبول ہیں جو اتباع سنت کے ساتھ ہوں ورنہ مقبول نہیں اور اس کی حیثیت شعبدہ بازی و نظر بندی سے زیادہ نہیں۔ یہ بحث اس وقت ہے جب کہ اس شخص کو صادق مانا جائے۔

۱؎ ان صوت المرأة عورة الخ شامی کراچی ص ۳۶۹ / ج ۶ / کتاب الحظر والاباحة فصل فی النظر واللمس الخ، شامی کراچی ص ۴۰۶ / ج ۱ / باب شروط الصلاة.

۲؎ الدرالمختار ص ۲۶۱ / ج ۵ / نعمانیه دیوبند، کتاب الحظر والاباحة ،فصل فی البیع.

۳؎ واما التی تکون ای الخوارق للعادة التی توجد لاعدائه مثل ابلیس وفرعون والدجال مما روی فی الاخبار والآثار انه کان لهم فلانسمیها آیات ولا کرامات ولکن نسمیها قضاء حاجات لهم ای للاعداء من الاغبیاء اعم من الکفار والفجار الخ شرح فقه اکبر ص ۹۷،۹۸ / الفراسة ثلاثة انواع مطبوعه رحیمیه دیوبند.

یارب! یااللہ! کی طرح یا محمد! یارسول! پکارنا درست نہیں، بالکل منع ہے[۱] غرض ایسے حلقوں اور ایسے پیروں سے جدا رہنا چاہیے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۶/۸۷ھ

کیا بزرگوں سے رہبانیت ثابت ہے؟

سوال:- (۱) اسلام میں رہبانیت نہیں ہے تو عبدالقادر جیلانیؒ نے جنگل میں ۲۵/ سال کیوں گذارے؟

(۲) کیا وہ حضرات اس سے مستثنیٰ ہیں؟

(۳) لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ پچیس سال تک پیارے نبی ﷺ نے غار حراء میں عبادت کی اس لئے عبدالقادر جیلانیؒ نے ۲۵/سال جنگل میں گذارے ہیں کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حضرت سید عبدالقادر جیلانی ہوں یا کوئی اور بزرگ ان پر کوئی کیفیت طاری ہوئی ہے جسکی وجہ سے وہ بے اختیار ہو گئے انھوں نے شرعی حکم قرار دیکر ایسا نہیں کیا۔

(۲) نہیں کوئی مستثنیٰ نہیں[۲] حظوظِ نفسانیہ سے اگر کوئی شخص پرہیز کرتا ہے اس اندیشہ کی بناء پر کہ معصیت کا ارتکاب نہ ہو جائے تو یہ رہبانیت نہیں بلکہ تحصیل تقویٰ میں معین ہے۔[۳]

---

[۱] امدادالفتاویٰ ملاحظہ ہو ص ۳۸۵/ ج۵/ مطبوعہ زکریا دیوبند،

[۲] ان العبد مادام عاقلاً بالغاً لایصل الی مقام یسقط عنہ الامر والنھی الخ شرح فقہ اکبر ص ۱۴۹/ لایصل العبدالخ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

[۳] ھذہ الرھبانیۃ التی اختارو ھا ابتغاء رضوان اللّٰہ لم تکن مذمومۃ بدعۃ شرعیۃ وانما کانت بدعۃ لغویۃ فلذا لم یذم علیھا بل علی عدم رعایتھا (بیان القرآن مسائل سلوک ص ۱۱۱/ ج۱۱/ حدید رکوع ۴/ ملاحظہ ہو معارف القران ص ۳۲۹/ ج۸/)

(۳) مجھے اس کی تحقیق نہیں کہ انھوں نے یہ کیا اوراس لئے کیا۔ فقط واللہ سبحانہٗ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۱۴۰۰ھ

ذکر جہری کا ثبوت

سوال:-صوبہ بنگال میں کچھ ایسی وبا پھیلی ہوئی ہے جس سے دین کو زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے یعنی جس آدمی نے صرف قرآن شریف ایک بار پڑھا ہے اس کو قرآنی اور میانجی کہتے ہیں اور اردو کی ایک دو کتابیں جس نے پڑھی ہوں وہ منشی کہلاتا ہے اور جس نے منیہ یاقدوری پڑھی ہوں اس کو مولوی کہتے ہیں اور جس نے مشکوٰۃ اور ہدایہ، جلالین شریف پڑھی ہوں اس کو مولانا صاحب کہتے ہیں۔ چونکہ صوبہ بنگال میں جہالت کا غلبہ ہے۔ ان لوگوں کا مزہ ہے۔ کبھی کچھ دھوکہ کرتے ہیں اور کبھی کچھ اور لوگوں میں قسم قسم کے فسادات پیدا کرتے ہیں اللہ کی پناہ مثلاً یہ کہ اس اطراف کے لوگ پہلے شرک میں مبتلا تھے۔

نماز روزہ کا پتہ ہی نہیں تھا رفتہ رفتہ اللہ کے فضل وکرم سے اور علماء کرام کے وعظ و نصیحت کی برکت سے اکثر لوگ ہدایت کی طرف آئے اور ہندوستان سے بعضے بعضے پیروں کا بھی آنا جانا ہوا اور لوگ مرید ہوگئے پنجگانہ نماز باقاعدہ پڑھنے لگے اور ذکروا ذکار اکیلا اور حلقہ بناکر خفی وجلی کرنے لگے اب اس پر ان منشیوں اور مولویوں کو بہت حسد ہوا کہ اب تو لوگ کچھ اچھا وبرا حلال وحرام جاننے لگے ہم لوگوں کو تو مشکل ہوئی اس پر اس حسد اور بغض کی وجہ سے شروفساد کرنا شروع کردیا کہ ذکر جہری قطعاً حرام ہے اور سلسلہ چشتیہ وقادریہ میں داخل ہونے والا شیطانوں کی جماعت میں شرکت کرتا ہے اور داخل ہوتا ہے اور ذکر جہری کرنے والوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے نعوذ باللہ میں نے ان کو بہت سمجھایا، بعضوں نے مان لیا اور بعضوں نے

انکار کردیا اور یہ سب ان منشیوں اورمولویوں کی شرارت ہے لیکن پھر برائے تسلی واطمینان سہارنپوراور دیوبند کے علماء کرام سے جواب چاہتے ہیں اور مدلل جواب چاہتے ہیں حضرت یہ لوگ ذکرخفی کو جائز اورذکر جلی کوناجائز وحرام قرار دیتے ہیں اس وجہ سے حضور والا کی خدمت میں جواب قرآن وحدیث شریف سے چاہتے ہیں اور جوآدمی بزرگوں کی اعانت بیان کرتا ہے۔اسکا کیا حکم ہے تحریر فرمادیں اوراس استفتاء سے فساد کم ہوجائے گا۔انشاءاللہ تعالیٰ

الجواب حامداًومصلیاً

ونص الشعرانی فی ذکرالذاکر للمذکوروالشاکر للمشکور مالفظه واجمع العلماء سلفاء وخلفا علی استحباب ذکر اللّٰه تعالیٰ جماعة فی المساجد وغیرهامن غیرنکیر الاان یشوش جهرهم بالذکر علی نائم اومصلٍ اوقاری قرآن کماهو مقررفی کتب الفقه اھ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۸۵ [۱] وقدحرر المسئلة فی الخیریة وحمل مافی الفتاوی القاضی خاں علی الجهر المضر وقال ان هناک احادیث اقتضت طلب الجهرواحادیث طلب الاسرار والجمع بینهما بان ذلک یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فالاسرار افضل حیث خیف الریاء اوتأذی المصلین اوالنیام والجهر افضل حیث خلاماذکر لانه اکثر عملا ولتعدی فائدته الی السامعین ویوقظ قلب الذاکر فیجمع همه الی الفکر ویصرف سمعه الیه ویطرد النوم ویزیدالنشاط اھ ردالمختار ص ۲۸۴ / ج ۵ / [۲]

عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر بلااختلاف جائز بلکہ مستحب ہے۔البتہ کسی

---

[۱] طحطاوی علی المراقی مصری ص ۲۵۸ / فصل فی صفة الاذکار الواردة بعد الصلاة،

[۲] (ردالمحتار نعمانیه ص ۲۵۵ / ج ۵ / وشامی زکریاص ۵۷۰ / ج ۹ / کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع نیزشامی ص ۴۴۴ / ج ۱ /)

عارض کی وجہ سے ممنوع ہو جائے گا۔ مثلاً نمازیوں یا تلاوت کرنے والوں کو اذیت ہو یا ریا کا خوف ہو تو ایسی حالت میں آہستہ ذکر نا چاہئے۔ سلسلہ قادریہ و چشتیہ کے اکابر اہلِ بزرگ تھے اوران میں بہت بڑے بڑے اہل اللہ اور اولیاء اللہ ہوئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ان میں داخل ہونے والا شیطان کی جماعت میں شرکت کرتا ہے اور داخل ہوتا ہے اگر وہ ان کے اکابر اور بزرگوں کے حسد کی وجہ سے کہتا ہے تو وہ خود شیطان ہے اور مردود ہے۔

اگر ان کے بعض افراد کے خلافِ شرع کام دیکھ کر کہتا ہے تب بھی اس کے لئے ایسا کہنا جائز نہیں۔ ایک دو شخص کے افعال قبیحہ کی وجہ سے تمام سلسلہ کو شیطان کی جماعت کہنا حرام ہے شخص مذکور کو توبہ کرنا لازم ہے اور بزرگوں سے بدعقیدہ رہنا اوران کو برا کہنا خدائے تعالیٰ کے بڑے غصہ کا سبب ہے۔[۳]

بزرگوں کی ارواح کو عالم میں متصرف ماننا کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے، وہ سب بزرگوں کی ارواح کرتی ہیں اور خدا کے حکم کو کہیں دخل نہیں اوران سے مدد مانگنا کہ وہ ہماری آواز کو براہ راست سنتے ہیں اور ہماری مدد کرتے ہیں چاہے خدا کا حکم ہو یا نہ ہو مشرکانہ عقیدہ ہے اس سے بھی توبہ لازم ہے۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح۔ سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ۱۹/ربیع الاول ۵۸ھ

---

[۱] عن ابی هریرةؓ انه صلی الله علیه وسلم قال عن الله تبارک وتعالیٰ مَنْ اَهَانَ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (کتاب الزواجر ص ۸۸/)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی ولی کی اہانت کی اس نے مجھ کو لڑائی کی دعوت دی اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میری طرف سے اس کے لئے جنگ کا اعلان ہے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت ابن مسعودؓ کی طرف سے ذکر جہری کی ممانعت

سوال:- کاٹھیاواڑ میں بعد نماز عشاء تمام مساجد میں روزانہ بادام وغیرہ پر درود شریف آیت کریمہ کا وظیفہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے تمام مصلیان پیتے ہیں اور وظیفہ پڑھنے والے اور پانی نہ پینے والے کو برا جانتے ہیں۔ یہ بدعت ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ کون سی حدیث ہے جس میں آپ نے ذکر کرنے والی جماعت کو منع فرمایا ہے نیز بدعت کہا ہے۔ یہ حدیث کونسی کتاب میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درود شریف کی ترغیب وتاکید قرآن کریم[1] اور حدیث شریف[2] سے ثابت ہے۔ یہ بڑی خیر و برکت اور سعادت کی چیز ہے، ہر مسلمان کو کثرت سے اس کا ورد رکھنا چاہیئے مگر اس کے لئے کوئی نئی صورت ایجاد نہیں کرنی چاہیے بلکہ قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا جو طریقہ تھا وہی اختیار کرنا چاہیے۔ ہر شخص تنہا اپنی اپنی جگہ پوری توجہ اور یکسوئی سے قلب کو حاضر کر کے اس

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] ویکفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم (مجمع الانهر ص ٥٠٥/ ج ٢/ باب المرتد ثم ان الفاظ الكفر انواع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، ان ظن ان الميت يتصرف في الامور دون الله تعالىٰ واعتقاده ذلك كفر (الشامي ص ١٢٨/ ج ٢/ مطبوعه نعمانيه، قبيل باب الاعتكاف)

(حاشیہ صفحہ هذا) [1] يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. سورۂ احزاب آیت ٥٦/

ترجمہ:- اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (از بیان القرآن)

[2] عن ابى هريرة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِىْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِياً اُبْلِغْتُهُ، مشكوة شريف ص ٨٧/ باب الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم مطبوعه ياسر نديم ديوبند، مسلم شريف ص ١٧٥/ ج ١/ باب الصلوة على النبى ﷺ بعد التشهد، بخارى شريف ص ٩٤٠/ ج ٢/ كتاب الدعوات باب الصلوة على النبى ﷺ

تصور کے ساتھ پڑھا کرے کہ میری طرف سے یہ ہدیہ بذریعہ ملائکہ حضوراکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے اور سرورعالم ﷺ اس سے مسرور ہوتے ہیں اور جواب ارشادفرماتے ہیں، حق تعالیٰ جل شانہٗ بھی خوش ہوکرایک درود کے بدلہ میں دس دس رحمتیں مجھ پر نازل فرماتے ہیں[1] سوال میں جوصورت درج ہے اس کا ثبوت ادلۂ شرعیہ سے نہیں ہے۔ پھراس کا ایسا التزام کہ جو شخص اس کواختیار نہ کرے اس کو برا جانتے ہیں۔ یہ تواور بھی زیادتی کی بات ہے۔اصرارکرنے سے تومستحب بھی درجہ کراہت میں آجاتا ہے۔ الاصرار علی المندوب یبلغہٗ الیٰ حدالکراهة[2] کسی کوچھینک آئے تواس پرالحمد لله کہنا چاہئے ایک شخص نے الحمد لله کے ساتھ والسلام علی رسول اللهؐ بھی کہہ دیا،اس پرحضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں بھی الحمد لله والسلام علی رسول الله کا قائل ہوں یہ بات حق ہے،مگراس موقعہ پرحضوراکرم ﷺ نے اس کی تعلیم نہیں دی بلکہ صرف الحمد للهکی تعلیم دی۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلاً عَطَسَ اِلیٰ جَنْبِ اِبْنِ عُمَرؓ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِبْنُ عُمَرؓ وَاَنَا اَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا اَنْ نَقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلیٰ كُلِّ حَالٍ ا ھ ترمذی شریف ص ۹۸/ ج ۲/[3]

---

[1] عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی علی واحدة صلی الله علیه وسلم عشراً الخ مشکوة ص ۸٦/ باب الصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم.

[2] سعایة ص ۲٦۵/ ج ۲ ۱/ فصل فی القراء ة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،

[3] ترمذی شریف ص ۹۸/ ج ۲/ باب مایقول العاطس اذعطس، وترمذی ص ۱۰۳/ ج ۲/ مطبوعه اشرفی دیوبند.

ترجمه :-حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو چھینک آئی جوابن عمر رضی اللہ عنہ کے برابر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ اللہ کے لئے حمد ہے اور رسول اللہ ﷺ پرسلام ہوابن عمرؓ نے فرمایا میں بھی کہتا ہوں الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ، اللہ کے لئے حمد ہے اور رسول اللہ ﷺ پرسلام ہو۔لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہم کواس کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہم الحمدللہ علی کل حال ہرحال میں اللہ ہی کے لئے حمد ہے کہیں۔

یہ روایت کافی ہے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث کے متعلق کچھ مزید توضیح کریں تو حوالہ دیا جائے۔[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۵/۳/۲۵ھ

ذکر بالجہر

سوال:- کیا ذکر بالجہر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اگر ایسا ہے تو حنفی بزرگ اس کی کیوں اجازت دیتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ذکر بالجہر بعض صورتوں میں بلا کراہت درست ہے بعض صورتوں میں مکروہ ہے۔ تفصیل ''سباحۃ الفکر[۲]'' میں ہے جو علماء احناف ذکر دوازدہ تسبیح وغیرہ کو

---

[۱] عن ابن مسعودؓ انه اخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم جهراً وقال لهم ماأراكم الامبتدعين الخ شامى زكريا ص ۵۷۰/ج ۹/كتاب الحظر والاباحة فصل فى البيع.

[۲] الباب الاول فى حكم الجهر بالذكر اعلم انهم اختلفوا فى ذلك فجوزه بعضهم وكرهه بعضهم الخ (سباحة الفكر فى الجهر بالذكر ص ۴۲/) عن ابن عباس ان رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد صلى الله عليه وسلم وقال ابن عباس كنت اعلم اذاانصرفوا بذلك اذاسمعته (بخارى شريف ص ۱۱٦/ج ۱/تفسير مظهرى ص ۴۰۹/ج ۳/ فتاوى حديثية ص ۵٦/ ارشاد الطالبين ص ۲۸/ التكشف ص ۳۷/ج ۵)

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرض نماز سے فراغت پر بلند آواز سے ذکر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اسی سے جانتا تھا جب ذکر کی آواز سنتا تھا جب وہ نماز سے فارغ ہوتے تھے۔

بالجہر فرماتے ہیں وہ درحقیقت علاجاً ہے کہ اس سے قلب پر ضرب لگتی ہے اور حرارت پیدا ہوتی ہے جو کہ اس راہ میں معین ہے اور جس کے لئے اس کی ضرورت نہیں اس کو جہر سے منع فرما دیتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ذکر اللہ کا طریقہ

سوال:- پیر مذکورہ بالا اسم ''ھا'' کو لمبا کر کے پڑھنے کو کہتا ہے یعنی اللہٗ الٹی پیش کے ساتھ استعمال کراتا ہے جس سے 'ھو' نکلتا ہے لیکن ایک دوسرا عالم کہتا ہے کہ یہ طریقہ غلط ہے بلکہ صحیح اللّٰہ ہے جواب تحریر فرمائیں!

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں دونوں قول ہیں، قول ثانی اقرب ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کلمہ طیبہ کا مخصوص مقدار میں پڑھنا

سوال:- ایک شخص خود کو مذہباً حنفی کہتا ہے اور مذہب حنفی کے مطابق اس کے تمام

---

[1] اس اجمال کی تفصیل خود صاحب فتاویٰ نے اس طرح فرمائی کہ اللہ اسم ذات ہے 'ھو' بھی اسماء الٰہیہ میں سے ہے ان دونوں کو الگ الگ کیا جاوے تو یہ دو نام ہو جاتے ہیں یک 'اللہ' ایک 'ھو' اور اگر ایک نام رکھا جائے تو وہ مستقل لفظ نہیں بلکہ ہائے ہوز ہے 'ھو' اللہ، کالام کلمہ ہے ضیاء القلوب وغیرہ کتب تصوف میں اس کی تفصیل مذکور ہے اور صوفیا کے یہاں پاس نفاس کرایا جاتا ہے اس میں بھی یہ دو لفظ الگ الگ ہیں اندر سانس جاتے وقت میں الخ، (ضیاء القلوب ص ۱۱/ تا ۱۳/) کلیات امدادیہ ص ۹۵،۹۶/ طریق اسم ذات، طریق ذکر پاس انفاس کا، دارالاشاعت کراچی.

عقیدے ٹھیک نظر آتے ہیں۔ مگر یہ شخص کہتا ہے کہ کلمہ توحید لَا اِلٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ بطور عبادت کے ہزار پانچ سو دفعہ تسبیح پر پڑھنا جائز نہیں اور پڑھنے والے کو بدعتی کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر بطور عبادت کے پڑھنے کا شوق ہے تو صرف کلمہ توحید لا الٰہ اللہ پڑھو، محمد رسول الله کو نہ ملاؤ علماء دین ان دو صورتوں میں سے جو مطابق شرع ہو مطلع فرمائیں۔ نیز یہ بھی کہتا ہے کہ اگر تصدیق رسالت کے لئے محمد رسول اللہ بھی پڑھیں تو جائز ہے۔

(۲) اور یہ شخص کہتا ہے کہ حدیث شریف میں کلمات کی تعداد کسی جگہ پر نہیں آئی جیسا کہ بعض کتب میں اول کلمہ دوم وسوئم وغیرہ مندرجہ ہے بلکہ کلمہ شہادت آیا ہے اور کہتا ہے کہ عبارت سب کلمات کی قرآن وحدیث کی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعداد اور نام کلمہ نہیں فرمایا آیا درست کہتا ہے یا غلط۔

(۳) قصداً تارک سنت مؤکدہ گنہگار ہوگا یا نہ اور سزا قیامت میں کیا ملے گی۔

(۴) جس شخص کا ذکر (۱) (۲) میں لکھا گیا ہے کہ یہ بطور عبادت کے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللّٰہ پڑھنے کو منع بتلایا ہے اس کو پیش امام رکھنا جائز ہے یا نہ جواب سے سرفراز فرمائیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) توحید باری تعالیٰ کا (لا اله الا الله) میں اقرار ہے اس کا ثواب مستقل ہے اور محمد رسول اللہ ؐ میں رسالت کا اقرار ہے اس کا ثواب مستقل ہے ایک جزء کو پڑھنے سے اسی کا ثواب ملے گا جس کو پڑھا ہے دوسرے کا نہیں ملے گا دونوں کو پڑھنے سے دونوں کو ثواب ملے گا اور دونوں علیحدہ علیحدہ قرآن شریف میں مذکور ہیں[۱] البتہ بعض دفعہ مشائخ کسی خاص طریقہ سے

[۱] اللّٰه لا اله الاهو الآیه سورۂ بقره آیت ۲۵۵ / سورۂ آل عمران آیت ۱ / سورۂ طٰهٰ آیت ۸ / محمد رسول اللّٰه الآیه سورۂ فتح آیت ۲۹ /.

کلمہ کا ذکر اپنے مریدین کے لئے تجویز کرتے ہیں اس میں ہر دفعہ لاالـہ الـلـہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کے پڑھنے کو بھی نہیں بتاتے بلکہ کچھ تعداد مقرر کرتے ہیں کہ اتنی مرتبہ لاالـــہ الا اللہ پڑھ کر ایک مرتبہ محمد رسول اللہ پڑھو اس کو تجویز کرنے میں مخصوص منافع ہیں جن کو مشائخ جانتے ہیں اور وہ مخصوص منافع اس کے خلاف کرنے سے حاصل نہیں ہوتے[1] لیکن ثواب بہرصورت حاصل ہوتا ہے اور ایمان تازہ ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا اس کے عبادت ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) جب کلمات قرآن شریف وحدیث شریف میں موجود ہیں تو بس اتنا کافی ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ دوم، سویم و چہارم پنجم تو عربی کے الفاظ ہی نہیں بلکہ فارسی کے الفاظ ہیں نہ یہ لفظ قرآن شریف میں آئے نہ حدیث شریف میں البتہ ان کے مضامین کی رعایت سے یہ ترتیب ہے۔

(۳) ایسے شخص پر عتاب ہوگا اور اس کے لئے قیامت میں شفاعت سے محرومی کی وعید ہے۔ اور سنت ظاہرہ کو استخفافاً ترک کرے تو یہ کفر ہے۔[2]

(۴) بظاہر یہ شخص ناواقفیت سے ایسا کہتا ہے اس کو پورے طور پر مسئلہ سمجھا دیا جائے اور معمولی چیزوں میں نزاع وفساد کرنا بہت بری بات ہے اس سے اجتناب لازم ہے۔ امام کو بھی چاہیے کہ مسئلہ کسی عالم شخص سے باقاعدہ سمجھے اور اس پر کاربند رہے اور مقتدیوں کو بھی

---

[1] کمایستفادوحکمة السبع ان هذاالعددفیه برکة بالاستقراء الخ فتاویٰ حدیثیه ص ۲۷۵/ مطلب فی قوله صلی اللّٰه علیه وسلم اهریقواعلی سبع قرب الخ مطبوعه دارالمعرفة بیروت،

[2] وفی التلویح ترک السنة الموکدة قریب من الحرام یستحق به حرمان الشفاعة لقوله ﷺ من ترک سنتی لم ینل شفاعتی (طحطاوی ص ۳۵/فصل فی سنن الوضوء، مطبوعه مصری ص ۵۱) وقد کفر الحنفیة من واظب علی ترک السنة استخفافا بها بسبب انها فعلها النبی صلی الله علیه وسلم زیاده الخ (شرح فقه اکبرص ۱۳۸/مطبوعه مجتبائی دهلی)

چاہئے کہ ذرا ذرا سی بات میں اختلاف پیدا نہ کریں۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہٗ

صحیح:عبداللطیف ۲۹؍شوال ۵۷ھ

کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ثبوت

سوال:- ایک شخص خودکو حنفی مذہب بتلا تا ہے مگر یہ شخص کہتا ہے کہ حدیث شریف میں کلمہ شہادت آیا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه واَنَّ مُحَمَّداً رسُوْلُ اللّٰه اور یہ کہتا ہے کہ کلمہ طیب قرآن وحدیث میں صرف اتنا آیا ہے۔لاالٰہ الا اللّٰہ کہتا ہے کہ کلمہ طیب میں محمد رسول اللّٰہ نہیں آیا۔کہتا ہے اگر آیا ہے تو مجھے بتاؤ کس جگہ آیا ہے اور کس کی روایت سے آیا ہے اور کس حدیث میں آیا ہے اور یہ شخص کلمہ طیب میں لاالٰہ الااللّٰہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ملا کر پڑھنے والے کو بدعتی بتلا تا ہے۔علماء دین از براہ کرم وشفقت کو پوری طرح سے یہ تحریر کریں کہ کلمہ طیب کے ساتھ میں محمد رسول اللہ آیا ہے یا نہیں اگر آیا ہے تو حدیث کتب وراوی معہ صفحہ کے نام سے آگاہ کریں اور نہیں آیا ہے تو فرمادیجئے کہ کلمہ طیب کے ساتھ محمد رسول اللہ کیوں ملایا گیا ہے اور اگر کلمہ شہادت ان تشهد ان لاالٰہ الا اللّٰہ وان محمداً رسول اللّٰہ کے معنی اور لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے معنی ایک ہی ہیں تو فرمادیجئے کہ ان تشهد وان کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے۔وہ کیوں اڑائے گئے۔کیوں کہ اس شخص نے سخت فتنہ برپا کردیا ہے اور بستی کے لوگ زمیندار اَنْ پڑھ بہت چکر میں پڑے ہیں اب احقر کا خیال ہے کہ علماء دین کی طرف سے جو جواب بموجب شریعت کے عنایت ہوگا اس شخص کو اور بستی والوں کو پڑھ کر سنا دیا

جائے اور فتنہ کا خاتمہ ہو جاوے اور یہ شخص یہ کہتا ہے کہ میں کلمہ شہادت پڑھنے سے منع نہیں کرتا صرف کلمہ طیب میں **محمد رسول اللّٰہ** ملا کر پڑھنے کو منع کرتا ہوں۔

(۲) نیز اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں جس نے کلمہ طیب میں **محمد رسول اللّٰہ** ملانا بند کر دیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) قریب ہی اس سوال کا جواب یہاں سے جا چکا ہے اب یہ دوبارہ آیا ہے پہلے صرف مسئلہ دریافت کیا تھا اب دلیل بھی طلب کی ہے۔ قرآن شریف میں کلمہ طیب کے دونوں جزء علیحدہ علیحدہ مذکور ہیں **لا الٰہ الا اللّٰہ** سورہ والصافات پارہ ومالی میں[۱] مذکور ہے اور **محمد رسول اللّٰہ** سورہ انافتحنا پارہ حٰم میں[۲] ہے۔ حدیث شریف میں کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت دونوں موجود ہیں۔ کلمہ طیبہ کا پہلا جزء اور کلمہ شہادت دونوں موجود ہیں[۳] کلمہ طیبہ کا پہلا جزء اور کلمہ شہادت پورا اذان میں پانچوں وقت پڑھا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے لفظ **ان تشہد** ان کے ساتھ بھی تعلیم دی[۴] اور بغیر اس کے بھی کسی اور شخص نے تصرف کر کے نہیں اڑایا۔ التحیات میں توحید ورسالت کی شہادت ہے۔ حدیث کی کتابوں میں مختلف صیغوں اور طریقوں سے توحید ورسالت کے اقرار کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک حدیث نقل کرتا ہوں جس کے روای

[۱] سورۂ الصافات آیت ۳۵/.

[۲] سورۂ الفتح آیت ۲۹/.

[۳] اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه وحده لاشريک له وان محمداً عبده ورسوله لايلقانی بهما احد يوم القيامة الاادخله الجنة علی ماكان فيه (طس عنه) ولهم (كنز العمال ص ۴۹/ ج ۱/ بخاری شريف ص ٦/ ج ۱/ كتاب الايمان ،باب قول النبی صلی اللّٰه عليه وسلم بنی الاسلام الخ)

[۴] كمافی حديث جبرائيل فقال يامحمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لااله الا الله الحديث الخ (مشكوٰة شريف ص ۱۱/)مشكوة شريف ص ۸۵/باب التشهد.

حضرت ابن عباسؓ ہیں۔ مکتوب علی العرش لا الہ الااللّٰہ محمدرسول اللّٰہ. لااعذب من قالھا. اسمٰعیل بن الغافر الفارسی فی الاربعین عن ابن عباسؓ (کنز العمال ص۱۵/ج ا[1])

چار صفحات میں اس موقع پر کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کے طریقے اور صیغے لکھے ہیں جس کا دل چاہے مطالعہ کرے۔

(۲) غالبًا یہ شخص ناواقفیت سے ایسا کہتا ہے اس کو نرمی سے سمجھا دیا جائے اور مسئلہ بتادیا جائے کہ کسی عالم کے ذریعہ سے زبانی سمجھا دیا جائے، فتنہ پیدا کرنا سخت گناہ ہے قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ[2] اس سے بچنا لازم ہے اور اس شخص کو توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ٦/ ذیعقدہ ۵۷ھ

ذکر بالجہر آواز ملا کر کرنا

سوال:- بستی کے اندر ایک مسجد ہے اور اس مسجد میں کچھ آدمی مل کر ذکر بالجہر کرتے ہیں۔ ذکر یہ ہے جو پیر صاحب نے بتا رکھا ہے۔ سبحان اللہ، الحمدللہ، لاالٰہ الاّ اللہ

[1] کنز العمال ص۵۷/ ج ا/ حدیث نمبر ۱۸٦/

[2] سورۂ بقرہ آیت ۱۹۱/.

ترجمہ:- اور شرارت قتل سے بھی سخت تر ہے۔ (از بیان القرآن)

E:\F.M.Fainal\Jild-6\ Majslis-e-Soofiya

وغیرہ۔ اوراس وقت کرتے ہیں جب عشاء کی نماز کے بعد نمازی نماز سے فارغ ہوکر چلے جاتے ہیں۔ عشاء کی نماز سے تقریباً ۴۰/ یا ۴۵/ منٹ کے بعد حلقہ والوں نے بآ واز بلند ذکر شروع کردیا۔ تواب آپ برائے مہربانی یہ تحریر کردیجئے کہ اگر کوئی نمازی پھرآ جائے تواس کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟ ایسے مل کر حلقہ کرنا یعنی ذکر بآوازِ بلند کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فی نفسہ ذکراللہ بہت مبارک ہے۔ قرآن کریم[۱] اورحدیث شریف[۲] میں اس کی کثرت سے ترغیب آئی ہے۔ جوکلمات سوال میں مذکور ہیں ان کی بڑی فضیلت وارد ہے،[۳] ان کوآہستہ اور جہر سے پڑھنا ہرطرح ٹھیک ہے، مگرمناسب یہ ہے کہ ان کوآہستہ پڑھا جائے اورانفرادی طور پر پڑھا جائے حلقہ کی صورت سے آواز ملاکر پڑھنے سے پرہیز کیا جائے۔ بسا اوقات اس میں تان کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ اپنا اپنا الگ پڑھیں، اگرایسے وقت کوئی نماز کیلئے آئے اوروہیں پڑھنا چاہے تواس کوموقع دیا جائے تاکہ اس کی نماز میں خلل نہ آئے۔[۴]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۲/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۹۲ھ

---

۱ اُذْکُرْ رَبَّکَ کَثِیْراً الآیۃ سورۂ آل عمران آیت ۴۱/۔

ترجمہ:- اپنے رب کوبکثرت یاد کیجیو الخ ازبیان القرآن۔

وَاذْکُرْرَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعاً وَخِیْفَۃً الآیۃ سورۂ اعراف آیت ۲۰۵/

ترجمہ:- اوراے شخص اپنے رب کی یادکیا کراپنے دل میں عاجزی کیساتھ اورخوف کے ساتھ۔ ازبیان القرآن۔

۲ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْراً وَّالذَّاکِرَاتِ الحدیث مشکوۃ شریف ص ۱۹۸/ باب ذکر اللّٰہ عزو جل۔

۳ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّسْبِیْحُ ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محاسبہ

سوال: -محاسبہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر کریں تو کیا کریں؟ اگر اسے جماعتی طور پر کریں تو کیسا ہے؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بدعت ہے۔ لہٰذا جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر شخص کو اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہئے[1] ہاں کوئی جاننے والا اگر کسی نہ جاننے والے کو سکھانے کے لئے اس کا محاسبہ کرے یا اپنے ماتحت اور زیر تربیت سے محاسبہ کرے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۷/۲/۹۴ھ

وعظ سنتے وقت وظیفہ میں مشغولی

سوال: -کسی عالم کی تقریر کے وقت یا درس حدیث یا کسی دینی کتاب پڑھنے کے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)..........نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ يَمْلَأهُ وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهٗ حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰهِ حَتّٰى يَخْلُصَ اِلَيْهِ مشكوة شريف ص ۲۰۲/باب ثواب التسبيح.

[۴] والجمع بينهما بان ذالك يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فالاسرار افضل حيث خيف الرياء اوتاذى المصلين اوالنيام والجهر افضل حيث خلاممما ذكر الخ شامي كراچي ص ۳۹۸/۶، كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع، سباحة الفكر ص ۲۷/مطبوعه لكهنؤ.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] اعلم ان العبد كمايكون له وقت في اول النهار يشارط فيه نفسه على سبيل التوصية بالحق، فينبغي ان يكون له في آخر النهار ساعة يطالب فيها النفس ويحاسبها على جميع حركاتها وسكناتها الخ احياء العلوم ص ۳۹۲/ج ۴/ كتاب المراقبة والمحاسبة ،بيان حقيقة المحاسبة بعد العمل، مطبوعه مصرى.

وقت اپنے وظیفہ یا کلمۂ سوم، استغفار درود شریف میں مصروف رہنا خلاف اولیٰ تو نہیں؟

الجواب حامداً مصلیاً

اس طرح نہ تو تقریر کا پورا فائدہ حاصل کرسکتا ہے نہ وظیفہ کی طرف پوری توجہ ہوسکتی ہے بلکہ دونوں کام ادھورے رہتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اللہ اللہ کا ذکر ہونٹ اور زبان کی حرکت کے بغیر اور نماز

سوال: - اگر ہونٹ اور زبان نہ ہلے اسی طرح اللہ اللہ یا درود شریف یا اور کوئی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ورد کرے یا استغفر اللہ وغیرہ پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح بھی پڑھ سکتا ہے مگر نماز اس طرح پڑھنے سے ادا نہیں ہوگی[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۵/۹۰ھ

---

[1] اکثر المشائخ علی ان الصحیح ان الجهر حقیقته ان یسمع غیره والمخافتة ان یسمع نفسه وقال الهندوانی لاتجزیه مالم تسمع اذناه ومن بقربه فالسماع شرط فیمایتعلق بالنطق باللسان والتحریمة والقراءة السریة والتشهد والاذکار الخ (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۱۷٦/ مطبوعه مصری، باب شروط الصلوة الخ)

شب برأت میں غروب آفتاب کے بعد چالیس دفعہ لاحول الخ کا ورد

سوال:- بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ غروب آفتاب کے بعد چالیس بار **لاحول ولاقوۃ الاّ باللّٰہ العلی العظیم** پڑھیں۔ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لاحول ولاقوۃ الاّ باللّٰہ العلی العظیم بہت اعلیٰ ذکر ہے جو جنت وعرش کے مخصوص خزانہ سے عطا ہوا ہے[1] اس کی کثرت کرنا بہت مفید ہے کسی وقت بھی پڑھا جائے نافع ہے، غروب آفتاب کے بعد چالیس ۴۰ رمرتبہ کی قید احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حلقۂ ذکر مخصوص ایام میں اور اس میں عورتوں کی شرکت

سوال:- بعض لوگ بالالتزام ہر پیر اور جمعرات کو اور کسی کے مرنے پر تیسرے ساتویں اور چالیسویں دن راتوں میں حلقۂ ذکر منعقد کرتے ہیں اور اس میں عورتوں کو بھی مردوں کے ساتھ بلایا جاتا ہے اور بعض جگہ خود عورتیں (بوڑھی وجوان ہر دوقسم) شریک ہوتی

---

[1] ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الااعلمک اوالا ادلک علی کلمۃ من تحت العرش من کنز الجنۃ ،تقول لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ الحدیث، الترغیب والترہیب للمنذری ص ۴۴۴ / ج ۲ / الترغیب فی قول لاحول الخ مطبوعہ مصر ،بخاری شریف ص ۹۴۸ / ج ۲ / کتاب الدعوات باب لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ ،اشرفی دیوبند.

ہیں مردوں کے ذکر کو سننے کی غرض سے عین ذکر کے موقعہ پر چراغ گل کر دیا جاتا ہے اور ذکر کے بعد کچھ شیرینی تقسیم ہوتی ہے کیا ایسے حلقوں میں عورتوں کو شرعاً بھیجنا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ذکراللہ کی ترغیب اور فضیلت قرآن وحدیث شریف میں بکثرت وارد ہے مگران ایام اور تاریخوں کی تعیین بے اصل ہے اس کو شرعی چیز قرار دینا غلط ہے اور بدعت ہے اس پر التزام کرنا غیر ثابت کو لازم قرار دینا ہے جو احکام شرع میں تحریف ہے جو شرعاً مندوب ہو وہ بھی اصرار والتزام سے مکروہ ہو جاتی ہے۔ الاصرار علی المندوب یبلغه الی حدالکراهة اھ[1] سباحة الفکر[2] ردالمحتار. تنقیح الفتاویٰ الحامدیة[3] کبیری شرح المنیة[4] طیبی[5] مرقاة[6] وغیرہ میں یہ مضمون بعبارات مختلفہ موجود ہے پھر عورتوں کو ایسے حلقوں میں شریک کرنا اور عین ذکر کے موقعہ پر چراغ گل کر دینا مستقل مظنۂ فتنہ ہے اس کی ہرگز اجازت نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۶/۲۴ھ

---

[1] سعایة ص ۲۶۵ / ج ۲ / الفصل فی القرآت طبع لاهور.

[2] سباحة الفکر ص ۲/۷۲.

[3] شامی زکریاص ۵۰۱ / ج ۲ / الوتر والنوافل مطلب فی کراهة النفل علی سبیل التداعی.

[4] حلبی کبیر ص ۴۳۳ / قبیل فصل فیما یفسد الصلوة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[5] شرح الطیبی ص ۳۷۴ / ج ۲ / باب الدعافی التشهد الفصل الثانی ادارة القرآن والعلوم الإسلامیة.

[6] مرقات شرح المشکوٰة ص ۱۴ / ج ۲ / باب الدعاء فی التشهدطبع بمبئی،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ششم

﴿خلیفہ بنانا﴾

آستانۂ شیخ کی تولیت

سوال:- کیا زید آستانۂ شیخ طریقت کا متولی وسجادہ نشین منتخب کیا جاسکتا ہے؟ جب کہ کوئی خلیفہ حیات نہ ہو۔ البتہ دوسرے مریدین حیات ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کے شیخ طریقت کے آستانہ کی تولیت کے لئے کیا شرائط ہیں۔ اگر وہ شرائط زید میں ہوں تو وہ بھی متولی ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دوسرے کے مرید کو اجازت دینا

سوال:- کیا خلیفۂ مجاز اور سجادہ نشین کو یا اپنے پیر بھائی کو خلافت نامہ دینا جائز ہے یا اپنے پیر بھائی کے مرید کو اجازتِ بیعت دے سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خلیفہ جب کہ اپنے شیخ کی طرف سے اہلیت وصلاحیت کی بناء پر خلیفہ ومجاز ہے اور اس کے شیخ طریقت نے اس کو اس کی اجازت دی ہے تو وہ بھی اجازت دے سکتا ہے، اپنی طرف سے اور اپنے شیخ کی طرف سے بھی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شیخ کی طرف سے بیعت واجازت

سوال:- کیا کوئی یہ تحریر کرسکتا ہے یا زبانی پڑھوا سکتا ہے کہ پیر ومرشد شیخ طریقت کے دستِ مبارک پر بیعت کیا جاتا ہے؟ اور کیا اپنے شیخ کی طرف سے اجازت بیعت دے سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض مشائخ اپنے خلفاء اور معتمدین کو فرمادیتے ہیں کہ تم جس کو اہل سمجھو اس کو میری طرف سے اجازت دیدو تو ان کی طرف سے بھی اجازتِ بیعت ہوسکتی ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٦/٧/٩٢ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

بغیر اجازت وخلافت کے بیعت کرنا

سوال:- زید حضرت مولانا شاہ وصی اللہ کا مرید ہے مگر اب وہ کچھ کام بدعت کے کرتا ہے۔ مثلاً قوالی سنتا ہے، گاگر اٹھاتا ہے۔ غرضیکہ عام بدعت جو ہر بریلوی خرافات کرتا ہے۔ مگر زید اب بھی اپنے کو دیوبندی کہتا ہے اور نہ زید کو خلافت ملی مگر مرید کرتا پھرتا ہے۔ کیا

ان بدعات پر اس کو صحیح العقیدہ اہل سنت کہا جا سکتا ہے؟ کیا وہ مرید کرنے کا بھی حق رکھتا ہے؟ یا زید دعا تعویذ کا پیسہ لیکر کھا سکتا ہے۔ لہذا صحیح صورتِ حال جو ہو وہ احادیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ اس کو اجازت بیعت حاصل نہیں ہے اور وہ بدعات میں مبتلا ہے اس سے بیعت ہونا درست نہیں ہے۔ کیونکہ بیعت کا مقصود اصلاحِ نفس اور تزکیۂ باطن ہے[1] شخص مذکور خود اصلاح کا محتاج ہے وہ کسی کی کیا اصلاح کرے گا۔ بلکہ جن غیر شرعی امور میں مبتلا ہے اس سے مرید ہونے والے بھی ان میں مبتلا ہوں گے اور بجائے اصلاح کے نفس میں خرابی پیدا ہوگی۔ جو شخص متبعِ سنت نہیں اور بدعات سے متنفر نہیں وہ دیوبندی مسلک پر نہیں۔ اگر وہ تعویذ جانتا ہے اور فریب نہیں کرتا ہے، تعویذ میں کوئی ناجائز بات نہیں کرتا ہے تو تعویذ کی اجرت اس کو لینا درست ہے[2] فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۵/۲۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

بغیر اجازت شیخ بیعت کرنا

سوال:- اگر کوئی ایسا شخص جو کسی شیخ طریقت سے مجاز نہیں تو اس کے لئے یہ بات

---

[1] لان الغرض من البیعة امره بالمعروف ونهیه عن المنکر وارشاده الیٰ تحصیل السکینة وازالة الرذائل واکتساب الحمائد الخ القول الجمیل مع شرحه شفاء العلیل ص ١٤/ مطبوعه رحیمیه دیوبند،

[2] استاجر لیکتب له تعویذاً لاجل السحر جاز الخ درمختار علی الشامی زکریا ص ١٢٧/ ج ٩/ کتاب الاجارة، مسائل شتی،

جائز ہے یا کہ نہیں کہ کسی کو اس طرح پر بیعت کردے جس طرح پر کہ مشائخ طریقت بیعت کرتے ہیں اور اس کو اس طرح پر ذکر وغیرہ بتائے بعینہٖ جس طرح پر کہ مشائخ اپنے مریدین کو بتاتے ہیں یا صرف نماز یا روزہ چوری وزنا وغیرہ کے کرنے اور نہ کرنے کی بیعت لیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے کسی کو بیعت کرنے کے لئے اس بیعت کرنے والے کا کسی شیخ طریقت سے مجاز ہونا ضروری نہیں لیکن اس کے اندر اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسا جائز ہو تو پھر اس زمانہ میں جیسا کہ بہت سارے غلط قسم کے پیر بغیر کسی نسبت شیخ کے قائم ہونے کے عوام کو بیعت کرتے رہتے ہیں ان کو تو یہ ایک سہارا ہوگا کہ علماء نے اس کو جائز کہا ہے۔ دیگر اور بھی مفاسد اس سے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ نیز کتب تصوف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ راہ تصوف میں کام کرنا ہو تو بیعت کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ شیطان اغوا کر کے کہیں سے کہیں لے جائیگا۔ جیسا کہ تصوف کی کتاب ترجیح الجواہر المکیہ میں ہے۔

جس سے کسی کے ہاتھ پر بیعت ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے اور ایک ایسا شخص جو اگر چہ عالم ہی ہو اور سنت کا متبع بھی ہو مگر راہ سلوک کے اندر کسی شیخ طریقت کے تحت رہ کر محنت ومشقت اٹھا کر اس کی کیفیت وحقائق سے مطلع نہیں ہوا ہو اور اس راہ کی جملہ گھاٹیوں سے واقف نہیں ہوا ہو اس کے لئے یہ جائز ہوسکتا ہے یا نہیں کہ کسی کو بیعت کرلے اور اس راہ کی تصلیح دے بندہ کو یہ اشکال ہے۔ براہ کرم مسئلہ کی حقیقت سے بندہ کو مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ نیز حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادات شیخ الاسلام میں اور مولانا تھانویؒ نے اپنے رسائل تعلیم الدین میں غیر اجازت یافتہ لوگوں کو کسی کو بیعت کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسلمانوں کے لئے عقائد حقہ، اخلاق فاضلہ اعمال صالحہ کی تحصیل ضروری ہے اور

صرف درجہ علم تک اسکا جاننا یا سمجھنا کافی نہیں بلکہ ان سے متصف وآراستہ ہونا اور اس میں ملکۂ قویہ اور کیفیت کا حصول نہایت قابل اہتمام ہے۔ اس دور میں استعدادیں اتنی ضعیف ہیں کہ بغیر شیخ کامل محقق سے رابطہ قویہ قائم کئے اصلاح نہیں ہوتی۔ اخلاق رذیلہ کی اصلاح نہیں ہوتی اور اس کو احسان اور استحضار نہیں اس کی صحبت اور بیعت سے دوسروں کو یہ چیز کیسے میسر آئیگی۔ ایسے شخص کا شیخ بن کر دوسروں کو بیعت کرنا اپنے کو منافع تربیت واصلاح کے ثمرات سے خود محروم رہنا اور طالبین کے لئے وصول الی الحق سے سدراہ بننا ہے۔ شیخ کامل کی علامت التکشف[1] وغیرہ میں مذکور ہے۔ تربیت کے طرق ضیاء القلوب[2]، تربیۃ السالک[3] وغیرہ میں مبسوط ہیں۔[4] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۶/۷/۸۵ھ

دوسرے پیر سے خلافت قبول کرنا

سوال:- اگر کسی ایک سلسلہ میں خلافت مجاز عطا ہوئی تو پھر دوسرے سلسلے کے پیر کی طرف سے بھی خلافت عطا ہو تو کیا خلافت لے سکتے ہیں؟ اس کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ایک سلسلہ سے خلافت کافی نہیں ہوتی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل مقصود تو خلافت نہیں ہے اور اس کیلئے جدوجہد بھی نہیں چاہئے کہ اس میں مشیخیت

---

[1] التکشف ص ۱۵۳/ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند علامات شیخ کامل.

[2] ضیاء القلوب، مصنفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ۔

[3] تربیۃ السالک، مصنفہ حضرت تھانویؒ۔

[4] فقیہہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ کی تربیت الطالبین بھی اس موضوع پر انتہائی مفید ہے۔

کی طلب ہے جو کہ راہِ سلوک کے خلاف ہے تاہم کوئی بزرگ اگر اجازت وخلافت دیں خواہ دوسرے سلسلے کے کیوں نہ ہوں تو انکے اخلاص وشفقت کے پیش نظر قبول کر لینا چاہئے مگر ان سے نہ طلب کی جائے نہ دل میں اس کی خواہش ہونی چاہئے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اپنے مرشد کی طرف سے اجازت دینا

سوال:- اگر کوئی مرشد صاحب اپنے وقت آخر کسی خلیفہ کو ہدایت کرے کہ میرے فلاں مرید کا سلوک مکمل ہونے کے بعد ان کو میری طرف سے خلافت دیدینا۔یعنی وہ مرشد صاحب جو بعد کو وصال کر گئے ان کی طرف سے خلافت ہوسکتی ہے؟ جو بزرگ وصال کر گئے ان کا خلیفہ کہلائے گا یا جس نے خلافت دی ان کا خلیفہ ہوگا؟ ہمارے سلف کا کیا طریقہ رہا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۳) اس کی بھی نظیریں موجود ہیں کہ ایک طالب کی اصلاح کی مگر استحکام کا انتظار رہا کہ مرشد کا وقت آ گیا تو اپنے خلیفہ سے کہہ دیا کہ استحکام ہونے پر میرے بعد تم فلاں شخص کو اجازت وخلافت دیدینا وہ اجازت بھی میری طرف سے ہوگی۔اس صورت میں ایسے شخص کو اصل مرشد کا خلیفہ کہا جائے گا مگر بالواسطہ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایضاً

سوال:- اگر کسی مرشد نے اپنے کسی خلیفہ کو یہ ہدایت نہیں کی کہ میرے فلاں مرید کو

میری خلافت دینا تو کیا مرشد کے انتقال کے بعد بغیر ہدایت وحکم مرحوم کے مرید کو ان کا خلیفہ بنایا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرشد جب کسی کی تربیت کے بعد اس کو خلیفہ بناتے ہیں تو خلافت دینے کے لئے بھی بناتے ہیں مرید کرنے کے لئے بھی بناتے ہیں۔ اب یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ میرے لوگوں میں سے جس کو اہل سمجھو میری طرف سے خلافت دیدینا۔ اس لئے وہ بھی مرشد ہی کا خلیفہ شمار ہوتا ہے مگر بالواسطہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایضاً

سوال: - کوئی خلیفہ اپنے مرید کو یا کسی دوسرے پیر بھائی کے مرید کو (ایک ہی سلسلہ کے) اپنے مرشد کی طرف سے خلافت دے سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی بھی نظیریں ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند

حاجی صاحب کے پیر اور خلفاء

سوال: - حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے پیر ومرشد کا کیا نام تھا؟ حاجی

---

[1] مطلب یہ ہے کہ یہ بھی درست ہے۔

صاحب عرس، فاتحہ، ایصال ثواب، میلاد وقیام کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے تھے؟ ان کے کتنے خلفاء تھے؟ ان میں کون کون اکابر ومشاہیر خلیفہ ہوئے ہیں، ان کے کیا عقائد تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے پیر ومرشد کا نام حضرت نور محمد جھنجھانوی نور اللہ مرقدہٗ ہے[۱] فیصلہ ہفت مسئلہ اور اس کے ضمیمہ میں لکھا ہے[۲] کہ یہ افعال فی نفسہٖ مباح ہیں اور قیود زائد ہیں، یعنی قابل ترک ہیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے بہت سے خلیفہ تھے، ضیاء القلوب میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے متعلق بہت اونچے کلمات فرمائے ہیں، اور اپنے متعلقین کو نصیحت ووصیت فرمائی ہے کہ ان دونوں کو میری جگہ سمجھیں، اگر یہ مجھ سے بیعت نہ ہوتے تو میں ان سے ہوتا، مگر معاملہ برعکس ہوگیا کہ وہ پہلے بیعت ہوگئے، ان کے فتویٰ اور حکم سے باہر نہ جائیں[۳]۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے متعلق ایک جگہ لکھا ہے کہ میرے سلسلے کے فخر ہیں[۴]۔

---

[۱] ضیاء القلوب ۱۰۲/مع تصفیه.

[۲] هفت مسئله پهلامسئله مولودشریف ص۳/دوسرامسئله فاتحه مروجه ص۶/ تیسرا مسئله عروس ص۸/ مطبوعه کانپور،

[۳] مولوی رشید احمد سلمہٗ ومولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ را کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری وباطنی اند بجائے من فقیر راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشاں بجائے من ومن بمقام اوشان شدم(ضياء القلوب ص ۱۰۱/ مترجم) وصيت ونصيحت آميز كلمے، طبع رحيميه ديوبند.

ترجمه: -مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ کو جو تمام کمالات ظاہری اور باطنی کے جامع ہیں، میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھیں اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔

[۴] تذكرة الخليل ص۳۵۳/ مطبوعه اشاعت العلوم سهارنپور بعنوان، كمالات وكرامات.

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے متعلق بھی بہت تعریف واعتماد کے الفاظ مذکور ہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٥/١٠/١٤٠٠ھ

کیا خلافت دینے کے لئے مرید ہونا ضروری ہے؟

سوال:- خلافت دینے کے لئے مرید کرنا ضروری ہے؟ یا خلافت دینے والے کا ہی مرید ہونا ضروری ہے؟ یا اپنے کسی پیر بھائی کے مرید کو بھی خلافت دی جاسکتی ہے (ایک ہی سلسلہ کے) کسی دوسرے سلسلہ کے بھی مرید کو بغیر مرید کئے خلافت دے سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تزکیۂ باطن کرلیا اور احسان وحضور کی کیفیت حاصل ہوگئی تو اس کو بھی اجازت دے سکتے ہیں مرید ہونا رسمی طور پر لازم نہیں البتہ مرید ہونے سے نفع زیادہ ہوتا ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٢/٧/١٤٠٦ھ

شیخ کا نافرمان کیا سجادہ نشین بننے کا مستحق ہے؟

سوال:- خلفاء اور ورثاء میں ہر وہ شخص جو اپنے پیر ومرشد کا نافرمان مزید برآں

---

[1] حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت والا سے بار بار فرمایا کہ بس تم پورے پورے میرے طریق پر ہو اور جب کوئی تحریر یا تقریر دیکھنے یا سننے کا اتفاق ہوتا تو فرماتے جزاکم اللہ تم نے بس میرے سینہ کی شرح کردی (اشرف السوانح، باب سیزدہم، شرف بیعت واستفاضۂ باطنی، مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون) حضرت حاجی صاحبؒ، ان مسائل کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور لکھوا بھیجا کہ انشاء اللہ تم سے مسلمانوں کو بہت نفع پہنچے گا۔ (اشرف السوانح ص١٩١/ج١)

وصیت کے خلاف دستِ تصرف دراز کر کے اور حق تلفی کر کے خود ساختہ ہر چیز کا مالک ومنتظم کار بھی بن بیٹھا وہ صحیح معنوں میں سجادہ نشین کہلانے کا مستحق ہے کہ نہیں اور اس سے بیعت درست ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خلافت اور بیعت کرنے کا مستحق وہ ہے جس کے اخلاق رذیلہ کی اصلاح ہوگئی ہو اور اخلاقِ فاضلہ اور اعمالِ صالحہ میں رسوخ رکھتا ہو۔ متبع سنت اور احکام شرع کا پابند ہو۔ اور اس کے شیخ محقق نے اس پر اعتماد کیا ہو کہ یہ صاحبِ نسبت ہے[1] اس کے ساتھ تعلقِ اصلاح کرنے سے اخلاق واعمال کی اصلاح ہو کر کیفیت احسان حاصل ہوتی ہو۔ حبِّ مال وحب جاہ سے خالی ہو، ورنہ جیسا کہ پیر ہوگا ویسے اثرات مرید میں پیدا ہوں گے۔ فاللّٰہ خیر حافظا.

تنبیہ:— اس طرح مبہم سوالات کر کے جوابات کو کسی خاص شخص پر منطبق کرنا بسا اوقات غلط ہے اور موجب فتنہ بھی ہوتا ہے، جس کی ذمہ داری سائل پر ہوتی ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ١١/٣/٩١ھ

---

[1] مرید شدن از آں کس درست است کہ دران پنج شرط متحقق باشد شرط الول علم کتاب وسنت داشتہ باشد، شرط دوم:— آنکہ موصوف بعد الت وتقوی باشد واجتناب از کبائر وعدم اصرار بر صغائر نماید، وشرط سوم:— آنکہ بے رغبت از دنیا وراغب در آخرت باشد، شرط چہارم:— آنکہ امر معروف ونہی از منکر کردہ باشد وشرط پنجم آنکہ از مشائخ ایں امر گرفتنہ باشد وصحبت معتد بہا ایشاں نمودہ باشد، فتاویٰ عزیزی ص ١٠٤/ ج٢/ مسائل متفرقہ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،

مرید ہونے کیلئے سند کی ضرورت

سوال: -زید پابند صلوٰۃ وصوم بھی ہے۔ تقریباً چالیس بیالیس سال سے علانیہ طور پر سلسلۂ بیعت قادری مسلک میں جاری کئے ہوئے ہے۔ زید جن بزرگ سے خود کو بیعت بتاتا ہے وہ زید کے پیر مرشد وشیخ طریقت سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ میں خلافت حاصل کئے ہوئے تھے۔ زید کا یہ قول مصدقہ ہے کہ وہ شیخ طریقت کی صحبت میں بچپن سے رہا۔ تعلیم وتربیت بھی شیخ طریقت کے پاس پائی۔ شیخ طریقت کے آستانہ وخانقاہ کی طرح آستانہ وخانقاہ قائم کی، مسجد تعمیر کرائی، مدرسہ قائم کیا۔ مگر زید کے پاس شیخ طریقت مذکور سے حاصل کردہ کوئی سند نہیں۔ بقول زید وہ ضائع ہوگئی ہے۔ لہٰذا کیا زید کو شیخ طریقت کا مرید تسلیم کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب زید کہتا ہے کہ میں فلاں بزرگ سے مرید ہوں تو بلاوجہ اس کی تکذیب کیوں کی جائے اور یہ قول کوئی شرعی حکم نہیں جس کا تسلیم کرنا واجب ہو۔ ایک شخص اپنے ایک حال کی خبر دیتا ہے۔ آثار سے وہ صادق معلوم ہوتا ہے۔ تو سچ مان لیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

خلافت، وصیت، خائن، فاسق، فاجر کسے کہتے ہیں؟

سوال: -شرع شریف میں خلافت اور وصیت کی کیا حقیقت ہے اور خائن اور فاسق وفاجر کسے کہتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خلافت کسی کو اپنا جانشین بنانا[۱] مثلاً کوئی صاحب نسبت بزرگ اپنے کسی مرید کی تربیت واصلاح کر کے اس کو اپنے قائم مقام بنادیں کہ ان سے بیعت ہوکر اپنی اصلاح کرایا کرواور طریقۂ تربیت سکھا کر فرمادیں کہ بجائے میرے تم اصلاح کیا کرو۔ وصیت کسی مال میں کسی تصرف کیلئے ہدایت دینا کہ میرے انتقال کے بعد یہ تصرف کیا جائے[۲] مثلاً میرے ذمہ نماز، روزہ، حج باقی ہے فدیہ دیا جائے یا حجِ بدل کرایا جائے ''خائن'' جو شخص امانت کی حفاظت نہ کرے اس میں بے جا تصرف کرے[۳] ''فاسق'' جو کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے[۴]۔ ''فاجر'' کا درجہ اس سے بڑھ کر ہے۔ جو کھلم کھلا بے دھڑک بڑے بڑے گناہ کرتا ہو[۵]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

تمباکو کے تاجر کو اجازت بیعت

سوال:- زید بکر کے یہاں پیری مریدی ہوئی ہے۔ زید بوجہ ضعیفی اپنے اہل تعلق میں

---

[۱] الخلافة الامارة والنيابة عن الغير (قواعد الفقه، الرسالة الرابعة التعريفات الفقهيه ص ۲۸۰/ اشرفی بکڈپو دیوبند.

[۲] الوصية اصطلاحا: الامر بالتصرف بعد الموت اوالتبرع بالمال بعده (معجم المصطلحات والالفاظ الفقهيه ص ۴۸۳/ ج۳/ طبع دار الفضيلة القاهره)

[۳] الخون:- ان يوتمن الانسان فلاينصح خانه خوناً وخيانةً وخانةً ومخانة واختانه فهو خائن (القاموس المحيط ص ۱۳۰/ ج ۲/ طبع دار عالم الكتب سعوديه)

[۴] الفسوق شرعاً الخروج عن طاعة اللّٰه بارتكاب كبيرة قصداً والاصرار على صغيرة بلاتاويل (قواعد الفقه، الرسالة الرابعة التعريفات الفقهيه ص ۴۱۲/اشرفی بکڈپو دیوبند.

[۵] فاجر: هوالمنبعث فى المعاصى والمحارم (لسان العرب ص ۴۶/ ج۵/بيروت)

سے دوصاحبان کودستار بندی کرکے اجازت دینا چاہتے ہیں۔ ہردوصاحبان اللہ اللہ کرنے والے ہیں اورتمبا کونوشیدنی اورخوردنی کی تجارت کرنے والے ہیں۔ کیاان صاحبان کو اجازت دے سکتے ہیں اور چوڑی کی تجارت بھی کرتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگران کواللہ پاک نے اخلاق فاضلہ اعمال صالحہ نسبت احسانیہ سے نوازا ہے اور استحکام پیدا ہوگیا ہےتو ان کومجاز بنانا درست ہے۔تمبا کوخوردنی ونوشیدنی کی تجارت حرام نہیں ہے، ناپسند ہے بدبوکی وجہ سے[1] یہ ایسی چیزنہیں کہ اس کی وجہ سے ایک اہل کومحروم کیاجاوے چوڑیوں کی تجارت بھی فی نفسہٖ جائز ہے۔مگراہل خانہ کوپردہ لازم ہےان کوتاکید کی جائے کہ وہ پردہ میں رہ کرکام کریں بے پردگی سے خوش رہنا جائزنہیں جوشخص صاحب نسبت ہوگا وہ کبھی ناجائزچیز سے خوش نہیں رہ سکتا ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند۸۵/٦/۲۵ھ

PAGE24\A02.
not found.

[1] فیفهم منه حکم النبات الذی شاع فی زماننا المسمی بالتتن فتنبه وقدکرهه شیخنا العمادی فی هدیته الحاقاله بالثوم والبصل .الدرالمختار علی ا الشامی نعمانیه ص ۲۹٦/ج۵/ قبیل کتاب الصید شامی کراچی ص ۴٦۰/ج٦/ کتاب الاشربة،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ہفتم

﴿منکرات تصوف﴾

پیر کا نام بطور وظیفہ پڑھنا اور مرید سے نذرانہ لینا

سوال:- پیر صاحب کا نام بطور وظیفہ لینا کیسا ہے؟ نیز پیر صاحب کا مریدین سے نذرانہ لینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وظیفہ کے طور پر پیر صاحب کا نام لینا جائز نہیں[1] مرید اگر خوشی سے ہدیہ پیش کرے اور وہ حلال مال کا ہو تو اس کا دل خوش کرنے کے لئے قبول کرنا درست ہے اس کی مرضی کے خلاف بطور ٹیکس کے اس سے نذرانہ وصول کرنا جائز نہیں حرام ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] ان الناس قد اکثرومن دعاء غیر اللّٰہ تعالیٰ من الاولیاء الاحیاء منهم والاموات وغیرهم (الی قوله) وقدعده اناس من العلماء شرکاً (روح المعانی ص ۱۲۸ /ج ۶/سورۂ مائدہ آیت ۳۵/ مطبوعہ ادارۃ الطباعة المصطفائیه) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر صفحہ)

پیر اپنا نذرانہ لیتا ہے مریدین کی اصلاح نہیں کرتا

سوال: – ریاست کشمیر میں ہر ایک خاندان کے پیر صاحب صدیوں سے مقرر ہیں۔ بعضے بعد عرصہ ایک سال بعض سال میں چند دفعہ مرید کے گھر میں آ کر خورد ونوش کرتے ہیں اور کچھ شب گذار کر اس مرید سے ہدیہ حاصل کر کے واپس جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں مرید پیر صاحب سے اسلام کی کوئی بات پوچھتے ہی نہیں۔ سال بھر عمر بھر مریدین بے نماز کسب حرام خور ہوکر رہتے ہیں۔ اور یہ پیر اپنا مقرر کردہ ہدیہ لیتے رہتے ہیں۔ اس کمائی کا کیا نام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پیر کسی بزرگ، متبع سنت صاحب سنت کو بنایا جاتا ہے۔ اور پیر بنانے کا مقصد یہ ہے کہ مرید کے نفس کی اصلاح ہو، حرام کاموں سے توبہ کرے، شریعت کا ہر حکم مانے، فرائض وواجبات کا اہتمام کرے، اپنی پوری زندگی کو سنت کے مطابق بنائے [۱] پیر کے ذمہ مرید کی اصلاح وتربیت واجب ہے۔ اگر مرید حرام کاموں میں مبتلا ہے اور پیر سب کچھ جانتا ہے مگر مرید کی اصلاح نہیں کرتا ہے اور اس کو حرام کاموں سے نہیں روکتا ہے اور مرید حرام کاموں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایوخذ من الدراهم وشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام (الدر المختار مع الشامی ص ۴۳۹ / ج ۲ / البحر الرائق ص ۲۹۸ / ج ۲ / طحطاوی ص ۵۷۱ / مصری) نیز حدیث شریف میں ہے لایحل مالُ امْرِاءٍ الا بطیب نفْس منه. مشکوة شریف ص ۲۵۵ / باب الغصب والعاریه طبع یاسر ندیم.

ترجمہ: – کسی کا مال اس کے دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] فالتصوف عبارة عن عمارة الظاهر والباطن اماعمارة الظاهر فبالاعمال الصالحة واما عمارة الباطن فبذکر الله وترک الرکون الی ماسواه وکان یتیسر ذالک للسلف بمجرد الصحبة (اعلاء السنن ص ۱۸/۴۳۸، کتا ب الادب والتصوف، مطبوعه کراچی)

سے نذرانہ دیتا ہے۔ اور پیر جان بوجھ کر اس کو قبول کرتا ہے تو وہ پیر حرام خور ہے۔ اپنا فریضہ نہیں ادا کرتا ہے۔ اس طرح مرید کی ہرگز اصلاح نہ ہوگی[1] حرام روپیہ پیر کو دینے سے مرید کو ثواب نہیں ہوگا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مریدوں سے ہدیہ لینا

سوال:-مرید سے روپیہ پیسہ وغیرہ لینا پیر کے واسطے درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر مرید بطیب خاطر دیتے ہیں جائز ہے اور اگر جبراً دیتے ہیں تو ناجائز ہے **اذلا یجوز لاحدمن المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی** عالم گیری ص۷۷۸ رج ۲[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۲/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/صفر ۵۵ھ

۱؎ دیکھئے التکشف ص۱۵۳/علامات شیخ کامل، ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند،

۲؎ شامی زکریا ص ۲۱۹/ج۳/ باب زکاۃ الغنم مطلب فی التصدق من المال الحرام،

۳؎ عالمگیری ص۱۶۷/ج۲/کتاب الحدود فصل فی التعزیر، مطبوعہ کوئٹہ پاکستان.

ترجمہ:-کسی مسلمان کے لئے کسی کا مال بغیر سبب شرعی کے لینا جائز نہیں۔ البحر الرائق ص ۱/۴۱ ج۵، فصل فی التعزیر، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ،

پیر صاحب کا دعوائے الوہیت

سوال:- کوئی پیر کہے کہ مرید اگر مجھے خدا سمجھ کر مان رہا ہے تو میں اس کے نزدیک خدا ہوں۔ تو ایسا شخص جو پیر کو خدا کہے گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور اس پر راضی ہونے والا کس گناہ کا مرتکب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ شرک ہے۔ نہ مرید کا پیر کو خدا سمجھنا درست ہے، نہ پیر کا مرید کو اس کی تعلیم دینا یا اس سے راضی ہونا درست ہے۔ ایسی حالت میں دونوں مشرک ہوں گے[1] ایسے پیر سے بے تعلق ہونا لازم ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

ایک پیر صاحب کے حالاتِ تصوف

سوال:- ایک عالم نے پارسال گاؤں میں آ کر تصوف کا بہت بڑا مدرسہ کھولا ہے اس میں مریدوں کا نام لکھ کر داخل کرتے ہیں اور روزانہ مریدوں کا نام پکارا جاتا ہے اور حاضری اور غیر حاضری کا نشان لگایا جاتا ہے سال میں دو مرتبہ ایک مرتبہ سات دن اور دوسری

---

[1] كما يستفاد ولو قال من خدايم على وجه المزاح يعنى خود آيم فقد كفر الخ، عالمگيرى كوئٹه ص ٢٦٢/ج٢/ الباب التاسع فى احكام المرتدين يكفر اوجعل له شريكا الخ هنديه كوئٹه ص ٢٥٨/ج٢/ الباب التاسع فى احكام المرتدين، رجل قال مر ابر آسمان خدا است وبرزميں تو يكون كفراً (فتاوى قاضى خان على الهندية كوئٹه ص ٣/٥٧٨، كتاب السير، باب مايكون كفرا من المسلم ومالايكون، مطلب ومن الفاظ الكفر بالفارسية،

مرتبہ پانچ دن مدرسہ کھولا جاتا ہے۔ مجموعہ بارہ دن سال میں اپنے مریدوں کو تصوف کی تعلیم دیتے ہیں اور ایصال ثواب کی مجلس کرتے ہیں اور وعظ کرتے کراتے ہیں، اور علم تصوف کو بلاضرورت فرضِ عین بتاتے ہیں۔ علم شریعت بدون معرفت مکمل نہیں ہوتا ہے اور مریدوں سے حسبِ مقدور روپیہ، پیسہ، چاول، گھانس، بکری، مرغی وغیرہ لے کر مریدوں اور دور دراز کے وعظ سننے والوں کو کھلاتے ہیں بچے ہوئے روپیہ میں سے کچھ غریبوں کو دیتے ہیں اور کچھ آمدورفت کی بابت پیر صاحب لے لیتے ہیں، عوام کو شبہ ہوتا ہے کہ پیر صاحب نے بہت اچھی تجارت بنائی ہے۔ ہیئت کذائی کے ساتھ تصوف کی تعلیم دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا.

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ نے روپیہ کمانے اور تجارت کرنے کا طریقہ تو سب لکھ دیا۔ لیکن یہ نہیں لکھا کہ وہ تصوف کی کیا تعلیم دیتے ہیں تاکہ اس کے جواز وعدم جواز پر غور کیا جاتا اور معلوم ہوتا کہ ایسا تصوف فرض عین ہے یا نہیں اور بغیر ایسی معرفت کے علم شریعت مکمل ہے یا غیر مکمل۔ جو روپیہ پیسہ مریدوں سے لیتے ہیں وہ اگر توبہ کرانے کا معاوضہ ہے تب تو حرام ہے [١] اگر مرید اپنی خوشی سے بطور ہدیہ پیش کرتے ہیں تو اس میں گنجائش ہے۔ وعظ سننا، سنانا جائز بلکہ ثواب ہے بشرطیکہ اس میں خلاف شرع کوئی شئ نہ ہو۔ ایصالِ ثواب بھی اچھی بات ہے لیکن اس میں اگر

---

[١] حدیث نوزدهم. عن الاحنف بن قیس فی حدیث طویل قال قلت لابی ذرماتقول فی هذه العطاء قال خذه فان فیه الیوم معونة فاذا کان ثمنا لدینک فدعه، اخرجه الشیخان (التکشف ص١٧٥، عادة قبول هدایا از اهل اموال، مطبوعه ادارة تالیفات اولیاء دیوبند) ولاتصح الاجارة لاجل الطاعات درمختار، علی الشامی کراچی ص٥٥/ج٦/ کتاب الاجارة، مطلب فی الاستیجار علی الطاعات،

ترجمہ:- حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا، آپ اس عطیہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا لے لو اس لئے کہ اس میں آج معونت (مدد) ہے پس جب یہ تیرے دین کا ثمن بن جائے پھر اس کو چھوڑ دو۔

تاریخ وغیرہ کا تعین مثل عُرس کے ہو اور کسی ہیئت خاصہ غیر ثابتہ کا التزام ہو۔ جیسے کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ وغیرہ پڑھا یا مزار پر چڑھا وا چڑھایا جاتا ہو غیر اللہ کی نذر مانی جاتی ہو یا وہ مجلس غنا مزامیر، رقص وسرود وغیرہ منکرات پر مشتمل ہو یا یہ مجلس ریا اور فخر کے لئے کی جاتی ہو پھر شرعاً ناجائز ہے اور ممنوع ہے[1] اس کا ترک کرنا واجب ہے اس میں شرکت گناہ ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢١/٥/٦٠ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ٢١/٥/٦٠ھ

پیر کا بخشش کروانا

سوال:- کیا پیر اپنے مرید کی بخشش کرا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ کی اجازت سے کرا سکتا ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند

---

[1] واقبح منه النذر بقراءة المولد فی المنابر مع اشتماله علی الغناء واللعب وایهاب ثواب ذلک الی حضرة المصطفیٰ صلی اللّٰه علیه وسلم (الشامی نعمانیه ص ١٢٨/ ج ٢/) قبیل باب الاعتکاف،

[2] مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ الأیة (سورۂ بقرہ آیت ٢٥٥)

ترجمہ:- ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس سفارش کر سکے بدون اس کی اجازت کے (بیان القرآن)

ایک پیر کے مخلوط حالات

سوال:- علاقۂ کشمیر ضلع مظفرآباد میں ایک شخص بدعویٰ پیری آیا ہوا ہے اپنا سلسلہ نقشبندی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ علمی قابلیت میں عربی میں خلاصہ کیدانی بھی نہیں پڑھا ہے البتہ اردو میں تحریر وتقریر جانتا ہے وعظ ونصیحت کرتا ہے جو کہ مطابق شرع ہوتی ہے لباس عالمانہ پہنتا ہے صرف شملہ چھوڑتا ہے۔ داڑھی مطابق شرع ہے۔ ڈھول وغیرہ سے اعراض کرتا ہے اسی طرح منکرات سے بچنے کے لئے خوب وعظ کہتا ہے۔ بایں ہمہ اوصاف جدھر جاتا ہے ایک مرید کے ہاں قیام کرتا ہے۔ مسجد محلّہ میں باجماعت نماز کمتر پڑھتا ہے اگرچہ وہ دس قدم پر ہی کیوں نہو بلکہ اپنے جائے قیام پر مریدوں کے ساتھ باذان واقامت ادا کرتا ہے لوگوں کو بلا بلا کر مرید کرتا ہے کوئی شخص مرید نہو تو خود نرم زبانی سے قابو میں لاتا ہے ورنہ کسی معتبر مرید کے ذریعہ اس کو زیر کرتا ہے جب ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو جاتا ہے تو خود گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور دوسرے مریدوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ آگے پیچھے ذکر جہریہ کرتے چلیں۔ مٹی پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا عموماً کرسی یا چوکی پر بیٹھتا ہے بعض اوقات خود کسی کرسی پر بیٹھ کر ذکر کراتا ہے جس مرید کے مکان میں اقامت اختیار کرتا ہے اس کے گھر کی مستورات میں بے پردہ بیٹھتا ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ بہت تعلق رکھتا ہے ہمیشہ ان کے ساتھ مجلس کرتا ہے ان کے پاس جاکر ریڈیو۔ گراموفون۔ باجے سے بھی کبھی کبھی شغل کرتا ہے اس کے یہاں مراتب کا خاص خیال ہے یعنی غریبوں کو اتنی عزت نہیں جتنی امیروں کی کرتا ہے۔ مریدوں سے نقد جنس وصول کرتا ہے لیکن اللہ کی راہ میں کچھ نہیں خرچ کرتا۔ غذا عمدہ پر تکلف کھاتا ہے معمولی خوراک کھاتا ہی نہیں اس کا اثر یہ ہے کہ مرید کچھ مدت تک ذکر وشریعت کے پابند رہتے ہیں۔ بے نماز، فاسق، فاجر، اور ریش تراشوں تک کو مرید کرلیتا ہے۔ مریدوں کو مجمع عام

میں لے جا کر کہتا ہے کہ منہ کو بند کر کے، ''اللہ'' دل میں اور ''ہو'' کو دم کے ساتھ ناک سے نکالیں مرید ایسا کرتے ہیں اور دو تین منٹ میں بدحواس ہو کر اچھلنے کودنے لگتے ہیں۔ یہانتک کہ بے خود ہو جاتے ہیں۔ بدحواسی میں اللہ اور 'ہو' کا تلفظ صحیح ادا نہیں ہوتا اسی طرح شور وشر کر کے گر جاتے ہیں۔ اگر نماز پڑھنا ہوتا ہے تو بلا تازہ وضو کئے نماز ادا کرتے ہیں۔ اسی حالت میں جب پیر کوئی شعر پڑھتا ہے تو تمام مجلس رقص میں آ جاتی ہے۔ پیر اسے ذکر قلبی مطابق سلسلۂ نقشبندیہ کہتا ہے جن مریدوں پر اثر نہیں ہوتا پیر انہیں سنگدل کہتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کو پیر بنانا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو مریدوں کو بیعت توڑ دینی چاہئے۔ نیز اس ذکر کو مطابق سلسلۂ نقشبندیہ کہنا درست ہے یا نہیں جن مریدوں پر اثر نہیں ہوتا اس کی وجہ کیا ہے اور بلا تجدید وضو نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گراموفون وغیرہ سننا[1] اور رقص کرنا[2] بلا عذر شرعی جماعت مسجد ترک کرنا[3] دنیاداری کی

---

[1] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: حکم سماع گراموفون (امداد الفتاوی ص ٢٤٦ / ج ٤، مطبوعه زکریا دیوبند)

[2] قوله ومن یستحل (الرقص قالوا بکفره) المرادبه التمایل والخفض والرفع بحرکات موزونة کمایفعله بعض من ینتسب الی التصوف وقد نقل فی البزازیة عن القرطبی اجماع الائمة علی حرمة هذا الغناء وضرب القضیب والرقص قال ورأیت فتوی شیخ الاسلام جلال الملة والدین الکرمانی ان مستحل هذا الرقص کافر الخ (الشامی نعمانیه ص ٣٠٧/ ج ٣/ مطلب فی مستحل الرقص، باب المرتد.

[3] عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیْ فَلَمْ یَمْنَعْهُ مِنْ اِتِّبَاعِهٖ عُذْرٌلَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ صَلّٰی هَا قِیْلَ وَمَا الْعُذْرُقَالَ خَوْفٌ اَوْمَرَضٌ اخرجه ابوداؤد ص ٨١، کتاب الصلوة، باب التشدید فی ترک الجماعة، سعد بکڈپو دیوبند،

(ف) آج کل بعض درویشوں کا جماعت کی نماز کا مطلق اہتمام نہیں ہے یہ حدیث ان کی اصلاح کرتی ہے الخ، التکشف عن مهمات التصوف ص ٥٧٧، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وجہ سے تواضع کرنا[۱] امورخلاف شرع اورناجائز ہیں۔ حدیث وفقہ سے ممانعت ثابت ہے، وعظ ونصیحت اورامرالمعروف ونہی عن المنکر، تلقین ذکرخواہ اسم ذات کا ذکر ہوخواہ نفی اثبات کا شرعاً درست ومستحسن ہے[۲] خلاف شرع میں کسی پیر کی اطاعت جائز نہیں[۳] شیخ کامل کی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............اصلاح اہتمام جماعت، مطبوعہ ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند،

ترجمہ :-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جس شخص نے منادی (موذن کی اذان) کوسنااوراس کواس کے اتباع سے کوئی عذر بھی مانع نہیں تھا (پھر بھی اس نے نماز باجماعت ادانہیں کی) تواس کی نماز جواس نے پڑھی مقبول نہیں عرض کیا گیاعذر سے کیامراد ہے۔ ارشاد فرمایا۔خوف یامرض۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ ملاحظہ ھو. مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِيٍّ لِاَجَلِ غِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَادِيْنِهٖ البيهقى فى الشعب من حديث الحسن بن بشر (المقاصدالحسنه ص۴۰۸/ مطبوعه عباس احمد الباز مكه مكرمه، كشف الخفاء ص ۲۴۱/ ج۲، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت)

ترجمہ :-جوشخص کسی مالدار کے سامنے اس کی مالداری کی وجہ سے تواضع کرتا ہے اس کا دوتہائی دین جاتارہتاہے۔

۲؎ عن تميم الدارى اَنَّ النَّبِيّ ﷺ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَتِهِمْ وَاَمْرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ الخ (مسلم شريف مع النوى ص ۵۴/ ج ۱/كتاب الايمان باب بيان الدين النصيحة، مكتبه بلال ديوبند)

ترجمہ :-حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ دین خیرخواہی کا نام ہے ہم نے عرض کیا کس کے لئے ارشادفرمایااللہ کے لئے ،اس کی کتاب کے لئے ،اس کے رسول کے لئے ،ائمہ مسلمین کے لئے اورعام لوگوں کے لئے اوران کوبھلی باتوں کاحکم کرتااوران کو بری باتوں سے روکتا۔

۳؎ عن النواس بن سمعان قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ رواه فى شرح السنة (مشكوٰة شريف ص ۳۲۱/كتاب الامارة مطبوعه ياسرنديم ديوبند)

ترجمہ :-حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا۔ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔

علامات "التکشف عن مہمات التصوف"[1] میں درج ہے اور تصوف کا مطالعہ کیجئے۔ پیر کامل کی بہت بڑی علامت یہ ہے کہ اس کے تعلق کے بعد روز بروز اللہ پاک کی محبت اور اتباع سنت میں ترقی ہو اور گناہوں سے نفرت[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک پیر صاحب کے خلافِ شرع حالات

سوال:- یہاں ایک فقیر آئے ہیں جو نامحرم عورتوں کو لے کر اپنے ساتھ بیٹھتے ہیں اور ان عورتوں سے اپنے ہاتھ پیر دبانے کی خدمت بھی لیتے ہیں، وہ عورتیں فقیر کی قدم بوسی کرتی ہیں۔ فقیر کہتے ہیں کہ اس کے بغیر مریدین فیضیاب نہیں ہوتے۔ فقیر اور ان کے اصحاب محلّہ کی مسجد میں جماعت کے اندر شریک نہیں ہوتے۔ حالانکہ مسجد اور مکان کے درمیان دو تین منٹ کی مسافت ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ تمام مسجد ناپاک ہے۔ کراسین تیل سے بتی جلتی ہے۔ فقراء اور ان کے اصحاب نہایت سخت آواز سے ذکر کرتے ہیں اور یا شیخ عبدالقادر کہہ کر پکارتے ہیں اور اثناء ذکر خوب زور وشور سے زانو پر ہاتھ مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ طریقہ قادریہ اور چشتیہ کا ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مرید نہیں[3] کیا۔ کسی نامحرم

---

[1] التکشف عن مہمات التصوف ص ۱۵۴ / علامات شیخ کامل، مطبوعہ تالیفات اولیاء دیوبند،

[2] حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیخ کامل کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔ تربیت السالک ص ۱۰ / ج ۱ / مطبوعہ کراچی،

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے[۱]۔جماعت کی نماز سنت مؤکدہ ہے واجب کے درجہ میں ہے۔ بلاعذر شرعی ترکِ جماعت شرعاً بہت مذموم ہے اوراس کی عادت ڈالنا قبیح ہے اورنفاق کی علامت ہے اس سے آدمی مردودالشہادۃ ہوجاتا ہے[۲]۔ذکر میں چیخ چیخ کر بڑے پیر کو پکارنا، تالی بجانا غلط طریقہ ہے۔حضرت شیخ شہاب الدینؒ نے عوارف المعارف[۳] میں اس پر کلام کیا ہے۔ جو پیر متبع سنت نہ ہووہ خود پیر کامحتاج ہے، وہ اس لائق نہیں کہ کوئی اس سے مرید ہو۔کوئی طالبِ حق اپنے آپ کوخراب نہ کرے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ فی حدیث عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا.وَاللّٰہِ مَامَسَّتْ یَدُہٗ یَدَامْرَأَۃٍ قَطُّ فِی الْمُبَایَعَۃِ .متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۴/باب الصلح شرح مسلم للنووی ص ۱۳۱/ج ۲/ کتاب الامارۃ باب کیف بیعۃ النساء مطبوعہ بلال دیوبند ،التکشف ص ۱۰۷/ج ۵/ احکام القرآن للکاندھلوی ص ۵۹/ج ۵/)

ترجمہ :-حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک میں ہے! قسم بخدا! آنحضرت ﷺ کے دست مبارک نے بیعت کرتے ہوئے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کومس نہیں فرمایا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ عَنْ عُمَرُبْنِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ اِلَّاکَانَ ثَالِثُھَا الشَّیْطَانُ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۹ /باب النظر الی المخطوبۃ، کتاب النکاح، طبع یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:-حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی نقل فرمایا کبھی کوئی مرد کسی عورت کیساتھ تنہائی نہیں کرتا مگر شیطان ان میں تیسرا ہوتا۔

۲؎ والجماعۃ سنۃ موکدۃ للرجال (الدرالمختار علی الشامی نعمانیہ ص ۳۷۱ ج ۱)قال فی شرح المنیۃ والاحکام تدل علی الوجوب من ان تارکھابلاعذریعزروترد شھادتہ (الشامی نعمانیہ ص ۳۷۱/ج ۱/باب الامامۃ)

۳؎ عوارف المعارف مترجم ص ۲۱۱/حصہ اول بائیسواں باب الخ مطبوعہ لکھنؤ.

اپنے پیر پر جھوٹا مقدمہ چلانا

سوال:- ایک مرید کا تعلق اپنے پیر سے کیسا ہونا چاہیے۔ایک شخص اپنے بڑے بھائی سے مرید ہے اوران کے خلاف جھوٹا مقدمہ چلاتا ہے اور پیر کے خلاف حلفیہ جھوٹا الزام لگاتا ہے اور پیر کے خلاف جھوٹی گواہی دیتا ہے لوگوں کے کہنے پر جواب دیتا ہے کہ ہم نے بھائی پر مقدمہ چلایا ہے۔ پیر پر نہیں۔ یہ مرید کا قول کہاں تک درست ہے۔اس صورت میں مرید فاسق وفاجر ہے یا نہیں؟ اور محبت پیر سے باقی ہے یا نہیں؟ اور مرید کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

مرید کا تعلق پیر سے ایسا ہونا چاہئے کہ وہ اپنے ذہن میں اعتقاد رکھے کہ اصلاحِ نفس اور تزکیۂ باطن کے لئے مجھے سب سے زیادہ فائدہ میرے پیر سے پہنچے گا[1] اور میں اپنے پیر کی ہدایت پر عمل کرنے سے اپنے مولیٰ جل شانہٗ کی معرفت حاصل کرسکوں گا اور دنیا کی محبت و رغبت کم ہوکر آخرت کی رغبت زیادہ ہوگی اور حضرت رسولِ مقبول ﷺ کی محبت واطاعت حاصل ہوگی، پیر کی ہدایت پر عمل نہ کرنے سے نفس کی اصلاح نہیں ہوگی فیض نہیں پہنچے گا[2] جو حالات مرید کے سوال میں لکھے گئے ہیں اس میں کوئی بات ایسی نہیں جس کا حکم مخفی ہو۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ باتیں جھوٹا الزام، جھوٹا مقدمہ، جھوٹا حلف نہایت مذموم، قبیح، ممنوع،

---

[1] پیر خودرا در حق خود از دیگراں انفع داند (ارشاد الطالبین ص ۷۱/)
ترجمہ:- اپنے پیر کو اپنے حق میں دوسروں سے انفع جانے (ارشاد الملوک ص ۹)
[2] محبت پیر فرض ست کہ او بہ نیابت پیغمبر موصل ست بخدا تعالیٰ ومحبت او (ارشاد الطالبین ص ۷۱/)
ترجمہ:- پیر کی محبت فرض ہے اسلئے کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کے ذریعہ خدا تعالیٰ اوراس کی محبت تک پہنچانے والا ہے۔

معصیت، کبیرہ گناہ[1] فسق ہے۔ پھر مرید کی تاویل کہ بھائی پر مقدمہ چلایا ہے پیر پر نہیں بالکل لغو ہے اس تاویل سے یہ چیزیں جائز نہیں ہوجائیں گی۔

کسی غیر شخص بلکہ غیر مسلم کے ساتھ بھی یہ معاملہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے[2] اگر اس نے پیر کے لحاظ سے نہیں کیا بلکہ بھائی پر جھوٹا مقدمہ قائم کیا ہے تو کیا یہ جائز ہے۔ حدیث پاک میں بڑے بھائی کو باپ کے درجہ میں قرار دیا گیا ہے[3]۔

تنبیہ: بیعت ہونے سے پہلے پیر کی خوب جانچ کر لی جائے کہ وہ بیعت کے قابل ہے بھی یا نہیں اس کی علامات فتاوی عزیزیہ[4] وغیرہ میں درج ہیں۔ بہر حال شخص مذکور کے لئے اپنے بھائی پیر سے فیض کا دروازہ تو بند ہوگیا ہے اور بیعت بھی برائے بیعت رہ گئی حقیقۃً باقی نہیں رہی، واقعات کو صحیح صحیح بیان کرنا سائل کی ذمہ داری ہے سائل کے بیان سے ہی جواب

---

[1] (برمرید واجب ست کہ) دراحتمال امروانتہا ازمناہی اوکوشش بلیغ نماید ودائما درطلب رضای او باشد ہمیشہ آگاہ باشد کہ از خود حرکتی سرنزند کہ موجب ناخوشی اوشود الخ (ارشاد الطالبین ص ١٦/)

ترجمہ:- مرید پر واجب ہے کہ شیخ کے حکم کے بجالانے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے رکنے میں پوری پوری کوشش کرے اور ہمیشہ اس کی خوشنودی کی طلب میں رہے اور ہمیشہ آگاہ رہے کہ کوئی ایسی حرکت نہو جائے جو اس کی ناخوشی کا سبب ہو۔

[2] **الغيبة ذكر الانسان فى غيبة بمايكره واصل البهت ان يقال له الباطل فى وجهه وهما حرامان نووى على مسلم ص ٣٢٢/ ج ٢/ كتاب البر والصلة، باب تحريم الغيبة، مطبوعه مكتبه بلال ديوبند.**

[3] **الاكبر من الاخوة بمنزلة الاب (كنز العمال ص ٤٦٦/ج ١٦/حديث ص ٤٥٤٧٢/ مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت)**

[4] مرید شدن از آنکس درست است کہ دران پنج شرط متحقق باشد الخ۔ (**فتاوىٰ عزيزى ص ١٠٤/ ج ٢/ مسائل متفرقه، مطبوعه رحيميه ديوبند)**

مرتب ہوتا ہے۔اگر واقعات اس کے خلاف ہوں گے تو جواب بھی کچھ اور ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۹/۷ھ

بزرگوں کے اس عمل کا اتباع جو کتاب وسنت کے خلاف ہے

سوال:-دینی امور میں صرف بزرگوں کے عمل کو اہمیت دینی چاہیے یا قرآن وسنت کو معیارِ حق تصور کیا جائے کیونکہ مطالعہ میں ہمارے بعض بزرگوں کے عمل ایسے بھی آجاتے ہیں کہ وہ باتیں سراسر طریقۂ سنت سے متصادم نظر آتی ہیں تو ایسے موقعوں پر بزرگوں کے عمل کو حجت مانا جائے یا قرآن وسنت پر عمل کیا جائے کیونکہ باقتضائے بشریت بزرگوں سے لغزشات کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا ایسی صورت میں عمل کس پر کیا جائے۔بینوا توجروا یوم الحساب.

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل سرچشمۂ ہدایت قرآن کریم ہے عوام کیلئے بھی هُدَى لِّلنَّاسِ[1] خواص کے لئے بھی هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ[2] اور ہادی مطلق حق تعالیٰ ہے جس کو چاہے ہدایت دے يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ[3] قرآن

[1] سورۂ بقرہ آیت ۱۸۵.
ترجمہ:-لوگوں کے لئے ہدایت ہے (بیان القرآن)
[2] سورۂ بقرہ آیت ۲/
ترجمہ:-راہ بتلانے والی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو (بیان القرآن)
[3] سورۂ یونس آیت ۲۵.
ترجمہ:-جس کو خدا ہی چاہیں سیدھا طریق بتلا دیتے ہیں۔(بیان القرآن)

کریم میں بیشتر بنیادی اموراور کلیات ہیں جن کی تبیین وتشریح نبی اکرم ﷺ کے سپرد کی گئی۔ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ[1] ہدایت ان کے اختیار میں نہیں دی گئی کہ جس کو چاہیں واصل بنادیں اِنَّکَ لَاتَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ[2] جو شخص ارشادات نبوی ؐ کی جس قدر پیروی کرے گا اسی قدر راہ یاب اور مقبول ہوگا۔ علم ومعرفت کی روشنی میں حق و باطل کو الگ الگ سمجھے گا اگر اس سے لغزش ہوگی تو لغزش ہی سمجھے گا اور تدارک کی فکر کریگا لغزش کو امر تعبدی قرار نہیں دے گا اپنی پوری زندگی سنت کے تابع بنائے گا اس کے اقول واحوال سے بے شمار احادیث کی شرح سامنے آئیگی احادیث متعارضہ میں اگر وہ شرعی دلائل کی بناء پر ایک حدیث کو منسوخ قرار دیکر ناسخ پر عمل کریگا تو اس کے عمل کو سنت کے متصادم کہنا صحیح نہیں ہوگا بلکہ ایسا کہنا بے علمی یا علم ناقص کی بنا پر ہوگا اسی طرح راجح کو اختیار کر کے مرجوح کو ترک کرنا بھی سنت کے متصادم نہیں ہوگا جو شخص اپنے ناقص علم کو معیار بنا کر اس پر تمام اہل حق کو پرکھے گا وہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کردیگا۔ جو بزرگ دیدہ و دانستہ اپنی زندگی کو خلاف سنت بنائے اس کو اپنی بزرگی کی اصلاح لازم ہے ایسا شخص قابل اتباع نہیں[3] اگر کسی عذر کی وجہ سے اس کا کوئی عمل خلاف سنت نظر آئے مثلاً گھٹنوں کے عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے یا خلاف سنت طریقہ پر بیٹھتا ہے تو وہ اپنے عمل میں معذور ہوگا اور ترک سنت کے وبال سے محفوظ رہیگا اور دوسروں کو اس کا اتباع درست نہیں ہے

---

[1] سورۂ نحل آیت ۴۴/

ترجمہ:- تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں ان کو آپ ان سے ظاہر کردیں (بیان القرآن)

[2] سورۂ قصص آیت ٥٦/

ترجمہ:- آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کرسکتے۔ (بیان القرآن)

[3] قل ان کنتم تحبون اللّٰہ الآیہ ھذہ الآیة الکریمة حاکمة علی کل من ادعیٰ محبة اللّٰہ ولیس ھو علی الطریقة المحمدیة فانه کاذب فی دعواہ فی نفس الامر حتی یتبع الشرع المحمدی والدین النبوی فی جمیع اقوالہ وافعالہ واحوالہ الخ تفسیر ابن کثیر ص ٥٣٦/ ج ١/ سورة آل عمران آیت ٣١/ مطبوعه تجاریه مکة المکرمة.

ہوگا، نہ اس پر اعتراض درست ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۵/۴/۱۴۰۱ھ

کلام مشائخ میں خلاف شرع بات ہو تو کیا کیا جائے

سوال:- مولانا رومؒ محی الدین ابن عربیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ اور بہت سے دوسرے اہل حق بزرگوں کے کلام میں ایسے اقوال اور رموز بھی ملتے ہیں جو بظاہر شریعت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ رد کرے یا سکوت اختیار کرے! اس مسئلہ میں جناب کی رہنمائی کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ آپ ان کو اہل حق بزرگ تسلیم کرتے ہیں تو ان کے کلام میں خلاف شریعت اقوال کیسے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بزرگی کی اولین شرط اتباع شریعت ہے[۱]۔ اصل یہ ہے کہ ہر فن کی اصطلاحات ہوتی ہیں جن کو اہل فن ہی جانتے ہیں جب تک ان اصطلاحات کو اہل فن سے حاصل نہ کیا جائے ان کا سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔ حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، کلام، فرائض، اسماء رجال، معانی، بیان، بدیع، صرف، نحو، طب، منطق، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی وغیرہ وغیرہ جملہ علوم وفنون کا یہی حال ہے کہ اگر ان کو بغیر استاد کے محض اپنے مطالعہ

[۱] والولی هو العارف بالله وصفاته حسب مایمکن له المواظب علی الطاعات المجتنب عن السیاٰت المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات والغفلات واللهوات، شرح فقه اکبر ص ۹۵/ مطبوعه رحیمیه دیوبند.

سے حاصل کیا جائے تو وہ اصل فن نہیں ہوگا بلکہ غلطیوں کا انبار ہوگا شیخ اکبرؒ نے فرمایا ہے[۱]، کہ ہماری کتابوں کا مطالعہ اس شخص کے لئے جائز نہیں جو ہماری اصطلاحات سے واقف نہ ہو شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے اقوال سے جو غلط فہمی پھیلی اور پھیلائی گئی اور ان کے کلام میں ایسی چیزیں داخل کردی گئی ہیں جو خلاف شریعت ہیں ان کو تفصیل کے ساتھ شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے ''الیواقیت والجواہر'' اور کبریت احمر'' میں بیان کیا ہے۔ نیز مولانا تھانویؒ نے ''التنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربی'' میں ان چیزوں کو واضح کیا ہے۔ ان کے مطالعہ کے بعد شیخ اکبرؒ کا کلام بالکل بے غبار ہوجاتا ہے، مولانا رومؒ کے کلام میں جو اقوال خلاف شریعت معلوم ہوں ان کو سمجھنے کے لئے مثنوی کی شرح ''کلید مثنوی'' کافی اور شافی ہے حضرت شاہ ولی اللہؒ کا کلام خود اس قدر مبسوط ہے کہ اگر ایک جگہ کچھ خلجان ہو تو دوسری جگہ اس کی تشریح ملجاتی ہے جیسا کہ ان کی کتب ''الخیر الکثیر''، ''البدور البازغۃ''، ''ازالۃ الخفاء''، ''حجۃ اللہ البالغۃ'' اور تفہیمات الٰہیہ وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے ان اکابر کے جس کلام کا صحیح محمل سمجھ میں نہ آئے اور الفاظ ظاہرہ سے خلاف شریعت مطلب نکلتا ہو تو نہ اس مطلب پر عمل کیا جائے نہ اس مطلب کو ان حضرات کی طرف منسوب کیا جائے بلکہ ظاہری مطلب کو غلط تصور کرتے ہوئے یہ سمجھنا چاہئے کہ

---

[۱] فقد صرح الامام ابن العربی بحرمة مطالعة كتبهم الالمن تحلی باخلاقهم وعلم معانی كلماتهم الموافقة لاصطلاحاتهم (فتاویٰ حديثيه ص۲۹۷/مطلب فی حكم مطالعة ابن عربی وابن الفارض طبع دارالمعرفة بيروت) فقد نقل عنه انه قال نحن قوم يحرم النظر فی كتبنا وذلک ان الصوفية تواطؤا علی الفاظ اصطلحوا عليها وأرادوا بها معانی غير المعانی المتعارفة الخ (الشامی نعمانيه ص۲۹۴ ج۳ مطلب فی حال الشيخ الاكبر سيدی محی الدين، باب المرتد) تيقنا ان بعض اليهود افتر اها علی الشيخ قدس اللّٰه سره (درمختار علی ردالمحتار كراچی ص۲۳۸/ ج۴/باب المرتد، مطلب فی حال الشيخ الاكبر سيدی محی الدين ابن عربی)

اس کا کوئی اور مطلب ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

فقیری جماعت میں داخل کرنے کیلئے تمام جسم پر استرہ پھیرنا

سوال:- اس علاقہ میں قوم فقیر جب کسی شخص کو اپنی فقیری جماعت میں داخل کرتی ہے تو اس فقیری جماعت کا پیر یا بزرگ شخص شریک ہونے والے شخص کے تمام بدن کے بال استرے سے منڈوانے کا حکم دیتا ہے اور اس کے حکم پر تمام بدن کے بال مامور شخص استرے سے بالکل مونڈ ادیتا ہے یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے پہلے سے چہرے پر سنت یا غیر سنت کے مطابق داڑھی رکھ لی ہے تو اس کو بھی منڈوا دیتا ہے اور جماعت فقیر میں شریک ہو جاتا ہے اور یہ مشہور کر رکھا کہ یہ دستور اور سلسلہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح فقیری جماعت میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور خواجہ حسن بصریؒ کا حوالہ دینا کیسا ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ حرام اور سخت معصیت ہے،[2] حضرت حسن بصریؒ کی طرف اس کو منسوب کرنا

---

[1] ولہ مصنفات کثیرة منها فصوص الحکم وفتوحات مکیة بعض مسائلها مفهوم النص والمعنی وموافق للامر الالهی والشرع النبوی وبعضها خفی عن ادراک اهل الظاهر دون اهل الکشف والباطن ومن لم یطلع علی المعنی المرام یجب السکوت علیه فی هذالمقام لقوله تعالیٰ وَلَاتَقْفُ مَالَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ الآیة، شامی نعمانیه ص ۲۹۴ /ج۳/ مطلب فی حال الشیخ الاکبر سیدی محی الدین، الیواقیت والجواهر ص۷/ ج ۱/)

[2] واما الاخذ منها وهی دون ذالک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلها فعل یهود الهندومجوس الاعاجم الخ شامی زکریا ص ۳۹۸/ج۳/ کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم، مطلب فی الاخذ من اللحیة، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

صریح بہتان ہے، ان پر افتراء ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۵/۱۳۹۹ھ

ایک شیعہ پیر کے عقائد وخیالات

سوال:- ایک پیر مسمیٰ بہ قاتل معروف ومشہور ہے۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ وہ مذہب روافض سے تعلق رکھتا ہے۔ بناء علیہ وہ اہل سنت والجماعت کے عقائد فقہ کو محو اور نسیان کے گھاٹ اتار دینا واجب اور فرض عین سمجھتا ہے۔ شب وروز اسی بیخ کنی میں غوطہ زن ہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے باطل مذہب کا شکار بناتا اور گمراہ کرتا ہے۔ اس کے بہت لوگ مرید ہیں منجملہ ان کے چند افراد یہاں قصبہ بھوسا ور ریاست بھرتپور کے اندر بھی موجود ہیں جن کے ذریعہ اس مبطل کے عقائد باطلہ اور خبیثہ کا ظہور ہوتا ہے۔ مثلاً پہلا عقیدہ تو یہ ہے کہ وہ کسی کو سلام نہیں کرتے۔ دوسرا یہ ہے کہ کسی کے پیچھے نماز پڑھنا اچھا نہیں سمجھتے خواہ امام کتنا ہی بڑا متقی وپرہیز گار کیوں نہو کہتے ہیں کہ یہ معلوم نہیں کہ یہ امام حلالی ہے یا حرامی، زنا کاری کو مباح اور عین ثواب سمجھتے ہیں۔ سوم یہ کہتے ہیں ہماری شریعت اور ہے اور علماء کی اور۔ دیگر ہمارے پیر کا مرتبہ خدا تعالیٰ سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہمارے پیر کے سامنے اللہ تعالیٰ ہے ہی کیا چیز بلکہ خدا تعالیٰ بڑا ہی لچا ہے۔ چہارم حقیقی دین درویشوں ہی کے پاس ہے۔ علماء کے پاس کچھ نہیں کیونکہ وہ مثل حمار وحشی کے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے درویش ہی لوگ ڈرتے ہیں علماء نہیں ڈرتے ہیں اور قرآن وحدیث کو درویش ہی لوگ سمجھتے ہیں علماء کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ما احدث مما یخالف الکتاب او السنة او الاثر او الاجماع فهو ضلالة الخ مرقات ص ۱۷۹/ج ۱/کتاب الایمان، باب الاعتصام، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی.

(۱) کیا واقعی پیش امام کی اس قدر تحقیق وتفتیش کرنا ضروری ہے کہ یہ حلالی ہے، یا حرامی۔

(۲) کیا درویشوں اور علماء کی شرع علیحدہ علیحدہ ہیں۔

(۳) اور کیا پیر کا مرتبہ نعوذ باللہ منہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر ہے اور کیا خدا تعالیٰ لُچّا ہے۔

(۴) اور کیا خدا تعالیٰ سے درویش ہی لوگ ڈرتے ہیں، علماء لوگ نہیں ڈرتے ہیں باوجود کہ پیر کا مرتبہ خدا تعالیٰ سے اعلیٰ واعظم ہونے کے، نیز کیا فرمان خداوندی نعوذ باللہ من ذلک۔لغو اور باطل ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ الحاصل جن لوگون کے عقائد مذکورہ بالا کے مطابق ہوں تو کیا ان کو مسلمان کہا جاسکتا ہے نیز ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور سلام و کلام تعلقات دنیویہ مثلاً اکل وشرب بیع وشراء اور نکاح وغیرہ کرنا کیسا ہے اور جو عورتیں کہ ان کے نکاح کے اندر ہیں ان کا علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا وجہ کسی کے متعلق یہ تحقیق وتفتیش کرنا یہ حرامی ہے یا حلالی ہے یہ جائز نہیں اور کسی پر بلا دلیل شرعی حرامی ہونے کی بدگمانی کرنا یا الزام لگانا حرام ہے[1] اگر اسلامی حکومت ہو اور دوسرے شرائط بھی پائے جائیں تو الزام لگانے والے پر حد قذف جاری ہوجائے گی۔ وهـــو **كحد الشرب كـمية وثبوتا. ويحد الحر او العبد قاذف المسلم الحر البالغ العاقل العفيف بصريح الزنا او بقوله زنات في الجبل اولست لابيك** الخ درمختار ص ۱۶۷ / ج ۴ / علی الشامی[2]

[1] كـما قال الله تعالىٰ ولاتجسسوا ولايغتب بعضكم بعضا الآية سورة الحجرات آيت ۱۲ / وفي حديث ابی هريرة ولاتحسسوا ولاتجسسوا ولاتنافسوا الحديث مسلم شريف ص ۳۱۶ / ج ۲ / كتاب البر والصلة الخ باب تحريم الظن الخ مطبوعه سعيد ديوبند.

[2] الدر المختار على الشامی ص ۸۰ / ج ۶ / كتاب الحدود، باب حد القذف، مطبوعه زكرياديوبند البحر الرائق ص ۳۰ / ج ۵ / باب حد القذف، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

(٢) یہ جاہلوں اور گمراہ کرنے والوں کا خیال اور من گھڑت عقیدہ ہے کہ علماء اور درویشوں کی شریعت علیحدہ علیحدہ ہے شریعت کا حکم سب کے لئے برابر واجب العمل ہے۔

(٣) یہ اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ کفریہ عقیدہ ہے۔ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا اور اس قسم کے خلاف شرع عقائد سے توبہ کرنا لازم ہے[1]۔

(٤) چھوٹا بڑے سے ڈرا کرتا ہے، اہل علم اپنی حقیقت کو پہچانتے ہیں اور اپنا چھوٹا ہونا اور خدائے برتر کا اکبر من کل شئی ہونا ان کو خوب معلوم ہے اس لئے خداوند تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور جو شخص نعوذ باللہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سے بڑا جانتا ہے وہ کہاں ڈریگا۔ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو اولاً نرمی سے سمجھایا جائے کہ ان کا یہ عقیدہ اللہ پاک اور اس کے سچے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ہے اور بدترین معصیت ہے اس عقیدہ سے توبہ کر کے تجدید اسلام و تجدید نکاح شرعاً ضروری ہے۔اگر وہ مان لیں تب تو بہتر ہے ورنہ ان سے ترک تعلق کر دیا جائے[2] تا کہ ان کا اثر دوسروں پر نہ پڑے اور خود تنگ آ کر توبہ کر لیں۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح۔سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح۔عبداللطیف مظاہر علوم ٢٦؍رجب ٥٩ھ

---

[1] فیکفر اذ وصف اللّٰہ تعالیٰ بما لایلیق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره الخ البحر الرائق ص ١٢٠ / ج٥ / باب احکام المرتدین، مطبوعه ماجدیه کوئٹه،

[2] هو دلیل علی وجوب هجران من ظهرت معصیته فلایسلم علیه الاان یقلع وتظهر توبته الخ المفهم شرح المسلم ص ٩٨ / ج ٩ / کتاب الرقاق باب یهجر من ظهرت معصیة (مطبوعه بیروت لبنان)

فقیراور ولی کا مجاہدہ کے لئے ترکِ جماعت

سوال:-کسی ذی ہوش تندرست بزرگ فقیر اور ولی کا رمضان المبارک میں مسجد میں باجماعت نماز نہ پڑھنا اور قرآن پاک تراویح نہ سننا بلکہ جنگل میں گوشہ نشینی اختیار کرنا یعنی چلہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جماعت کی احادیث میں بہت تاکید آئی ہے۔ بلاعذر شرعی ترکِ جماعت کا عادی شخص فاسق اور مردود الشہادۃ ہے حتیٰ کہ ایسا شخص منافقین کے مشابہ ہے۔ خدائے پاک کی بارگاہ میں موجب قرب صرف حضرت نبی اکرم ﷺ کا اتباع ہے۔ اس کے علاوہ جو مجاہدات ہیں وہ موجب قرب نہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[۱] والجماعة سنة موكدة للرجال (الدرالمختارعلى الشامى نعمانيه ص ۳۷۱/ج ۱/) قال فى شرح المنية والاحكام تدل على الوجوب من ان تاركها بلاعذر يعزروتردشهادته (الشامى نعمانيه ص ۳۷۱/ج ۱/ باب الامامة مطلب شروط الامامة الكبرىٰ) عن معاذبن انسؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ الْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِىَ اللّٰهِ يُنَادِىْ اِلَى الصَّلَاةِ فَلَايُجِيْبُهُ رواه احمد والطبرانى (الترغيب للمنذرى ص ۲۷۳/ج ۱/الترهيب من ترك حضور الجماعة لغيرعذر طبع دارالفكر)

ترجمہ :-حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول پاک ﷺ کا ارشاد پاک نقل کیا ہے۔ پوری پوری جفا اور کفر ونفاق ہے کہ کوئی شخص اللہ کے منادی کو سنے کہ نماز کے لئے پکار رہا ہے اور وہ اس کو قبول نہ کرے (نماز کے لئے نہ آئے)

اولیاء اپنے مریدین کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں

سوال:-لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ اولیاء کرام وصالحین دنیا میں بھی زندہ ہیں اور آخرت میں بھی اس لئے وہ مدد کو آتے ہیں، کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۱۴۰۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہشتم

﴿متفرقات تصوف﴾

اقطاب وابدال کا مسکن معلوم کرنے کا حساب

سوال:۔ بعض کتب تصوف میں اقطاب وابدال کے مسکن کے بارے میں ایک حساب لگا کے یہ بتایا گیا ہے کہ فلاں قطب فلاں وقت فلاں سمت میں رہتا ہے آیا یہ نظریہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابدال کے متعلق تو کتب حدیث میں کچھ تعیین ملتی ہے[1] باقی سب عالم کا جغرافیہ تو علم میں نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۵/۹۶ھ

[1] ذكر اهل الشام عند علي بن أبي طالب رضي الله عنه وهو بالعراق فقالوا العنهم، يا امير المؤمنين قال لا إني سمعت رسول الله ﷺ يقول الأبدال يكونون بالشام وهم أربعون رجلاً كلما مات رجل ابدل الله مكانه رجلا يسقى بهم الغيث وينتصر بهم على الاعداء ويصرف من أهل الشام بهم العذاب...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک شعر کی تحقیق

سوال: -مرید کو اپنے پیر کی شان میں مندرجۂ ذیل شعر کہنا درست ہے یا نہیں؟

خدا ان کا مربی تھا وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک ربانی

الجواب حامداً ومصلیاً

بظاہر تو اس شعر میں کوئی خرابی نہیں جو اعتراض ہو وہ بیان کیا جائے تا کہ اس پر غور کیا جا سکے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند

ایک شعر میں مسیح وخضر سے کیا مراد ہے

سوال: -ذیل کا شعر جو حضرت معین الدین چشتی کی شان اقدس میں ہے یعنی شعر:

تیرے لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح وخضر سے اونچا مقام اقبال ہے تیرا

کہاں تک اس شعر کا منسوب کرنا صحیح ہوسکتا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

............(مسند امام احمدؒ ص ١١٢ /ج ١/ مکتبہ دارالفکر) ابو داؤد شریف ص ٥٨٩ / کتاب المهدی، عون المعبود ص ١٧٥ /ج ٤/ مکتبہ نشر السنة ملتان، المستدرک علی الصحیحین ص ٤٧٨ /ج ٤/ دارالکتب العلمیة.

علامہ ابن عابدینؒ کا ایک رسالہ بھی اس موضوع پر رسائل ابن عابدین میں ھے.

الجواب حامداً ومصلیاً

شعراء کے کلام میں بکثرت استعارات وکنایات ہوتے ہیں ہر لفظ حقیقی معنی میں مستعمل نہیں ہوتا یہاں مسیح سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد نہیں بلکہ انکا وصف مشتہر مراد ہے یعنی طبیب حاذق جیسے حاتم سے سخی اور رستم سے پہلوان بکثرت مراد لیا جاتا ہے اسی طرح خضر سے راستہ بتانے والا مراد ہے مقصد یہ ہے کہ امراض جسمانی میں مبتلا شخص کو اگر طبیب حاذق مل جائے تو بہت بڑی نعمت ہے جس سے اس کو بڑی مسرت ہوتی ہے اگر راہ گم کردہ مسافر کو رہنما مل جائے تو بہت بڑی نعمت ہے لیکن آپ کی لحد کی زیارت سے آپ کی متقیانہ ومجاہدانہ زندگی یاد آ کر کے دل زندہ ہوتا ہے جس سے انسان کی دنیوی واخروی زندگی درست ہوکر حیاتِ طیبہ نصیب ہوتی ہے لہٰذا یہ نعمت نتائج وفوائد کے اعتبار سے ان دونوں نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

پیر ومرید کا مسجد کے قریب بیت الخلاء بنانا

سوال:- مسجد کی کچھ اینٹیں برآمدہ مسجد میں لگی ہوئی تھیں مریدین نے برائے شیخ مذکور وہ اینٹیں اٹھا کر اندرون مسجد یعنی صحن کے سامنے بیت الخلاء بنایا۔ اگر انصاف پسند لوگوں نے روک ٹوک کی تو مریدین اور پیر صاحب نے التفات نہ کیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شیخ مذکور کے لئے مناسب یہ تھا کہ متولی اور نمازیوں کے مشورہ سے تصرف کرتے تاکہ کسی کو اعتراض کی گنجائش نہ ہوتی۔ نمازیوں کی ضرورت کے لئے اگر مسجد کے قریب بیت

الخلاء بنایا جائے تو شرعاً گنجائش ہے مگر اس کا لحاظ چاہئے کہ بدبو مسجد میں نہ آئے[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

پیر اور مرید کو ایک امام کی تقلید ضروری ہے

سوال:- پیر اور مرید کو ایک امام کی تقلید کرنی ضروری ہے یا الگ الگ اماموں کی تقلید کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصلاح باطن اور تزکیۂ نفس کے لئے بیعت کی جاتی ہے فقہی مسائل میں اگر پیر و مرید کا امام الگ الگ ہو تو بھی مضائقہ نہیں دونوں میں اخلاص ہوگا تو پھر بھی نفع پہنچے گا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۶/۹۶ھ

شہ رگ سے قریب ہونے کے باوجود پیر کے وسیلہ کی کیا ضرورت

سوال:- جب خداوند کریم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے تو سہارے کی ضرورت کیوں؟

---

[1] مستفاد: (ویکرہ) اکل نحو ثوم للحدیث الصحیح فی النھی عن قربان آکل الثوم والبصل المسجد ویلحق بما نص فی الحدیث کل ماله رائحة کریھة ماکولاً اوغیرہ (شامی ملخصاً ص ۱ ٦٦١ / کراچی مکروھات صلوة مطلب فی الغرس فی المسجد)

الجواب حامداً ومصلیاً

اسلئے کہ نہ اس کا ادراک ہے اور نہ ادراک کا طریقہ معلوم ہے کتنے انسان ایسے ہیں، جو اپنی شہ رگ کو بھی نہیں جانتے تو وہ اور صفات وخواص کو کیا جانیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۱۴۰۰ھ

قبولیت دعاء کے لئے ضعفاء کا وسیلہ

سوال:- خود رسول اکرم ﷺ نے کفار پر فتح پانے کے لئے دعاء کے وقت خدا کے آگے فقراء صحابہ کا واسطہ پیش کیا تھا، کیا یہ بات شرع سے ثابت ہے، مجھے اس بات پر حوالہ چاہئے کہ یہ کس کتاب اور صفحہ پر درج ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فقراء صحابہ کے لئے غزوۂ بدر میں دعا کی تھی اور یہ بھی بارگاہ خداوندی میں عرض کیا تھا کہ اے خدا اگر یہ ختم ہوگئے تو تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا، یہ بخاری شریف کتاب المغازی میں ہے۔ ج ۲/ص ۵۱۴[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/۸۶ھ

علاجِ وسوسہ

سوال:- قریب تین ماہ ہوئے ہیں میرے دل ودماغ میں ایک شبہ پڑ گیا ہے۔ مجھے

---

[1] عن بن عباس قال قال النبی ﷺ یَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُکَ عَهْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدُ الخ بخاری شریف، ج ۲/ص ۵۶۴/اول کتاب المغازی، مکتبہ اشرفی دیوبند،

ہر وقت یہ خیالات پریشان کرتے رہتے ہیں کہ حضور ﷺ نبی تھے یا نہیں؟ قرآن پاک آسمانی کتاب ہے یا نہیں؟ اسلام سچا مذہب ہے یا نہیں؟ ان خیالات کی وجہ سے مجھے بڑی بے چینی رہتی ہے اور کسی کام میں دل نہیں لگتا ہے۔ میں اس سوال کو سلجھانے کی ہر چند کوشش کرتا رہتا ہوں مگر میرے دل ودماغ سے یہ خیال جاتا ہی نہیں ہے۔ اگر قرآن پاک پڑھوں تو یہ خیال آتا ہے کہ یہ سب یوں ہی تو نہیں ہے اور اگر حدیث شریف پڑھوں تو بھی یہی خیال آتا ہے۔ اب بتائیں کہ میں کیا کروں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ رات کو عشاء کے بعد تازہ غسل کر کے دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھیں۔ درود شریف ۵۰۰/دفعہ، پھر اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۵۰۰/دفعہ پڑھ کر خدائے پاک کے سامنے دعاء کریں یا اللہ میرے ہر گناہ کو معاف کر اور اپنی ذات پر اور اپنے رسولِ پاک ﷺ پر اور اپنے قرآن پاک پر یقین نصیب فرما جیسا کہ یقین کا حق ہے اور میرے گناہوں کی نحوست سے اس دولت کو ضائع نہ فرما۔ یہ عمل سات روز تک کریں اور چلتے پھرتے درود شریف کثرت سے پڑھا کریں۔ کسی صاحبِ نسبت متبعِ سنت بزرگ سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کرلیں۔ خدائے پاک آپ کی مدد فرمائے۔ سورہ حٰم سجدہ روزانہ ایک مرتبہ پڑھ کر دعا مانگنا بھی دفعِ وسوسہ وشبہ کے لئے اکسیر ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۴/۷/۹۲ھ

طہارت ونماز میں وہم کا علاج

سوال:- گذارش یہ ہے کہ احقر کو شک اور وہم کا مرض ہے غسل وغیرہ یا دوسری پاکی

میں تسلی نہیں ہوتی انتہاء یہ کہ پانی ڈالتا ہوں، لیکن پھر بھی وہم باقی رہتا ہے وضو ہے یا کسی قسم کی طہارت ہے؟

حتیٰ کہ نماز میں بھی دعا نہیں پڑھتا ہوں اور مکرر پڑھتا ہوں بار بار یہی وسوسہ لگا رہتا ہے، وضو کریں، یا نماز پڑھیں اور اعادہ کرتا رہتا ہوں، لہٰذا آپ کی خدمت میں عریضہ تحریر ہے، تا کہ جناب مجھے کوئی وظیفہ یا تعویذ بتائیے تو میری یہ حالت بدل جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم'' کثرت سے پڑھا کریں[1] اور کچھ مدت کسی بزرگ کی خدمت میں جا کر رہیں حق تعالیٰ آپ کو اس پریشانی سے نجات دے۔ آمین فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۲۲ھ

PAGE24\A02 not found.

[1] قوله عليه الصلواة والسلام لاحول ولاقوة الابالله،فان العبد بحوله وقوته ليس له قوة المغالبة مع الشيطان ومجادلته فيجب عليه ان يلتجى الى مولاه ويعتصم بالله من الشيطان الذى اوقعه فى هذا لخاطر الى ماقال فلاعلاج لهالا الا لتجاء بحول الله وقوته والاعتصام بكتاب الله وسنة رسوله الخ، مرقاة ص ۱۱۴/۱۱۵،ج ۱/باب الوسوسة فصل اول،مطبوعه بمبئى.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

﴿عہد نبویؐ کے تاریخی حقائق﴾

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۹۰/ سال ہے

سوال:-خلاصۃ الانبیاء ترجمہ قصص الانبیاء مؤلف مولوی غلام نبی صاحب نے حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک نوّے برس بتائی ہے جس میں سے ۶۳/ سال مکی مدنی زندگی اور ۲۷/ سال معراج کی زندگی بتائی ہے، جبکہ دیگر فقہ وحدیث کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک رات میں ہوئی، پھر معراج میں ۲۷/ برس گزرنے سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۹۰/ برس بتانا غلط ہے[1] معراج کی عمر ۲۷/ برس

---

[1] عن عائشة رضی اللّٰه عنها ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مات وهو ابن ثلٰث وستین سنةً. شمائل ترمذی ص ۲۶/ باب ماجاء فی سن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، مطبوعه اشرفی دیوبند.

نہیں ہے، وہ تو بہت جلد ایک ہی شب کے کچھ حصہ میں ہوئی تھی[1] اس میں ۲۷/ برس صرف نہیں ہوئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/ ٦٧ھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صدقہ کی حرمت کی تحقیق

سوال:- زید کہتا ہے کہ صدقہ خواہ فرض ہو کہ نفل، رسول اللہ ﷺ کو کھانا حرام تھا، اور بکر کہتا ہے کہ رسول للہ ﷺ کو صدقہ نفل کھانا حلال تھا، بکر کی دلیل یہ ہے:

"عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھاقالت کان فی بریرةؓ ثلث سنن احدی السنن انھا عتقت فخیرت فی زوجھا وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الولاء لمن اعتق ودخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والبرمةتفور بلحم فقرب الیہ خبز وادام من ادم البیت فقال الم ار برمةفیھا لحم قالوا بلیٰ ولکن ذٰلک لحم تصدق بہ علیٰ بریرة رضی اللّٰہ عنھا وانت لاتاکل الصدقة قال ھوعلیھا صدقة ولنا ھدیة "(مشکوٰة شریف ،ص ١٦١/)

بکر یہ حدیث بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو صدقہ کھانا حرام تھا، تو کیوں بریرہ سے گوشت صدقہ کا کھاتے کس کا قول صحیح ہے؟ جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بکر نے اپنے دعویٰ پر جو حدیث دلیل میں پیش کی ہے، اس میں تقریب تام نہیں، اس

[1] لیلا نصب علی الظرف والاسراء سیر اللیل وفائدة ذکرہ الاشارة بتنکیرہ الی تقلیل مدتہ وفی ھامشہ (قولہ الی تقلیل مدتہ)ای جز ء قلیل من اللیل قیل قدر اربع ساعة وقیل ثلاث وقیل اقل من ذٰلک.(جلالین شریف ،ص ۲۲۸ /مطبوعہ دیوبند)اول سورة اسراء .

لحم کا صدقہ ہونا حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا پر پہنچ کر ختم ہوگیا، حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے خدمت اقدس میں ہدیہ ہوکر پیش کیا گیا نہ کہ صدقہ ہوکر عام دستور تھا کہ کوئی چیز بطور صدقہ پیش کی جاتی تو مستحقین صدقہ اصحاب صفہ وغیرہ کو عنایت فرمادیتے، خود نوش نہیں فرماتے تھے،[1] حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب حاضر خدمت ہوئے اور کچھ پیش کیا اور کہا کہ یہ صدقہ ہے تو نوش نہیں فرمایا اور جب پیش کرکے یہ عرض کیا کہ یہ ہدیہ ہے تو قبول فرمالیا[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ اَیْ جِئَی بِهٖ سَأَلَ عَنْهُ اَیْ عَنِ الطَّعَامِ هَدْيَةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِيْلَ اَیْ لَهٗ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ اَیْ مِنْ غَيْرِ اٰلِهٖ كُلُوْا وَلَمْ يَأْكُلْ وَاِنْ قِيْلَ هَدْيَةٌ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فَاَكَلَ مَعَهُمْ وَفَارَقَتْ الصَّدَقَةُ الْهَدْيَةُ حَيْثُ حَرُمَتْ عَلَيْهِ تِلْكَ وَحَلَّتْ لَهٗ هٰذِهٖ اِلٰى مَاقَالَ اِذَا تَصَدَّقَ عَلَى الْمُحْتَاجِ بِشَیْءٍ مَلَكَهٗ فَلَهٗ اَنْ يَّهْدِیَ بِهٖ اِلٰى غَيْرِهٖ . مرقاة، ص۷ ۴۴/ ج ۲ (مطبوعه اصح المطابع بمبئی) باب من لاتحل له الصدقة مشكوٰة شريف، ص ۱۶۱/ باب من لاتحل له الصدقة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

[2] سمعت ابی بريدةؓ يقول جاء سَلْمَانُ الْفَارِسِی اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بِمَائِدَةٍ عَلَيْهَا رُطَبٌ فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَاسَلْمَان مَاهٰذَا فَقَالَ صَدَقَةٌ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَصْحَابِكَ فَقَالَ اِدْفَعْهَا فَاِنَّا لَانَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ فَرَفَعَهَا فَجَاءَ الْغَدَ بِمِثْلِهٖ فَوَضَعَهٗ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاهٰذَا يَاسَلْمَان فَقَالَ هَدِيَةٌ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِاَصْحَابِهٖ اُبْسُطُوْا الحديث الخ. (شمائل ترمذی، ص۳/) مطبوعه رشيديه دهلی باب ماجاء فی خاتم النبوة. مسند الامام احمد، ص۴۳۸/ ج۵/ مطبوعه دارالفكر حديث سلمان الفارسیؓ.

ترجمہ: حضرت ابو بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت سلمان فارسیؓ ایک خوان لیکر آئے جس پر تازہ کھجوریں تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ سلمانؓ یہ کیسی کھجوریں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر صدقہ ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے، یہ انہیں کو دیدو، دوسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ حضرت سلمانؓ کھجوروں کا طباق لائے اور حضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت سلمانؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کیلئے ہدیہ ہے، حضور ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ بڑھاؤ۔

آنحضرت ﷺ کا گدھے پر سواری فرمانا

سوال:-حضورا کرم ﷺ کو دائی حلیمہ سعدیہ دودھ پلانے کے لئے گدھے پر لے گئیں تھیں، یا اونٹنی پر یا خچر پر؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ گدھے پر لے گئیں تھیں، آپ پوری حقیقت پر روشنی ڈال دیں کہ کونسی سواری پر لے گئیں، مع کتاب کے حوالہ کے۔

کبھی آپ ﷺ نے گدھے پر سواری کی ہے یا نہیں؟ اگر آپ ﷺ نے گدھے پر سواری کی ہے تو کون سے موقعہ پر کی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عرب میں گدھے پر سوار ہونا کوئی عیب نہیں تھا، اونچی حیثیت کے حضرات بھی سوار ہوتے تھے، جامعہ ازہر کے شیخ کی تنخواہ کے ساتھ ان کے گدھے کی بھی تنخواہ دی جاتی تھی، جس پر سوار ہو کر مکان سے تشریف لاتے تھے، حلیمہ سعدیہ بھی گدھے پر سوار ہو کر اپنے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گئی تھیں، سیرت پاک کی کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے

"قالت (حليمة) ثم خرجنا وركبت اتاني وحملته عليها معي فوالله لقطعت بالركب مايقدرعليها شيئ من حمرهم حتى ان صواحبي ليقلن لي يابنت ابي ذويب ويحك اربعي علينا اليست هذه أتانك التي كنت خرجت عليها فاقول لهن بلىٰ والله انهالهي هي فيقلن والله ان لها لشاناً قالت ثم قدمنا منازلنا من بلادبني سعداھ" (سيرة ابن هشام ص ۸۸/ج ۱)[1]

حضور اقدس ﷺ نے متعدد مرتبہ گدھے پر سواری کی ہے، حدیث شریف میں صراحتاً

---

[1] **سيرة ابن هشام ،ص ۱۶۳/ج ۱/ (مطبوعه مصرى) حديث حليمة عمارأته بعد تسلمها له صلى الله عليه وسلم.**

موجود ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایلچی کا لفظ

سوال:- جو شخص احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایلچی بتاتا ہے، آپ اس کے بارے میں حدیث وفقہ سے جواب دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایلچی کے معنی ہیں قاصد، پیغام پہنچانے والا، حضور اکرم فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیغام مخلوق کو پہنچانے کے لئے تشریف لائے، گذشتہ کتابوں میں یہ لفظ اسی اعتبار سے اس معنی میں مذکور ہے، ترکی لفظ ہے، ہمارے اردو میں یہ کچھ اونچا لفظ نہیں معمولی آدمی جو پیغام یا خط لے کر جائے، اس کو بھی ایلچی کہہ دیتے ہیں، اس لئے سرور کائنات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ لفظ نہ بولا جائے کہ اس میں کچھ خاص بلندی ورفعت مفہوم نہیں ہوتی[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۶/۹۵ھ

---

۱ عن ابی موسی كَانَ رسول الله عليه وسلم يَرْكَبُ الْحِمَارَوَيَلْبَسُ الصُوفَ الحديث رواه الطبرانی (مجمع الزوائد ص ۵۸۵/ج۸/ كتاب علامات الشعر ۵۸/طبع دار الفكر ،بخاری شريف ص ۴۱۹/ج ۱/ كتاب الجهاد،باب الرف على الحمار ،مطبوعه اشرفی ديوبند رقم الحديث ص ۲۸۲۵/ مسند احمد ص ۲۰۳/ج۵/مطبوعه بيروت.

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سواری فرمالیتے اوراونی لباس پہن لیتے۔

۲ وقد فرض اللّٰه تعالیٰ توقيره وبره الخ كتاب الشفابتعريف حقوق المصطفیٰ ،ص ۱۸۹/ ج۲/ (مؤسسه الكتب الثقافية) القسم الرابع الباب الاول فی بيان ماهو فی حقه صلی الله عليه وسلّم سب أونقص الخ.

فضلات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت

سوال:- حدیث شریف میں ہے جس کو شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ نے بھی ’’حکایات صحابہؓ‘‘ میں نقل کیا ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کو ایک صحابی نے پی لیا، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کے بدن میں میرا خون گیا اس پر آگ جہنم حرام ہے، تو اس پر اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ خون کے بارے میں قرآن میں حرمت آئی ہے، تو پھر آپؐ نے اس کے شرب پر نکیر نہ فرمائی بلکہ بشارت دی، تو خونِ رسول اللہ ﷺ کی طہارت پر آپ کی تحقیق کیا ہے از روئے احادیث بیان فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قاضی عیاض نے ’’کتاب[1] الشفاء‘‘ میں اس کو نقل کیا ہے، ہوسکتا ہے کہ حضور اکرم صلی

---

[1] کتاب شرح الشفاء، ص ۱۶۳/ ج ۱/ فصل وامانظافة جسمه وطيب ريحه وعرقه عليه السلام ”عَنْ اُمِّ اَيْمَنْ قَالَتْ قام رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّى اللّٰه عليه وسلّمَ مِنَ اللَّيْلِ اِلٰى فَخَّارَةٍ فِيْ جَانِبِ الْبَيْتِ فَبَالَ فِيْهَا فَقُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ وَانا عَطْشَانَةٌ فَشَرِبْتُ مَافِيْهَا وَاَنَا لَااشعَرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّبِىُّ صَلّى اللّٰه عليه وسلّم قَالَ (يَا اُمّ اَيْمَنْ قَوْمِىْ فَاهْرِيْقِىْ مَافِىْ تِلْكَ الْفَخَّارَةِ) قُلْتُ قَدْ وَاللّٰهِ شَرِبْتُ مَافِيْهَا قَالَتْ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذَهٗ ثُمَّ قَالَ (اَمَااِنَّكَ لَاتَتَّجِعِيْنَ بَطْنُكِ اَبَداً (مجمع الزوائد، ص ۴۸۴/ ج ۸/ كتاب علامات النبوة دارالفكر) المعجم الكبير ص ۸۹/ ۹۰/ ج ۲۵/ داراحياء التراث العربى بيروت المستدرك، ص ۱۷/ ج ۴)

ترجمہ:- حضرت ام ایمن سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گھر کے کونہ میں رکھے ہوئے ایک مٹی کے برتن کی طرف کھڑے ہوئے پس اس میں پیشاب فرمایا پھر میں رات کو بیدار ہوئی اس حال میں کہ میں پیاسی تھی، بس میں نے جو کچھ اس میں تھا اس کو پی لیا، اور مجھے کچھ محسوس نہیں ہوا، پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو فرمایا اے ام ایمن کھڑی ہو اور جو اس مٹی کے برتن میں ہے اس کو بہادو میں نے کہا بخدا جو کچھ اس میں تھا میں نے اسے پی لیا فرماتی ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپؐ کی داڑھ ظاہر ہوگئی پھر فرمایا، سنو یقیناً کبھی بھی تم اپنے پیٹ میں درد نہیں پاؤ گی۔ ۱۲

اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک طاہر ہو جیسا کہ شرب بول کا واقعہ دارقطنی وغیرہ نے نقل کیا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ پاک نے اس کی ماہیت ہی بدل دی ہو جیسے کہ مشک کی کیفیت ہوتی ہے چنانچہ پینے والے سے جب دریافت کیا گیا کہ خون کا مزہ کیسا تھا ''کیف وجدت طعم الدم''، تو جواب دیا کہ مزہ شہد کا تھا اور خوشبو مشک کی تھی ''اما الطعم فطعم العسل والرائحة فرائحة المسک اقول هذامن باب قلب الاعيان الذى عدمن معجزات الانبياء عليهم الصلاة والسلام'' پھر اعتراض ونزاع کا موقع بھی ختم ہو گیا'' وبهذا يندفع نزاع الفقهاء[1] شرح شفاء میں یہ سب موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱/۹۴ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱/۹۴ھ

حضرت حمزہؓ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے

سوال:- ایک کتاب میں یہ لکھا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دودھ شریک بھائی تھے، جسکی بنا پر آپ کو نبی نے چچا کہا کتاب کا نام ہے اسلام حصہ سوم، ص ۲۹۲/ اس کی صاف صاف تفسیر بیان فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے چچا بھی تھے، اور دودھ شریک[2]

---

[1] شرح الشفا لعلى القارى ص ۱۶۲/ج ۱/امّانظافة جسمه طبع عثمانيه.

[2] وهو عم رسول الله صلى الله عليه وسلم واخوه من الرضاعة ارضعتهما ثويبة مولاة ابى لهب الخ اسدالغابة ، ص ۵۲۸/ج ۱/حمزة بن عبدالمطلب (مطبوعه دارالفكر بيروت)

ترجمہ: حضرت حمزہؓ حضور اکرم ﷺ کے چچا اور آپؐ کے رضاعی بھائی تھے، جن کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، جو کہ ابولہب کی آزاد کردہ باندی تھی۔

بھائی بھی تھے۔ اور واقعہ مذکورہ بخاری شریف میں مذکور ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۲/۱۰/ ۹۹ھ

حضرت ماریہ آنحضرت ﷺ کی لونڈی تھیں نہ کہ زوجۂ مطہرہ

سوال:- یہاں یہ بات سننے میں آئی ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے حضرت محمد ﷺ سے حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے تھے، مگر حضرت محمد ﷺ سے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نہیں ہوا تھا، یہ بات درست ہے؟

جواب از بریلی شریف

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہ ذی الحجہ ۸ھ میں

---

[۱] عَنِ الْبَرَاء قَالَ اِعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلّم فِيْ ذِيْ الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى اَنْ يُقِيْمَ بِهَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلٰى قَوْلِهٖ فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اُخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْاَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلّم فَتَبِعَتْهُمْ اِبْنَةُ حَمْزَةَ يَاعَمِّ يَاعَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ دُوْنَكِ اِبْنَةَ عَمِّكِ حَمَلْتُهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ الحديث بخاری شریف، ص ۳۷۲/ ج ۱/ حدیث ۲۶۲۱/ کتاب الصلح ج ۱/ باب کیف یکتب هذا ماصالح فلان بن فلان الخ، طبع اشرفی دیوبند.

ترجمہ: براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ میں عمرہ کیا، اہل مکہ نے اس بات سے انکار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ سے اس بات پر صلح کی کہ مکہ میں صرف تین دن ٹھہریں گے، الی آخرہ کفار نے کہا کہ اپنے ساتھی (حضور ﷺ) سے کہئے کہ اب (عمرہ سے فراغت کے بعد) یہاں سے چلے جائیں، اس لئے کہ تین دن کی مدت پوری ہوگئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے تشریف لے آئے، ان کے پیچھے حمزہ کی بیٹی چچا چچا کہتے ہوئے ساتھ ہولی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ اس اپنے چچا کی بیٹی کو لے، تو میں نے اس کو اٹھالیا، اس لڑکی کے سلسلہ میں حضرت علیؓ زیدؓ اور جعفرؓ کے درمیان جھگڑا ہوا۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے اور سولہ یا اٹھارہ مہینے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا، اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے " الاکمال فی اسماء الرجال " میں ہے "هذا ابراهيم ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم من مَارِيَة القبطية" کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ عزیز مصر کو جو آپ ﷺ نے خط لکھا تھا تو اس کے جواب میں اس نے ایک طویل خط لکھا اس کی مختصر عبارت یہ بھی ہے میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی اور دو لڑکیاں بھیجتا ہوں جن کی قبطیوں (مصر کی قوم) میں بہت عزت کی جاتی ہے، وہ لڑکیاں جو بھیجی تھیں، ان میں ایک ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں، جو حرم نبوی میں داخل ہوئیں، اور حرم نبوی میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپ ایمان سے مشرف ہو چکی تھیں، اس لئے ظاہر ہے آپ ﷺ نے ضرور نکاح کیا ہوگا، نہ کہ آپؓ حرم نبوی میں لونڈی کی حیثیت سے داخل ہوئیں تھیں کہ یہ شبہ ہو سکے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح آپ سے ہوا ہی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شمیم یوسفی رضوی

دارالافتاء محلّہ سوداگراں بریلی شریف

الجواب حامداً ومصلیاً!

از فقیہ الامتؒ دیوبند

شرعی جہاد میں جب دشمن پر غلبہ حاصل کرلیا جائے اور اس کو قید کر کے اپنی حراست میں لے آئیں، پھر دشمن کے افراد کو غازیوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے، تو وہ غازی مال غنیمت کی طرح دشمن کے افراد کے بھی مالک ہو جاتے ہیں، ان سے خدمت لینے کا بھی حق ہوتا ہے، اور ان کو فروخت کرنیکا بھی حق ہوتا ہے، ان میں جو عورتیں ہوتی ہیں، ان کو باندی لونڈی کہتے ہیں[1] عربی میں " امة" کہتے ہیں جس کی جمع اماء آتی ہے[2] قرآن کریم نے ایسے

[1] واذافتح الامام بلدة عنوة قهراً فهوبالخيار ان شاء قسمها ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

افراد کو ''ماملکت ایمانکم[۱]'' سے تعبیر کیا ہے۔

یعنی جو غلام اور باندیاں تمہاری ملک میں ہیں، جو لونڈی جس کی ملک میں آئے اس کو یہ بھی حق ہے، کہ اس سے خدمت لے یہ بھی حق ہے کہ فروخت کردے، یہ بھی حق ہے کہ ہبہ کردے، یہ بھی حق ہے کہ اس سے صحبت کرے،[۲] لیکن اگر لونڈی کا کسی سے نکاح کردیا جائے، تو مالک کو اب اس سے صحبت کرنے کا حق نہیں[۳] رہا، جس لونڈی کو مالک صحبت کے لئے تجویز کرے کہ اس سے صحبت کیا کریں گے، تو وہ اس کی سرّیہ کہلاتی ہے جس کی جمع سراری آتی ہے، ایسی باندی لونڈی سے شرعاً نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی،[۴] پھر اگر اس سے بچہ پیدا ہوجائے، تو وہ ام ولد کہلاتی ہے، اس کو فروخت کرنے کا بھی حق نہیں رہتا، اور مالک کے انتقال کے بعد وہ آزاد بھی ہوجاتی ہے،[۵] حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بھی حضور اکرم ﷺ کی ملک میں آئیں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ).........بین السملمین الیٰ قولہ وھو فی الاساری بالخیار ان شاء قتلھم وان شاء ترکھم الخ ھدایہ ص،۵۶۶/ج۲/باب الغنائم وقسمتھا (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

۲ المعجم الوسیط ،ص ۲۸/مطبوعہ حسینہ دیوبند

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ سورۃ النساء آیت ۲۴.

۲ ولہ وطیھا واستخدامھا واجارتھا وتزویجھا الخ ھدایہ ،ص ۴۷۴/ج۲ باب الاستیلاد مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

۳ ومن زوج امتہ فلیس علیہ ان یتبوّئھا لکنھا تخدم المولیٰ ویقال للزوج متی ظفرت بھا وطئتھا وحاصلہ ان حق المولیٰ ثابت فی الرقبۃ والمنافع سوی منفعۃ البضع الخ عنایۃ علی فتح القدیر ، ص ۳۹۶/باب نکاح الرقیق مطبوعہ دارالفکر بیروت.

۴ السریۃ الجاریۃ المتخذۃ للملک والجماع الیٰ قولہ والجمع السراری الخ لسان العرب ص ۳۵۸/ ج۴/تحت لفظ سرر،مطبوعہ دار صادر بیروت.

۵ اذاولدت الامۃ من مولاھا فقد صارت ام ولد لایجوز بیعھا ولاتملیکھا الیٰ قولہ واذا مات المولیٰ عتقت من جمیع المال الخ ھدایۃ ، ص ۴۷۳/۴۷۵/ ج۲/باب الاستیلاد. مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند .

تھیں اور آپ ﷺ نے سرّیہ بنالیا تھا، یعنی صحبت کیلئے تجویز فرمالیا تھا کہ ان کا نہ کسی سے نکاح کرنا ہے، نہ ان کو فروخت کرنا ہے، چنانچہ ان سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

ہم رشتہ فتویٰ میں ''الاکمال فی اسماء الرجال'' سے جو عبارت نقل کی گئی ہے، اس میں ایک لفظ آگے بھی نقل کردیا جاتا تو بات صاف ہوجاتی، پوری عبارت یہ ہے ''**ابراهیم بن النبی صلی الله علیه وسلم من ماریه القبطیهؓ سریته**[١] یعنی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے جو ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، اور ماریہ قبطیہؓ حضرت نبی اکرم ﷺ کی سریہ (لونڈی باندی) تھیں، جن کے نکاح کی ضرورت نہیں تھی، مملوکہ سریہ، لونڈی باندی ہونے کی وجہ سے ان سے نکاح کی ضرورت نہیں تھی۔

بلکہ کتب فتاویٰ عالمگیری[٢]، مجمع الانہر[٣]، بحرالرائق[٤]، شامی[٥] وغیرہ سب میں مذکور ہے کہ مالک کا نکاح اپنی مملوکہ لونڈی سے جائز نہیں۔

جن عورتوں سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا ہے، جو کہ ازواج مطہرات ہیں حافظ[٦] ابن حجر عسقلانی، حافظ بدرالدین عینی[٧]، شیخ عبدالحق محدث دہلوی[٨] وغیرہ

---

١ الاکمال فی اسماء الرجال، ص ٥٨٥/ابراهیم بن النبی صلی الله علیه وسلم مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

٢ عالمگیری کوئٹه، ص ٢٨٢/ج ١/ القسم الثانی المحرمات بالملک.

٣ ولایصح تزوج امته وسیدته، مجمع الانهر، ص ٤٨٦/ج ١/باب المحرمات، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

٤ البحرالرائق، ص ١٠٢/ج٣/ فصل فی المحرمات مطبوعه کوئٹه

٥ شامی زکریا، ص ١٢٣/ج٤/فصل فی المحرمات.

٦ وتزوج خدیجة سنة خمس وعشرین من مولده فی قول الجمهور الخ فتح الباری ص ٥١٢/ ج٧/ باب تزویج خدیجة، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اکابر نے ان کی تفصیلی فہرست اپنی کتابوں میں لکھی ہے، اور ہر ایک کے متعلق بتایا ہے کہ کس سے کس سن میں نکاح ہوا، ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو ان میں شمار کیا، جن سے حضور اکرم ﷺ نے نکاح نہیں کیا بلکہ شرعاً اس سے نکاح کرنا جائز بھی نہیں اس کے متعلق یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے ضرور نکاح کیا ہوگا، اور یہ کہ وہ حرم نبوی میں داخل ہوئیں، یہ بیجا جسارت ہے، استغفر اللہ العظیم ایسی جسارت پر وعید شدید ہے اور یہ حقیقت سے ناواقف ہونے پر مبنی ہے، سریہ کا رواج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے حضرات میں بھی رہا اس وجہ سے ام ولد کی بیع کے متعلق فقہی جزئیات موجود ہیں[ا]، اور آج کے دور میں نہ شرعی جہاد ہے نہ کسی کو غلام باندی بنایا جاتا ہے، نہ سریہ کا وجود ہے، اس وجہ سے ایسے مسائل کے سمجھنے میں بھی ناواقف لوگوں کو دشواری ہوتی ہے، ممکن ہے کہ فاضل مجیب نے ناواقفیت کی وجہ سے الاکمال فی اسماء الرجال کی عبارت نقل کرتے وقت سریہ کا لفظ بیکار و مہمل سمجھ کر چھوڑ دیا ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۹/۱۳۹۹ھ

کثرت ازدواج کی حکمت

سوال:- کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اقدس کے لئے نویا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ تفصیل کے لئے ملاحظه هو فتح الباری ص ۱۴۱/ ج ۱۰/ باب کثرة النساء مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه.

[ے] عمدة القاری، ص ۶۹/ ج ۱۰/ الجزء العشرین مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۸] مدارج النبوت، ص ۴۶۲/ ج ۲/ باب دوم درذکر ازواج مطهرات، مکتبه نوریه رضویه سکهر پاکستان.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [ا] ولایجوز بیع ام الولد الخ عالمگیری کوئٹه، ص ۴۵/ ج ۲/ الباب السابع فی الاستیلاد.

سات ازواج مطہرات کو جائز قرار دیا اور عام امت کے لئے بیک وقت چار کی قدغن لگا دی واضح باد کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وذات مبارک میں معاذ اللہ کوئی تنقید وتنقیص نہیں ہے، بلکہ یہ کوئی کافر کا اعتراض ہوسکتا ہے، اس کی تشفی کے لئے وضاحت مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کثرت ازدواج کا مسئلہ جذبات نفسانی کا غلبہ اور تسکین نہیں ہے، جیسا کہ حالت ذیل میں غور کرنے سے بغیر کسی کے سمجھائے، ایک سلیم الفطرت آدمی خود بخود سمجھ سکتا ہے، پہلی شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵؍سال کی عمر میں کی جب کہ قوت نامیہ کی ترقی ختم ہوجاتی ہے، اور ایسی عورت سے جسکی ایک سے زائد شادیاں پہلے ہوچکی تھیں، اور وہ بیوہ تھیں اور عمر چالیس سال تھی، پچاس سال سے عمر متجاوز ہونے تک ایک ایسی عورت پر کفایت کی اسکے انتقال کے بعد پھر ایک نکاح کیا، مدینہ طیبہ ہجرت کے بعد نو دس سال کی مدت میں تریسٹھ سال کی عمر تک زیادہ نکاح کئے، ان شادیوں میں کنواری صرف ایک تھیں، بقیہ سب بیوہ تھیں، یہ بات بھی نہیں کہ کنواری لڑکیوں کی آپ کیلئے کچھ کمی تھی، اگر جذبات نفسانی کے غلبہ کی وجہ سے یہ شادیاں کی جاتیں تو جوانی میں کی جاتیں، کنواریوں سے کی جاتیں، بات اصلی یہ ہے کہ دین اسلام عورتوں اور مردوں سب کیلئے آیا ہے، بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں، مثلاً حیض ونفاس ان مسائل کو عورتوں تک پہنچانے کیلئے عورتیں ہی مناسب ہیں مردوں سے متعلق مسائل تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہِ راست بیان فرمادیتے تھے، اور عورتوں سے متعلق مسائل کی تلقین وتعلیم ازواج مطہرات کے ذریعہ ہوتی تھی، اس طرح پر تعلیم وتلقین کی تکمیل کی گئی[1]

---

[1] وحکمت در تکثیر نساء آنحضرتؐ را آن بود کہ تا احکام درونی کہ مرد آں را بعلم آن راہ نبود بامت نقل کنند وزیادت تکلیف بقیام حقوق وحسن معاشرت وصبر بر صحبت ایشان وتحمل اعبای رسالت واقامت مشاق عبادت نیز از فوائد آں بود الخ۔ مدارج النبوۃ ص۴۶۳؍ج۲؍باب دوم درذکر ازواج مطہرات الخ (مطبوعہ پاکستان)

اگر دوسرے مردوں پر قیاس کر کے شادی کا اعتبار کیا جائے، تو سمجھنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس مردوں کی قوت عطا ہوئی تھی، ایک مرد کے لئے چار کی اجازت ہے، اس اعتبار سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر شادی کرتے تو آپ ﷺ کے لئے ایک سو ساٹھ کی گنجائش تھی، نیز چالیس مردوں کی جو قوت عطا ہوئی تھی، وہ اس دنیا کے چالیس مرد نہیں بلکہ جنت کے چالیس مردوں کی قوت تھی، اور جنت کے ایک مرد کی قوت دنیا کے ایک سو مردوں کے برابر ہے، اس لحاظ سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر کمال ظاہر ہوتا ہے، کہ اتنی قوت کے باوجود آپ ﷺ اپنے نفس پر کس قدر قابو یافتہ تھے، کہ اتنی کثیر قوت اور گنجائش کے باوجود کس قدر قلیل پر کفایت فرمائی یہ تحقیقی جواب منصف مزاج کے لئے ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فكان رسول الله ﷺ اعطى قوة اربعين رجلامن رجال اهل الجنة ورجل من اهل الجنة يعطى له قوة مأئة رجل فاذاضربنا اربعين فى مائة صارت اربعة آلاف الى قوله ثم مع هذه القوة الخارقة للعادة لم يتزوج فى شبابه وريعانه الى ان بلغ من عمره ثلاثة وخمسين الا خديجة باستدعاء خديجة نفسها وكانت هى ثيبة وبلغت من عمرها اربعين عاماً فلم يتزوج فى حياتها ولم يتزوج بكراً الا عائشة الىٰ قوله ولم يعلم انه اجتمع عنده من الازواج اكثرمن تسع نسوة بالتزويج فقس هذه القوةالخارقة الىٰ هذا التعفف الخارق والى هذاالصبر الفائق الىٰ قوله فهل يتصور فى البشر اكمل منه عفة واشد منه عصمة واقوى منه صبراً ثم لاحظ الحكمة فى هذالتعدد من نقل الشريعة التى تختص بالنساء وقد نقل من عائشة وحدها الكثير الطيب واحتاج الصحابة ومثل الفاروق الىٰ كشف المسائل عنهن والىٰ علومهن ولاحظ من شدة حيائه حتى كان اشدحياء من العذراء فى خدرها وحتى كان لايثبت نظره على وجه احدفكان من اللازم هذاالتعدد لتفتح ابواب الشرائع للنساء ولاسيما فى مايتعلق بمحاسنه الباطنة وشئون حياته الخفية ونظام معيشته فى داخل البيت حتى تتواتر ذٰلک فلايبقى ادنى مجال للمرتاب الخ، معارف السنن ج ١/ص ٤٦٨-٤٦٧/باب ماجاء فى الرجل يطوف على نسائه الخ بيان حكمة تعددازواجه الخ، مطبوعه اشرفى ديوبند .

کیا حضرت مریم کا نکاح حضور ﷺ سے ہوگا

سوال:- سنا گیا ہے کہ حشر کے دن بعد از حساب وکتاب بی بی مریم کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا جائے گا یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بی بی مریم کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنا تفسیر ابن کثیر میں موجود ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۸/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۸/۹۱ھ

معراج میں واپسی براق پر ہوئی

سوال:- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر بذریعہ براق تشریف لے گئے مگر واپسی کس طرح ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح تشریف لے گئے اسی طرح واپسی ہوئی[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۲/۹۵ھ

[1] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَعَلِمْتَ اَنَّ اللّٰہَ زَوَّجَنِیْ فِی الْجَنَّۃِ مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَکُلْثُوْمَ اُخْتَ مُوْسیٰ وَآسِیَۃَ اِمْرَاۃَ فِرْعَوْنَ فَقُلْتُ، ھَنِیْئًا لَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ. (ابن کثیر ج۴/ ص۴۱۰/ سورہ تحریم)تحت آیت ۵/ مطبوعہ مصطفی احمد الباز مکہ مکرمہ. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

معراج میں رؤیت

سوال:- حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں اللہ پاک کا دیدار ہوگیا ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معراج ہوئی تو اس وقت بعض علماء قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، پھر بعض کہتے ہیں کہ دل کی آنکھ سے دیکھا ہے، بعض کہتے ہیں کہ ظاہری آنکھوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ "مَاکَذَبَ الْفُوَادُ مَارَاٰی"، میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنے کا ذکر ہے، چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے (مَاکَذَبَ الْفُؤاد)فؤاد محمد (مارأى) ماراٰه ببصره من صورة جبريل اى ماقال فؤاده لماراٰه ببصره لم اعرفک ولوقال ذٰلک لکان کاذباً لانه عرفه يعنى راٰه بعين رأسه وقيل بقلبه مدارک[1] ج۴/

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ**: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ نے جنت میں حضرت مریم بنت عمران اور موسیٰ کی بہن کلثوم اور فرعون کی بیوی آسیہ سے میری شادی کردی، میں نے کہا کہ اے اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مبارک ہو۔

[2] والحق انه عليه السلام اسرى به يقظة لامنا ما من مكة) الى بيت المقدس راكبا البراق فلما انتهى الى باب المسجد ربط الدابة عندالباب ودخله فصلى فى قبلته تحية المسجد ركعتين ثم اتى بالمعراج الى قوله ثم خرج من بيت المقدس فركب البراق وعادالى مكة بغلس الخ. تفسيرابن كثير ،ص ۳۹-۳۸/ج۳/ سورة الاسراء تحت آيت نمبر ۱/ مطبوعه مصطفى احمدالبازمكه مكرمه البداية والنهاية ، ص ۱۵۵/ج ۲/الجزالثالث فصل الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة الىٰ بيت المقدس مطبوعه مصطفى الباز مكه مكرمه.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] مدارک التنزيل ،ج۴/ص ۱۹۲/ على هامش الخازن، سورةالنجم آيت ۱۱/، حاشيه الصاوى على تفسير الجلالين ص۱۳/٦/ آيت ۱۱/ سورۀ النجم، احكام القرآن للقرطبى ص ۶۱/ ۶۲/ ج۱۴/ جزء نمبر۲۷/سورۀ نجم آيت ۱۱/

ص ۱۴۸ / ثم الصحیح انه علیه السلام رای ربه بفؤاده لا بعینه اھ ،شرح عقائد[1] نسفی ص ۱۰۵ /. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حدیث معراج اور قلب ماہیت

سوال:- عام کتابوں میں تحریر ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج تشریف لے گئے، اور واپس آئے تو آپ کا بستر مبارک گرم تھا، نیز حجرہ شریف کی کنڈی ہل رہی تھی، اور وضو کا پانی چل رہا تھا، پھر آپ ﷺ نے صحابہؓ کو بتایا تو صحابہؓ نے کہا سچ ہے، اس وقت وہاں ایک یہودی بھی کھڑا یہ قصہ سن رہا تھا، وہ دل میں سوچتا ہوا کہ یہ قصہ غلط ہے، ایسا نہیں ہوسکتا گھر واپس آرہا تھا، کہ اس نے ایک زندہ مچھلی بازار سے خرید کر گھر آکر بیوی سے کہا اس مچھلی کو پکا میں ذرا نہا آؤں، اس کی بیوی نے کہا میرے ہاتھ میں پونی ہے، اس کو کات کر پھر پکاؤنگی، وہ یہودی دریا پر گیا، کپڑے نکال کر غوطہ لگایا تو کسی دوسرے گھاٹ پر جا پہنچا، تو دیکھتا ہے کہ اس کی شکل عورت کی بن گئی، وہاں ایک گھوڑے والا آیا اور اسے بٹھا کر گھر لے گیا، اس سے دو چار بچے بھی پیدا ہوئے، اور وہ وہاں بارہ سال رہا، ایک دن وہ پھر گھاٹ پر نہانے گیا، پھر غوطہ لگایا تو اپنے پہلے گھاٹ پر پہنچ کر دیکھتا ہے تو اس کی پھر وہی مرد کی صورت بن گئی ہے، اور اس گھاٹ پر اس کے کپڑے دھرے ہوئے ہیں، اپنے گھر واپس آیا تو اس کی بیوی کے ہاتھ میں وہی پونی ہے، مچھلی بھی زندہ ہے، اس واقعہ کو دیکھ کر حضور ﷺ کے پاس گیا تو دیکھا وہاں معراج کا قصہ ہورہا ہے، تو فوراً مسلمان ہوگیا، کیا یہ قصہ صحیح حدیث و معتبر کتب تواریخ میں موجود ہے؟

---

[1] شرح عقائد نسفی، ۱۴۴ / مبحث المعراج لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ،مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مطبوعه دار الفکر بیروت،

الجواب حامداً ومصلیاً

میں نے یہ قصہ کسی حدیث یا معتبر تاریخی کتاب میں نہیں دیکھا، البتہ تصوف کی کتابوں میں بعض حضرات کے حالات میں اس قسم کے واقعات ہیں[1] لیکن مرد کے عورت بن جانے پھر عورت کے مرد بن جانے کا واقعہ ان میں بھی نہیں دیکھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا قبل از معراج پچاس نمازیں اور دن میں سات مرتبہ غسل فرض تھا

سوال:- کیا قبل از معراج شریف ۵۰؍نمازیں اور دن میں سات مرتبہ غسل فرض کیا گیا تھا جیسا کہ ابوداؤد شریف میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابوداؤد شریف کی وہ عبارت نقل کیجئے جس سے آپ نے یہ سمجھا ہے کہ قبل از معراج پچاس نمازیں اور سات مرتبہ دن میں غسل فرض کیا گیا تھا، یہ بھی لکھئے کہ یہ کس باب میں ہے؟ تب اس کے متعلق جواب دیا جائے گا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] تذکرہ غوثیہ ص ۲۵۲/ مجموعہ ملفوظات، سید غوث علی پانی پتیؒ، طبع حسامی حیدر آباد.

[2] عن عبد اللّٰہ ابن عمرؓ قال کانت الصلوۃ خمسین والغسل من الجنابۃ سبع مرار الحدیث ابوداؤد شریف ص ۳۳/ج ۱/ کتاب الطھارۃ ،باب فی الغسل من الجنابۃ، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند،

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ولادت شریفہ سے خوش ہوکر باندی آزاد کرنے پر بھی کیا عذاب جہنم ہوگا

سوال:- پیارے نبی ﷺ کی پیدائش کے موقعہ پر آپ ﷺ کے چچا ابولہب نے ایک لونڈی کو آزاد کیا تھا، جس سے خداوند کریم بہت خوش ہوئے، تو پھر جہنم کیوں ملی، اور ہر سال پیارے نبی کی ولادت کے دن تاریخ کو اس کے عذاب میں کمی کردی جاتی ہے، کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لونڈی کا آزاد کرنا کتب تواریخ میں موجود ہے، اور عذاب میں کسی قدر تخفیف ایک خواب میں مروی ہے[1] ابولہب کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس کا جہنم میں جانا قرآن میں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **نوٹ**: شب معراج میں ۵۰/نمازیں اور غسل جنابت سات مرتبہ فرض ہوا تھا لیکن اسی شب میں عمل کی نوبت آنے سے پہلے پہل حضور ﷺ کی درخواست سے منسوخ ہوکر صرف ۵/وقت کی نماز اور ایک مرتبہ غسل جنابت باقی رہا۔

عن عبداللّٰہ ابن عمر بن الخطاب ؓ قال کانت الصلوۃ ای حین فرضت خمسین صلوۃً والغسل من الجنابۃ سبع مرار وغسل الثوب من البول سبع مرار فلم یزل رسول اللّٰہ یسأل ربہ التخفیف حتی جعلت ای بقیت الصلوۃ خمساو الغسل من الجنابۃ مرۃ الخ بذل المجھود ص ۱۵۱/ ج ۱/ مطبع الرشید سھارنپور. وفی عون المعبود فلم یزل رسول اللّٰہ ﷺ یسأل ربہ عزوجل لیلۃ الاسراء حتی جعلت الصلوۃ خمسا وغسل الجنابۃ مرۃ الخ، عون المعبود ص ۱۰۲/ ج ۱/ مطبوعہ ملتان.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] قال عروۃ وثویبۃ مولاۃ لابی لھب اعتقھا فأرضعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات ابولھب أریہ بعض اھلہ بشرخیبۃ فقال ماذا لقیت فقال ابولھب لم الق بعد کم خیراً غیر انی سقیت فی ھذہ بعتا قتی ثویبۃ الی ما قال وذکر السھیلی وغیرہ ان الرائی لہٗ ھو اخوہ العباس وفیہ ان ابالھب قال للعباس انہ لیخفف ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مذکور ہے۔ "سَيَصْلٰى نَاراً ذَاتَ لَهَب" [۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۵/۶۴ھ

مہر نبوت اور جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھی

سوال:-آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ دریافت طلب ہے کہ مہر نبوت کی اصلیت کیا ہے، اور اس کا نام مہر نبوت کس نے رکھا، اور مکھی آپ ﷺ کے جسم اطہر پر بیٹھی تھی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہت سی احادیث میں خاتم نبوت کا ذکر آیا ہے، اسکی مثال بیان کی گئی ہے، کہ وہ بیضوی شکل میں کبوتر کے بیضہ کے برابر حضور ﷺ کے دونوں مونڈھونکے درمیان سرخ رسولی کی طرح تھی، بعض احادیث میں ہے، اسپر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، اور وہ حضور ﷺ کے بدن مبارک پر ولادت ہی کے وقت سے تھی، اور وصال کے بعد وہ نہیں رہی تھی، فتح الباری [۲] نووی، [۳]

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

......علی فی مثل یوم الاثنین قالوا لانہ لما بشرتہ ثویبۃ بمیلاد ابن اخیہ محمد بن عبداللہ اعتقہا من ساعتہ فجوزی بذلک لذلک ،البدایۃ والنہایۃ ج ۱/ ص ۲۷۷/ الجزالثانی، حواضنہ ومراضعہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مطبوعہ مصطفی الباز مکہ مکرمہ.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] سورہ لھب آیت ۳/

ترجمہ: وہ عنقریب ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا۔

[۲] فتح الباری ج۷/ص ۲۵۴/ کتاب المناقب ،باب خاتم النبوۃ، مطبوعہ مکہ مکرمہ.

[۳] نووی علی ھامش مسلم ص ۲/۲۵۹/ کتاب الفضائل، باب اثبات خاتم النبوۃ، طبع رشیدیہ دھلی،

جمع الوسائل[۱] وغیرہ میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے، اور جسم اطہر پر بلکہ لباس مبارک میں مکھی نہ بیٹھنے کی کئی روایت خصائص کبریٰ[۲]، اور فتح العزیز[۳] وغیرہ میں موجود ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو قتل کیا؟

سوال:- حدیث ''اشتدغضب الله على من قتله النبى صلى الله عليه وسلّم فـى سبيـل اللّـه ''، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے لوگوں کو فی سبیل اللہ قتل فرمایا ہے، اور وہ کون ہیں؟ مع حوالہ کے جواب عنایت فرمائیں تو کرم ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اُبی ابن خلف ایک عمدہ گھوڑے پر سوار غزوۂ احد میں ایسے وقت قریب پہنچا کہ شیطان

---

۱ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمره رَضِى الله عنهُ قَالَ آيةُ الْخَاتِمِ بَيْنَ كَتْفَىْ رَسُوْلِ الله صلّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم غُدَّةٌ حَمْرَاءُ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمْرَاءِ جمع الوسائل ، ج ١ /ص ٧٢/باب ماجاء فى خاتم النبوة، مطبوعه اعزازيه ديوبند. ''اَوْسَوْدَاءُ مَكْتُوبٌ فِيْهَا مُحَمَّدٌرَسُولُ اللّٰهِ الخ جمع الوسائل ج ١ / ص ٧٢/ باب ماجاء فى خاتم النبوة''''لَمَّاشَكَّ النَّاسُ فِىْ مَوْتِ النَّبِىِّ صَلّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَتْ اَسْمَاءُ بِنْتِ عُمَيْس يَدَهَابَيْنَ كَتِفَيْهِ فَقَالَتْ تُوُفِّىَ رَسُوْل اللّٰه صلّى الله عليه وسلّم قَدْرُفِعَ الْخَاتَمُ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيّه الخ، جمع الوسائل ص ٧٠/ باب ماجاء فى خاتم النبوة، مطبوعه اعزازيه ديوبند،

۲ ان من خصائصه صلى الله عليه وسلم انه كان لاينزل عليه الذباب وذكره ابن سبع فى الخصائص بلفظ انه لم يقع على ثيابه ذباب قط الخ ،الخصائص الكبرىٰ ، ج ١ /ص ٦٨/ باب ما كان لاينزل الذباب عليه ولاعلى ثيابه ،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

۳ فتح العزیز، ص ۲۲۱/سورۂ والضحیٰ ، بیان خصوصیات کہ درجسم آنحضرت ﷺ عنایت فرمودہ بودند، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔

نے آواز لگائی تھی کہ حضور ﷺ مقتول (شہید) ہوگئے، (حالانکہ آپ ﷺ صرف مجروح ہوئے تھے، اور پہلے سے اس نے یہ کہا تھا کہ میں قتل کرونگا جیسے ہی وہ سامنے آیا تو آپ ﷺ نے حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نیزہ لے کر اس کے مارا جو اس کے گلے پر لگا جس سے وہ بدحواس و بے تاب ہوکر بھاگا، لوگوں نے اس کو تسلی بھی دی کہ معمولی خراش لگی ہے، اس نے کہا کہ یہ خراش اگر تمام اہل حجاز کے لگ جائے تو سب مرجائیں، اسی خراش سے وہ سرف میں جاکر مرگیا، بس یہ ایک ہی شخص اپنی منحوسیت وملعونیت میں منفرد ہے، جس پر اشتداد غضب کی یہ وعید ہے، یہ واقعہ تفصیل سے زادالمعاد[1] جلد دوم، ص۹۳ ر میں مذکور ہے، نیز شروح بخاری، فتح الباری[2]، عمدۃ القاری[3]، ارشاد الساری[4] وغیرہ میں بھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۶ر۳ر۹۴ھ

---

[1] ادرک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اُبی بن خلف علیٰ جواد یقال لہ العود زعم عدواللّٰہ انہ یقتل علیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلما اقترب منہ تناول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الحربۃ من الحٰرث بن الصمۃ فطعنہ بہا فجاء ت فی ترقوتہ فکر عدواللّٰہ منہزماً الیٰ قولہ فمات بسرف الخ زاد المعاد، ص۹۳ ر ج۲ ر (مطبوعہ دارالفکر) غزوۃ احد وما اشتملت علیہ من الاحکام.

[2] راجع لحدیث اشتداد الغضب فتح الباری ص۱۲۲ ر ج۸ ر باب ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد طبع دارالفکر، ولکن لیس فیہ قصۃ ابی بن خلف نعم ذکر فی فیض الباری ص۹۷ ر ج۴ ر واعلم ان النبی ﷺ لم یقتل احدا من الکفار بیدہ الکریمۃ غیر ابی بن خلف الخ عنوان قصۃ الحرب مع مسیلمۃ طبع ربانی بکڈپو دھلی.

[3] عمدۃ القاری جلد، ۹ ر ص۱۲۰ ر الجزء السابع والعشرون باب ما اصاب النبی من الجرح. یوم احد کتاب المغازی (مطبوعہ دارالفکر)

[4] ارشاد الساری، ص۱۳۸ ر ج۹ ر مطبوعہ دارالفکر بیروت.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کے لئے بددعا کی

سوال:- کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں قبل یا بعد نبوت کسی مشرک و کافر کا نام لے کر بددعا کی تھی اور کس موقعہ پر کی تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

متعدد مرتبہ کچھ آدمیوں کے لئے کی ہے، عتیبہ بن ابی لہب[1] کے لئے کی ہے، قنوت نازلہ میں محض قبائل کے نام لے کر بددعا کی ہے، صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو، حارث ابن ہشام پر بھی بددعا کی ہے[2] ''کمافی البخاری، پھر آیت ''لیس لک من الامر شئی الخ'' نازل ہوئی[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۶/۶۱ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۶/۱۳۶۱ھ

---

[1] ان عتیبة لما فارق ام کلثوم جاء الی النبی ﷺ فقال کفرت بدینک وفارقت ابنتک الی قوله فقال صلی اللّٰه علیه وسلم اما انی اسأل اللّٰه ان یسلط علیه کلبه الخ شرح الزرقانی ص ۱۹۹/ج۳/ الفصل الثانی فی ذکر اولاده الکرام، مطبوعه دارالمعرفت بیروت.

[2] عن انسؓ قال قنت النبی ﷺ بعد الرکوع شهراً یدعو علی رعل وذکوان الحدیث بخاری ص ۵۸۷/ ج۲/ باب غزوة الرجیع ورعل وذکوان الخ مطبوعه اشرفی دیوبند.

[3] کَانَ رَسُولُ اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم یَدْعُوْعَلَی صَفْوَان بْنِ اُمَیَّةَ وَسُهَیْلِ بْنِ عَمْرٍووَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِشَئْیِ اِلٰی قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ (بخاری شریف ص ۵۸۲/۲/ کتاب المغازی، باب لیس لک من الامرشئی الی اٰخره، وبخاری شریف ص ۹۴۶/۲/ کتاب الدعوات، باب الدعاء علی المشرکین، مطبوعه اشرفی دیوبند، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیزہ کا طول وعرض

سوال: -حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیزہ کا طول وعرض کیا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ نیزے تھے بعض بڑے تھے بعض چھوٹے، کسی کو نماز کیلئے سُترہ بنایا جاتا تھا، کوئی قتال وغیرہ کے کام میں آتا تھا، زادالمعاد[1] اور عینی[2] وفتح الباری[3] میں ان نیزوں کے نام بھی لکھے ہیں، اگر ایک ہی نیزہ ہوتا تو اسکے طول وعرض کو تلاش کیا جاتا، حافظ ابن حجرؒ نے اسپر اٹھارہ مقام پر کلام کیا ہے، مگر طول نہیں لکھا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۴/ ۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۴/ ۹۲ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **ترجمہ**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی تھی، صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کیلئے تو یہ آیت نازل ہوئی، لیس لک الخ،

سورۂ آل عمران آیت: ۱۲۸، **ترجمہ**: آپ کو کوئی دخل نہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہوجاویں، اور یا ان کو کوئی سزا دیدیں، کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں (بیان القرآن)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] **وكانت له خمسة ارماح يقال لاحدهم المثوى والاخر المثنى وحربة يقال لها النبعة واخرى كبيرة تدعى البيضاء واخرى صغيرة شبه عكاز يقال لها العنزة يمشى بها بين يديه فى الاعياد تركز امامه فيتخذ ها سترة يصلى اليها وكان يمشى بها احيانا الخ (زادالمعاد ص ۱۲۷/۱/ فصل فى ذكر سلاحه واثاثه صلى الله عليه وسلم، موسسة الرسالة بيروت،**

[2] **عمدة القارى، ج۷/ص ۳۱/ الجزء الرابع عشر اوّل كتاب الوصايا، مطبوعه دارالفكر بيروت**

[3] **فتح البارى ص ۱۵۳/ج ۲/ باب ستره الامام سترةً من خلفه ابواب سترة المصلى رقم الحديث ص ۴۹۴/ ومراجع حديث رقم ۳۸۷/ ۴۸۹/ ۴۹۵/ ۶۲۴/ ۳۴۲۸/ ۳۴۴۱/ ۵۵۵۸/ ۵۶۳۰/ مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه،**

عصا ہاتھ میں رکھنا سنت ہے

سوال:- عصا ہاتھ میں رکھنا سنت ہے، کیا عصا ہاتھ میں رکھنا عمر کے ساتھ مقید ہے یا ہر کوئی اس کو رکھ سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ادائے سنت کی نیت ہو تو موافق سنت عصا رکھنے سے ان شاء اللہ بلا قید عمر بھی ثواب ملے گا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۷/۵/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ 〃 〃

قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سوال:- ضلع ہوگلی موضع آشنہری بھان بنام قدم رسول ایک آستانہ تقریباً دوسو سال کی ہے، اس میں منقوش قدم ایک پتھر ہے اس کو حضرت رسول کریم ﷺ کے قدم مبارک کا نقشہ کہتے ہیں، لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں بوسہ دیتے ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ اور چیزیں بھی تھیں، مثلاً حضور ﷺ کا جبہ، تسبیح، رومال مبارک اب وہ چیزیں ضائع ہوگئیں، کہتے ہیں کہ مولوی حفیظ الدین دلی کے بادشاہ کے ملازم تھے، برطانیہ نے ان کو بہت روپیہ دیا، اس کے ذریعہ سے بادشاہ کو پکڑا، اس کے انعام میں مولوی حفیظ الدین صاحب کو دو گھنٹہ ایک گھنٹہ کیلئے

---

[1] سیرۃ الشامیہ ص۵۸۷ /۷، الفتوحات الالٰھیہ ص۳/۳۴٦، شمائل کبریٰ ص ۱/۲۸۱، امساک العصاسنۃ الانبیاء وعلامۃ للمؤمن الخ، تفسیر قرطبی ص۱۰۷/ ج٦/ (مطبوعہ دارالفکر) سورۂ طٰہٰ تحت آیت ۱۸/.

اختیار دیا گیا کہ شاہی دربار سے جہاں تک ہو سکے لوٹ لیا جائے، اس وقت بہت کچھ لوٹ کرلایا، اور ساتھ ساتھ قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اشیاء مذکورہ بھی لایا تھا، اور بھان ضلع ہو گلی موضع آشنہری آکر اس نے اقامت کی اور آستانہ بنایا دریافت حال یہ ہے کہ کسی تاریخ وغیرہ سے ثبوت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کسی پتھر پر منقوش تھے مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے، مجھ سے اسکے بارے میں پوچھا، میں نے ''لانصدق ولا نکذب'' سے جواب دیا چونکہ مجھے اس کا علم نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی اکرم ﷺ کا کسی پتھر پر قدم مبارک رکھنے سے پتھر میں قدم مبارک کا نقش اتر آنا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نقش اُتر آیا تھا، کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/محرم ۶۸ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور //

نعلین شریفین کیسے تھے؟

سوال:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا مبارک کیسا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سبتی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْحٍ اَنَّهُ قَالَ لِاِبْنِ عُمَرَ رَايْتُکَ تَلْبَسُ .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قیلولہ اور کھانے کا معمول

سوال:- دن کے کھانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیولہ کا کیا معمول تھا؟ کھانے کے کتنی دیر بعد اور کتنی دیر قیلولہ فرمایا کرتے تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس دور میں نہ کھانے کا آج کل کی طرح طول طویل قصہ تھا اور نہ تکلف تھا بلکہ بکثرت کھانے کی شان یہ ہوتی تھی کہ کھجور کھائی پانی پی لیا[1]، روٹی گوشت کی نوبت بہت کم آتی تھی، نہ گھنٹے اور منٹ کی تعیین و پابندی تھی، کبھی سویرے کھانے کا موقع مل گیا، کبھی دیر میں، کبھی بالکل ہی کھانا غائب ہوگیا، صبح کو کھایا تو شام کو نہیں، شام کو مل گیا تو صبح کو نہیں، دو وقت مسلسل کم ہی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)........... النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ قَالَ اِنِّي رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يَلْبَسُ النِّعَالَ اَللَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ الحديث (شمائل ترمذى، ص٧) باب ماجاء فى نعل رسول اللّٰه عليه وسلّم مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

ترجمہ: عبید بن جریج نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ آپ بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتہ پہنتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی جوتے پہنتے ہوئے دیکھا ہے، جن میں بال نہیں ہوتے تھے۔

فائدہ:- سبتی، بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتہ۔۱۲

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ كُنَّاالُ مُحَمَّدٍ نَمْكُثُ شَهْراً مَانَسْتَوْ قِدُبِنَارٍاِنْ هُوَاِلَّا التَّمَرُ وَالْمَاءُ (شمائل ترمذى ص ٢٦ / باب ماجاء فى عيش النبى صلى اللّٰه عليه وسلم (مطبوعه رشيديه دهلى)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال ایک ایک ماہ تک ہمارے یہاں آگ نہیں جلتی تھی، صرف کھجور اور پانی پر گزارا تھا۔

نوبت آئی ہوگی[1]۔

پھر سردی کے ایام میں قیلولہ کم ہوتا تھا اور ظہر کی نماز زوال کے بعد ہی ادا فرما لیتے تھے[2]، اور گرمی کے دنوں میں قیلولہ دیر تک فرماتے تھے اور ظہر کی نماز بھی زوال سے دیر بعد ہوتی تھی، جمعہ کے روز کھانا اور قیلولہ کا موقع نماز جمعہ کے بعد ہوتا تھا[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ ۱۷/۵/۸۷ھ

ابوجہل سے غلام کا حضرت نبی اکرم ﷺ سے متعلق سوال کرنا

سوال:- بعض حضرات کہتے ہیں کہ ابوجہل کا ایک غلام تھا، جس نے ابوجہل سے غالباً کسی وقت تنہائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیا تھا، کہ آنحضرت ﷺ حق پر

---

[1] عَنْ اَنَس ابْنِ مَالِكٍ انَّ النَّبِىَ صَلّى اللّٰه عليه وسلّم لَمْ يَجْتَمِعُ عِنْدَهُ غَدَاءَ وَلَاعَشَاءٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ اِلَّاعَلىٰ ضَفَفٍ الحديث .(شمائل ترمذى ،ص۲۷/با ب ماجاء فى عيش النبى صلّى اللّٰه عليه وسلم (مطبوعه رشيديه دهلى)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر صبح کے کھانے میں یا شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتی تھیں، مگر حالت ضفف میں، یعنی لوگوں کے ساتھ مل کر کھانے کی صورت میں۔

[2] عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالكٍؓ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّى الظُّهَرَ حِيْنَ زَالَتُ الشَّمْسُ (يَعْنِىُ فِى الشِّتَاءِ)(ترمذى شريف)باب ماجاء فى التعجيل فى الظهر .(مطبوعه رشيديه دهلى)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز سورج ڈھلتے ہی پڑھی۔

[3] عن سهل قال ماكنا نقيل و لانتغدىٰ الا بعدالجمعة، والمعنى انهم كانو يبدؤن بالصلوٰة قبل القيلولة بخلاف ماجرت به عادتهم فى صلوٰة الظهر فى الحرفا نهم كانوا يقيلون ثم يصلون لمشروعية الابراد.(فتح الملهم ،ص۴۰۰/تا ۴۰۱/ ج۲)كتاب الجمعة بيان وقت الجمعة وانها لاتجوز الخ مطبوعه اشرفى ديوبند.

ہیں، یا تم حق پر ہو؟ تو اس نے جواب دیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں، تو غلام نے پھر سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حق پر ہیں تو تم کیوں نہیں مان لیتے ہو؟ تو ابوجہل نے یہ جواب دیا کہ ہماری اور بڑوں کی ناک کٹ جائے گی، کیا یہ واقعہ سچ ہے، اگر سچ ہے تو صحیح اور مکمل واقعہ کتابوں کے حوالہ سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس قسم کے واقعات متعدد لوگوں کے پیش آئے ہیں، خود قرآن پاک میں ہے ''اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنَاھُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ ھُمْ '' (الایة)[1] یہ تو اہل کتاب کے متعلق ہے، دوسری جگہ ہے ''وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ ظُلْماً وَعُلُوّاً (الایة)[2] ابوطالب کا ایمان نہ لانا بھی بعض حضرات کے نزدیک اسی بناء پر تھا جس سے حضرت نبی اکرم ﷺ کو بہت صدمہ ہوا، اور پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، ''اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَن یَشَاءُ (الاٰیة)[3] خصائص کبریٰ[4] میں متعدد لوگوں کے واقعات نقل کئے ہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۸۸ھ

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ۱۴۶/ **ترجمہ:** جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (بیان القرآن)

[2] سورۂ نمل آیت ۱۴/ **ترجمہ:** اور ظلم اور تکبر کی راہ سے ان کے منکر ہو گئے حالانکہ ان کے دلوں نے انکا یقین کرلیا تھا۔ (بیان القرآن)

[3] سورۂ قصص آیت ۵۶/ **ترجمہ**: آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کر دیتا ہے۔ (بیان القرآن)

[4] **الخصائص الکبری، ج ۱/ص ۱۱۶/باب اعجاز القرآن واعتراف مشرکی قریش باعجازہ وانہ لایشبہ شیئا من کلام البشر ومن اسلم لذلک، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت.**

کیا حضور اکرم ﷺ نے پہاڑ سے گرنے کا ارادہ فرمایا

سوال:- زید نے ایک جلسہ عام میں دوران تقریر فرمایا کہ جب چند روز تک وحی کا آنا رُک گیا تھا، تو حضور ﷺ نہایت غمگین ہوکر بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ جاتے تھے، تاکہ اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کرلیں اور زید نے اپنے قول کے اثبات کیلئے بخاری شریف کی وہ حدیث جو باب التعبیر دربارۂ فترۃ الوحی وارد ہے، پیش کی تو کیا شریعت کی رو سے حضور ﷺ کی طرف خودکشی جیسا برا فعل منسوب کرنا قابل قبول ہوسکتا ہے، کیا زید اپنے قول میں صادق ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کیا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں توہین اور گستاخی ہوتی ہے، یا نہیں، اگر گستاخی اور توہین قرار پاسکتی ہے، تو پھر زید کے لئے شریعت مطہرہ کیا حکم نافذ کرتی ہے، کہ جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خودکشی جیسا برا فعل منسوب کررہا ہے، حالانکہ آپؐ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اس کی تردید کررہا ہے، کہ آپ کے قلب مبارک میں کبھی کوئی شک یا وہم پیدا ہوا ہو یا خودکشی جیسے قبیح فعل کا خیال دل میں گذرا ہو چونکہ سخت مصائب کے وقت بھی آپ نے ایسے عزم واستقلال کا ثبوت دیا ہے، کہ جس کی نظیر نہیں ملتی، بحوالۂ کتب معتبرہ جواب باصواب سے ممنون ومشکور فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا بیان صحیح ہے یہ واقعہ صحیح بخاری شریف[1] میں مذکور ہے، حضرت نبی اکرم ﷺ

[1] وَفَتَرَ الْوَحِيُ فَتْرَةً حَتّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّى مِنْ رُؤُسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا اَوْفٰى بِذروةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدّى لَهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ الخ ، بخاری شریف، ج ٢/ص ١٠٣٣/ حدیث ٦٧١٣/ کتاب التعبیر، باب اول مابدیٔ به رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الخ مطبوعه اشرفی دیوبند،

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اخلاق وصفات کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے، جو قرب اور فضل وکمال آپ کو حاصل ہے اور کسی بشر یا ملک کو حاصل نہیں بایں ہمہ آپ ﷺ بشر تھے، طبیعت بشریہ آپ میں موجود تھی، وہ آپؐ سے جدا نہیں ہوئی تھی، لیکن دیگر افراد بشر میں اس بات میں ممتاز تھے، کہ آپؐ پر وحی نازل ہوتی تھی، اور اس کے مطابق احکام خداوندی پر عمل فرماتے، اور دوسروں کو ہدایت کرتے تھے، اور آپ معصوم تھے، آپ سے معصیت کا صدور نہیں ہوا، اگر کبھی کوئی بات خلاف اولیٰ صادر ہوئی تو اس پر مطلع کر کے معاف کر دیا گیا، "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ الایة"[1] وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوَیٰ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُوْحیٰ الایة[2] عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ الایة"[3] واقعہ مسئولہ میں خودکشی کا صدور نہیں ہوا، اور نہ زید نے آپ ﷺ کی طرف خودکشی کی نسبت کی اور ارادۂ مذکورہ کا سبب یہ نہیں تھا کہ آپ ﷺ کو اپنی نبوت یا رسالت میں کوئی وہم ہوا ہو، بلکہ سبب فتح الباری، ج ۱۲/ص ۳۱۸/[4] میں مذکور ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

ترجمہ: اور وحی کے آنے میں بہت تاخیر ہوئی، یہاں تک کہ حضور ﷺ جیسا ہم کو معلوم ہوا ہے اس قدر غمگین ہوئے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر آپؐ نے اپنے آپ کو بار ہا گرادینے کا ارادہ کیا اور جب آپؐ پہاڑ پر اس واسطے سے چڑھتے جبھی جبرئیلؑ آپؐ کے سامنے آکر ظاہر ہو کر عرض کرتے کہ یا محمد بیشک آپؐ اللہ کے رسول ہیں ان کے اس کہنے سے آپؐ کا دل ٹھکانے سے ہو جاتا اور نفس کو سکون ہوتا، اور آپؐ پہاڑ سے واپس آجاتے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] سورہ کھف آیت ۱۱۰/

ترجمہ: آپ کہد یجئے میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس وحی آتی ہے۔

[2] سورۃ النجم آیت ۴-۳/

ترجمہ: اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں، ان کا ارشاد نری وحی ہے، جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

[3] سورہ توبہ آیت ۴۳/ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا آپ نے ان کو اجازت کیوں دیدی تھی۔

[4] فتح الباری، ج ۱۴/ ص ۳۸۴/ کتاب التعبیر، باب اول مابدأ به رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه.

’’واما ارادته القاء نفسه من رؤس الجبال بعد مانُبِّیَ فلضعف قوته عن تحمل ماحمله عن اعباء النبوة وخوفاً ممایحصل له من القیام بها من مباینة الخلق جمیعاً کمایطلب الرجل الراحة من غم یناله فی العاجل بمایکون فیه زواله عنه ولوافضیٰ الیٰ اهلاک نفسه عاجلاً حتی اذا تفکرفیما فیه صبره علیٰ ذلک من العقبیٰ المحمودة صبر واستقرت نفسه الخ‘‘

جس طرح کے بچے کے انتقال پر رونا اور غمگین ہونا عزم واستقلال کے خلاف نہیں، اسی طرح یہ ارادہ اپنی نبوت پر یقین کے خلاف نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کسی خلیفہ کے موجود نہ ہونے کی وجہ

سوال:- بوقت وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے اربعہ میں سے کوئی بھی موجود نہیں تھا، پھر آپ کے انتقال کے بعد حاضر ہوئے، کیا یہ صحیح ہے؟ اگر واقعی ایسا ہے تو یہ حضرات کہاں پر تشریف فرما تھے؟

الجواب حامداًومصلیاً

سب کے مکانات الگ الگ تھے، سب اپنی اپنی جگہ تھے، کسی کو اندازنہیں تھا کہ آج وفات ہوجائے گی[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٦/٤/١٤٠١ھ

[1] وقال (ابوبکرؓ) لعائشة ماأری رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آپ ؐ کا صاحبزادی کو دفن کرنے کیلئے ایسے شخص کا تجویز فرمانا جس نے رات صحبت نہ کی ہو

سوال:- حضرت زینبؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوگیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے قبر میں وہ شخص اترے جس نے آج رات اپنی بیوی سے قربت نہ کی ہو، اس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میں ہوں، پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اترے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سراپا نور ہی نور تھے، کیا وجہ تھی؟ جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ قصہ حضرت بی بی زینبؓ کا نہیں بلکہ ام کلثومؓ کا ہے جو کہ زوجہ تھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں ایک لطیف تنبیہ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہ انہوں نے اسی شب اپنی ایک جاریہ سے صحبت کی تھی، چونکہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دیر سے بیمار تھیں، اور یہ خیال نہ تھا کہ آج ان کی وفات ہوجائے گی، کذافی مجمع البحار[1] ص ۱۳٦/ج ۳/

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)........... الاقد اقلع عنه الوجع وهذا يوم بنت خارجة يعني احدى زوجتيه وكانت ساكنة بالسنح شرقي المدينة فركب على فرس له وذهب الى منزله وتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ البداية والنهاية ص ۲۳۲/۳، الجزء الخامس، فصل في ذكر امور مهمة وقعت بعد وفاته الخ مطبوعه مكة المكرمة،الكامل في التاريخ ص ۳۲۲/ج ۲/ ذكر مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم ووفاته، مطبوعه بيروت،المنتظم ص ۴۰/ج ۴/ ومن الحوادث في مرضه، مطبوعه بيروت.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] حديث دفن ام كلثوم من كان منكم لم يقارف ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وفتح الباری[1]، حضور ﷺ کا خود قبر میں دفن فرمانے کے لئے تشریف نہ لے جانا کسی عذر کی وجہ سے تھا، کذافی شرح مسلم للنووی و اللمعات شرح المشکوۃ[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

امت امیہ کا مصداق

سوال:- امت امیہ سے کون لوگ مراد ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بعث فی الامیین رسولا وقیل نسبة الی ام القریٰ فان قلت العرب فیهم الکاتب واکثرهم کانوا یعرفون الحساب قلت ان اکثرهم امیون والحساب

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......اهله اللیلة فیدخل قبرها ای لم یذنب وقیل لم یجامع وکنی عن المباح بالمحظور ولیصون جانب الرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عما ینبئی عن المستهجن وسره ان عثمان رضی اللّٰه عنه کان جامع بعض جواریه تلک اللیلة فتلطف ﷺ فی منعه من النزول حیث لم یعجبه ولعل العذر لعثمان انه طال مرضها ولم یکن یظن انها تموت لیلتئذٍ الخ (مجمع البحار، ص ۲۵۹ / ج ۴ /)(مطبوعه دار الایمان مکه) تحت حرف قرف.

(حاشیہ صفحہ هذا) [1] قال الحافظ تحت (قوله لم یقارف وکانه استبعدان یقع لعثمان ذٰلک لحرصه علی مراعاة الخاطر الشرف ویجاب عنه باحتمال ان یکون مرض المرأة طال الخ (فتح الباری ص ۱۲۷ / ج ۳ /) مصری (باب یعذب المیت ببعض بکاء اهله .(مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه، ج ۲ / ص ۵۰۶) لمعات ص ۳۵۴ / ج ۴ / باب دفن المیت، مطبوعه لاهو.

[2] وفی شرح الشیخ لایشکل هذا الحدیث علی ان المحارم (والزوج اولیٰ من مصلحی الاجانب قال النوری لاحتمال انه صلی اللّٰه علیه وسلم وعثمان لهما عذر بنزول القبر الخ (لمعات حاشیه مشکوٰة ،ص ۱۴۹ /) کتاب الجنائز)الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

حساب النجوم وهم لايعرفونه الخ مجمع بحار الانوار ، ج ۱ / ص ۹۱-۹۲ [۱]
(مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۵/۳/۸۹ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین
دار العلوم دیوبند ۵/۳/۸۹ھ

غروب کے بعد سورج کا لوٹ آنا

سوال:- ایک قصہ جو کرامات حضرت علیؓ کے نام سے مشہور ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک سائل آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہؓ کے یہاں جاؤ وہ تمہارا سوال پورا کر دے گی وہاں جا کر سوال کیا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں لڑکے حسن اور حسین کو کسی یہودی کے یہاں درہموں کے بدلہ اس شرط پر گروی رکھ دیا کہ اگر شام تک آپ نے درہم واپس کر دیئے تو میں آپ کے لڑکے واپس کر دونگا اور اس کے بعد واپس نہیں کروں گا اور سائل کا سوال پورا کر دیا اور حضرت فاطمہؓ سے یہ قصہ سنایا انہوں نے فوراً سجدہ میں جا کر گریہ وزاری کی تو آنکھوں سے جو موتی گرے تو وہ قیمتی موتی بن گئے، فوراً حضرت علیؓ ان موتیوں کو لیکر یہودی کے پاس گئے تو دن چھپ چکا تھا یہودی نے کہا اب تو لڑکے واپس نہیں کرونگا، اس پر حضرت علیؓ نے کہا کہ ابھی دن نہیں چھپا ہے، حالانکہ واقعی دن چھپ چکا تھا، تو پھر اللہ کے حکم سے سورج واپس آیا، اور دھوپ نکل آئی، اس کرامت کو دیکھ کر بہت سے یہودی مسلمان ہو گئے، یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ قصہ بالکل غلط ہے، لیکن ایک دفعہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کچھ

---

[۱] مجمع بحار الانوار ، ج ۱ / ص ۱۰۷ / مطبوعه الایمان المدینة المنورة.

دیر کے لئے سورج لوٹ آیا تھا، تاکہ حضرت علیؓ عصر کی نماز پڑھ لیں، ان کی خدمت اقدس میں مشغولی کی وجہ سے نماز عصر میں دیر ہوگئی تھی[1]، یہ واقعہ امام طحاوی نے سند کے ساتھ شرح مشکل الآثار میں نقل کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

.PAGE24\A022
not found.

[1] وخرج الطحاوی فی مشکل الحدیث الی قوله ان النبیﷺ کان یوحی الیه وراسه فی حجر علی فلم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال النبیﷺ اصلیت یاعلی قال لا فقال اللهم انه کان فی طاعتک وطاعة رسولک فاردد علیه الشمس قالت اسماء فرأیتها غربت ثم رأیتها طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبال الخ، الشفاء ص ٢١٥/١، فصل فی انشقاق القمر وحبس الشمس، مطبوعه مؤسسة الکتب الثقافیة، حاشیه نور الانوار ص ٥٣، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: -امام طحاویؒ نے تخریج کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آرہی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا، اس وجہ سے حضرت علیؓ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ کیا نماز پڑھ لی؟ آپؓ نے فرمایا نہیں! لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ بے شک یہ آپ اور آپ کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری میں مشغول تھے، آپ ان پر سورج کو لوٹا دیجئے، اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں میں نے سورج کو دیکھا غروب ہو چکا تھا پھر میں نے دیکھا طلوع ہوگیا، غروب ہونے کے بعد اور پہاڑ پر ٹھہر گیا الخ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

﴿عہد انبیاء علیہم السلام کے تاریخی حقائق﴾

انبیاء علیہم السلام کے دین کا نام

سوال:-حضوا کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گزر گئے ان کے دینوں کا نام کیا تھا؟ یعنی جس طرح ہمارے دین کا نام اسلام ہے، اسی طرح حضور ﷺ سے پہلے جتنے نبی اور رُسل گزر گئے ان کے دین کا نام کیا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کا نام بھی اسلام ہے "**هو سما کم المسلمین من قبل**"[1] (الأية) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۶/۹۶ھ

[1] سورہ حج آیت ۷۸، **ترجمہ**:-اس نے تمہارے نام مسلمان رکھا پہلے بھی (بیان القرآن)
سميت هذه الامة مسلمين كماسمى بذالک الانبياء والمرسلون ولم يسم غيرها من الامم اخرج الحاكم عن ابن عباس رضى اللّه عنهما سهام الاسلام ثلاثون سهماً لم يتمها ابراهيم ومحمد صلى اللّه عليه وسلم (فتاوى حديثيه ص ۱۷۹ / مطلب فى انه يجوز المكث فى المسجد طبع دارالمعرفة بيروت، عناية القاضى على تفسير البيضاوى ص۶/۷۸، سورة حج،

انبیا علیہم السلام کی ولادت کا طریقہ

سوال:-سب آدمی جس جگہ سے پیدا ہوتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے پیدا ہوئے یا کہ ناف مبارک سے؟

ہمارے اس دیار میں اس مسئلہ میں اختلاف ہو رہا ہے، چند عالم کہتے ہیں کہ جمیع انسان جس جگہ سے پیدا ہوتے ہیں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی جگہ سے پیدا ہوئے ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ ناف مبارک سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيىٰ عَنْ اِسْحَاقِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ اُمَّ رَسُوْلِ اللّٰه صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا وَلَدْتُهُ خَرَجَ مِنْ فَرْجِىْ نُوْرٌ اَضَاءَ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ فَوَلَدْتُهُ نَظِيْفًا مَابِهٖ قَذِرٌ، رواه[1] ابن سعد اھ خميس ج ١/ص ٢٠٣/

اس روایت کو نقل کر کے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے:

''این صریح است درآنکہ ولادت از طریق معتاد بود کہ سائر زنان را می باشد وحدیث دیگر نیز کہ در روے آمدہ فاخذنی المخاض کہ بمعنی دردزہ است نیز ظاہر درآنست، مدارج النبوۃ، ج ۲/ص ۱۹/[2]

اس سے معلوم ہوا کہ ولادت اس جگہ سے ہوئی جس جگہ سے سب کی ہوتی ہے۔

---

[1] تاريخ الخميس، ج ١/ص ٢٠٣/. ذكر بعض ماوقع حين الولادة.
'' الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ج ١/ص ١٠٢/ ذكر مولد النبى صلى الله عليه وسلم، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] مدارج النبوة ص ١٦/٢/ ولادت آنحضرت صلى الله عليه وسلم، مطبوعه نوريه رضويه، سكهر پاكستان.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق نہایۃ الامل، ص ۵۹/ میں دوقول اور بھی لکھے ہیں، اول یہ کہ ناف کے کچھ نیچے ایک سوراخ پیدا ہوا، جس سے ولادت ہوئی، پھر وہ فوراً بند ہوگیا، دوم یہ ہے کہ بائیں پسلی کے نیچے (آصرہ) سے ولادت ہوئی، قول اول جمیع انبیاء میں مشترک ہے، قول ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، مگر دلیل میں کوئی روایت پیش نہیں کی۔

بطریق ولادت معتادکا سختی سے انکار کیا ہے، لیکن اس نوع کی بحث کرنا حضور ﷺ کی شان رفیع کے خلاف اوراساءت ادب ہے، لہٰذا اس سے سکوت چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

حضرت آدم علیہ السلام کا مرد ہونا اور حضرت حواؑ کا عورت ہونا کیا دنیا میں آکر ہوا یا جنت میں؟

سوال:- حضرت آدم علیہ السلام نے جب دانۂ گندم بہشت میں کھایا اس کے بعد رفع حاجت کی ضرورت ہوئی، چندلوگ یہاں کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام ونیز حوا علیہا السلام کے رفع حاجت کی جگہ یعنی اندام نہانی وغیرہ نہیں تھی، جس کی وجہ سے پیٹ پھٹ گیا، اور شیطان لعین نے ان پرٹانکے لگائے، اس کے بعد جنت سے نکالے گئے، اس کے بہت مدت بعد جب قصور معاف ہوا تب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام اکھٹا ہوئے، اور اندام نہانی کی جگہ بعد میں ہوئی، یعنی مذکرومؤنث بعد میں ہوئے، اسکا صحیح واقعہ کیا ہے؟ کیا مذکرومونث بعد میں ہونے کے بعد نسل انسانی شروع ہوئی، کیا حضرت آدم علیہ السلام کا

جب پتلۂ خاکی تیار ہوا، انسانی مجسمہ مذکر نہ تھا، چونکہ دیہات کا واقعہ ہے جاہل لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں، ان کا شک مٹانے کے لئے یہ فتویٰ دریافت کیا گیا، صحیح واقعہ بیان فرما دیجئے، تاکہ ان کو سمجھا دیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مذکر ومونث ہونے کی یہ تفصیل کسی معتبر کتاب میں نہیں دیکھی بظاہر یہ اسرائیلیات میں سے ہے یعنی یہودیوں نے اپنی طرف سے گھڑ کر اپنی کتابوں میں درج کرلی ہے، جس کو اور بھی بعض لوگوں نے بیان کرنا شروع کر دیا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹ / رمضان ۶۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور // //

حضرت آدم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟

سوال: -حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زمین پر ہے یا آسمان میں؟ اگر آسمان پر ہے

۱؎ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سو آتهما (اعراف) قال الكلبى تهافت عنهما لباسهما فابصر كل منهما عورة صاحبه فاستحيا (روح المعانى ص ۱۴۹ / ج۵ / اعراف الاية ۲۲ / طبع دارالفكر بيروت، كان لباس آدم وحواء نوراً على فروجهما لايرى هذا عورة هذه ولا هذه عورة هذا فلما اكلا من الشجرة بدت لهما سو آتهما (تفسير ابن كثير ص ۱۳۳ / ج۲ / اعراف، طبع مكتبه تجارية مكه مكرمه، (من سؤ آتهما) من عوراتهما وسمى الفرج عورة لان اظهاره يسوء صاحبه الخ يروى ان آدم عليه السلام لما بدت سوأته وظهرت عورته طاف على اشجار الجنة (الجامع لاحكام القرآن ص ۱۶۲ / ج۴ / اعراف آيت ۲۲ / دارالفكر بيروت) مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواؑ میں علامت تذکیر وتانیث جنت میں موجود تھی۔

تو دلیل کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جمع الفوائد[1] ص ۲۰۹/ ج ۲/ میں، ۹۱۸۱/ کی حدیث بحوالہ مسلم موجود ہے (انس رضی اللہ عنہ)

"رفعه لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ ادَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّتْرُكَهُ فَجَعَلَ اِبْلِيْسُ يُطِيْفُ بِهٖ وَيَنْظُرُ اِلَيْهِ فَلَمَّارَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خُلِقَ خَلَقًا لَايَتَمَالَكُ" (المسلم ا) اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں تخلیق ہوئی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ   //   //

حضرت حواعلیہا السلام کی پیدائش بائیں پسلی سے

سوال:-حضرت حواعلیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئیں، کیا اس پر نص موجود ہے، نص سے مراد عام ہے خواہ قطعی ہو یا ظنی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه عليه وسلّم

---

[1] جمع الفوائد، ج ۳/ص ۳۲۹/ حديث نمبر ۹۱۸۳/ كتاب بدء الخلق وعجائبه مسلم شريف، ص ۳۲۷/ ج ۲/ "باب خلق الانسان خلقا لايتمالك "مطبوعه رشيديه دهلی ، لكن لاينافی ذالک تصويره فی الجنة لجوازان يكون طينة الخ تاريخ الخميس ص ۳۷۰/ج ۱/ ذكر ابتداء خلق آدم ،مطبوعه بيروت.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب پتلا بنایا خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں تو اسکو پڑا رہنے دیا، جتنی مدت اس کو پڑا رکھنا چاہا، تو شیطان نے اس کے گرد گھومنا اور اس کی طرف دیکھنا شروع کیا، پھر جب ان کو خالی پیٹ دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ اس طرح پیدا کئے گئے ہیں، جو (شہوت پر) قابو نہ رکھ سکیں گے۔

اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْراً فَاِنَّھُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ اَعْوَجَ الحدیث"[1] بکسر الضاد وفتح اللام واحد الاضلاع وھو عظم معوج استعیر للمعوج صورۃً اومعنی ای خلقن خلقاً فیه اعوجاج فکأنھن خلقن من اصل معوج وقیل ذٰلک لان امھن اول النساء وھی حواء خلقت من اعوج ضلع من اضلاع اٰدم علیه الصلوٰۃ والسلام وھو الضلع الاعلیٰ الخ مرقاۃ، ج ٦/ص ٢٦٣[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ ۲۶/۲/۹۵ھ

حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنے پر چالیس سال تک رونا

سوال:- حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر اتارے گئے تو خطا کی وجہ سے وہ چالیس سال تک روئے، آیا یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداًومصلیاً

محدثین کی اصطلاح کے مطابق اس کو صحیح نہیں کہا جائے گا[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۶/۹۶ھ

---

[1] مشکوٰۃ شریف ،ص ٢٨٠/(مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) کتاب النکاح باب عشرۃالنساء الخ، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت قبول کرو، اس لئے کہ وہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔

[2] مرقاۃ المفاتیح ، ص ٢٦٠/ ج٣/ (مطبوعه بمبئی) باب عشرۃالنساء .

[3] واخرج الدیلمی فی مسند الفردوس بسند واہٍ عن علی مکث ادم بالھند مائة سنة باکیا علی خطیئته (الدرالمنثور ج ١/ص١٤٧/ سورۃ بقرہ آیت ٣٧/ الفردوس بماثور الخطاب ج٣/ ص ١٥١/ تفسیر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البدایة والنھایه ج ١/ص ٨١/ نقلاعن ابن عساکر باب خلق آدم علیه السلام، مطبوعه تجاریه مکه مکرمه ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نبوت آدم علیہ السلام وخلافت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال:- آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی تھے، یا نہیں نیز خلافت راشدہ میں حضرت امیر معاویہؓ کا شمار ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت آدم علی نبینا وعلیہم السلام نے بھی بذریعہ وحی احکام خداوندی کو حاصل کیا اور تبلیغ کی، نبی کی یہی شان ہوتی ہے اس لحاظ سے وہ بھی نبی تھے[1]۔

خلافت راشدہ جس کا تذکرہ حدیث شریف میں ہے وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے امیر بننے سے پہلے پوری ہو چکی تھی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) **خلاصہ**:- کتب تفسیر وکتب سیر میں چالیس یا سو سال رونے سے متعلق روایت منقطع وضعیف سند سے مروی ہے انمیں سے کوئی روایت متصل السند صحیح الاسناد نہیں ملتی، تفسیر مظھری ص۵۸/ ۱/ مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ، تفسیر روح المعانی ج ۱/ص ۲۷۸/ مطبوعہ دارالفکر بیروت، روح البیان ج ۱/ص ۱۱۴/ مطبوعہ دارالفکر بیروت، تفسیر کبیر ج ۱/ص ۳۱۳/ مطبوعہ دارالفکر بیروت، تفسیر ابن کثیر ج ۱/ص ۱۲۳/ مطبوعہ تجاریة مکه مکرمه،

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] امانبوۃ آدم علیه السلام فبالکتاب الدال علی انه قدامر ونهی مع القطع بانه لم یکن زمنه نبی آخر فهو بالحی لاغیر وکذا السنة والاجماع الخ شرح عقائد ،ص۱۳۵/ اوّل الانبیاء آدم علیه السلام الخ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[2] والخلافة ثلثون سنة ثم بعد ها ملک وامارة لقوله علیه السلام الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یصیر بعدها ملکاً وقد استشهد علی رأس ثلثین سنة من وفات رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فمعاویهؓ ومن بعده لایکونون خلفاء بل ملوکاً وامراء الخ شرح عقائد ص ۱۵۱/ مبحث الخلافة ثلثون سنة (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

قبر آدم علیہ السلام

سوال:- حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کے متعلق ایسا سنا ہے کہ مکہ معظّمہ میں بیت اللہ شریف کی دیوار کے نیچے حطیم میں ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت آدم علیہ السلام وحوا ؑ کی قبر کہاں ہے؟

سوال:- بعض کتابوں میں لکھا ہے جن لوگوں نے حضرت حوا ؑ کا مزار سو ہاتھ کا بنا رکھا ہے وہاں بھی زیارت کو نہ جائیں، کہ بے اصل ہے (فقط) جناب سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا مزار وحضرت آدم علیہ السلام کا مزار کہاں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روضۃ الصفا جلد اول[2] میں لکھا ہے کہ وفات آن حضرت آدم علیہ السلام درروز جمعہ در مکہ واقع شد وحوا بعد از یک سال وبقولے ہفت سال رحلت نمود در جنب آدم علیہ السلام مدفون شد اھ[3]

---

[1] وتوفی بمكة يوم الجمعة وصلى عليه جبريل واقتدى به الملائكة وبنو آدم (تاريخ الخميس ص ۷۲/۱) وهو الاصح (تفريح الاذكياء فى احوال الانبياء ص ۱۱۷/ج ۱/)قصص الانبياء ص ۵۷/ لابن كثير، موضوعات كبير ص ۸۵/ (مطبوعه مجتبائى دهلى) تحت فصل دوم)

[2] روضۃ الصفا، ص ۱۵/۱، ذکر انتقال حضرت آدم ؑ، مطبوعہ لکھنؤ۔

[3] حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات جمعہ کے روز مکہ مکرمہ میں ہوئی، اور حضرت حواء علیہا السلام نے ان کے ایک سال بعد اور ایک قول میں سات سال کے بعد رحلت فرمائی، اور حضرت آدم علیہ السلام کے پہلو میں مدفون ہوئیں۔

اور بعض کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حواءؑ کا مزار سرندیپ میں ہے[1] یقینی علم دشوار ہے، ملاعلی قاریؒ نے محمد بن جزری سے نقل کیا ہے کہ ''لایصح تعیین قبر نبی غیر نبینا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نعم سیدنا ابراھیم علیہ السلام فی تلک القریۃ لا بخصوص تلک البقعۃ . انتھی .وکانہ اشاق الیٰ ان لاوجود لنور القمر والکواکب بعد ظھور ضیاء الشمس وایماء الیٰ فسخ سائر الادیان فی جمیع الاماکن والازمان ولئلا یشارکہ احدفی زیارتہ لتعظیم لہٗ الشان، موضوعات کبیر، ص ۱۰۲ /،،[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حوا اور قابیل کے تعلق کا افسانہ

سوال:-(۱) حوا حضرت آدم علیہ السلام کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کے جنسی تعلقات قابیل سے ہوجاتے ہیں، ایک عرصہ کے بعد حوا کی حضرت آدم علیہ السلام سے علیحدگی ہوجاتی ہے، حواؑ کا حضرت آدم علیہ السلام سے ایک لڑکا ہے جس کا نام قابیل ہے، حوا قابیل سے شادی کرنا چاہتی تھیں، چند شر پسند عناصر کی وجہ سے حوا کے بچے کو نقصان پہنچنے کے خیال سے حوا اور قابیل تنہائی میں ایجاب وقبول کرتے ہیں، اوراس کو راز میں رکھتے ہیں؟

(۲) حوا اور قابیل کے نکاح کی کوئی دستاویز نہیں ہے، لیکن ایک بار ایک واقعہ کا سہارا لے کر پرانی تاریخوں میں قابیل کی فرضی دستاویز تیار کی جن پر دو گواہوں کے دستخط بھی ہوئے،

---

[1] عن ثابت البنان حفروا لآدم ودفنوہ بسرندیپ من الھند فی الموضع الذی اھبط علیہ وصححہ الحافظ عماد الدین بن کثیر فی تفسیرہ والزمخشری فی الکشاف(تاریخ الخمیس، ص۷۲/ج۱) تفریح الاذکیاء ،ص ۱۱۷/ ج۱. (قصص الانبیاء،ص۵۷/لابن کثیر)

[2] موضوعات کبیر ،ص۸۵(مطبوعہ مجتبائی دھلی)حرف الباء تحت الفصل الثانی.

ایک گواہ نے حواؑ کے سامنے دستخط کئے اور دوسرے نے حواؑ کی غیر موجودگی میں۔

(۳) جس وقت حوا قابیل نے ایک دوسرے کو قبول کیا، اس وقت ان دو گواہوں میں سے کوئی نہیں تھا، بعد میں ان دو گواہوں کو فراہم کیا گیا، تا کہ دستاویز مکمل ہو سکے؟

(۴) حضرت آدم علیہ السلام سے حواؑ کی علیحدگی کے بعد اگر عدت کے دنوں یعنی حوا قابیل کے جنسی تعلقات برقرار رہیں اور آگے چل کر دونوں زندگی گذارنے کا فیصلہ کرتے ہیں، تو کیا حواؑ کی آدم علیہ السلام سے علیحدگی کے بعد اس پر عدت کا لزوم عائد نہیں ہوتا؟ متذکرہ بالا امور کی روشنی میں فن عقائد کی روشنی میں مطلع فرمائیں، آیا عدت کی مدت ختم ہونے سے قبل جنسی تعلقات قائم رکھتے ہوئے حوا قابیل کا تنہائی میں ایجاب وقبول کرنا، زن وشوہر کی زندگی گذارنا جائز تصور کیا جاسکتا ہے؟ نیز کیا حواؑ کی عدم موجودگی میں دوسرے کی دستاویز پر دستخط لینے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے، جب کہ تنہائی میں ایجاب وقبول ہوا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱/تا۴/) یہ قصہ بالکل افسانہ ہے ماں سے نکاح کرنا کبھی کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیو بند ۱۲/۵/۹۱ھ

سفینۂ نوحؑ میں کتنے آدمی تھے

سوال: -حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں وقت طوفان شمار میں کس قدر مرد وعورت

[1] قالوا ان حرمة الامهات والبنات كانت ثابتة فى زمان آدم عليه السلام الىٰ هذا الزمان ولم يثبت حل نكاحهن فى شئى من الاديان الالٰهية (حاشية القونوى على البيضاوى ج۷/ ص ۸۹) سورة النساء الآية ۲۳، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

تھے، ان کا جواب حدیث یا قرآن سے لکھا جاوے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے شیخ حسین ابن محمد نے نقل کیا ہے کہ کل اسّی تھے، اور مقاتل سے نقل کیا ہے کہ کل بہتر تھے، نصف مرد اور نصف عورتیں، اور بھی بعض اقوال ہیں " واختلفوا فی عدد اصحاب السفینة قال قتادة وابن جریج ومحمد بن کعب القرظی لم یکن فی السفینة الاثمانیة نوح وامرأته وثلاث بنین لهٗ سام وحام ویافث ونسائهم فجمیعهم ثمانیة وقال الاعمش کانوا سبعة نوح وثلاث بنیه وثلاث کنائن له وکنائن جمع کنة امرأة الابن وقال ابن اسحق عشرة نوح وبنوه سام وحام ویافث والستة اناس ممن کان اٰمن به وازواجهم جمیعا وقال مقاتل کانوا اثنین وسبعین نفراً رجلاً وامرأة وبنیه الثلاثة ونسائهم فجمعهم ثمانیة وسبعون نصفهم رجال ونصفهم نساء وعن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنه کان فی سفینة نوح ثمانون رجلاً احدهم جرهم[1] (تاریخ الخمیس، ج ۱ / ص ۷۰/) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۶/۶/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ

صحیح عبد اللطیف ۶/۲/۵۷ھ

---

[1] تاریخ الخمیس ص ۸۰/ج ۱، تفسیر مدارک ص ۲۵۲/ج ۲/ جزء ثالث، سورة العنکبوت، آیت: ۱۵، مطبوعہ دارالفکر بیروت، التفسیر المظهری ص ۱۹۵/ج ۷، مطبوعه رشیدیه کوئٹه،

حضرت یونس علیہ السلام کا تحت الثریٰ تک پہنچنا

سوال:- ہر زمین جب کہ پانچسو برس کی راہ مٹاپہ رکھتی ہے تو حضرت یونس علیہ السلام کا چالیس روز میں تحت الثریٰ پہنچنا اور پھر واپس آجانا عقلاً ونقلاً کیسے ثابت ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس روایت کو کس مصنف نے اپنی تصنیف کے کس باب میں تحریر کیا ہے، عبارت بحوالہ وصفحہ ومطبع لکھئے: فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دیو کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت بنانا

سوال:-مشہور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بوقت حاجت بیت الخلاء وغیرہ اپنی انگشتری خادم کو دے جایا کرتے تھے، ایک روز دیو حضرت سلیمان علیہ السلام کی شکل بنا کر انگشتری خادم سے لے کر تخت شاہی پر جا بیٹھا، جب سلیمان علیہ السلام نے خادم سے انگوٹھی طلب کی تو جواب ملا کہ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں، وہ تو انگشتری لے گئے، اس سے آگے کچھ اور بھی مشہور ہے، یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے، نبی اللہ کی شکل وصورت کوئی جن وغیرہ بنا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر بنا سکتا ہے تو تبلیغ احکام کیسے ہوگی!

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ قصہ بعض مفسرین نے کتب یہود سے نقل کیا ہے، تفسیر کشاف[1] تفسیر مدارک[2] تفسیر

---

[1] ولقد ابی العلماء المتقنون قبوله وقالواهذا من اباطيل اليهود والشيطان لايتمكنون من مثل هذه الافاعيل وتسليط الله اياهم على عباده حتى ......(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

معالم التنزیل[۱]، قاضی عیاض[۲]، وغیرہ نے اس قصہ کی تردید کی ہے، امام رازیؒ[۳] نے بہت زور شور سے اس قصہ پر اشکالات کئے ہیں، اصولاً بھی یہ قصہ غلط ہے، کیونکہ اس صورت میں تبلیغی احکام میں بہت کچھ خلط ہوگا، نیز کچھ وثوق نہ ہوگا کہ اب تک جو انبیاء علیہم السلام جن کی نبوت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، وہ واقعۃً نبی تھے، یا معاذ اللہ کوئی اور شیطان ان کی صورت بنا کر آگیا، وغیرہ وغیرہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

انگشتریٔ حضرت سلیمان علیہ السلام

سوال:- انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام معجزہ نبوت ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا کوئی اس کو ضبط کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مشہور یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مملکت اور سلطنت انگشتری کی وجہ سے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... يقعوا في تغيير الاحكام وعلى نساء الانبياء حتى يفجر وابهن قبيح الخ، تفسير كشاف ج٣/ص٣٧٥/ سوره ص، تحت آيت ٣٤/ مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۲] تفسير مدارك على هامش الخازن، ج٤/ص٤٢/ سوره ص، تحت آيت ٣٤/ مطبوعه مصر،

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] معالم التنزيل ص٣٦٤/ سوره ص آيت: ٣٤/ طبع ادارهٔ تاليفات اشرفيه ملتان،

[۲] كتاب الشفاء قاضی عياض، ج٢/ص١٦١/ فصل في اجماع الامة على عصمة النبي صلى الله عليه وسلم من الشيطان، مطبوعه مؤسسة الكتب الثقافية بيروت.

[۳] واعلم ان اهل التحقيق استبعدوا هذا الكلام من وجوه الاول ان الشيطان لوقدر على ان يتشبه بالصورة والخلقة بالانبياء فحينئذ لايبقى اعتماد على شى من الشرائع فلعل هؤلاء الذين رأوهم الناس في صورة محمد وعيسى وموسىٰ عليهم الصلوٰة والسلام ماكانوا اولئك بل كانوا اشياطين تشبهوا بهم في الصورة لاجل الاغواء والاضلال ومعلوم ان ذٰلك يبطل الدين بالكلية الخ تفسير الكبير للامام الرازى ج٧/ص١٩٥/ سوره ص، تحت آيت: ٣٤/ مطبوعه دارالفكر بيروت.

تھی، یعنی درحقیقت حکومت انگشتری کے تابع تھی، لہٰذا جس کے پاس انگشتری ہوتی اس کی حکومت ہوتی، لیکن تفسیر روح المعانی[1] ج ۲۳/ص ۱۸۱/ میں اس کی تردید کی ہے لکھا ہے کہ ''ویستبعد جداً ان یکون اللّٰہ تعالیٰ قد ربط ماعطیٰ نبیہ علیہ السلام من الملک بذٰلک الخاتم'' انگشتری کے تابع ہونا کتب یہود سے منقول ہے، جن کی تحریف نص قطعی سے ثابت ہے، لہٰذا کتب یہود قابل اعتماد نہیں، نبی کا معجزہ کوئی جن وغیرہ ضبط نہیں کرسکتا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا نام

سوال:- حضرت یوسف علیہ السلام کی ماں کا نام کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کا نام کسی مستند کتاب میں نہیں دیکھا، اسرائیلیات میں ''راحیل'' نام ملتا ہے[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] تفسیر روح المعانی، ج۲۳/ص ۱۹۹/ سورہ ص تحت آیت ۳۴/ مطبوعہ مصطفائی دیوبند.

[2] قال ابوحیان وغیرہ ان ھذا المقالة من اوضاع الیھود وزنادقة السوفسطائیة ولاینبغی لعاقل ان یعتقد صحة مافیھا الخ، روح المعانی ج۲۳/ص ۱۹۹/ سورہ ص تحت آیت ۳۴/ مطبوعہ مصطفائی دیوبند،

[3] قیل ان امه ''راحیل'' قدماتت (حاشیة الصاوی، ج۲/ص ۲۱۹/ تحت قولہ تعالیٰ ''والشمس والقمر رأیتھم لی ساجدین'' سورۂ یوسف) تاریخی طبری ص ۲۳۲/ج ۱/ مؤسسة العلمیة بیروت.

کیا زلیخا یوسف علیہ السلام کی بیوی تھیں؟

سوال:- یہاں پر چند لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی بیوی زلیخا کو نہیں مانتے، اس کا جواب دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم میں یہ کہیں مذکور نہیں احادیث صحاح میں بھی یہ صاف صاف نہیں دیکھا مفسرین ضرور لکھتے ہیں کہ شادی ہوگئی تھی، بعض حضرات انکار کرتے ہیں "**واللّٰہ اعلم بحقیقۃ الحال**[1]" تاہم ان کی شان میں ہرگز گستاخی کرنے کی اجازت نہیں، اس سے پورا پرہیز کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

زلیخا کی تحقیق

سوال:- کیا زلیخا وہی عورت ہیں جن کا حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگایا گیا، یا دونوں الگ الگ؟

---

[1] واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن اسحاق قال ذکر وان قطفیر ھلک فی تلک اللیالی فزوج الملک یوسف زلیخا امرأۃ قطفیر الخ (تفسیر مظہری ص ۱۷۴/ ج۵/ سورہ یوسف آیت ۵۵/ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دھلی، مدارک تنزیل ص ۲۲۸/ ج۲/ جز ثانی، مطبوعہ دارالفکر بیروت، تاریخ الخمیس ص ۱۵۵/ ج ۱، قال عمدۃ المفسرین العلامۃ شبیر احمد العثمانی فی تفسیرہ بعد ذکر القصۃ المحدثون لایعتمدون علیھا. ترجمہ شیخ الھند ص ۳۲۱/ تحت آیت نمبر ۵۶/ مطبوعہ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ. الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ص ۱۸۶/ ج۵/ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الخازن ص ۲۶/ ج۳/ مطبوعہ مصر،

الجواب حامداً ومصلیاً

اس دور میں میرے علم میں نہیں کہ زلیخا نام کی کتنی عورتیں تھیں، مشہور تو ایک ہی ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت ہاجرہؓ وحضرت سارہؓ کیا ایک ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملیں تھیں؟

سوال:- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس جگہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ملی تھیں کیا حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بھی اسی جگہ سے ملی تھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں بلکہ حضرت سارہؓ سے پہلے نکاح ہوا تھا ان کو ساتھ لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لا رہے تھے، ایک ظالم بادشاہ سے واسطہ پڑا اس نے خرق عادت حال دیکھا وہاں سے حضرت ہاجرہؓ ملیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] زوج الملک یوسف زلیخا امرأة قطفیر الخ التفسیر المظہری سورہ یوسف تحت آیت: ۵۵/ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دھلی،

[2] عن ابی ہریرة فی حدیث طویلٍ قَالَ بَیْنَا ھُوَ ذَاتَ یَوْمٍ وَسَارَۃُ اِذْاَتی عَلٰی جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابرۃِ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّ ھٰھُنَا رَجُلًا مَعَہٗ امْرَأۃٌ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَسَأَلَہٗ عَنْھَا قَالَ مَنْ ھٰذِہٖ قَالَ اُخْتِیْ فَاَتٰی سَارَۃَ فَقَالَ یَاسَارَۃُ لَیْسَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَیْرِیْ وَغَیْرُکِ وَاِنَّ ھٰذَا سَأَلَنِیْ فَاَخْبَرْتُہٗ اَنَّکِ اُخْتِیْ فَلَاتُکَذِّبِیْنِیْ فَاَرْسَلَ اِلَیْھَا فَلَمَّا .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امت محمدیہ ﷺ میں ہونے کی دعا وخواہش کرنا

سوال:- کیا یہ صحیح ہے کہ جب اس امت کی تعریف کی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش کی کہ وہ اس امت کے نبی ہوں۔

یہ ثابت ہے یا نہیں؟ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس امت میں ہونے کی خواہش کی یا دعاء کی تھی؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... دَخَلَتْ عَلَيْهِ وَذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاخذَ فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتُ اللّٰهَ فَاطلقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا ثَانِيَةً فَاَخَذَ مِثْلَهَا اِلیٰ قَوْلِهٖ فَاَخَد مَهَا هَاجَر الحديث (بخاری شریف، ص ۴۷۴/ج ۱/مطبوعہ اشرفی دیوبند، کتاب الانبیاء باب قول اللّٰہ عزوجل واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلاً الخ رقم الحدیث ۳۲۴۷/قصص القرآن، ص ۱۸۸/الخ(مطبوعہ دھلی) ھجرت مصر اور حضرت ہاجرہؓ. مسلم شریف ص ۲۶۶/ ج۲/ کتاب الفضائل، باب من فضائل ابراھیمؑ، مطبوعہ دیوبند.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن اس حال میں کہ وہ (ابراہیم علیہ السلام) اور سارہؓ جارہے تھے، کہ ایک ظالم بادشاہ پران کا گزر ہوا کسی نے اس سے کہا کہ یہاں ایک شخص آیا ہے، اس کے ہمراہ ایک عورت ہے، جو خوبصورت لوگوں میں سے ہے، پس اس ظالم نے ان کے پاس آدمی بھیجا اور سارہ کی بابت ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے، پھر وہ سارہ کے پاس گئے اور کہا کہ اے سارہ روئے زمین پر کوئی مومن میرے اور تمہارے سوا نہیں ہے، اور اس ظالم نے مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے کہہ دیا کہ میری بہن ہے، پس تم مجھ کو جھوٹا نہ کرنا، پھر اس ظالم نے سارہ کو بلوا بھیجا جب سارہ اس کے پاس گئیں اور وہ ان کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا تو وہ مرگی میں مبتلا ہو گیا اس نے سارہ سے کہا کہ تم اللہ سے میرے لئے دعاء کرواور اب میں تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچاؤں گا، چنانچہ انہوں نے اللہ سے دعا کی وہ اچھا ہو گیا، پھر دوبارہ ان کی طرف ہاتھ بڑھایا، پھر اسی طرح مبتلا ہو گیا، پھر اس نے سارہ کی خدمت کیلئے ہاجرہ کو دیا۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱/۲/) "معالم التنزیل"[۱] وغیرہ میں روایت مذکور ہے جس میں یہ خواہش اور دعاء ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۳/۹۷ھ

حضرت خضر علیہ السلام

سوال: - حضرت خضر علیہ السلام حیات ہیں، یا وصال پا چکے ہیں، اور آپ کس زمانہ میں ہوئے اور کس کی اولاد سے ہیں، اور کیا سکندر اعظم کے ہمراہ ظلمات میں آب حیات پی کر

---

[۱] عن كعب الاحبار اَنَّ مُوسىٰ نَظَرَ فِي التَّوْرَاةِ فَقَالَ اِنِّي اَجِدُ اُمَّةً خَيْرَ الْاُمَمِ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَبِالْكِتَابِ الْاَوَّلِ وَبِالْكِتَابِ الْآخِرِ وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الضَّلَالَةِ حَتّٰى يُقَاتِلُوا الْاَعْوَرَ الدَّجَّالَ رَبِّ اجْعَلْهُمْ اُمَّتِي قَالَ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ يَامُوْسىٰ اِلٰى قَوْلِهٖ فَلَمَّا عَجِبَ مُوْسىٰ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ اَعْطَى اللّٰهُ مُحَمَّداً وَاُمَّتَهٗ قَالَ يَالَيْتَنِيْ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ الخ معالم التنزيل ص ۹۹-۱۹۸-۲۰۵/ ج ۲/ سوره اعراف تحت آيت نمبر ۱۴۴-۱۵۷/ مطبوعه اداره تاليفات اشرفيه ملتان، تفسير خازن ص ۱۳۱/ ج ۲/ طبع ميمنه مصر، الدرالمنثور ص ۵۵۷/ ج ۹/ دارالفكر بيروت.

ترجمہ : کعب احبار سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں امتوں میں ایسی بہترین امت پا تا ہوں کہ جو لوگوں کیلئے نکالی گئی ہے، جو لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتی ہے، اور برائیوں سے روکتی ہے اللہ اور کتاب اول اور آخری کتاب پر ایمان لاتی ہے، اور اہل ضلالت سے قتل وقتال کریں گے، یہاں تک کہ کانے دجال سے قتال کریں گے، اے رب ان کو میری امت بنا، اللہ نے فرمایا اے موسیٰ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوگی جب موسیٰ علیہ السلام کو وہ خیر پسند آئی جو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو عطا فرمائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کاش کہ میں امت محمدیہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے ہوتا۔

E:\F.M.Fainal\Jild-6\ Ahd-e-Anbiya ke Tarikhi Haqaeiq

آئے تھے مفصل تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مفصل بیان کرنے کی تو آپ نے کاغذ ہی میں جگہ نہیں چھوڑی مختصر یہ ہے کہ آپ کے آب حیات پینے کے دونوں قول ہیں، آپ کے نسب اور زمانہ میں اختلاف عظیم ہے، ایک قول لکھتا ہوں:

خضر ابن ملکان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفشخذ بن سام بن نوح علیہ السلام[1] ظلمات میں جا کر آب حیات تک پہنچنے کا تذکرہ فتح الباری[2] ص ۳۱۰ / ج ٦ / میں حافظ ابن حجرؒ نے کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند

[1] ملاحظہ ہو نووی علی المسلم ص ۲۶۹ / ج ۲ / باب من فضائل الخضرؑ، کتاب الفضائل، مطبوعہ سعد دیوبند، فتح الباری ص ۹۳ / ج ۷ / باب حدیث الخضرؑ مع موسیٰؑ، مطبوعہ نزار مصطفی الباز، مکہ المکرمہ، تفسیر ابن کثیر ص ۱۶۲ / ج ۳ / سورۃ الکھف، آیت: ۸۲، مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ،

[2] روی خیثمہ بن سلیمان من طریق جعفر الصادق عن ابیہ ان ذاالقرنین کان لہ صدیق من الملائکۃ فطلب منہ ان یدلہ علی شی یطول بہ عمرہ فدلہ علی عین الحیاۃ وھی داخل الظلمۃ فسار الیھا والخضر علیٰ مقد متہ فظفر بھا الخضر ولم یظفر بھا ذوالقرنین، فتح الباری ص ۹۳ / ۹۴ / ج ۷ / طبع نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، باب حدیث الخضر مع موسی علیہ السلام،

ترجمہ: خیثمہ بن سلیمان نے جعفر صادق کے طریق سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، کہ ذوالقرنین کا فرشتوں میں سے ایک دوست تھا انہوں نے اس فرشتہ سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کی کسی ایسی چیز پر رہنمائی کرے جس سے ان کی عمر طویل ہو جائے، چنانچہ اس فرشتہ نے ذوالقرنین کو چشمۂ حیات کا پتہ بتادیا، اور وہ ظلمات کے اندر ہے، ذوالقرنین اس چشمہ کی جانب چلے اور خضر ان کے لشکر کے اگلے حصہ میں تھے، تو خضر علیہ السلام اس میں کامیاب ہو گئے اور ذوالقرنین اس میں کامیاب نہیں ہوئے۔

حیات خضر علیہ السلام

سوال :-حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا انتقال ہو چکا، ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے، ان کی حیات کا قائل ہونا کفر ہے، اور بعض لوگوں کے واقعات جو مشہور ہیں کہ ان کو خضر علیہ السلام ملے وہ خضر علیہ السلام نہیں ہوتے بلکہ شیطان ہوتا ہے، لہٰذا دریافت طلب امر ہے کہ وہ زندہ ہیں یا نہیں اور جو کچھ یہ شخص کہتا ہے صحیح ہے یا نہیں، مع حوالہ کتب جواب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں، ہاں بعض اس کے قائل ہیں کہ انتقال کر چکے ''قال ابن الصلاح هو حی عند جمهور العلماء والعامة معهم فی ذٰلک وانما شذ بانكاره بعض المحدثين وتبعه النووی وزادان ذلك متفق عليه بين الصوفية واهل الصلاح وحكاياتهم فی رؤيته والاجتماع به اكثر من ان تحصر انتهى ،وروى الدارقطنی فی الحديث المذكور قال مد للخضر فی اجله حتى يكذب الدجال وقال عبدالرزاق فی مصنفه عن معمر فی قصة الذی يقتله الدجال ثم يحييه بلغنی انه الخضر وكذا قال ابراهيم ابن سفيان الراوی عن مسلم فی صحيحه اھ فتح الباری[1] بتغیر ص۳۱۰/اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات پر تعزیت کے لئے تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

---

[1] فتح الباری، ج ٦/ص ۴۲۴/ دارالمعرفة بیروت لبنان (مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه ص ۴۹۴/ ج۷/ كتاب الانبياء، باب حديث الخضر مع موسىٰ عليه السلام، نووی علی المسلم ص ۲٦۹/ ج۲/ باب من فضائل الخضر عليه السلام، كتاب الفضائل، مطبوعه سعد ديوبند،

مجمع میں تعزیت کی ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ (کذا فی جمع الفوائد[۱]، ص ۱۳۸/ ج ۱/)

لہٰذا ان کی زندگی کے قائل ہونے کو کفر کہنا ناواقفیت پر مبنی ہے اور غلط ہے اس سے توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۲۰/ ۵۹ھ

صحیح عبد اللطیف غفرلہ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ　　//　　//

حیات خضر علیہ السلام کی تحقیق

سوال:- حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے پہلی تقریر میں فرمایا ہے جو کتاب کی صورت میں ہے:

---

[۱] (انسؓ) لما قبض النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقعد اصحابہ حزانا یبکون حولہ فجاء رجل طویل صبیح فصیح فی ازار ورداء اشعر المنکبن والصدر فتخطی الصحابۃ الی قولہ فقال ابوبکر ھذا الخضر الخ جمع الفوائد ج ۱/ ص ۳۹۰/ حدیث نمبر ۲۶۳۸/ التعزیۃ واحوال القبور وزیارتھا. فتح الباری ص ۵۹۵/ ج۷/ کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الخضر مع موسی علیھما السلام، مطبوعہ نزار مصطفی الباز، دلائل النبوۃ للبیھقی ص ۲۶۹/ ج۷/ باب ماجاء فی عظیم المصیبۃ التی نزلت بالمسلمین بوفاۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، مطبوعہ العباس احمد البازمکۃ المکرمۃ.

ترجمہ: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ غمگین حالت میں آپ کے اردگرد بیٹھے رو رہے تھے، تو ایک شخص آئے لمبے خوبصورت اور خوش بیان ایک لنگی اور ایک چادر میں جن کے مونڈھے اور سینے پر بال تھے، صحابہ کرامؓ کے آگے بڑھے (یہاں تک کہ) حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ یہی خضر ہیں۔

لذت سے نہیں خالی جانوں کا کھپا جانا
کب خضر و مسیحا نے مرنے کا مزا جانا میؔر

مزے جو موت کے عاشق بیاں کبھی کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے ذوقؔ

تجھے کیا بتائیں اے ہم نشیں مجھے موت میں جو مزہ ملا
نہ ملا مسیح و خضر کو وہ نشاط عمر دراز میں اقباؔل

کلام شاعر تو کوئی سند نہیں ،لیکن حضرت مولانا کا تمثیلاً پیش کرنا ہی قابل رد نہیں، (مولانا کی نظر میں بھی حضرت عیسی علیہ السلام کی مثل حضرت خضر علیہ السلام بھی حیات ہیں) مگر پارہ ۱۵ر سورہ بنی اسرائیل کے رکوع ۲۰ر کے بعد آیت کے حاشیہ نمبر ۴ر پر حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حیات نہیں ،اور اسی کو ترجیح و صحیح مذہب قرار دیا ہے، جس کو امام بخاریؒ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں، کہ اصح مذہب اہل حدیث کا یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حیات نہیں، جو حیات بتاتے ہیں، وہ غلطی پر ہیں، اور سبب اس غلطی کا یہ ہے کہ ان میں سے کوئی شخص کسی عابد کو دیکھ لیتا ہے اور وہ کہہ دیتا ہے کہ میں خضر علیہ السلام ہوں، حالانکہ بشکل انسان شیطان ہوتا ہے، جو اس شخص کو گمراہ کرنا چاہتا ہے، اور حافظ ابو الخطابؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے حیات ہونے کی ساری روایات غلط ہیں ،مگر شاہ عبد القادر صاحبؒ شاید گیلان والے ہوں، یا اور کوئی ہوں فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام حیات ہیں اور عوام الناس کے مشاہدات بھی یہی گواہی دیتے ہیں کہ حیات ہیں ،اور وہ بھولے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ بتاتے ہیں، اور ایک جگہ قرآن شریف کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام پیغمبر تھے، ایسا نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ایک برگزیدہ بندے تھے، دونوں باتوں کا جواب تحریر فرمائیں، حضرت خضر علیہ السلام حیات ہیں

یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محدثین کرام عموماً حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کے قائل نہیں، صوفیائے عظام قائل ہیں، ان کے حالات پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری[1] شرح صحیح بخاری میں مفصل کلام کیا ہے، اکابر کی اکثریت اس پر ہے کہ وہ پیغمبر نہیں تھے،[2] اب ان کے متعلق بحث علمی تحقیق کے درجہ میں ہے اور بس، شعراء بکثرت خضر بول کر طویل الحیات مراد لیتے ہیں، جیسے حاتم بول کر سخی، رستم بول کر پہلوان مراد لیتے ہیں، خاص شخصیت مراد نہیں نیز خضر سے رہنما برائے گم کردہ راہ بھی مراد لیتے ہیں، مسیح سے بھی عموماً دو وصف مراد ہوتے ہیں، ایک طویل الحیات، دوم معالج۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۴/۶/۲۶ھ

---

[1] قال ابن الصلاح هوحی عند جمهور العلماء والعامة معهم فی ذلک وانما شذبانكاره بعض المحدثين وتبعه النووی وزادان ذلک متفق عليه بين الصوفية واهل الصلاح وحكاياتهم فی رؤيته والاجتماع به اكثر من ان تحصر انتهى وروى الدارقطنی فی الحديث المذكورقال مدّ للخضر فی اجله حتى يكذب الدجال وقال عبدالرزاق فی مصنفه عن معمر فی قصة الذی يقتله الدجال ثم يحييه بلغنی انه الخضر وكذا قال ابراهيم بن سفيان الراوی عن مسلم فی صحيحه فتح الباری، ج۶/ص ۴۳۴/دارالمعرفة بيروت، مطبوعه نزار مصطفی الباز مكه مكرمه، ص ۹۴/ج۷/ كتاب الانبياء، باب حديث الخضر مع موسىٰ عليه السلام، نووی على المسلم ص ۲۶۹/ج۲/ باب من فضائل الخضر عليه السلام ، كتاب الفضائل، مطبوعه سعدديوبند، روح المعانی ص ۳۲۲/ج۱۵/ مطبوعه بيروت سورة الكهف آيت ۶۵/.

[2] واختلفوا فی كونه مرسلاً وقال القشيری وكثيرون هو ولی الخ نووی على المسلم ص ۲۶۹/ج۲/ باب من فضائل الخضرؑ مطبوعه سعد ديوبند، تفسير ابن كثير ص ۱۳۵/ج۳/ سورة الكهف آيت ص ۸۲/ مطبوعه بيروت.

حیات حضرت خضر علیہ السلام

سوال: - حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے، کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام والے حضرت خضر علیہ السلام ابھی تک حیات ہیں، قرآن وحدیث سے اگر کوئی ثبوت ہو تو مطلع کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

راجح یہ ہے کہ حضرت خضر ولی تھے[1] ان کا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم میں مذکور ہے[2] محدثین ان کے حیات ہونے کے قائل نہیں، صوفیہ قائل ہیں[3]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۴/۹۵ھ

---

[1] آتینـا ہ خضر یعنی رحمة من عندنا نبوة فی قول وولایة فی آخر وعلیه اکثر العلماء (جلالین شریف، ج ۲/ص ۲۴۹) سورة الکهف، ۶۵، مطبوعه رشیدیه دهلی، متسیر مظهری ص ۵۰، ج٦، مطبوعه رشیدیه کوئٹه،

[2] سورة الکهف الایة، ٦٠ الی ۸۲/.

[3] وجمهور العلماء علی انه حی موجود بین اظهر نا وذٰلک متفق علیه عندالصوفیة واهل الصلاح والمعرفة (نووی شرح مسلم ج۲/ص ۲۶۹/ کتاب الفضائل، فضائل الخضر علیه السلام، روح المعانی ص ۱۵/۳۲۲، سورة الکهف آیت: ۶۵، مطبوعه دارالفکر بیروت، فتح الباری ص ۹۴، کتاب الانبیاء، باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیهما السلام، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم

عہدِ صحابہؓ کے تاریخی حقائق

خلفاء اربعہ کی ازواج وامہات

سوال: -(۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشرکہ بیوی کا نام تو قتیلہ تھا، اور نئی بیوی کا نام مظاہر حق جلد پنجم میں نہیں، ایک مقام پر ام رومان لکھا ہے اور دوسری جگہ اسماء بنت عمیس ہے، صحیح نام کونسا ہے؟

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مشرکہ بیوی کا نام کیا تھا، اور بعد ایمان لانے کے جو نکاح ثانی کیا تھا اس بیوی کا کیا نام تھا، اور حضرت عمرؓ کی والدہ کا کیا نام تھا، اور ایمان لائیں تھیں یا نہیں؟ ان کے والد بھی ایمان لائے تھے یا نہیں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی کا کیا نام تھا؟

(۳) حضرت عثمان بن عفانؓ ایام فیل ٦ھ میں ایمان لائے تھے کیا قبل اسلام لانے کے حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہو چکا تھا، یا بعد اسلام لانے کے ہوا تھا، اور ان کی والدہ کا کیا نام تھا، اور والدین حیات تھے یا نہیں؟ اور کیا والدین بھی ایمان لائے یا نہیں؟

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا کیا نام تھا، اور عقد ثانی والی بیوی کا کیا نام تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اسماء بنت عمیسؓ نے تین نکاح کئے، پہلا حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور انہیں کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی، ان سے محمد رضی اللہ عنہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ، عون رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، دوسرا نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا، جن سے محمد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تیسرا نکاح حضرت علیؓ سے کیا جن سے حضرت یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ (کذا فی الاکمال[1] ص ۳۱/) ام رومانؓ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں جن سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، ان کی وفات ذی الحجہ ٦ھ یا ۵ھ یا ۴ھ میں ہوئی، کذا فی تجرید اسماء[2] الصحابۃ، ص ۳۳٦/ ج ۲/ لہٰذا یہ دو نام کی دو ہیں، ایک بیوی اور بھی تھیں حبیبہ بنت خارجہ[3]۔

(۲) مشترکہ بیوی کا نام ملیکہ بنت جرول تھا، ام کلثوم کنیت تھی، کذا فی الخمیس، ص ۲۵۱/ ج ۲/[4]

دوسری بیویوں کے یہ نام تھے، زینب بنت مظعون، ام کلثوم بنت علی، جمیلہ بنت عاصم بن ثابت، ام حکیم بنت الحارث، عاتکہ بنت زید، کذا فی تلقیح فہوم[5] اہل الاثر، ص ۵۱/ والدہ کا

---

[1] اسماء بنت عمیس هاجرت الی الارض الحبشة مع زوجها جعفر بن ابی طالب فولدت له هناک محمدا وعبداللّٰه وعونا ثم هاجرت الی المدینة فلما قتل جعفر تزوجها ابوبکر الصدیق وولدت له محمدا فلما مات الصدیق تزوجها علی بن ابی طالب فولدت له یحی (الاکمال لصاحب المشکوٰة، ص ۵۸۷) فصل فی الصحابیات حرف الالف.

[2] ام رومان بنت عامر بن عویم الکنانیة ام عائشة توفیت فی ذی الحجة سنة ست وقیل سنة اربع وقیل سنة خمس (تجرید اسماء الصحابه لابن الاثیر ص ۳۳٦/ ج ۲)

[3] حبیبة بنت خارجة بن زید الخزرجی وقیل ملیکة ام ام کلثوم بنت الصدیق ثم تزوجها بعد الصدیق حبیب بن یسار. (تجرید اسماء الصحابة لابن الاثیر ص ۲۷۲)

[4] وزید الاصغر عبید اللّٰه امها ملیکة بنت جرول الخزاعیة قال الدار قطنی ام کلثوم بنت جرول فلعل ذٰلک کنیتها (تاریخ الخمیس، ص ۲۸۰/ ج ۲/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نام خیثمہ بنت ہاشم تھا، کذا فی الخمیس[۱]، ص ۳۳۹/ ج ۲/ مگر اسد الغابہ[۲]، ص ۵۴/ ج ۴/ اصابہ ص ۲۷۹/ ج ۴/۔ استیعاب[۴]، ص ۴۴۸/ ج ۲/ وغیرہ میں حنتمہ تحریر ہے، ان کے والدین ایمان نہیں لائے، اور آپ کے اسلام کے وقت آپ کے والدین حیات نہیں تھے، آپ کے بھائی کا نام زید بن الخطاب تھا[۵]۔

(۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اسلام کی آپ نے جو تاریخ لکھی وہ خلاف عقل ونقل ہے، واقعہ فیل بھی ۶ھ میں نہیں ہوا، اصل یہ ہے کہ واقعۂ فیل سے چھ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی ہے، خمیس[۶]، ص ۲۵۴/ ج ۲/ آپ قدیم الاسلام ہیں، چوتھے نمبر پر اسلام لائے، اسد الغابہ[۷]، ص ۳۷۶/ ج ۳/ اسلام کے بعد بی بی حضرت رقیہؓ سے نکاح ہوا (اوجز المسالک[۸]

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۵ کان له من الولد عبد الله وعبدالرحمن وحفصة امهم زينب بنت مظعون وزيد الاكبر ورقية امهما ام كلثوم بنت على الخ (تلقيح فهوم اهل الاثر ص ۵۱/)

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ وامه (ای عمرؓ) خيثمة بنت هاشم بن المغيرة بن عبدالله عمروبن مخزوم (تاريخ الخميس ص۲۶۷/ ج ۲)

۲ وامه حنتمة بنت هاشم الخ (الجزء الرابع من اسد الغابة، ص ۱۴۲/ ج۳/ (مطبوعه دار الفكر بيروت، عمربن الخطاب)

۳ وامه حنتمة بنت هاشم بن المغيرة، المخزومية الاصابة فى تمييز الصحابة، ص۵۱۸/ ج۲/) حرف العين، عمربن الخطاب (مطبوعه دارالفكر)

۴ وامه حنتمة بنت هاشم بن المغيرة بن عبدالله بن عمربن مخزوم (الاستيعاب، ص۴۲۸/ ج ۱) الاستيعاب على هامش الاصابة ص۴۵۸/ ج ۲/ حرف العين، طبع دارالفكر،

۵ زيدبن الخطاب اخوعمر من السابقين (تجريد اسماء الصحابة، ص۲۱۳/ ج ۱)

۶ ولد عثمان بالطائف فى السنة السادسة من عام الفيل (تاريخ الخميس ص۲۸۳/ ج ۲)

۷ وهو ذوالنورين وامير المؤمنين اسلم فى اول الاسلام دعاه ابوبكر، الى الاسلام فاسلم وكان يقول انى لرابع اربعة فى الاسلام (اسدالغابة، ص۴۸۰/ ج۳/ مطبوعه دارالفكر) حرف العين، عثمان بن عفان)

۸ فلما اسلم زوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم رقية اوجزالمسالک، ص۱۶۴/ ج ۱/ (مطبوعه امداديه مكه مكرمه) باب وقت الجمعة.

ص ۷۱ / ج ۱/ والد کا نام عفان والدہ کا نام اروی بنت کریز ہے، آپ کی نانی ام حکیم بنت عبد المطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں، (الاستیعاب[۱] ص ۴۸۷ / ج ۱/)

آپ کے والد جاہلیت میں فوت ہوئے، اور والدہ اسلام لائیں، اور آپ کی خلافت میں انتقال ہوا۔ (فتح الباری[۲]، ص ۴۴ / ج ۷)

(۴) والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا (تلقیح[۳] ص ۵۳ / ایک بیوی اسماء بنت عمیس تھیں[۴]، جن کا ذکر نمبر ۱/ میں آیا ہے، اور بھی کئی بیویاں تھیں جن کی تفصیل مع اولاد خمیس[۵] ص ۲۸۴ / ج ۲/ میں ہے، آپ کی والدہ نے بھی اسلام قبول کیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰ / ۷ / ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم ۴ / شعبان ۶۱ھ

صحیح عبد اللطیف ۴ / شعبان ۶۱ھ

---

[۱] (عثمان ابن عفان) امه اروی بنت کریز بن ربیعة بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی وامها البیضاء الخ (الاستیعاب، ص ۴۸۷ / ج ۲ /)

[۲] وقد اسلمت ام عثمان کمابینت ذٰلک فی کتاب الصحابة وروی محمدبن الحسن المخزومی فی کتاب المدینة انها ماتت فی خلافة ابنها عثمان وانه کان ممن حملها الیٰ قبر ها واما ابوه فهلک فی الجاهلیة (فتح الباری، ص ۴۴-۴۵ / ج ۷ / مصری باب مناقب عثمانؓ)

[۳] امه (ای علیؓ) فاطمة بنت اسدبن هاشم بن عبد مناف اسملت وهاجرت (تلقیح فهوم اهل الاثر ص ۵۲-۵۳،

[۴] اسماء بنت عمیس هاجرت الی ارض الحبشة (الی قوله) فلما مات الصدیق تزوجها علی ابن ابی طالب (الاکمال ص ۵۸۷ / مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، فی آخر المشکٰوۃ)

[۵] ملاحظه هو ذکر الذکور والاناث (تاریخ الخمیس ص ۳۱۶-۳۱۷ / ج ۲ /

حضرت ابوبکرؓ کا بیوی کو غسل میت کی وصیت کرنا

سوال:- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی اسماء بنت عمیس کو وصیت کی تھی کہ بعد وفات مجھے تم (بیوی) غسل دینا کیا وجہ تھی جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن موجود تھے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وخلیفہ بھی موجود تھے، جیسا کہ مظاہر حق جلد پنجم میں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں کیا اشکال ہے، ظاہر ہے کہ بیوی سے جس نوع کا تعلق ہوتا ہے، وہ دوسرے سے نہیں ہوتا، لہٰذا جس طرح وہ غسل دے سکتی ہے، دوسرے نہیں دے سکتے، پھر تنہا بیوی کو وصیت نہیں کی بلکہ اولاد کو بھی اعانت کا حکم فرمایا، کذا فی تاریخ الخلفاء، ص ۶۴[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۷/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ شعبان ۶۱ھ

صحیح: عبداللطیف ۴/ شعبان ۶۱ھ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی سے

سوال:- ایک عالم صاحب نے اپنی تقریر میں بیان فرمایا کہ بی بی فاطمہ کی دوسری لڑکی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر تھے پھر ان کا نکاح

---

[1] واخرج ابن ابی الدنیا عن ابن ابی ملیکة ان ابابکر اوصی ان تغسله امرأته اسماء بنت عمیس ویعینها عبدالرحمٰن بن ابی بکر تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص ۶۲/ (مطبوعه مجتبائی دهلی) فصل فی مرض ابی بکر ووفاته ووصیته.

آپ کی نتنی سے کیسے ہوسکتا ہے، اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ صحیح ہے کتب فقہ وحدیث میں موجود ہے "قال عمر رضی اللّٰہ عنه فتزوجت ام کلثوم بنت علی لذلک (شامی کراچی[1] ص ۱۹۸/ج ۲) مطلب فی حدیث کل سبب و نسب منقطع، کتاب الجنائز" حضرت نبی اکرم ﷺ کیساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعلق یہ بھی تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کے نکاح میں تھیں،[2] مگر اس کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے ان کا نکاح ناجائز نہیں حرمت مصاہرت یہاں نہیں ہے، بلکہ اگر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے نکاح ہوتا تو وہ بھی ناجائز نہ ہوتا حرمت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۰/۹۹ھ

فتح بیت المقدس کے موقعہ پر حضرت عمرؓ کس چیز پر سوار تھے

سوال:- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک عیسائی بادشاہ کے دربار

---

[1] شامی زکریا ص ۹۰/ج ۳/ کتاب الجنائز، البدایه والنهایة ص ۱۳۲/ج ۷/ ذکر زوجاته وبناته ونبائه (ای عمرؓ) مطبوعه نجاریه مکة المکرمة، تاریخ الکامل لابن اثیر ص ۵۴/ج ۳/ ذکر اسماء ولده ونسائه مطبوعه دار صادر بیروت.

[2] ثم تزوج (ای النبی صلی اللّٰه علیه وسلم) بعدها حفصة بنت عمر بن الخطابؓ الکامل فی التاریخ لابن اثیر ص ۳۰۸/ج ۲/ ذکر عدد ازواج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وسراریه واولاده، مطبوعه بیروت مدارج النبوة ص ۴۷۴/ج ۲/ باب دوم در ذکر ازواج مطهرات وذکر نکاح، مطبوعه سکهر پاکستان، المواهب اللدنیة ص ۲۳۷/ج ۳/ ام المومنین حفصة، مطبوعه دار المعرفة بیروت،

میں پہنچے تو غلام کی باری سواری پر تھی اور آپ پیدل تھے تو وہ گدھے کی سواری تھی، یا کوئی اور؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ واقعہ عیسائی کے دربار میں جانے کا نہیں، بلکہ بیت المقدس کو فتح کرنے کے موقعہ کا ہے، اس وقت اونٹ پر سوار تھے، ایک منزل غلام پیدل چلتا تھا، اور حضرت عمر فاروقؓ سوار ہوتے تھے، اور ایک منزل غلام سوار ہوتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیدل چلتے تھے[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

سوال:-حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کتنی اولاد تھیں؟ اور کیا ان کی اولاد کے مہر زیادہ مقرر کئے گئے تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

البدایہ[2] والنہایہ، ص ۲۱۸ / ج ۷ / میں سترہ اولاد کے نام مذکور ہیں، مہر کا حال معلوم نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۶/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ ۲/۶/۹۱ھ

---

[1] فلما وصل الخبر الی عمر بذلک رکب راحتله ومعه غلام له یعاقبه الرکوب الخ شذرات الذهب ص ۲۸ / ج ۱ / سنة ست عشرة. (مطبوعه دار الفکر بیروت) قدم عمر بن الخطاب الجابیة علی طریق ایلیا علی جمل اورق البدایة والنهایة ص ۵۷ / ج ۷ / فتح بیت المقدس علی ید عمر بن الخطاب .(مطبوعه مصطفی البازمکه مکرمه) تاریخ اسلام ص ۳۴۹ / ج ۱ / فاروق اعظم کاسفر فلسطین (مطبوعه دار الکتاب دیوبند)

[2] البدایة والنهایة ص ۲۰۷ / ج ۷ / فصل فی مناقب عثمان ذکر زوجاته وبنیه وبناته رضی الله عنهم (طبع قاهرة)

شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

سوال:- کیا وجہ ہے کہ حضرت عثمان غنی بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے چچیرے بھائی مروان بن الحکم کو مدینہ بلوا کر اپنا عقل کل کیوں قرار دیا حالانکہ مسلمانوں نے مروان کی پریشانیوں سے تنگ آکر مطالبہ کیا کہ یا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مروان کو مسلمانوں کے حوالہ وسپرد کر دیں یا خلافت سے برطرف ہو جائیں، مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں شرطوں میں سے ایک کو بھی منظور نہیں فرمایا، آخر میں لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور شہید کر ڈالا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سوال کے چار اجزاء ہیں (۱) مروان کو حضرت عثمانؓ نے اپنا عقل کل کیوں قرار دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ان کے نزدیک اس کا اہل اور قابل اعتماد تھا[۱]

(۲) اس کو لوگوں کے حوالہ اور سپرد کیوں نہیں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ اس کو قتل کرنا چاہتے تھے، اور حضرت عثمانؓ کے نزدیک وہ مستحق قتل نہیں تھا، شرعی شہادت سے اس کا قصور ثابت نہیں ہوا تھا، جس سے وہ واجب القتل قرار دیا جاتا، لہٰذا ایک بے قصور کو قتل کرنے کے لئے حوالہ کرنا کب جائز تھا۔

(۳) وہ خلافت سے برطرف کیوں نہیں ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا تھا "عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه علیه وسلّم قَالَ يَا عُثْمَانُ اِنَّهَ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُکَ قَمِيْصاً فَاِنْ اَرَادُوْکَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ اه

---

[۱] قال قبيصة بن جابر قلت لمعاوية من ترى للامر بعدك فسمى رجالاً ثم قال واما القارى الفقيه الشديد فى حدود اللّٰه مروان. (سير اعلام النبلاء، ص۴۷۷/ ج۳، ص ۵/۳، مطبوعه دار الفكر بيروت، كبار التابعين، مروان بن الحكم)

الترمذی وابن ماجه وقال الترمذی فی الحدیث قصة طویلة اھ (مشکوۃ شریف[۱]) باب مناقب عثمان، ای سیجعلک اللّٰه خلیفة فالناس ان قصد واعزلک عنها فلا تعزل نفسک عنها لاجلهم لکونک علی الحق وکونهم علیٰ الباطل وفی قبول الخلع ایهام وتهمة فلذا کان عثمان ماعزل نفسه حین حاصروه یوم الدار اھ لمعات[۲]۔

(۴) لوگوں نے محاصرہ کرکے شہید کردیا اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کا ظلم ہے اور حضور ﷺ نے متعدد احادیث میں ان کے مظلوم ہونے اور شہید ہونے کی خبر دی تھی[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] مشکوٰة شریف ص ۵۶۲/ باب مناقب عثمان رضی اللّٰه عنه، ترمذی شریف ص ۲۱۱/ ج۲/ مناقب عثمان رضی اللّٰه عنه، ابن ماجه ص ۱۱/ فضل عثمان رضی اللّٰه عنه.

ترجمہ: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عثمانؓ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیص پہنائیگا، اگر لوگ اس کو نکالنے کا ارادہ کریں مت نکالنا یعنی اللہ تم کو خلیفہ بنائیگا، اگر لوگ تم کو معزول کرنے کا ارادہ کریں ان کی وجہ سے اپنے آپ کو معزول نہ کرنا اپنے حق پر اور انکے باطل پر ہونے کی وجہ سے ۔۱۲

[۲] لمعات شرح المشکاة ص ۶۵۹/ ج۴/ مناقب عثمان رضی اللّٰه عنه، مکتبه نویره سکهر.

[۳] ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰـه صلّی اللّٰـه علیه وسلّم فِتْنَةً فَقَالَ یُقْتَلُ هٰذَا فِیْهَا مَظْلُوْماً لِعُثْمَان (ترمذی شریف ج۲/ ص ۲۱۲/ (مطبوعه رشیدیه دهلی) ابواب المناقب، مناقب عثمان بن عفانؓ، فی عن قتادة ان انسا حدثهم قال صعد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم احدا ومعه ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ فرجف فقال اسکن احد، اظنه ضربه برجله فلیس علیک الانبی وصدیق وشهیدان (بخاری شریف ص۵۲۳/ ج۱/ مناقب عثمان، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، طبع اشرفیه دیوبند، مشکوۃ شریف ص ۵۶۲/ باب مناقب عثمان، طبع یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ: -حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ اس میں مظلوم ہونے کی حالت میں شہید ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیویوں کا حال

سوال:- حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کتنی مدت بعد حضرت فاطمہؓ کا وصال ہوا، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے ہوتے ہوئے، اور کسی عورت سے نکاح تو نہیں کیا، ان کی وفات کے بعد آپ نے کونسی عورت سے نکاح کیا، آپ نے ایک وقت میں دو بیویاں رکھی ہیں یا نہیں؟ جو جنگ عہد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوئی اس میں آپ گئے یا نہیں، اور کوئی عورت اس جنگ میں آپ کے حصہ میں آئی یا نہیں، اگر آئی تو اس کا نام کیا ہے اور وہ کس کی لڑکی ہیں، چونکہ کتاب جنگ زیتون اور جنگ نامہ محمد حنیف جنگ نامہ حضرت علی کی کتابوں میں جو کہ شروع سے آخر تک بالکل غلط ہیں، اور سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کتابیں کس زمانہ میں لکھی گئی ہیں، چونکہ یہ جنگیں کسی اور کتب تو اریخ میں نہیں ملتیں، اور محمد حنیف کس سے پیدا ہوئے، اور آپ جنگ کربلا میں شریک تھے یا نہیں؟ آپ کا وصال کب ہوا اور کس طرح ہوا، اس کو مفصل طریقہ سے تحریر فرمائیں؟

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کل کتنے نکاح ہوئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) بعض کہتے ہیں چھ ماہ بعد بعض کہتے ہیں تین ماہ بعد، حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا (کذافی تلقیح فهوم اهل الاثر، ص ۱۵)[1]

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکی موجودگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا، کذافی

[1] وماتت فاطمة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم بستة اشهر وقيل ثلثة اشهر (تلقيح فهوم اهل الاثر، ص ۱۵ / ذكر الاناث من اولاده صلى الله عليه وسلم)

بذل المجہود[1] جنگ یمامہ میں خولہ بنت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا گرفتار کر کے لائی گئیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملیں، جن سے محمد بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے[2] اس جنگ کے حالات تاریخ الخمیس[3]، تاریخ ابن جریر[4]، روضۃ الصفا[5] وغیرہ میں مذکور ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ سے نکاح کرنا، چنانچہ انہوں نے اس وصیت کو پورا کیا[6]، اسماء بنت عمیس، ام البنین بنت الحزام، لیلیٰ بنت مسعود، ام سعیدہ بنت عروہ بھی آپ کے نکاح میں رہی ہیں اوران سب سے اولاد بھی ہوئی، ترتیب نکاح معلوم نہیں، جنگ یمامہ میں جانے والے چند اعیان کے نام تاریخ الخمیس میں تحریر کئے ہیں، ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں۔

(۲) اس کا جواب نمبر ۱ میں آ گیا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

۱ ملاحظہ ھو بذل المجھود ص ۵۹-۶۰/ج ۱۰/ مصری ج۳/ ص ۲۲۳-۲۲۴/ کتاب النکاح، توجیہ لطیف فی منع النبی صلی اللّٰہ علیہ عن الجمع بین فاطمہؓ وغیرھا، طبع رشیدیہ سھارنپور، تاریخ طبری ص۱۱۸/۴، ذکر الخبرعن ازواجہ واولادہ، طبع بیروت.

۲ محمد الاکبرامہ خولۃ بنت ایاس بن جعفر الحنفیۃ الخ (تاریخ الخمیس ص۳۱۶/ج۲/ ذکر اولادعلیؓ)

۳ (تاریخ الخمیس ، ص۲۴۳/ج۲)

۴ ملاحظہ ھوتاریخ ابن جریر، ص۲۴۳ / ج۳.

۵ روضۃ الصفاء، ج۲/ص۲۲۵، ذکر رفتن خالد بیمامہ وکشتہ شدن مسیلمہ، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ،

۶ امامۃ بنت ابی العاص ھی امامۃ بنت ابی العاص بن الربیع امھا زینب بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تزوجھاعلی بن ابی طالب بعدفاطمۃ وھی بنت اختھاامرتہ فاطمہ بذٰلک الخ (الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ص۵۸۷، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مدفن متعین نہ ہونے کی حکمت

سوال:- حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ دفن نہیں ہوئے بزرگوں سے سنا ہے کہ آپ کوفہ میں شہید ہوئے اور دفن کہاں ہوئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شہید تو کوفہ میں ہوئے، پھر دفن کے متعلق اختلاف ہے، اگر یہ بات ظاہر ہو جاتی کہ فلاں جگہ دفن ہیں تو ممکن تھا کہ خوارج وہاں نعش کی توہین کرتے، یہ مصلحت ظاہر ہے مدفن متعین نہ ہونے میں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۱۴۰۱ھ

محاربہ علیؓ وعائشہؓ

سوال:- کیا وجہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں جنگ ہوئی تو حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کا ساتھ دیا تھا، اوران کے گروہ میں شامل تھیں، اور حضرت علیؓ کا ساتھ نہ دیا، اگر دونوں حق پر تھے تو صلح کرا دینی تھی، یا کسی کا ساتھ نہ دیتیں یا برابر دونوں کو سمجھاتیں، برخلاف اس کے ایسا نہیں کیا کیوں؟

---

[1] ودفن بالکوفة فی قصر الامارة عند المسجد الجامع وغیب قبره الخ (شذرات الذهب ص ۴۹/ ۱، طبع دارالفکر (سنة اربعین) قال ابوبکربن عیاش عُمِّیَ قبر عليٍّ لئلا ینبشه الخوارج، تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۷۶/ فصل فی مبایعة علیؓ بالخلافة ومانشأ عن ذالک، ملاحظه هو تاریخ بغداد ص ۱۳۵/ ج ۱/ (مطبوعه دارالفکر) ممن ورد المدائن امیرالمؤمنین علی علیه السلام وشئ من اخباره الخ.

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت عائشہؓ نے امیر معاویہؓ کا ساتھ نہیں دیا، بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت حضرت عائشہؓ مکہ مکرمہ میں تھیں، وہاں جا کر لوگوں نے کہا کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا اور حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کر لی گئی، اور وہ باوجود خلیفہ ہونے کے حضرت عثمانؓ کا قصاص نہیں لیتے اور خدا جانے کیا کیا کہا، بجائے مدینہ طیبہ کی واپسی کے لوگ ان کو بصرہ لے گئے، پھر وہاں سے حضرت عثمانؓ کا قصاص کا مطالبہ کرنے کیلئے تجویز ہوئی ساتھ ایک بڑی جماعت تھی، ادھر سے حضرت علیؓ آگے بڑھے، تاکہ ان کی غرض معلوم کریں اور ان کے مطالبات پر غور کریں، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا لشکر ایک دم حملہ کر دے، جس سے فتنہ پیدا ہو جائے، ملاقات پر مطالبات معلوم کئے، اور یہ قرار پایا کہ کل تمام باغیوں کو سزا اور جو قتل میں شریک تھے ان کو سزائے قتل دی جائے، اس پر ان باغیوں نے کمیٹی کی، کہ کل ہمارا وہ حال ہوگا جو مذبح میں بکروں کا ہوتا ہے، اس لئے رات میں سب نے ملکر حضرت عائشہ کے لشکر پر جا کر حملہ کر دیا، پھر ان کے لشکر نے مدافعانہ حملہ کیا تو یہ باغی بھاگ کر حضرت علیؓ کے لشکر میں آگئے، اور حضرت عائشہؓ کا لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا آیا، جس وقت زبردست جنگ ہوئی، حضرت عائشہؓ کے لشکر نے اعتراض کیا کہ رات میں حضرت علیؓ کے لشکر نے ہم پر حملہ کیا، حالانکہ دن میں وعدہ کیا تھا کہ باغیوں کو سزا دیں گے، حضرت علیؓ کو یہ شکایت ہوئی کہ جب ہم نے باغیوں کو سزا دینے کا وعدہ کر لیا تھا، تو رات میں حضرت عائشہؓ کے لشکر نے ہم پر کیوں حملہ کیا پس باغیوں کی اس حرکت سے دونوں کو غلط فہمی لاحق ہوئی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] تاریخ ابن جریر طبری ص ۱۶۱ / ج۳ / سنة ست وثلاثين ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت علیؓ اور حضرت دحیہؓ کی داڑھی کیا ناف تک تھی؟

سوال: -حضرت علیؓ اور حضرت دحیہؓ کی داڑھی کیا ناف تک تھی اس کی مقدار کتنی ہونی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے داڑھی کٹانا درست نہیں، ایک مشت کے بعد دونوں قول ہیں، صحیح یہی ہے کہ جو حصہ ایک مشت سے زائد ہو اس کو کٹانا درست ہے، حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے، پس سنت تو ایک مشت ہی ہے معمولی اضافہ ہوجائے تو اس میں بھی حرج نہیں[1]، ناف تک حضرت علیؓ اور حضرت دحیہ کلبیؓ کی داڑھی احادیث سے ثابت نہیں، کتب تواریخ میں اتنا منقول ہے کہ حضرت علیؓ کے سینہ اور پیٹ پر بال تھے، اور ناف تک ایسا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

.... مـن الهجرة،البداية والنهاية ص۲۱۸/ ج۷/ ابتداء وقعة الجمل سنة ست وثلاثين من الهجرة، طبع مكتبه تجاريه مكة المكرمة، الكامل فى التاريخ ص۲۰۵/ج۳/ ذكر ابتداء وقعة الجمل، مطبوعه دارصادر بيروت، المنتظم فى تاريخ الملوك والامم ص۷۹/ج۵/ قبل خروج على رضى الله عنه الى الربذة، طبع مكتبه دارالبازمكة المكرمة.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] اوتطويل اللحية اذاكانت بقدر المسنون وهو القبضة،واما الاخذ منها وهى دون ذالک فلم يبحه احد(قال الشامى) فى شرح الشيخ اسماعيل لأباس بأن يقبض على لحيته فاذا زاد على قبضته شئى جزه،صح عن ابن عمرؓ انه كان ياخذ الفاضل عن القبضة(درمختار مع الشامى كراچى مختصراً، ج۲/ ص۴۱۷-۴۱۸/ كتاب الصوم، مطلب فى الاخذ من اللحية،فتح القدير ص۳۴۸/ج۲/كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة، مطبوعه دارالفكربيروت، عالمگيرى ص۳۵۸/ج۵/ كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر فى الختان الخ مطبوعه كوئٹه،

معلوم ہوتا تھا جیسے روئی دھنی ہوئی ہو[1]، ممکن ہے کہ اس کو کسی نے داڑھی سمجھ لیا ہو، حالانکہ ظاہر ہے کہ وہ داڑھی کے بال نہیں تھے، بلکہ سینہ کے بال تھے اگر وہ داڑھی کے بال ہوتے تو ان کو دھنی ہوئی اون سے تشبیہ نہ دی جاتی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۲/۸٦ھ

کیا دجال کی پنڈلی میں حضرت علیؓ کی تلوار کا زخم ہے

سوال:- دجال کا ذکر جہاں بھی آیا ہے وہاں صرف اتنا آتا ہے کہ دجال آئیگا اور حکومت کرے گا، پیدا ہونا دوبارہ کہیں سے پتہ نہیں چلتا، لیکن کچھ معتبر لوگوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دجال کسی کوہ میں زخمی پڑا ہوا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شمشیر کا زخم دجال کی پنڈلی میں ہے، حقیقت سے مستفیض فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ معتبر لوگ کون ہیں، ان سے حوالہ دریافت فرما کر مجھے بھی مطلع فرمادیں، احسان ہوگا، میں اگر ان سے واقف ہوتا تو خود ہی دریافت کرلیتا کہ یہ بات کہاں لکھی ہے، بظاہر تو روافض کی گھڑی ہوئی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دجال کی پنڈلی پر تلوار مارنا میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا، دجال کی تاریخ پیدائش بھی معلوم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] سمعت ابارجاء قال رأیت علیاً اصلع کثیر الشعر کانما اجتاب اهاب شاة، عن عامر قال رأیت علیاً ورأسه ولحیته بیضاوان کانهماقطن، رأیت علیاً یخطبناوعلیه ازار ورداء مرتدیا به، غیر ملتحف، وعمامة فینظر الی شعر صدره وبطنه (طبقات ابن سعد، دارالفکر ج۳/ ص۲٦، ۲۷/ طبقات البدر یبین من المهاجرین، الطبقة الاولیٰ، ذکر صفة علی ابن طالب)

حضرت اُم سلمہؓ

سوال: -حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں وہ کونسی ام المومنین تھیں جن کے پہلے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا اور حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ صبر کرو اللہ اس سے بہتر شوہر عطا فرمائے گا بعد میں حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا حضرت حلیمہؓ نے اسلام قبول کیا

سوال: -حضرت حلیمہؓ سعدیہ یہ مشرف باسلام ہوئیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس میں دونوں قول ہیں۔کذا فی الخمیس، ج ۱ ص ۲۲۸۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

۱؎ وتزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمة (الی قولہ) وكانت قبله عند ابی سلمة بن عبد الاسد (سیرة ابن هشام ص ۶۴۵ / ج ۲ / ذکر ازواجه ﷺ (مطبوعه مصر) مسلم شریف ص ۳۰۰ / ج ۱ / كتاب الجنائز، فصل القول الخير عند المحتضر، مطبوعه سعد ديوبند، مشكوة شريف ص ۱۴۰ / باب مايقال عندمن حضره الموت،الفصل الاول، مطبوعه دارالكتاب ديوبند،

۲؎ صحح ابن حبان وغيره حديثا دل على اسلامها وقيل لم يثبت اسلامها (تاريخ الخميس ص ۲۵۸ / ج ۱ ، رعيه عليه السلام للغنم)

حضرت فاطمہؓ کی اولاد اور حضرت علیؓ کا مدفن

سوال:- حضرت فاطمہؓ کے بطن سے کتنی اولادیں پیدا ہوئیں اور حضرت فاطمہؓ کے ہوتے ہوئے حضرت علیؓ نے اور کسی عورت سے نکاح تو نہیں کیا اور ان کی وفات کے بعد کسی عورت سے نکاح کیا، اور حضرت فاطمہؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کتنے ایام کے بعد وصال ہوا ہے؟ اور حضرت علیؓ کس جگہ مدفون ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت فاطمہؓ کی حیات میں حضرت علیؓ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ (کذا فی البذل[1]، ص۱۵/ج۳/) ان کے بطن سے حضرت حسینؓ اور حضرت حسنؓ، ام کلثوم اور زینبؓ چار اولادیں پیدا ہوئیں، کذا فی فتاویٰ ابن حجر، ص[2] ۱۲۱/ اور تاریخ الخمیس[3] ص۲۸۳/ج۲/ میں محسنؓ اور رقیہؓ کا

---

[1] قال ابن التين اصح ماتحمل عليه هذه القصة ان النبى صلى الله عليه وسلم حرم على علىؓ ان يجمع بين ابنته وابنة ابى جهل لانه علل بان ذٰلک يوذيه واذيته حرام بالاتفاق معنى قوله لااحرم حلالاً اى هى له حلال لو لم تكن عنده فاطمة وامالجمع بينهما الذى يستلزم تأذى النبى ﷺ لتاذى فاطمة به فلا وزعم غيره ان السياق يشعر بان ذلک مباح لعلى لكنه منعه النبى ﷺ رعاية لخاطر فاطمة ان لا تزوج على بناته ويحتمل ان يكون ذٰلک مختصا بفاطمة عليها السلام (بذل المجهود ص۲۲۳/۳ (مطبوعه رشيديه سهارنپور) توجيه لطيف فى منع النبى ﷺ على رضى الله عنه الجمع بين فاطمةؓ وغيرها، كتاب النكاح.

[2] فاولاد فاطمة الاربع ام كلثوم زوجة عمر وزينب التى الكلام فيها والحسن والحسين الخ (فتاوىٰ حديثيه لابن حجر، هل اولاد زينب بنت فاطمة الزهراء ص ١٦٨) طبع دارالفكر بيروت.

[3] ومحسن مات صغيرا امه فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم (الى قوله) وعن الحسن قال زينب الكبرىٰ بنت فاطمة الخ (تاريخ الخميس ،ص٣١٦/ ج٢/تزوج على فاطمة فولدت له حسنا وحسيناً ومحسناً وزينب وام كلثوم ورقية الخ تاريخ الخميس ص٢٧٨/ ج١/ ذكرولد فاطمة رضى الله عنها ،مطبوعه بيروت)

بھی اضافہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا ہے، کذا فی مرأۃ الجنان[1] ص ٦١ رج ۱ راور انتقال سے پہلے وصیت کی تھی کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ سے نکاح کرنا چنانچہ حضرت علیؓ نے اس وصیت کو پورا کیا[2] حضرت علیؓ کی وفات کوفہ میں ہوئی، مدفن کا صحیح علم نہیں، مشہور یہ ہے کہ نجف میں دفن ہوئے بعض کہتے ہیں مدینہ طیبہ میں کذا فی تاریخ الخمیس[3] ص ۲۸۲ رج ۲ ر۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل کس نے دیا

سوال:- جب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا تو آپ کو غسل ازواج مطہرات نے دیا، یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کو اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے غسل دیا ہے جیسا کہ ''شرح المجمع'' کے حوالہ سے

---

[1] قال الاكمل والصحيح انها عاشت بعده ستة اشهر (مرقاة ،ص ٢٥٠ /ج ١١ / ملتان باب الكرامات، الفصل الاوّل، مرأة الجنان وعبرة اليقظان،ص ٦١ /ج ١/)

[2] وتزوجها (اى امامة على بن ابى طالب اميرالمومنين بعد فاطمة خالتها بوصية من فاطمة بذلك الخ ،شرح الزرقانى على المواهب اللد نية ،ص١٩٧ /ج٣/ الفصل الثانى فى ذكر اولاده الكرام (مطبوعه دار المعرفة بيروت)

[3] اختلفوفى موضع دفنه فقيل فى قصر الامارة بالكوفة وقيل فى رحبة الكوفة الخ،تاريخ الخميس ص٣١٥ /ج٢/.

ردالمحتار[۱] میں نقل کیا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۹٦ھ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مدفن

سوال:-رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کے متصل اتر جانب جو اونچا مقام ہے مثل چبوترہ کے، سنا جاتا ہے، یہ کوئی مزار ہے، کہتے ہیں کہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے، حالانکہ مشہور سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار جنت البقیع میں ہونا سنا جاتا ہے، صحیح کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کے متعلق مورخین نے مختلف روایتیں نقل کی ہیں، شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب[۲] الی دیار المحبوب میں

---

[۱] قال فی شرح المجمع لمصنفه فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا غَسَلَتْهَا اُمّ اَيْمَنَ حَاضَنَتُهُ صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلّم وَرَضِيَ عَنْهَا الخ شامي زكريا ، ص ۹۰/ ج۳/ ونعمانيه ،ص ٥٦٦/ ج ۱/ باب صلوٰة الجنازة قبيل مطلب فى حديث كل سبب و نسب منقطع الاسببى ونسبى.

[۲] قبر حضرت فاطمہ زہراء بنت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بدانکہ در تعین موضع قبر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا وعلی اولادہا اخبار مختلفہ واقوال متنوعہ آمدہ (تا قول او) وحقیقت آنکہ بحکم وصیت آں مستور قباب عصمت ہیچ یکے را از امیر وفقیر از موت ودفن او خبر نکردند وبر نماز جنازہ او حاضر نیاوردند الاعلی مرتضی وچندی از اہل بیت او وہم در شب دفنش کردند سلام اللہ علیہا بعضے برانند کہ مرقد مطہرۃ او در بقیع است (جذب القلوب ص ۱۵۷/ باب دوازدہم) قبر حضرت فاطمہ زہراؓ فصل فی زیارۃ اہل البقیع ،مطبوعہ نول کشور لکھنؤ)

ترجمہ :حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا وعلی اولادہا کی قبر کی جگہ کے بارے میں اخبار مختلف اور اقوال متنوعہ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی وصیت کے مطابق حضرت علیؓ نے ان کی موت اور دفن کی کسی امیر وفقیر کو خبر نہیں کی اور ان کی نماز جنازہ پر بھی کسی کو جمع نہیں کیا، حضرت علیؓ نے خود اور اہل بیت میں سے چند حضرات کے ساتھ رات کے وقت دفن کر دیا، بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔

ص ۱۲۲/ پر یہ روایات ذکر کی ہیں، ایک روایت یہ بھی ہے کہ مسجد نبوی میں جو کہ حجرۂ فاطمہؓ کے نام سے موسوم ہے اصل یہ ہے کہ رات میں دفن کی گئیں اور ہر کسی کو عام طور پر تجہیز و تکفین و جنازہ میں شرکت کی نوبت نہیں آئی کیونکہ اپنی وصیت میں اس سے منع فرمایا تھا، بعض کہتے ہیں کہ آپ کو آپ کے حجرہ ہی میں دفن کیا گیا، پھر عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں اس حجرہ کو داخل مسجد کر دیا گیا، بعض کی رائے ہے کہ آپ کا مزار شریف جنت البقیع میں ہے، غنیۃ الناسک میں اہل بقیع کی تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ومشهد عباس ابن عبدالمطلب وفيه حسن بن علی عندرجلی العباس قيل وفاطمة الزهراء بجنبه وقيل فی مسجد ها بالبقيع بدار الاحزان وقيل فی بيتها فی مكان المحراب الخشب الذی خلف الحجرة الشريفة داخل مقصورتها ورجحه ابن جماعة وقيل غيره غنية، ص۳۰۷[1] تاریخ الخمیس، ص ۲۷۸[2] میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۵/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۲/۹/۵۷ھ

مقابلہ علی ومعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سوال:- کس وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ ہوئی تھی، اور کون حق پر تھا؟

---

[1] غنية الناسک ،ص۲۰۷-۲۰۸/(مطبوعه خيريه ميرٹھ)فصل فی زيارة اهل البقيع.

[2] تاريخ الخميس ص۱۹۶/ج۲/ ذكر زيارة النبی صلی اللّٰه عليه وسلّم وسائر المشاهد والمزارات بالمدينه (مطبوعه الفقير)

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد اکابر صحابہ اور ارباب حل وعقد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ملک شام پر گورنر تھے انکے کان میں یہ بات ڈالی گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سازش سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لیجئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فی الحال اس میں تامل کیا دووجہ سے اول یہ کہ قاتل کا صحیح علم نہیں، جب تک کہ شہادت شرعیہ سے ثبوت نہ ہو تو قصاص نہیں لیا جا سکتا، دوسرے یہ کہ اگر تمام خوارج اور باغیوں کو سزا دیجائے تو چونکہ یہ جماعت بہت بڑی ہے ان سب کو فی الحال سزا دینا دشوار ہے جب تک کہ اسلامی فوجیں جو کہ باہر گئی ہوئی تھیں واپس نہ آجائیں، ورنہ عام بدامنی پیدا ہو کر سخت فتنہ پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے، جس کا سنبھالنا سخت مشکل بلکہ قابو سے باہر ہوگا، اس جواب سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ یہ ٹال رہے ہیں، اور قصاص لینا نہیں چاہتے، شکایت کرنے والوں نے بھی یہی کہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قصاص بھی نہیں لیتے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اصل شکایت اور اس جواب پر شبہ قوی ہو گیا اور فرمایا کہ جب آپ میں اتنی قوت ہی نہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قصاص لے سکیں اور ظالم کو سزا دے سکیں تو آپ ملک اور خلافت کے دیگر انتظامات کیسے کریں گے، لہٰذا آپ خلافت کے مستحق نہیں، آپ دست بردار ہو جائیں، میں خلیفہ بنتا ہوں قصاص بھی لونگا اور انتظامات بھی کرونگا، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میرے ہاتھ پر بیعت ہوگئی اور مجھ کو خلیفہ تسلیم کر لیا گیا تو آپ خلیفہ نہیں بن سکتے، حدیث شریف میں ہے "اِذَا بُوْيِعَ لِخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوْا الْاٰخِرَ مِنْهُمَا رواه مسلم[1] مَنْ اَتَاكُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَشُقُّ عَصَاكُمْ

[1] مسلم شريف، ص ١٢٨/ج ٢/ (مطبوعه رشيديه دهلى) كتاب الامارة، باب اذا بويع لخليفتين

اَوْيُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ رواه مسلم [1]

یعنی جب ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرلیجائے اور پھر دوسرا شخص خلافت کا دعویدار بنے تو دوسرے کو قتل کردیں اس بناء پر حضرت علیؓ لڑائی کیلئے آمادہ ہوگئے اور بات بڑھ گئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی مقابلہ کیا، تاریخ ابن جریر[2] تاریخ الخمیس[3]، روضۃ الصفاء[4] وغیرہ کے بغور مطالعہ سے یہ خلاصہ حاصل ہوا، اس کے علاوہ جو اور بعض باتیں تاریخی کتب غیر معتبر میں فریقین کے متعلق درج ہیں، نہ وہ قابل ذکر ہیں نہ قابل اعتماد۔

اس مضمون سے یہ بھی ظاہر ہے، نیت ہر دو فریق کی صحیح تھی، فاسد نہ تھی، اور فی الجملہ حق وناحق ہونا بھی معلوم ہوسکتا ہے، اس سے زیادہ لکھنا خلاف ادب ہے۔[5]

امام اعظمؒ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا تو جواب میں فرمایا کہ اللہ پاک نے ہمارے ہاتھوں کو ان اکابر کے خون سے محفوظ رکھا (اس شکریہ میں) ہم زبانوں کو بھی ملوث نہیں کرتے[6] اس مختصر سوال میں آپ نے بڑی لمبی تاریخ پوچھی، خیر خدا نے مجھے بھی آسانی فرمائی

---

[1] مسلم شريف ص۱۲۸/ج۲/ باب حكم من فرق امر المسلمين الخ.

[2] ملاحظه هو تاريخ الامم والملوك لابن جرير الطبرى الجزء السادس ثم دخلت سنة سبع وثلاثين ذكر ما كان فيها من الا حداث وموداعة الحرب بين على ومعاوية

[3] تاريخ الخميس، ص ۳۰۸/ج۲/ ذكر خلافة على رضى الله عنه .

[4] روضة الصفاء ص۲۷۹/ج۲/ ذكر پيوستن على طغيان بمعاوية بن ابى سفيان وتحريض نمودن اوبرطلب خون عثمان وبيان حالات آن .

[5] واما كف الالسنة عن الطعن فيهم فان كلامنهم مجتهد وان كان على رضى الله عنه مصيباً فلايجوز الطعن فيهما والاسلم للمومنين ان لايخوضوا فى امرهما (مرقاة ص ۱۳۱/ج۱۰/ كتاب الفتن طبع امداديه ملتان، طيبى شرح مشكوة ص۶۷/ج۱۰/ رقم الحديث ص ۵۴۰۱/ طبع زكرياديوبند.

[6] اس مقولہ کی نسبت شرح فقہ اکبر میں امام شافعیؒ کی طرف اور طیبی ومرقاۃ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرف مذکور ہے۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کہ مختصر جواب بتلا دیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اشکالات

سوال:-(۱) کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں یزید کو خلیفہ مقرر کئے جانے کی کوشش کی اور کس حد تک؟

(۲) کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زر کثیر خرچ کر کے بہت آدمیوں کو یزید سے بیعت کے لئے آمادہ کیا؟

(۳) کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کسی موقع پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے سروں پر ننگی تلوار رکھوادیں اور حکم دیا کہ دوران تقریر جو شخص کلمۂ تصدیق وتکذیب نکالے گا اس کا سر قلم کر دیا جائے گا، اور اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی خلافت کا اعلان کیا؟

(۴) کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے اپنے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خلافت دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا، اگر کیا تو اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خلافت دینے میں کون امر مانع تھا؟

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ)

.... وقال الشافعي عليه الرحمة تلك دماء طهر الله ايدينا عنها فلانلوث السنتنا بها (شرح فقه اكبر ص٨٦/ مطبوعه مجتبائى دهلى، قبيل سب الشيخين وقتلهما ليس بكفر الخ،قال عمر بن عبد العزيز تلك دماء طهرالله ايدينا فلا نلوث السنتنا بها(طيبى شرح مشكوة ص٦٧/ج١٠/ رقم الحديث ص ٥۴٠١/ كتاب الفتن، طبع زكريا ديوبند، مرقاة ص ١٣١/ج١٠/ كتاب الفتن، بعض مايتعلق بمشاجرة على ومعاوية رضى الله عنهما،طبع امداديه ملتان.

(۵) کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اور باوجود منع کرنے کے وہ باز نہ آئے اور ہمیشہ موجودگی وعدم موجودگی حضرت علی رضی اللہ عنہ میں ایسا کرتے تھے۔

(٦) اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اوران کے ہمراہیوں کوایسا کہا تو ان کا یہ فعل کس حدتک درست سمجھا جاتا ہے (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ کے متعلق کچھ استفسار نہیں ہے)

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) نہیں (۲) نہیں (۳) نہیں (۴) نہیں

(۵) فحش گالیاں نہیں دیں، سخت کلامی ہوئی ہے[1]

(٦) خطأ اجتہادی تھی خواہش نفسانی نہ تھی[2]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، ان کی شان میں کوئی گستاخی کا کلمہ کہنا

---

[1] لابدمن حمل كلمة السب فى حديث الباب على ماقلنا من التخطئة والتغليط لاعلى معناه المعروف من الشتم والاقذاع والاهانة (تكملة فتح الملهم ص ۱۰۴/ج۵/ باب فضائل على رضى اللّه عنه، كتاب فضائل الصحابة، طبع اشرفيه ديوبند. تفصيل كے ملاحظه هو حضرت معاويهؓ اور تاريخى حقائق ص ۲۴/تا۱۰۸/مؤلفه مفتى محمد تقى عثمانى صاحب، وسيرالصحابهؓ ص ۲۱۱/ج۴/مؤلفه مولانامعين الدين ندوى نيز حضرت اميرمعاويهؓ اور مودودى صاحب كے الزامات ص ۴۰/مؤلفه مفتى محمودحسن صاحب.

[2] وماوقع بينهم من المنازعات والمحاربات فله محامل وتاويلات وبها مشه (قوله تاويلات)من الخطاء فى الاجتهاد وترك الاولىٰ وغيرهما. (شرح عقائد ،ص ۱٦۱)مبحث يجب الكف عن الطعن فى الصحابة. (مطبوعه ياسرنديم ديوبند)نبراس ص ۳۲۹/محاربات الصحابة واجبة التاويل، طبع امداديه ملتان،شرح فقه اكبرص ۷۸/مطبوعه رحيميه ديوبند، الصحابةمع طهارة قلوبهم كانوابشراًالخ.

جائز نہیں، اسی طرح کوئی برا گمان جوان کی شان کے خلاف ہو دل میں رکھنا درست نہیں[1]۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی ہے۔

"عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمِیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلّی اللّٰه علیه وسلّم اَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰه تعالیٰ عنه اَللّٰهُمَّ اِجْعَلْهُ هَادِیاً مَهْدِیاً وَاهْدِبِهٖ" رواه الترمذی مشکوٰة شریف، ص ٥٧٩ [2] قال فی الهامش بعد تحقیق الفاظ الروایة ولا ارتیاب ان دعائه صلی اللّٰه علیه وسلم مستجاب فمن کان هذا حاله کیف یرتاب فی حقه الخ

"وقال القاری فی شرح الفقه الاکبر، ص ٨٢ [3] فَقَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰه علیـه وسلّم لَاتَسُبُّوْا اَحَدًامِنْ اَصْحَابِیْ فَلَوْاَنَّ اَحَدَ کُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَااَدْرَکَ مُدَّاَحَدِهِمْ وَلَانَصِیْفَه۔

اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو مناقشات تھے ان کے متعلق جہاں تک ہو سکے محمل حسن نکالنا چاہئے، اگر کوئی محمل حسن سمجھ میں نہ آئے، تو پھر اس میں گفتگو کرنے اور ایک کو حق اور دوسرے کو ناحق کہنے کی ضرورت نہیں[4] کہ دار و مدار نجات کا اس پر نہیں ہے نہ اس کے ساتھ کچھ عمل کا تعلق

---

[1] فسبهم والطعن فیهم ان کان ممایخالف الادلة القطعیة فکفر کقذف عائشه والا فبدعة وفسق و بالجملة لم ینقل عن السلف المجتهدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویةؓ الخ . شرح عقائد ص ٦٢-١٦١ / مبحث یجب الکف عن الطعن فی الصحابة، (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[2] مشکوٰة شریف ص ٥٧٩ / باب جامع المناقب، الفصل الثانی (مطبوعه یاسرندیم دیوبند)

[3] شرح فقه اکبر ص ٨٢ / اختلاف اهل السنة فی تسمیة المعاویة باغیاً (مطبوعه رحیمیه دیوبند)

[4] ومما یوجب ایضاً الامساک عماشجرای وقع بینهم من الاختلاف والاضطراب صفحا عن اخبار المورخین (الی قوله) والواجب ایضاً علی کل من سمع شیئاً من ذلک یثبته فیه ولا ینسبه الی احدمنهم الخ (الصواعق المحرقة، ص ٢١٦ / فی بیان اعتقاد اهل السنة والجماعة فی الصحابة وفی قتال معاویةؓ وعلیؓ. (مطبوعه استنبول) شرح فقه اکبر ص ٨٥ / مطبوعه رحیمیه دیوبند.

ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کا فیصلہ ہوگا وہ ہر ایک کی پوری حقیقت سے خوب واقف ہیں، آپ سے اس کے متعلق سوال نہ[1] ہوگا، کہ ان میں سے کون حق پر تھے اور کون ناحق پر۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۱/۵۴ھ

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام

سوال:- جو شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی نہ مانے اور ان کی برائی کرے وہ شخص کیسا ہے، اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے یا نہیں؟ اور اگر صحابی تھے تو کس مرتبہ پر تھے، اور ان کے صحابی ہونے کی دلیل کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ابن صحابی ہیں، صحیح مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ میرے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر لاؤ؟[2] ترمذی شریف میں روایت ہے "اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی

---

[1] وسئل احمد عن امر علیؓ وعائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها فقال تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون (شرح فقه اکبر، ص ۸٦/) قبیل سب الشیخین، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[2] (اِبْن عَبَّاس) کُنْتُ اَلْعَبُ مَعَ الصِّبْیَانِ فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَیْتُ خَلْفَ بَابٍ فَجَاءَ فَحَطَأَنِیْ حَطْأَةً وَقَالَ اِذْهَبْ فَادْعُ لِیْ مُعَاوِیَةَ مسلم شریف ص ۳۲۵/ ج ۲/ کتاب البر والصلة، باب من لعنة النبیؐ اوسبه اودعا علیه الخ مطبوعه بلال دیوبند (جمع الفوائد، ص ۲٦۸/ ج ۳/ حدیث نمبر ۸۹۰۲/. (مطبوعه رحیمیه دیوبند، ص ۲۲۷/ ج ۲/ مناقب حارثة بن سراقة وقیس بن سعد بن عبادة الخ.

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمُعَاوِیَةَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیاً مَھْدِیًا وَاھْدِبِہٖ[1] "اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لئے دعا کرنا نیز ان کا مرتبہ بھی ثابت ہوگیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت عمیر ابن سعد کو حمص سے معزول کیا، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو والی بنایا بعض لوگوں میں ان کا تذکرہ ہوا، حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لَاتَذْکُرُوامُعَاوِیَةَ اِلَّابِخَیْرٍ فَاِنِّی سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قَالَ اَللّٰھُمَّ اھْدِبِہٖ" یعنی حضرت امیر معاویہ کا جب تذکرہ کرو خیر کے ساتھ کرو برائی کیساتھ ہرگز مت کرو، کیونکہ میں نے خود سنا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی ہے، یہ سب روایت جمع الفوائد[2] ص ۲۲۷/ ج ۲/ میں مذکور ہیں، جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہتا ہے وہ سخت وعید کا مستحق ہے" اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰہُ عَلیٰ شَرِّکُمْ اھ ترمذی شریف[3] لم ینقل عن السلف المجتھدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علیٰ معاویة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ واحزابہ اھ

---

[1] ترمذی شریف، ص ۲۲۴/ ج ۲/ مناقب معاویہؓ (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا اے اللہ اس کو ہادی، ہدایت یافتہ بنا، اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دے۔

[2] (ابوادریس الخولانی) لماعزل عمربن الخطاب عمیربن سعد عن حمص ولی معاویة فقال الناس عزل عمیراوولی معاویة فقال عمیرلاتذکروا الخ. (جمع الفوائد، ص ۲٦۷/ ج ۳) مناقب حارثة بن سراقة وقیس بن سعدالخ. ترمذی شریف ص ۲۲۵/ ج ۲/ ابواب المناقب، مناقب معاویہ ابن سفیان رضی اللّٰہ عنھما، طبع رشیدیہ.

[3] ترمذی شریف، ص ۲۲۵/ ج ۲/ فی من سب اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ:- جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو برا کہتے ہیں تو کہو اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔

شرح عقائد[1]، ص ١٦٢/ شخص مذکور فی السوال کی امامت مکروہ ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٥/٢/ ۵۷ھ

الجواب صحیح عبداللطیف

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ //

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیویاں

سوال: -حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیک وقت کتنی بیویاں تھیں، اور حضرت مذکور نے اپنی حیات میں کل کتنی شادیاں ونکاح کئے، کتنی بیویوں کو طلاق دی، کتنی نے زوجیت میں انتقال فرمایا؟ شہادت کے وقت کتنی ازواج تھیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ازواج کے متعلق اتنا معلوم ہے کہ ایک کا نام شہربانو، دوسری کا نام لیلیٰ، تیسری کا نام رباب، چوتھی کا نام اُم اسحاق تھا، وقت شہادت دو بیویاں ساتھ تھیں، ایک شہربانو اور دوسری کا نام تحریر نہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے فتاویٰ عزیزی میں یہ تفصیل لکھ کر فرمایا ہے کہ ''وحال دیگر ازواج معلوم نیست کہ دراں

---

[1] شرح عقائد، ص ١٦٢/ مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ :-حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے احزاب پر لعنت کا جواز سلف مجتہدین اور علماء صالحین سے نقل نہیں کیا گیا۔

[2] ویکرہ امامة عبدو اعرابی و فاسق قوله وفاسق من الفسق هو الخروج عن الاستقامة الی قوله بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم شامی زکریا ، ص٢٩٨/ ج٢ /باب الامامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام. البحر الرائق ، ٣۴٩/ج ١/ باب الامامة، طحطاوی ص ٢۴۴/ مصری، فصل فی بیان الاحق بالامامة،

وقت زندہ بودند یا مردہ الخ[1]

کل کتنی عورتوں سے نکاح کیا، پھر کس کس کو طلاق دی یا نہیں؟ اور کس کس کا ان کے سامنے انتقال ہوا، یہ سب تفصیل معلوم نہیں، اتنا طے شدہ مسئلہ ہے کہ ایک وقت میں چار بیویوں تک اجازت ہے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند

حضرت حسینؓ نے کیا بچپن میں کوئی وعدہ کیا تھا

سوال:- حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کیا بچپن میں کچھ وعدہ کیا تھا؟ لوگ یہ شعر پڑھا کرتے ہیں:

آئی ندا یہ غیب سے بس ہاتھ تھام لو
بچپن میں جو وعدہ کیا تھا وفا کرو

آیا وہ کونسا وعدہ تھا؟

---

[1] ونام مادر امام زین العابدین شہر بانو ملقب بہ شاہ زنان دختر یزدجرد بن خسرو بن پرویز بن ہرمز بن نوشیروان است ونام مادر علی اکبر لیلیٰ دختر ابی مرہ ابن عروہ مسعود کہ سردار بنی ثقیف بود ونام مادر پسر سوم کہ شیرخوارہ بودند بیاد نیست الخ (فتاویٰ عزیزی، ص ۸۸-۸۹، ج ۱، مکتوب در حال ہمراہیان حضرت حسینؓ (مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

[2] فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ الایۃ سورۂ نساء آیت ۳/

ترجمہ:- عورتوں سے جو تم کو پسند ہو نکاح کرلو دو، دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے (از بیان القرآن)

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بچپن میں کس سے وعدہ فرمایا تھا مجھے معلوم نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فضیلت یزید پر

سوال: -ایک شخص حافظ عالم ہونے کے باوجود سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یزید بن معاویہؓ کو ترجیح دیتا ہے، ایسے شخص کی اقتداء کیسی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کس بات میں ترجیح دیتا ہے، اگر نسب کی فضیلت یا اعمال صالحہ واخلاق فاضلہ میں ترجیح دیتا ہے تو یہ ترجیح غلط ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے جنتی بلکہ نوجوان جنتیوں کے سردار ہونے کی فضیلت حدیث شریف میں موجود ہے، خطبہ میں بھی وہ روایت موجود ہے "سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ"[1] ایسی فضیلت یزید کے لئے کہیں موجود نہیں، اور پھر یزید صحابی نہیں[2] تمام امت کا اجماع اس پر ہے، اگر اس امام حافظ کا مقصد ایسا ہے کہ جو کہ

---

[1] عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْن سَیِّدَاشَبَابِ اَهْل الْجَنَّة (ترمذی شریف، ص۲۱۸/ج۲/ابواب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن والحسینؓ) (مطبوعه رشیدیه دهلی) مشکوة ص ۵۷۱/ باب مناقب اهل البیت، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: -حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک نقل فرمایا ہے، حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں۔

[2] وکان مولده (ای یزید بن معاویة) سنة ست وعشرین الخ البدایه والنهایه جلد چهارم ص ۱۳۹/ جز۸/ (مطبوعه تجاریه مکه مکرمه) یزید بن معاویة وماجری فی ایامه،

جمہور امت کے خلاف ہے تو اس کو اپنی اصلاح لازم ہے ورنہ مقتدیٰ اور امام بننے کے لائق نہیں ہوگا، اور اگر کسی اور بات میں ترجیح دیتا ہے، تو بغیر معلوم ہوئے کیا حکم لکھا جائے، اسی سے تفصیل دریافت کر لی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

محاربہ حسینؓ و یزید

سوال: - حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اس میں حضرت حسینؓ کی قرآن وحدیث کی انحرافی ہوتی ہے، یا نہیں، آیت "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ" بیعت کے معنی ہیں کہ حاکم وقت کی حکومت تسلیم کی جائے، یا کچھ اور حاکم وقت خواہ کسی قوم و مذہب کا ہو اور اس کے افعال جس طرح کے ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ مستحق خلافت نہیں تھا اور اس کی حکومت مستقر نہیں ہوئی تھی، اسی وجہ سے اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی[۱]، اگر ان کے نزدیک اس کی خلافت مستقر ہو جاتی اور بیعت کر کے پھر خلاف کرتے تو آیت کی مخالفت ہوتی۔

---

[۱] المنتظم ص ۳۲۳/ ج۵/ باب ذکر بیعة یزید مکتبه الباز مكة المكرمة، البداية والنهاية ص ۱۴۲/ ج۸/ قصة الحسين بن علي وسبب خروجه من مكة، طبع مكتبه تجارية مكة المكرمة،

وہنوز اہل مدینہ واہل مکہ واہل کوفہ بہ تسلط یزید پلید راضی نہ شدہ بودند ومثل حضرت حسین وعبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر وعبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیعت نکردہ فتاویٰ عزیزی، ج۱/ ص ۳۵/ (مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

ترجمہ: - اور ابھی اہل مدینہ اور اہل مکہ واہل کوفہ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہیں تھے، اور حضرت حسین عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے حضرات نے بیعت نہیں کی تھی۔

استقرار خلافت اور اہلیت خلافت کی شرائط میں تفصیل ہے، نہ آپ نے دریافت کی نہ مجھے لکھنے کی ضرورت، اسی طرح اطاعت اولی الامر کا مسئلہ بھی بہت مبسوط ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا معاملہ

سوال:- یزید کے اشارے سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ معرکہ کربلا پیش آیا، اس کے بارے میں اہل سنت کا کیا خیال ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس معاملہ میں یزید کی روش حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ان کے شان کے خلاف اور توہین آمیز رہی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۲۴/۱/۸۸ھ

کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ باغی تھے

سوال:- زید کا کہنا ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عربی تھے، اور کوفے کے رہنے

---

[1] والحق ان رضی یزید بقتل الحسین واستبشاره بذلک اهانة اهل بیت النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم مما تواتر معناه وان کان تفاصیلها آحاداً والحق بعد نقله الاتفاق لیس فی محله مع ان الرضی بقتل الحسین لیس بکفر لما سبق من ان قتله لایوجب الخروج عن الایمان بل هو فسق وخروج عن الطاعة الی العصیان الخ شرح فقه اکبر ص ۸۸، واختلف فی اکفار یزید، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

والے نہیں تھے، محض مہمان ومسافر ومدعو کئے ہوئے پہنچے، جب یزید کے حاکم مثلاً کوتوال شہرابن زیادہ خولی وغیرہ نے یزید کی بیعت کرنے پر مجبور کیا اور فرمان دکھلایا تو اس پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو مدعو مہمان تھا، مجھ کو اپنے وطن جانے دو، تو ایسے وقت میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو حاکم وقت کا حکم ماننا ضروری تھا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں مجتہد تھے، جب وہ یزید کی بیعت کو ناجائز سمجھتے تھے، تو ان کا بیعت کرنا درست نہیں تھا، یزید کو حق نہیں تھا کہ وہ انکو مجبور کرتا کہ اپنے اجتہاد کے خلاف بیعت کریں بلکہ ایسی حالت میں اسکو چاہئے تھا کہ خلافت سے معزول ہوکر اہل اسلام کو اختیار دیدیتا کہ جس کو چاہیں خلیفہ تسلیم کرلیں اس میں نہ کوئی فتنہ ہوتا نہ قتل وخونریزی کی نوبت آتی جیسا کہ اس فتنہ اور کشت وخون کے خیال سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے دست بردار ہوگئے تھے[1] حالانکہ یزید کو انکے ساتھ فضائل اور مناقب کے لحاظ سے کوئی نسبت ہی نہیں تھی، حاکم وقت کو حق نہیں ہوتا، کہ مجتہد کو خلاف اجتہاد کرنے پر مجبور کرے اور ایسی حالت میں مجتہد کو اطاعت درست نہیں "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِی مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ الحدیث مشکوٰۃ[2]

[1] وقدمدحه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی صنیعه وهو ترکهالدنیا الفانیة ورغبته فی الآخرة الباقیة وحقنه دماء هذه الامة فنزل عن الخلافة وجعل الملک بیدمعاویة حتی تجتمع الکلمة علی امیر واحدٍ (البدایةوالنهایة ص ١٦ /ج۴/ الجزء الثامن، خلافة الحسن بن علی رضی اللّٰه عنه، طبع مکتبه تجاریه مکة المکرمة، المنتظم ص ١٨۴/ج۵/ سنة احدی واربعین، مکتبه دارالباز مکة المکرمة، الکامل فی التاریخ ص ۴٠۴/ج٣/ سنة احدی واربعین، دارصادر بیروت،

[2] مشکوٰة شریف ص ٣٢١/ کتاب القضاء والامارة، الفصل الثانی (مطبوعه یاسرندیم اینڈ کمپنی دیوبند)

ترجمہ: خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

اسلئے ان کو باغی کہنا بھی درست نہیں۔ (کذافی شرح الفقہ الاکبر[1]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا حضرت حسینؓ کا انتقام محمد بن الحنفیہؒ نے لیا

سوال:-محمد بن الحنفیہؒ نے بعد شہادت امام حسینؓ کے جو انتقام لیا ہے، آپ بھی اس میں شریک تھے، یہ بات صاف طور پر تحریر فرمادیجئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفرؓ ہے، جنگ یمامہ میں ان کی والدہ گرفتار کر کے لائی گئی تھیں، اور مال غنیمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں، کذافی تحفۂ اثنا عشریہ، ص۳۴۳[2] محمد بن حنفیہؒ بھی حضرت امام حسینؓ کے قتل کے بعد انتقام کیلئے آئے تھے۔ کذافی روضة الصفاء ص ٨٦/ ج ٣ /[3]

فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] واما ماتفوّہ بعض الجهلة من ان الحسين كان باغياً فباطل عند اهل السنة والجماعة ولعل هذا من هذيانان الخوارج عن الحادة الخ شرح فقه اكبر ص٨٧/قتل غير الانبياء كبيرة الخ مطبوعه رحيميه ديوبند.

[2] ومحمد الاكبر امه خولة بنت اياس بن جعفر الحنفية ذكره الدارقطني وغيره (الىٰ قوله) وقيل بل كانت امه من سبى اليما مة فصارت الى على وانها كانت امة لبنى حنفية سندية سوداء ولم تكن من انفسهم وقيل ان ابابكر اعطى عليا حنفية ام محمد من سبى بنى حنفية اخرجه السمان (تاريخ الخميس ،٦ ١ ٣/ ج٢/ تحفۂ اثنا عشريه اردو ص ٤٠٠/باب ٩/ مسائل نكاح) مطبوعه مجاهد ملت ديوبند .

[3] روضة الصفاء جلد سوم، ٦٩/ ذكراتفاق اميرالمومنين برطلب خون.

جنگ یزید و حسین رضی اللہ عنہ کا محمل

سوال:- یزید اور شریکان قتل امام حسین فاسق وفاجر ہیں یا نہیں؟ کربلا کی جنگ کو حق وباطل کی جنگ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فاسق ہونے کی تشریح شرح عقائد وغیرہ[1] میں ہے، ظالم کے تسلط سے مخلوق کو بچانے کے لئے حضرت حسینؓ نے جنگ کی ہے، جیسا کہ فتاویٰ عزیزیہ[2] اور تحفۂ اثنا عشریہ[3] میں ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وانما اختلفوا فی یزید ومعاویة حتی ذکر فی الخلاصة وغیرها انه لاینبغی اللعن علیه وبعضهم اطلق اللعن لماانه کفر حین امر بقتل الحسین وفی هامشه انه ای یرید شرب الخبر و امر بالملاهی والغناء ومنع الحق علیٰ اهله وفسق فی دینه ،شرح عقائد ، ص ۱۶۲/(مطبوعه یاسرندیم دیوبند) مبحث یجب الکف عن الطعن فی الصحابة)

[2] خروج حضرت امام حسین علیه السلام بنا بردعویٰ خلافت راشده پیغامبر که بمرور سی سال منقضی گشت نبودبلکه بنابرتخلیص رعایا از دست ظالم بود واعانة المظلوم علی الظالم من الواجبات.(فتاویٰ عزیزی ،ص ۳۴/ج ۱/(مطبوعه رحیمیه دیوبند) (غلط بودن دعوئے نواصب)

ترجمہ:- حضرت امام حسین علیہ السلام کا خروج حضرت پیغمبر علیہ السلام کی خلافت راشدہ کے دعویٰ کی بناپر نہیں تھا اسلئے کہ وہ تیس سال گزرنے سے ختم ہوچکی تھی، بلکہ رعایا کو ظالم کے سے ہاتھ نکالنے کیلئے تھا، اور ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد کرنا واجبات میں سے ہے۔

[3] تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت ص ۱۷۵ طبع سہیل اکیڈمی لاہور، تحفۂ اثنا عشریہ مترجم، ص ۴۲۷/ساتواں باب امامت میں مطبوعہ مجاہد ملت دیوبند۔

حضرت حسینؓ کی شہادت پر عیسائی کا اشکال

سوال:- ایک معترض عیسائی کہتا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لیکر تا امام مذکور پروردگار عالم نے امانۃً محفوظ رکھ کر بعد میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی، تو اس میں یزید پلید کا کیا قصور ہوا، آخر کار وہ شہادت جوازل میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے مخصوص ہو چکی تھی، کسی نہ کسی سے وقوع میں ضرور آتی معترض کو آیت "ومن یقتل مؤمناً الخ" سے اگر جواب دیا گیا تو منظور نہیں کیا اس کا عقلی ونقلی جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس عیسائی کے منہ پر کوئی شخص نجاست میں بھرا ہوا جوتہ زور سے مارے تو اس کو غصہ تو نہیں آئے گا، اور اس مارنے والے کو تو کچھ برا نہیں کہے گا، کیونکہ تقدیر میں لکھا ہوا تھا کہ منہ پر جوتہ لگے گا وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ سے تو لگتا ہی۔

عیسائی اس بات کے قائل ہیں، کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی اور ان پر ظلم کیا[1] اس وجہ سے یہودیوں سے بغض رکھتے ہیں تو وہ لوگ کیوں بغض رکھتے ہیں، یہ تو پیش آنا ہی تھا، تقدیر میں لکھا ہوا تھا، تقدیر میں لکھا ہوا ہونے سے اختیار سلب نہیں ہوتا،[2] ورنہ تمام مجرم دنیا اور آخرت میں چھوٹ جائیں کسی کو سزا نہ ملے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] زعم الیھود ومن وافقھم من النصاری انہ قتل وصلب، مختصر تفسیر ابن کثیر ص ٤٥٥/ ج ١/ سورہ النساء تحت آیت ١٥٧/ مطبوعہ دارالقرآن الکریم بیروت.

[2] لان القضاء لایسلب القدرۃ والاختیار عن العبدالخ. بدائع الکلام فی بیان عقائد الاسلام، ص ١٣٧/ التقدیر المبرم والمعلق، مکتبہ فقیہ الامت دیوبند.

حضرت حسینؓ کی شہادت اللہ کیلئے ہوئی یا امت کے لئے

سوال:-حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت امت کے لئے ہوئی یا اللہ کے لئے لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے امت کی خاطر جان دیدی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ایک ظالم کے ظلم سے امت کو بچانے کے لئے ہوئی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نعش کو روندا گیا

سوال:-کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں برہنہ کردیا گیا تھا، اور آپ کی لاش مبارک کو گھوڑوں سے روندا گیا اور قیمہ کردیا گیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا میں برہنہ کر کے آپ کی نعش مبارک کو گھوڑوں

---

[1] خروج حضرت امام حسین علیہ السلام بنا بر دعوی خلافت راشدہ پیغامبر کے بمرور سی سال منقضی گشت نبود بلکہ بنا بر تخلیص رعایا از دست ظالم بود واعانت المظلوم علی الظالم من الواجبات (فتاویٰ عزیزی ص۳۴/ج۱) (مطبوعہ رحیمیہ دیوبند) کیفیت خروج امام حسین برائے اعانت اہل کوفہ)

ترجمہ :-حضرت امام حسین علیہ السلام کا خروج حضرت پیغمبر علیہ السلام کی خلافت راشدہ کے دعویٰ کی بنا پر نہیں تھا اس لئے کہ وہ تیس سال گذرنے سے ختم ہوچکی تھی، بلکہ رعایا کو ظالم کے ہاتھ سے نکالنے کے لئے تھا، اور ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد کرنا واجبات میں سے ہے۔

سے روندا اور قیمہ بنایا گیا تھا یا نہیں؟ مجھے اس کی تحقیق نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدفن

سوال: - حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک کس جگہ مدفون ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

معلوم نہیں، کتب تاریخ روضۃ الصفاء وغیرہ میں مختلف روایتیں ہیں[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کا مدفن

سوال: - کتب شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ میں پڑھنے کے لئے کون کتاب معتبر اور

---

[۱] فطعنه بالرمح فوقع ثم نزل فذبحه وحزرأسه ثم دفع رأسه الیٰ خولی بن یزید، ثم امر عمر بن سعدؓ ان یوطا الحسن بالخیل الی قوله ولایصح ذلک والله اعلم(البدایة) الخ البدایة والنهایة، ص۱۷۷/۱۷۸/ج۴/جزء۸/ صفة مقتله ای الحسینؓ الخ (مطبوعه المکتبه التجاریة مکه مکرمه) اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ مبالغہ آمیز حکایات تحقیق کی روشنی میں صحیح نہیں۔

[۲] روضة الصفاء ص۵۸-۵۹/ج ۳/ ذکر مقتل آن سرور وابرار برسبیل ایجاز واختصار وذکر توجه عمروبن سعد به کوفه وبردن اهل بیت رابا خودوارسال ابن زیادایشان رابد مشق نزدیزید.

"فالمشهور عند اهل التاریخ واهل السیرانه بعث به ابن زیاد الی یزید بن معاویة ومن الناس من انکر ذلک وعندی ان الاول اشهر فالله اعلم ثم اختلفوابعد ذلک فی المکان الذی دفن فیه الراس فروی محمد بن سعد ان یزید بعث براس الحسین الیٰ عمروبن سعد نائب المدینة فد فنه عند امه بالبقیع الخ"(البدایة والنهایة ص ۱۹۶/۴، جزء۸) اما رأس الحسینؓ، مطبوعه تجاریه مکه مکرمه)

مستند ہے کیونکہ جتنی بھی کتابیں پڑھیں سب کی روایات علیحدہ علیحدہ ہیں اور سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کس جگہ دفن ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

فتح الباری زیادہ معتبر ہے، سر مبارک مدینہ طیبہ میں ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت حسینؓ کا سر اور حضرت حمزہؓ کہاں مدفون ہیں؟

سوال:- مولوی امجد علی رضوی کی کتاب ''بہار شریعت'' مسئلہ رابعہ ص ۱۷۳ میں ہے کہ سرِ مبارک حضرت امام حسینؓ اور مزار سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیع میں ہیں؟ میں سنا کرتا ہوں کہ سر مبارک حضرت امام حسین کا مدینہ منورہ میں آنا ثابت نہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار احد میں ہے، اب جو ثابت ہو اور صحیح ہو ارشاد فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار احد میں[2] ہے **کذا فی الغنیة** ص ۲۰۸ / اور حضرت امام

---

[1] روضة الصفاء، ص ۵۸-۵۹ / ج ۳ / ذکر مقتل آں سرور وابرار برسبیل ایجاز واختصار وذکر توجه عمروبن سعدیه کوفه وبردن اهل بیت رابا خودوارسال ابن زیادایشاں رابد مشق نزدیزید.
''فالمشهور عند اهل التاریخ واهل السیر انه بعث به ابن زیاد الی یزید بن معاویة ومن الناس من انکرذلک وعندی ان الاول اشهر فالله اعلم ثم اختلفوا بعد ذلک فی المکان الذی دفن فیه الراس فروی محمد بن سعد ان یزید بعث براس الحسین الیٰ عمروبن سعد نائب المدینة فد فنه عند امه بالبقیع الخ'' (البداية والنهاية، ص ۱۹۶ / ج ۴ / جز ۸) (اما رأس الحسینؓ، مطبوعه تجاریه مکه مکرمه)

[2] ویستحب ان یزورشهداء احد (الی قوله) والاولی ابتدؤه بمشهد سید الشهداء حمزة رضی الله عنه الخ غنیة الناسک، ص ۲۰۸ / فصل فی زیارة الشهداء، مطبوعه کراچی)

حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا ہے۔

ونیز روایت کردہ اند کہ یزید بن معاویہ سر مبارک حضرت امام المومنین حسین بن امیر المومنین علی مرتضی را پیش عمرو بن سعید کہ از جانب آں بدبخت عامل مدینہ منورہ بود فرستادہ ووے تکفین کرد در بقیع نزدیک بقبر ام او فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہ وعلیہا دفن کرد بعضے محدثان آوردند کہ سر مبارک آنحضرت را بعد از ہلاک یزید در خزانۂ اویافتند تکفین کردہ ہم در دمشق نزد باب الفرادیس دفن نمودند وقولے دیگر نیز دریں باب آمدہ واللہ اعلم بحقیقتہ جذب القلوب[1]، ص ١٦٤/ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

حضرت ابوایوب انصاریؓ کی وفات، مدفن اور نماز جنازہ کی تحقیق

سوال:- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال کس سن میں اور کہاں ہوا؟ نیز ان کے جنازہ کی نماز کس نے پڑھائی تھی؟

---

[1] "جزب القلوب ص ١٦٢ / مطبوعہ منشی نول کشور، قبر فاطمۃ الزہراء"

ترجمہ: فارسی عبارت، یزید بن معاویہؓ نے حضرت امام المومنین حسین بن امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عمرو بن سعید کے پاس بھیجا جو اس بدبخت کی طرف سے مدینہ منورہ کا عامل تھا، اس نے کفن دیکر جنت البقیع میں ان کی والدہ فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہ وعلیہا کی قبر مبارک کے پاس دفن کر دیا، اور بعض محدثین نے بیان کیا کہ آنحضرت کا سر مبارک یزید کی ہلاکت کے بعد لوگوں نے اس کے خزانہ میں پایا اور کفن دیکر دمشق میں باب الفرادیس کے قریب دفن کر دیا دوسرا قول بھی اس باب میں ہے۔ واللہ اعلم بحقیقتہ.

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت ابوایوب انصاریؓ کے انتقال کے متعلق الاصابہ[1] الاستیعاب[2] تاریخ الخلفاء[3]، اور اکمال[4] وغیرہ میں ہے کہ قسطنطنیہ کے جہاد کے لئے جاتے ہوئے ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں ہوا، وہاں یہ مدفون ہیں، جنازہ کی نماز کس نے پڑھائی اس کی تصریح نہیں دیکھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۳/۹۶ھ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات

سوال: - حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا کس حال میں وصال ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ملک شام میں ۲۰ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مشتاق تھے، بلکہ

---

[1] لزم ابو ایوب الجهاد بعد النبی ﷺ الی ان توفی فی غزاة القسطنطنية سنة خمسين وقيل احدی وقيل اثنتين وخمسين وهو الاكثر الخ، الاصابة ص ۴۰۵/ ج ۱/ حرف الخاء مطبوعه دارالفكر بيروت.

[2] الاستيعاب علی هامش الاصابة، ص ۴۰۴/ ج ۱/ حرف الخاء مطبوعه دارالفكر بيروت.

[3] تاريخ الخلفاء، ص ۱۴۳/ قبيل يزيد بن معاوية ابوخالد الاموی، مطبوعه مجتبائی دهلی.
تهذيب الكمال ص ۳۵۰/ تا ۳۵۲/ ج ۵/ باب الخاء من اسمه الخالد، المكتبة التجارية المكة المكرمة،

[4] ابوايوب الانصاری خالد بن زيد الانصاری الخزرجی وكان مع علیؓ بن ابی طالب فی حروبه كلها ومات بالقسطنطنية مرابطاً سنة احدی وخمسين وكان ذلک مع يزيد بن معاوية لما غزاه ابوه القسطنطنية خرج معه فمرض فلما ثقل قال لاصحابه اذا أنامتّ فاحملو نی فاذا صاففتم العد وفاد فنونی تحت اقدامكم الخ (الاكمال فی اسماء الرجال لصاحب المشكوٰة، ص ۵۸۶/ مطبوعه ياسرنديم ديوبند، مع المشكوٰة.

بیتاب تھے۔ کذا فی مرأۃ الجنان[1]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اصحاب صفہ کون تھے؟

سوال:۔ اصحاب صفہ کون تھے اور اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصحاب صفہ فقراء صحابہ کی ایک جماعت تھی، جن کا گھر اور اہل وعیال کچھ نہیں تھا، یہ کچھ کاروبار اور تجارت وغیرہ بھی نہیں کرتے تھے، محض توکل پر ان کا گزارہ تھا۔

مسجد مدینہ میں ایک جگہ سایہ دار تھی وہاں یہ حضرات رہتے تھے، ان کی تعداد اکثر ستر ہوتی تھی، کبھی کچھ کم زیادہ بھی ہوجاتی تھی۔ کذا فی مجمع البحار، ص۲۵۲، ج ۲[2])

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فیھا (ای سنة عشرین) توفی بلال بن حمامة الحبشی موذن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بدار یامن بلاد الشام (الیٰ قولہ) ولما حضرتہ الوفاة کانت امرأتہ تقول واحزناہ وھو یقول واطرباہ غداً نلقی الا حبة محمدًاوحزبہ (مرأة الجنان، ص ۷۵-۷۶، ج ۱، مطبوعہ بیروت)

"البدایہ والنہایہ، ج ۴، ص ۹۷، الجزء السابع، بلال بن ابی رباح الحبشی الخ، مطبوعہ تجاریة مکہ مکرمة، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج ۳، ص ۱۸۸، بلال بن رباح، باب الباء من اسمہ بلال، مطبوعہ دار الفکر بیروت" (سیر اعلام النبلاء ص ۲۱۶/۳، بلال بن رباح، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولیٰ ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء)

[2] واھل الصفہ فقراء المھاجرین ومن لم یکن لہ منھم منزل یسکنہ فکانوا یاوون الیٰ موضع مظلل فی مسجد المدینہ، ک، وھو بضم صاد وتشدیدفاء وھم زھادمن الصحابة فقرا غرباء وکانوا سبعین ویقلون حینا ویکثرون، ج، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سب سے اوّل شہید

سوال:-قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں سب سے پہلے کون شہید ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ بنت خیاط کذا فی اسد الغابہ،ص ۴۸۱/ج ۵/[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بچے کے انتقال پر اہلیہ کا اپنے شوہر کو مطلع نہ کرنا

سوال:- وہ کونسے صحابی تھے اور ان کی بیوی کا کیا نام تھا کہ جن کے لڑکے کا انتقال ہو چکا تھا اور بیوی نے فرمایا شوہر سے کہ بچہ بالکل اچھا ہے اور بیوی نے زینت بھی کی تھی، جس کی وجہ سے شوہر (صحابیؓ) نے شب میں بیوی سے صحبت بھی کی تھی، اس وقت بیوی نے فرمایا کہ صاحبزادہ کا انتقال ہوگیا ہے، صبر کیجئے اس کی امانت تھی لے لی، اور اتنی دیر تک میت کا پڑا رہنا اور اس صورت میں صبر دلانے کی کیا وجہ تھی؟ اور یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ یسکنون صفة المسجد لامسکن لهم ولا مال ولا ولد وکانوا متوکلین الخ مجمع البحار ص ۳۳۴/ ج۳/ مطبوعه دارالایمان المدینة المنوره، تحت الباب الصاد مع الفاء، تحت حرف (صفف) مرقات ص ۲۳۳/ ج۴/ (مطبوعه نوریه دیوبند) کتاب فضائل القرآن الفصل الاول)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] (سمیة) ام عمار بن یاسر وهی سمیة بنت خیاط (الی قوله) وروی ان ابا جهل طعنها فی قبلها بحربة فی یده فقتلها فهی اول شهید فی الاسلام، اسدالغابة فی معرفة الصحابة لابن الاثیر ص ۱۵۲/ج ۶/ حرف السین، سمیة ام عمارؓ، مطبوعه دارالفکر)

شریف کا ہے، یا بعد میں ایسا ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ صحابی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے، انکی بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں جو کہ حضرت انسؓ کی والدہ تھیں، اور اس بچے کا نام ابوعمیر تھا، حضرت ابوطلحہؓ روزہ سے تھے، شام کے وقت جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یا کسی اور جگہ تشریف لے گئے تھے، بچے کا انتقال ہوگیا، ان کو اپنے بچہ سے محبت بہت تھی، والدہ کو اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے ابھی ظاہر کردیا تو ان کو رنج بہت ہوگا، اس لئے کھانا کھلا کر صحبت وغیرہ سے فارغ ہو کر صبح کو نماز کے وقت بتلایا، رات میں بتلانے سے بجز پریشانی کے اضافہ کے کچھ نتیجہ نہیں تھا، بلکہ خود ہی غسل دے کر کفن پہنا کر رکھ دیا تھا۔ (کذا فی فتح الباری، ص ۱۳۶/ ج ۳[1] حکایات صحابہ[2] ص ۱۰۵/ میں بھی یہ واقعہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور نے تحریر فرمایا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۳/ شعبان ۶۱/۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ شعبان ۶۱/۷ھ

---

[1] عن عبداللّٰہ بن ابی طلحة انه سمع انس بن مالک رضی اللّٰہ عنه یقول: اشتکی ابن لابی طلحة قال: فمات وابو طلحة خارج فلما رات امراته انه قدمات هیات شیأ ونحتّه فی جانب البیت فلما جاء ابو طلحة قال کیف الغلام؟ قالت: قد هدأت نفسه وارجوان یکون قد استراح وظن ابو طلحة انها صادقة قال: فبات فلما اصبح اغتسل فلما اراد ان یخرج اعلمته انه قدمات الحدیث الخ (فتح الباری، ص ۱۳۶/ ج۳/ مختصرا (مطبوعه مصری) مطبوعه نزار مصطفیٰ الباز المکة المکرمة، ج۳/ص ۱۵۹/ کتاب الجنائز، باب من لم یظهر حزنه عند المصیبة.

[2] فضائل اعمال دسواں باب، ص ۱۱۸/ حکایت نمبر ۸/ مطبوعه دار الاشاعت دهلی.

مہاجرین کی شادی کا طریقہ انصار کی بیویوں کے ساتھ

سوال:- مکہ مکرمہ سے مہاجرین کا قافلہ جب مدینہ منورہ پہنچا تو انصار نے اپنی بیویوں کو مہاجرین کے حوالہ کردیا تو اس صورت میں نکاح کی کیا صورت تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ غلط ہے کہ انصار نے اپنی بیویوں کو مہاجرین کے حوالہ کردیا، بعض نے یہ کہا تھا، کہ تم کو حضور ﷺ نے میرا بھائی بنادیا ہے، اگر باپ مرجاتا ہے اور دو بھائی ہوتے تو دونوں ترکہ برابر برابر تقسیم کرلیتے، اب تم میرے بھائی ہو لہٰذا تم میرا آدھا مال لے لو، اور میرے پاس دو بیویاں ہیں ایک کو میں طلاق دے دونگا، عدت گزرنے پر تم اس سے نکاح کرلینا، اس پر ان مہاجرین نے ان کی محبت کا شکریہ ادا کیا، اور کہد یا کہ تمہارا مال بھی تمہیں مبارک ہو اور تمہاری بیویاں بھی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو وسعت فرمائی اور انہوں نے شادی کی[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۰/۵/۱۴ھ

---

[1] اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَمَّاقَدِمُوْاالْمَدِيْنَةَ اٰخٰى رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ بَيْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَسَعْدِ ابْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّىْ اَكْثَرُالْاَنْصَارِ مَالاً فَاَقْسِمُ مَالِىْ نِصْفَيْنِ وَلِىْ اِمْرَأَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبَهمَا اِلَيْکَ فَسَمِهَا لِىْ اُطَلِّقُهَا فَاِذَا اَنْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَکَ اللّٰهُ فِىْ اَهْلِکَ وَمَالِکَ اَيْنَ سُوْقُكُمْ فَدَلُّوْهُ عَلٰى سُوْقِ بَنِىْ قَيْنُقَاعُ فَمَا انْقَلَبَ اِلَّاوَمَعَهُ فَضْلٌ مِنَ اقط وَسَمْنٍ ثُمَّ تَابَعَ الْغَد وَّثُمَّ جَاءَ يَوْماً وَبِهٖ اَثْرُصُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ، الحديث بخارى شريف، ص ۵۳۳/ج ۱/(مطبوعه اشرفى ديوبند) كتاب مناقب الانصارباب اخاء النبى صلى الله عليه وسلم بين المهاجرين والانصار. رقم الحديث، ۳۶۴۳.

ترجمہ:- حضرت ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جب مہاجرین صحابہ مدینہ تشریف لائے تو حضرت نبی کریم ﷺ نے...... (باقی حاشہ اگلے صفحہ پر)

ابولہب کے بیٹوں کے نام

سوال:-ابولہب کے لڑکے کا کیا نام تھا،جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی منسوب تھیں،اوراس نے بعد میں طلاق دیدی تھی؟

الجواب حامداًومصلیاً

ابولہب کےلڑکے کا نام عتبہ تھا،اسکے نکاح میں حضور ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں،دوسرےلڑکے کا نام عتیبہ تھا،اس کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں،سورہ تبت کے نازل ہونے پر باپ کے کہنے سے دونوں لڑکوں نے طلاق دیدی تھی،اور یہ دونوں نکاح بچپن میں ہوئے تھے،رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی،[1] پھر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......عبدالرحمٰن اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کرایا سعد بن ربیع نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں لہٰذا آپ میرا مال آدھا آدھا تقسیم کر لیجئے، اور میری دو بیویاں ہیں،ان دونوں میں سے اپنی پسند کی دیکھ لیجئے اور مجھے بتا دیجئے میں اسے طلاق دیدونگا جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے آپ شادی کر لینا حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا اللہ آپ کے اہل وعیال اور مال میں برکت دے،(یہ بتلائیے کہ بازار کہاں ہے) انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن کو بازار بنی قینقاع کا پتہ بتلا دیا،جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بازار سے واپس ہوئے تو ان کے ساتھ گھی اور پنیر تھا،پھر آئندہ بھی جاتے رہے،اس کے بعد ایک دن جو آئے تو ان پر پیلے پن کے نشانات دکھائی دئے،تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پیلے نشانات کیسے ہیں،تو عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا کہ حضرت میں نے شادی کر لی۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم كان تزوجها عتبة بن ابى لهب قبل النبوة فلما بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم وانزل الله عليه "تبت يدا ابى لهب وتب" قال له ابوه راسى من رأسك حرام ان لم تطلق ابنته ففارقها ولم يكن دخل بها (المنتظم فى تاريخ الملوك الامم ج۳/ص ۱۳۸/ سنة ۲/ من الهجرة ،ذكر من توفى فى هذه السنة من الاكابر)

ام كلثوم بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم كان تزوجها عتيبة بن ابى لهب قبل النبوة (الىٰ قوله) ففارقها ولم يكن دخل بها (المنتظم فى تاريخ الملوك الامم ج۳/ص ۳۷۵/ سنة ۹/ من الهجرة، ذكرمن توفى فى هذه السنة من الاكابر، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

فتح مکہ کے بعد حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے تھے[۱] اور عتیبہ نے گستاخی کی تھی، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ہلاک ہوگیا، ایک شیر نے ہلاک کردیا[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

ابوطالب کا ایمان لانا

سوال:- شیعہ کہتے ہیں کہ ابوطالب ایمان لے آئے تھے، اگر اس کے متعلق کچھ تحریر فرمانے کی زحمت فرمائیں تو کرم ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابوطالب پر ان کے اخیر وقت میں کلمۂ ایمان پیش فرمایا، وہ ایمان نہیں لائے، جس پر بہت صدمۂ ہوا، یہ بات کتب صحاح بخاری شریف[۳] وغیرہ میں مذکور ہے، اسی موقعہ پر

[۱] وھذا (ای عتبة) واخوہ معتب ابنا ابی لھب اسلما وثبتا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی غزوۃ خیبر (المنتظم، ج۳/ص ۱۳۸/ بیروت)

[۲] ویروی ان عتیبة لمافارق ام کلثوم جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال کفرت بدینک وفارقت ابنتک لاتحبینی ولا احبک ثم سطاعلیه وشق قمیصه وھوخارج نحو الشام تاجراً فقال صلی اللّٰہ علیه وسلم اما انی اسأل الله ان یسلط علیک کلبه (الی قوله) فخرج فی تجر من قریش حتی نزلوا مکانا من الشام یقال له الزرقاء لیلا فاطاف بھم الاسدتلک اللیلة ...... فعداعلیه الاسد من بین القوم فاخذ برأسه ففدغهٗ (المواھب اللدنیة مع الزرقانی ج۳/ ص ۱۹۹/ الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام، مطبوعه دارالمعرفة بیروت) روح المعانی ص ۲۶۲/ ج ۳۰/ مطبوعه مصطفائی دیوبند، سورۂ لھب،

[۳] عن سعید ابن المسیب عن ابیه قال: لَمَّا حَضَرَتْ اَبا طَالِبٍ والوَفَاۃ جَائَهُ رَسُولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم فَوَجَدَ عِنْدَهُ اَبَاجَهْلٍ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّةَ بْنِ الْمُغِیْرَةَ فَقَالَ: اَیْ عَمِّ قُلْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَلِمَةً اُحَاجُّ لَکَ عِنْدَاللّٰهِ اِلٰی ان قَالَ ..... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

"اِنَّکَ لَاتَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ[۱] (الآیۃ) نازل ہوئی، کتب تفسیر[۲] میں دیکھئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

ابوجہل کا باپ

سوال: -ابوجہل لعین کس کا پسر ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... حَتّٰی قَالَ اَبُوْطَالِبٍ: آخِرُ مَاکَلَّمَھُمْ عَلٰی مِلَّةِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (الحدیث ، بخاری شریف، ج۲/ص ۷۰۳/ (مطبوعہ اشرفی دیوبند) کتاب التفسیر سورۂ قصص باب انک لاتھدی من احببت، رقم الحدیث ، ۴۵۸۶/) مسلم شریف ص ۴۰/ ج ۱/ کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ اسلام الخ، مکتبہ بلال دیوبند، نسائی شریف ص ۲۲۱/ ج ۱/ کتاب الجنائز النھی عن الاستغفار للمشرکین، مکتبہ بلال دیوبند،

ترجمہ :-جب ابوطالب مرنے کو ہوئے تو آنحضرت ﷺ اسکے پاس تشریف لے گئے، وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابوامیہ کو بیٹھا ہوا پایا پھر آپ ﷺ نے کہا اے چچا کلمہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہد و (یعنی یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اسکے پیغمبر ہیں) تو پھر میں اللہ سے جھگڑ لونگا، الی قولہ آخرکار انہوں نے کلمہ سے انکار کیا اور اپنے دین پر مر گئے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ سورۂ قصص آیت ۵۶/ **ترجمہ**:-آپ جسکو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت کر دیتا ہے (از بیان القرآن)

۲؎ لَمَّا حَضَرَتْ وَفَاۃُ اَبِیْ طَالِبٍ اَتَاہُ النَّبِیُّ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فَقَالَ یَاعَمَّاہُ قُلْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اَشْھَدُلَکَ بِمَاعِنْدَاللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَالَ لَوْلَااَنْ یُّعَیِّرُوْنِی قُرَیْش یَقُوْلُوْنَ مَاحَمَلَہُ عَلَیْھَا اِلَّاجَزَعُہُ مِنَ الْمَوْتِ لَاَقْرَرْتُ بِھَا عَیْنَکَ، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالیٰ (اِنَّکَ لَاتَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (روح المعانی ص ۹۶/ ۹۷/ ج ۲۰، مطبوعہ مصطفائی دیوبند) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۲۷۴/ ج ۷/ الجزء الثالث عشر، مطبوعہ دارالفکر بیروت، تفسیر مظہری ص ۱۷۳/ ج ۷، سورۃ القصص آیت: ۵۶، مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

الجواب حامداً ومصلیاً

ہشام بن مغیرہ کا۔ کذا فی تاریخ الخمیس، ص ۴۰۳ رج ا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

not found.

[1] ابو جھل بن هشام واسمه عمرو بن هشام بن المغيرة بن عبدالله بن عمر بن مخزوم (تاريخ الخميس ص ۴۰۳/ ۱، مطبوعه مؤسسة شعبان بيروت ص ۴۵۴/ ج ۱) عدة قتلى المشركين يوم بدر،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہارم

عہدِ تابعینؒ کے تاریخی حقائق

محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی نسبت

سوال:-آپ نے جواس سے قبل فتوے میں تحریر فرمایا ہے، کہ محمد بن حنفیہؒ خولہ بنت جعفر یمامیہؒ کےلڑکے ہیں، اس سے تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ محمد، حنفیہ کےلڑکے ہیں، اگر خولہ کےلڑکے ہیں، تو محمد بن خولہ ہونا چاہئے؟

آیا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مال غنیمت میں آئے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشت خولہ کے بطن سے پیدا ہوئے یا یمامہ میں پیدا ہوئے اور جعفر یمامی کون تھا، یہودی یا نصرانی، اس کو مفصل بیان کر کے تحریر فرمائیں؟ تا کہ شک رفع ہوجائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ خولہ کے بطن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صلب سے پیدا ہوئے ہیں انکی والدہ خولہ حنفیہ کہلاتی ہیں، یہ انکے قبیلہ کی طرف نسبت ہے، کوئی باپ کی نسبت سے مشہور ہوجاتا ہے، اور کوئی ماں کی نسبت سے اور کوئی وطن کی نسبت سے اور اس نسبت میں بسا اوقات اصلی نام مخفی اور غیر

مشہور ہوجاتا ہے، اسی طرح یہ بھی اپنے قبیلہ کی نسبت سے مشہور ہوگئیں، یمامہ کی جنگ میں گرفتار کر کے لائی گئیں، ان کے متعلق ایک قول یہ بھی ہے کہ حبشیہ تھیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

محمد ابن الحنفیہؒ کی تحقیق

سوال:- جنگ نامہ محمد حنیف، جنگ نامہ حضرت علی، بیرالالم، ملک قندور، جنگ بابل، نورنامہ وغیرہ کتابیں مستند ہیں، یا نہیں؟ اور حضرت محمد حنیف کس کے بطن سے پیدا ہوئے؟ عوام میں مشہور ہے کہ آپ حضرت علیؓ کے لڑکے ہیں۔

نــوٹ:- علمائے دین منع فرماتے ہیں، کہ غلط روایات نہیں پڑھنا چاہئے اور ہمیں معلوم نہیں کہ صحیح روایت کونسی ہے، اور غلط کون؟ اس کی تحقیق علماء دین سے ہی ہوسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسیلمہ کذاب سے لڑائی ہوئی جس کو جنگ یمامہ کہتے ہیں، اس میں ایک عورت گرفتار کر کے لائی گئی تھیں، جو بنی حنیفہ تھیں ان کا نام ہے ''خولہ بنت جعفر یمامیہ'' یہ غنیمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی تھیں، ان سے لڑکا پیدا ہوا جس کا

---

[1] واما ابنه محمد الاكبر فهو ابن الحنفية وهى خولة بنت جعفر سباها خالد ايام الصديق ايام الردة من بنى حنيفة فصارت لعلى بن ابى طالب فولدت له محمدا هذا، البداية والنهاية ص ۳۱۵/۴، الجزء السابع، ذكر زوجاته (اى على) وبنيه، مطبوعه مصطفى احمد الباز مكة المكرمة، وقالت اسماء بن ابى بكر رايت ام محمد بن الحنفية سندية سوداء وكانت امة لبنى حنيفة (الاكمال فى اسماء الرجال لصاحب المشكوٰة ص۲۱۸) فصل فى التابعين، طبقات ابن سعد ص ۹۱/ ج۵/ محمد بن الحنفيه، طبع دارالفكر بيروت،

نام حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد رکھا[1]، یہ والدہ کی نسبت سے محمد ابن الحنفیہ کہلاتے ہیں، ان کو عوام ناواقف محمد حنیف کہتے ہیں، جنگ نامہ محمد حنیف اور دوسرے جنگ نامے جو حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہیں وہ غلط ہیں، یا مسخ شدہ ہیں، بہشتی زیور[2] میں کچھ معتبر اور غیر معتبر کتابوں کے نام درج ہیں وہاں دیکھ لیں، اور جس کتاب کے متعلق معلوم ہو کہ یہ معتبر ہے اس کو ہی دیکھیں، خدا کے فضل سے ایسی کتابوں کی کمی نہیں، اس سے مسرت ہوئی کہ آپ صحیح کتابوں کو پڑھنے کی فکر کرتے ہیں، غلط کتابوں سے پرہیز کرتے ہیں، حق تعالیٰ برکت دے اور مدد فرمائے۔ آمین۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۲/۹۴ ۱۳ھ

محمد بن الحنفیہ علیہ الرحمۃ کا حال

سوال:-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کتنی شادیاں کی ہیں، ایک یا دو یا تین یا اس سے بھی زائد؟ اور ہر بیوی سے کتنی کتنی اولاد ہوئی ہیں؟ مع نام کے تحریر فرمادیں، اولاد میں لڑکیاں بھی ہیں، یا کہ نہیں؟ نیز کس بیوی سے امام حنیف پیدا ہوئے؟ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ جن کی بہادری میں ایک کتاب لکھی گئی ہے، اور جنگ نامہ محمد حنیف سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہ صحیح ہے یا غلط؟

---

[1] ومحمد الاكبر امه خولة بنت اياس بن جعفر الحنفية ذكره الدار قطني، وغيره (الیٰ قوله وقيل بل كانت امه من سبى اليمامة فصارت الى على وانها كانت امة بنى حنفية سندية سوداء ولم تكن من انفسهم "قيل ان ابابكر اعطى عليا الحنفية ام محمد من سبى بنى حنفية (اخرجه السمان (تاريخ الخميس ص ٢٨٦/ ج٢، مطبوعه بيروت) طبقات ابن سعد ص ٩١/ ج٥/ محمد بن الحنفيه دار الفكر بيروت، البداية والنهاية ص ٣١٤/ ج٤/ الجزء السابع، ذكر زوجاته وبنيه اى على رضى الله عنه مكتبه تجارية مصطفى الباز مكة المكرمة،

[2] بهشتى زيور حصه دسواں ص ٥٢/ مطبوعه تهانوى ديوبند.

حنیف کو بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا مانتے ہیں اور بعض انکار کرتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

معلوم ہوتا ہے کہ امام حنیف ہی سے اصل سوال متعلق ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس نام کا کوئی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے نہیں ہے، جب تک حضرت فاطمہؓ زندہ رہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور کوئی شادی نہیں کی ان کے انتقال کے بعد متعدد شادیاں کی ہیں، اور متعدد اولاد پیدا ہوئیں[۱] مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا، اس کے مقابلہ میں لشکر بھیجا گیا، اللہ نے فتح دی، اس جہاد میں خولہ بنت جعفر یمامیہ بھی گرفتار ہوکر آئیں، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملیں وہ بنوحنیفہ کے قبیلہ سے تھیں، ان سے بچہ پیدا ہوا ان کا نام محمد رکھا گیا اور اپنی والدہ کے قبیلہ کی طرف نسبت کرکے ان کو محمد بن الحنفیہ کہا گیا، جن کو ناواقف لوگ امام حنیف یا محمد حنیف کہتے ہیں، اور روافض کا ایک طبقہ ان کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتا اور دوسرا طبقہ ان کی بہت تعریف کرتا ہے[۲] ان کے حالات ہی میں جنگ نامہ جس کو جنگ محمد حنیف کہتے ہیں، تحفۂ اثنا عشریہ[۳] میں محمد بن الحنفیہ کی والدہ کے متعلق جنگ یمامہ میں گرفتار ہوکر آنے کی تصریح

---

[۱] ولم يتزوج علی، علی فاطمه حتی توفيت بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم ستة اشهر فلماماتت تزوج بعد ها بزوجات كثيرة الخ الی قوله وقد كان لعلی اولاد كثيرة آخرون من امهات اولادشتی الخ (البداية والنهاية، ص ۳۱۴ / ج۴ / جزء ۸ / ذكر زوجاته وبنيه وبناتهٗ، مكتبه نزار مصطفی الباز مكه مكرمه، طبقات ابن سعد ص ۹۱ / ج۵ / محمدبن الحنفيه، طبع دار الفكر بيروت.

[۲] تحفه اثنا عشريه مترجم، ص ۳۶ / باب ۱ / عبداللہ بن سبا اور اس کی فتنہ انگیزی، واما ابنه محمد الاكبر فهوابن الحنفية وهی خولة بنت جعفر سباها خالد ايام الصديق ايام الردة من بنی حنيفة فصارت لعلی بن ابی طالب فولدت له محمداً هذا ومن الشيعة من يدعی فيه الامامة والعصمة البداية والنهاية، ص ۳۱۵/۷، ذكره زوجاته وبنيه وبناته، طبع نزارمصطفی البازمكه مكرمه.

[۳] اب جب اہل سنت ان کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ حضرت امیر نے خولہ بنت جعفر یمامیہ کو تسری فرمائی جو عہد خلیفۂ اول حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ سے اسیر ہوکر آئی تھیں الخ، تحفه اثنا عشر يه مترجم ص ۴۰۰ / باب ۹ / مسائل نكاح، مطبوعه مجاهد ملت ديوبند،

موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

کیا حضرت حسن بصریؒ صحابی ہیں

سوال: - حضرت حسن بصریؒ صحابی ہیں یا تابعی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صحابی تو یقیناً نہیں، تابعی ہیں، کذا فی فتاویٰ ابن حجر المکی ص ١٢٦[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

خلافت یزید

سوال: - امام حسینؓ کی امامت کیسے قائم ہوئی نیز آپ کی امامت پر کب اجماع ہوا اور آپ کو کس بناء پر امام کہا گیا؟ جب امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے بیعت کر لی تو پھر امامت کہاں باقی رہی نیز حسینؓ و یزید میں خلیفہ برحق کون تھا؟ اگر امام حسینؓ تھے تو یزید کو علماء نے خلفاء اثناعشر میں کیوں شمار فرمایا دیکھو شرح فقہ اکبر ص ۸۴ **الخلفاء الراشدون الاربعة**

---

[1] (وسئل) نفع اللّٰه بعلومه هل سمع الحسن البصری من کلام علی کرم اللّٰه وجهه الخ (فاجاب) بقوله اختلف الناس فیه فانکره الاکثرون واثبته جماعة قال الحافظ السیوطی وهو الراجع عندی کالحافظ ضیا الدین المقدسی فی المختار والحافظ شیخ الاسلام ابن حجر فی اطراف المختارة لوجوه الخ (فتاویٰ حدیثیه لابن حجر ص ١٢٦ / (مطبوعه دارالمعرفة بیروت لبنان) مطلب فی آن الحسن البصری سمع من علی علی الصحیح،

ومعاوية وابنه يزيد وعبدالملك بن مروان واولاده الاربعة وبينهم عمربن عبد العزيز اورابن حجر خلفاء اثناعشر کو یوں گناتے ہیں۔ابوبکر،عمر،عثمان،علی،معاویہ،یزید، عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز، یزید ثانی، ہشام، (سیرت النبی ص ٦۴۱ ج ۳) ایسا ہی قاضی اور حافظ سیوطی کا قول ہے (تاریخ الخلفاء)

اگر یزید خلیفہ برحق تھا تو امام حسینؓ نے کیوں مخالفت کی اور اکابرین صحابہؓ مثل ابن عباسؓ وابن عمرؓ وغیرہما نے کیوں بیعت کر لی اور خلع کو ناجائز قرار دیا جیسا کہ بخاری پارہ ۲۹ کتاب الفتن میں ہے **وَاِنَّا قَدْبَايَعْنَا هٰذَا الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَاِنِّى لَااَعْلَمُ غَدْرًااَعْظَمَ مِنْ اَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يَنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ وَاِنِّى لَااَعْلَمُ اَحداً مِنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَابَايَعَ فِى هٰذَا الْاَمْرِاِلَّاكَانَتِ الْفَيْصَل بَيْنِى وَبَيْنَهُ .**

مولانا اسلم تحریر فرماتے ہیں ابن عباسؓ وابن عمرؓ نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہو گیا تو ان لوگوں نے بیعت کر لی (تاریخ الامت ص ۴۳۱) علی جلال لکھتے ہیں کہ یزید کی امامت پر کثیر التعداد لوگوں کا اتفاق تھا (ترجمۃ الحسین ص ۹ ج ۲) حدیث مسلم میں آیا ہے۔ **مَنْ جَاءَ كُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاَحِدٍ يُرِيْدُاَنْ يُفرِّق جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ** اھ ص ۱۲۸/۔

اگر کہا جائے کہ یزید فاسق تھا اس لئے حسینؓ کو خروج جائز ہوا تو حدیث بخاری پارہ ۲۹/کتاب الفتن **مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئاً فَلْيُصْبِرْ فَاِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْراً مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً** ص ۱۰۴۵/کی خلاف ورزی ہوگی نیز رسول اللہ ﷺ نے متعدد پیشینگوئیاں فرمائی ہیں جن سے یزید کا جنتی مغفور ہونا ثابت ہوتا ہے۔ان احادیث وآثار۔تاریخی شواہد کا کیا جواب ہوگا جو درج ذیل ہیں۔ملاحظہ ہوں۔

فَحَدَّثَتْنَا اُمُّ حَرَامٍ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَوَّلُ جَيْشٍ

مِنْ اُمَّتِی یَغْزُوْنَ الْبَحْرَقَدْ اَوْجَبُوْاقَالَتْ اُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ یَارَسُوْلُ اللّٰہِ اَنَا فِیْھِمْ قَالَ اَنْتَ فِیْھِمْ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِی یَغْزُوْنَ مَدِیْنَۃَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَھُمْ کتاب الجهاد پاره ١١/ قال القسطلانی کان اول من غزامدينة قيصر يزيد ابن معاوية ومعه جماعةمن سادات الصحابة كذا قاله فى الخيرالجارى وفى الفتح قال المهلب فى هذا الحديث منقبة لمعاوية لانه اول غزالبحر ومنقبة لولده لانه اول من غزامدينة قيصرحاشیہ بخاری ص۴۱۰/۔

قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ فَحَدَّ ثْتُھَا قَوْماً فِیْھِمْ اَبُوْاَیُّوْبُ الْاَ نْصَارِیُّ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی غَزْوَتِہِ الَّتِی تُوَفِّی فِیْھَا وَیَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَّۃَ عَلَیْھِمْ بِاَرْضِ الرُّوْمِ بخاری پاره۵/ کتاب التهجد اَوَّلَ مَارَکِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِیَۃَ فَلَمَّااَنْصَرَفُوْا مِنْ غَزْوَتِھِمْ قَافِلِیْنَ فَنَزَلُوْاالشَّامَ بخاری پاره ١١/ کتاب الجهاد ص ۱۲۸/دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِبْنَۃِ مِلْحَانَ فَاتَّکَأَ عِنْدَھَا ثُمَّ ضَحِکَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَکُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِی یَرْکَبُوْنَ الْبَحْرَ الْاَخْضَرَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ مَثَلُھُمْ مَثَلُ الْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّۃِ بخاری کتاب الجہاد پارہ۱۱/۔

علامہ شبلی تحریرفرماتے ہیں کہ یہ بشارت سب سے اول امیر معاویہ کے عہد میں پوری ہوئی دیکھا گیا کہ دمشق کی سرزمین پراسلام میں سب سے اول تخت شاہی بچھایا جاتا ہے اوردمشق کا شہزادہ یزید سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر لے کر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا کوعبور کر کے قسطنطنیہ کی چہار دیواری پر تلوار مارتا ہے۔ (سیرۃ النبی ص ۶۳۷/ج۳/)

البدایہ والنہایہ میں ہے کہ قیصر کے ملک پر سب سے اول یزید بن معاویہؓ کے لشکر نے

حملہ کیا (ترجمۃ الحسین ص ۷۶/ ج ۱/)

ابن کثیر کا بیان ہے کہ اول غزوہ قسطنطنیہ کا یزید بن معاویہ نے کیا تھا (الحسین ص ۷۶) جب ابوایوب انصاریؓ کی شہادت ہوئی تو یزید ابن معاویہؓ نے پوچھا کوئی وصیت ہوتو ارشاد فرمائیے۔ (استیعاب ص ۶۳۸/ ج ۲/) بحوالہ سیرت معاویہ ص ۳۹/ یزید بن معاویہ قسطنطنیہ کی ہر دو جنگ میں فوج کا امیر تھا الحسین ص ۱ ج ۲ یزید ایک لشکر جرار لے کر قسطنطنیہ روانہ ہوا جس میں ابن علیؓ، ابن عامر، ابن عباسؓ، ابوایوبؓ بھی تھے موقعہ پر پہونچ کر زبردست لڑائی ہوئی (ابن خلدون ص ۲۴/ ج ۵/ بحوالہ سیرۃ معاویہ ص ۴۱/) جب یزید قسطنطنیہ پر برائے جہاد حملہ آور ہوا تو ابوایوب بھی مجاہدین کے ساتھ تھے (تذکرۃ الانصار ص ۲۱۴/) امیر معاویہ نے یزید کو دوبارا امیر حج مقرر کیا ایک بار صالقہ فوج کا سردار لشکر بنا کر رومیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا قسطنطنیہ پر جو لشکر بھیجا گیا اس میں یہ بھی شامل تھا (تاریخ الامت ص ۴۳۰/ ج ۲/) امیر معاویہؓ نے ایک دستہ فوج کا امیر بنایا۔ چونکہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اول جیش الخ اس موعودہ مغفرت کو حاصل کرنے کے لئے مدینہ سے اکثر صحابہؓ اس لشکر میں جا کر شریک ہوئے (تاریخ الامت ص ۴۱۸/ ج ۳/)

امیر معاویہؓ نے یزید کو جو کہ صالقہ کے فوج کا افسر تھا ایک حصہ فوج کا سپہ سالار بنا کر قسطنطنیہ روانہ کیا۔ (تاریخ الاسلام اکبر خاں ص ۱۳/ ج ۲/)

چونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا اول جیش الخ اس موعودہ مغفرت حاصل کرنے کے لئے بیشمار لڑائیاں ہوئیں۔ جس میں ابوایوبؓ شہید ہوئے یہ فوج کشی امیر معاویہؓ کے عہد میں ہوئی۔ حالات قسطنطنیہ ص ۱/ تا ۲/ جو فوج قسطنطنیہ روانہ کی گئی تھی اس میں بڑے بڑے صحابہ شامل تھے ابوایوبؓ بھی تھے مختصر تاریخ اسلامی ص ۹/ ج ۳/ اور جس میں حضرت ابوایوبؓ تھے ان کا سپہ سالار یزید بن معاویہ تھا۔ دیکھو بخاری پارہ ۵/ حوالا بالا۔

آں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا اچھا وہ امیر ہوگا کیا اچھی وہ فوج ہوگی جو قسطنطنیہ پر حملہ کرے گی۔ سیرۃ معاویہ ص ۳۸/ **تفتحن القسطنطنية و نعم الامير اميرها و نعم الجيش جيشها** حالات قسطنطنیہ ص ۱/تا ۲/۔

پس ان تصریحات جلیلہ و بشارات نبویہ کے بناء پر یزید کو خلیفہ برحق و مغفور جنتی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ علماء کرام مدلل مفصل جواب باصواب سے مستفیض فرمائیں۔ فقط بینوا توجروا.

المستفتی کبیر الدین اوری پورہ بنارس

۱۰/ربیع الاول ۶۰ھ

الجواب حامداً و مصلیاً

آپ کے سوال کا مختصر حاصل جہاں تک سمجھا ہوں یہ امور ہیں؟

(۱) امام حسینؓ کی امامت ثابت ہے یا نہیں؟

(۲) یزید خلیفۂ برحق تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو حضرت امام حسینؓ نے خروج کیوں کیا، اگر نہیں تھا تو اس کو خلفاء اثنا عشر میں شمار کیوں کیا گیا؟

(۳) اخبار مذکورہ فی السوال کی بناء پر یزید مغفور ہوسکتا ہے یا نہیں؟

خدا جانے آپ کا مقصود بھی یہی ہے یا کچھ اور تاہم اپنی فہم کے مطابق اسی ترتیب سے جواب تحریر کرتا ہوں۔

(۱) اگر آپ کی مراد امامت سے خلافت ہے جیسا کہ سوال کی دوسری سطر سے معلوم ہوتا ہے۔ (حسین اور یزید میں خلیفہ برحق کون تھا؟) تب تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے خلافت کا دعویٰ نہیں فرمایا، نہ کسی نے آپ کے ہاتھ پر اس نیت سے بیعت کی اور اگر امامت سے خلافت کے علاوہ کچھ اور مراد ہے تو اس کو واضح کیجئے۔ لفظ امام

کا کسی پر اطلاق کرنے کے لئے نہ بیعت کی شرط ہے نہ اجماع کی[1]

ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ پھر امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ، امام زفرؒ وغیرہم کے ہاتھ پر کس نے خلافت کی بیعت کی کب اجماع ہوا؟ مگر ان حضرات پر لفظ امام کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح امام بخاریؒ امام مسلمؒ وغیرہما اور امام نافعؒ، امام عاصمؒ وغیرہما سب پر امام کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۲) یزید نے خلافت کا دعویٰ کیا بلکہ امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں یزید کو اپنا ولی عہد بنا دیا تھا[2] مگر حضرت امام حسینؓ کے نزدیک نہ وہ مستحق تھا خلافت کا اور نہ اس کی خلافت مستقر ہوئی (استقرارِ خلافت کے طرق ازالۃ الخفاء[3] کے ص۵/ پر درج ہیں) اس بناء پر مخلوق کو ظالم کے پنجہ سے بچانے کے لئے انھوں نے سعی فرمائی کہ اعانت مظلوم حتی الوسع واجب ہے[3]، پھر بعد میں یزید کو تسلط تام حاصل ہو گیا تھا اور خلافت مستقر ہو گئی تھی۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ وغیرہ کی بیعت جن روایات میں مذکور ہے وہ مابعد پر محمول ہے اولاً ان سے انکار ثابت ہے صرح بہ الحافظ فی فتح الباری[4] حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث

---

[1] الامام ،الموتم بہ انسانا کان یقتدی بقولہ اوفعلہ او کتاباً اوغیرذلک محقاً کان اومبطلا وجمعہ ائمۃ ، (المفردات فی غریب القرآن ۲۲/مطبعہ میمنہ مصر.

[2] وفیہا دعا الناس معاویۃ الی بیعۃ یزید ابنہ من بعدہ وجعلہ ولی عہدہ(المنتظم ص۲۸۵/ج۵/ سنۃ ست وخمسین، مکتبہ دارالباز مکۃ المکرمۃ، تاریخ الطبری ص ۳۰۱/ ج۵/ سنۃ ست وخمسین،

[3] انعقاد خلافت بچہارطریق واقع شود،طریق اول بیعت اہل حل وعقداست طریق دوم استخلاف خلیفہ است طریق سوم شوری است وطریق چہارم استیلاء است (ملخصاً ازالۃ الخفاء ص۵/ج ۱ /مسئلہ درطرقِ انعقادِ خلافت مطبوعہ صدیقی بریلی.

[4] ان معاویۃ ارادابن عمرعلی ان یبایع لیزید فابی وقال لاابایع لامیرین ،فتح الباری ص۵۷۵/ج۱۴ / کتاب الفتن، باب اذا قال عند قوم شیأ.

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ سے ایک سوال مع جواب نقل کرتا ہوں جس سے اس مسئلہ کی کافی وضاحت ہوجائے گی۔

سوال:- باوصف صحت حدیث خلافت الخلافة بعدی ثلاثون سنة وترک خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بجہت استماع ہمیں حدیث پس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بکدام دعویٰ از مکہ معظّمہ برآمدہ درکربلا شہید شدند وعلاوہ حدیث متواتر درمشکوٰۃ وغیرہ موجود است کہ اکثر پادشاہان ظالم خواہند بود وبسیار ظلم خواہند کرد صحابہؓ عرض نمودند کہ درآں وقت مسلمانان تعرض از بادشاہان نخواہند کرد؟ حضرت علیہ السلام فرمودند کہ مسلمانان رانمی رسد کہ از بادشاہ وقت کہ بہ تسلط سلطنت گرفتہ باشد تعرض نمایند ورنہ آں مسلمانان خود ظالم وباغی خواہند گردید پس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ چرا مقابلہ کردند؟ وسلطنت یزید از روئے تسلط ظاہر وثابت است[1]۔

جواب:-خروج حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بناء بردعوی خلافت راشدہ پیغام مبر (علیہ التحیۃ والسلام) کہ بمرور سی سال منقضی گشت نبود بلکہ بناء برتخلیص رعایا از دست ظالم بود واعانة المظلوم علی الظالم من الواجبات وآنچہ درمشکوٰۃ ثابت است کہ حضرت ﷺ ازبغی وخروج ہر بادشاہ وقت اگرچہ ظالم باشد منع فرمودہ اند۔ پس دران وقت است کہ آن

[1] **ترجمہ سوال**:- حدیث خلافت، الخلافة بعدی ثلاثون سنة کے صحیح ہونے کے باوجود اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلافت کو اسی حدیث کے سننے کی وجہ سے ترک کرنے کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کس دعویٰ کی بناء پر مکہ معظّمہ سے باہر نکل کر کربلا میں شہید ہوئے اور حدیث متواتر کے علاوہ مشکوٰۃ وغیرہ میں موجود ہے کہ اکثر بادشاہ ظالم ہوں گے اور بہت زیادہ ظلم کریں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا اس وقت مسلمان بادشاہوں سے تعرض کریں گے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو یہ حق نہیں کہ اس بادشاہ وقت سے تعرض کریں جو غلبہ کے ساتھ سلطنت حاصل کر چکا ہو ورنہ وہ مسلمان خود ظالم وباغی ہوں گے پس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کیوں مقابلہ کیا جب کہ یزید کی سلطنت غلبہ (واقتدار) کے اعتبار سے ظاہر وثابت ہے۔

بادشاہ ظالم بلامنازع ومزاحم تسلط تام پیدا کردہ باشد وہنوز اہل مدینہ واہل مکہ واہل کوفہ بتسلط یزید پلید راضی نشدہ بودند ومثل حضرت امام حسینؓ (وعبداللہ ابن عباسؓ وعبداللہ ابن عمرؓ وعبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم بیعت نکردہ بودند) بالجملہ خروج حضرت امام حسینؓ برائے دفع تسلط او بودنہ برائے رفع تسلط وآنچہ در حدیث ممنوع است آن خروج است کہ برائے رفع تسلط سلطان جائر باشد والفرق بین الدفع والرفع ظاہر مشہور فی المسائل الفقھیۃ[1] اھ فتاوی عزیزیہ[2] ص۲۱ / تا ۲۲ / ج ۱ /۔

یہ تو خروج کا حال ہوا۔ یزید کو بعض علماء نے خلفاء اثنا عشر میں شمار کیا ہے بعض نے نہیں کیا چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء[3] میں ایک دوسرا قول نقل کیا ہے اس میں یزید کا نام

---

[1] **جواب کا ترجمہ**:- حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خروج اس چیز پر مبنی نہیں تھا کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی خلافت راشدہ تیس سال پر ختم ہوجائے گی بلکہ رعایا کو ظالم کے ہاتھ سے رہائی دلانے پر مبنی تھا اور مظلوم کی ظالم کے مقابلہ اعانت واجبات میں سے ہے اور جو مشکوٰۃ شریف میں ثابت ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے بادشاہ وقت پر خروج وبغاوت سے منع فرمایا ہے اگر چہ وہ ظالم ہی ہو پس وہ اس وقت ہے جب کہ وہ ظالم بادشاہ بلامنازع ومزاحم تسلط تام حاصل کر چکا ہو اور ہنوز اہل مدینہ واہل مکہ واہل کوفہ یزید پلید کے تسلط سے راضی نہیں تھے۔ اور مثلاً حضرت امام حسینؓ وعبداللہ ابن عباسؓ وعبداللہ ابن عمرؓ وعبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم نے بیعت نہیں کی تھی۔ بالجملہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خروج اس کے تسلط کو دفع کرنے کے لئے تھا رفع تسلط کے واسطے نہیں تھا اور جو حدیث شریف میں ممنوع ہے وہ وہ خروج ہے جو ظالم بادشاہ کے تسلط کے دفع کے لئے ہو اور دفع ورفع کے درمیان فرق مسائل فقہیہ میں ظاہر ومشہور ہے اھ (تسلط تام ہونے سے قبل اس کو ختم کرنا دفع تسلط اور تسلط تام ہونے کے بعد اس کو ختم کرنا رفع تسلط ہے)

[2] فتاوی عزیزی ص ۳۴، ۳۵/ ج ۱/ کیفیت خروج امام حسین برائے اعانت اہل کوفہ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،

[3] قلت وعلی ھذا وجد من الاثنی عشر خلیفۃ الخلفاء الاربعۃ والحسن ومعاویۃ وابن الزبیر وعمر بن عبدالعزیز ھولاء ثمانیۃ ویحتمل ان یضم الیہ المھتدی من العباسیین لانہ فیھم کعمر بن عبدالعزیز فی بنی امیۃ وکذلک الطاھر لمااتاہ من العدل وبقی الاثنان المنتظران احدھما المھدی لانہ من اٰل محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم (تاریخ الخلفاء ص ۱۲/ فصل فی بیان ان الائمۃ من قریش والخلافۃ فیھم، مکتبہ مجتبائی دھلی،

نہیں ہے۔

ملاعلی قاری نے شرح فقہ اکبر میں تو وہ لکھا ہے جس کو آپ نے نقل کیا ہے لیکن مرقاۃ[1] شرح مشکوٰۃ میں حدیث ھَلَکَۃُ اُمَّتِی عَلیٰ یَدَیْ غِلْمَۃٍ مِنْ قُرَیْشٍ (رواہ البخاری[2]) کے تحت میں یزید کو بھی انہیں غلمہ میں گنایا ہے جنکے ہاتھ پرامت کی ہلاکت بتلائی گئی ہے۔اصل یہ ہیکہ جس حدیث شریف میں بارہ خلفاء کا ذکر آیا ہے اس کے طرق اورالفاظ کو جمع کرکے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں معانی متعددہ کا احتمال ہے اسی لئے اس سے متعدد فرقوں نے مختلف مقاصد پر استدلال کیا ہے چنانچہ امامیہ کہتے ہیں کہ بارہ امام جو معصوم ہیں وہ مراد ہیں۔قاضی عیاض مالکی اورحافظ ابن حجر شافعی کے نزدیک راجح وہی ہے جو آپ نے نقل کیا۔

تورپشتیؒ کی رائے یہ ہے کہ بارہ اماموں کا مسلسل ہونا ضروری نہیں بلکہ قیامت سے پہلے ہونا ضروری ہے بعض علماء کی رائے ہے کہ بارہ خلفاء حضرت امام مہدیؒ کے بعد ہوں گے بعض فرماتے ہیں کہ ان بارہ کا ایک عصر میں ہونا ضروری ہے، دیکھو فتح الباری[3] ص۱۸۱رج ۱۳ر

---

[1] وقال المظهر لعله اريوبهم الذين كانوا بعد الخلفاء الراشدين مثل يزيد وعبدالملك بن مروان وغيرهما (مرقاة ص ۱۴۰ / ج۵ / كتاب الفتن، الفصل الاول، مطبع اصح المطابع بمبئى،

[2] بخارى شريف ص ۱۰۴۶ / ج ۲ / كتاب الفتن باب قول النبى صلى الله عليه وسلم امتى على يديه اغيلمة مطبع اصح المطابع دهلى.

[3] قال ابن بطال عن المهلب لم الق احد ايقطع فى هذا الحديث يعنى بشيءٍ معين فقوم قالوايكونون بتوالى امارتهم وقوم قالوايكونون فى زمن واحدٍ،قال وقد يحتمل وجوهاً اخروالله اعلم بمراد بنيه، قال ابن الجوزى فاما الوجه الاول فانه اشارالى مايكون بعده وبعداصحابه واما الوجه الثانى، ان يكون هذا بعد المهدى الذى يخرج فى آخرالزمان،والوجه الثالث ان المراد وجود اثنى عشر خليفة فى جميع مدة الكلام الى يوم القيامة يعملون بالحق وان لم تتوال ايامهم (ملخصاً فتح البارى ص ۱۲۶ / ۱۲۸ / ج۱۵ / كتاب الاحكام، باب بلاترجمة بعد باب الاستخلاف، مكتبه نزار مصطفى البازمكة المكرمة،

اور اشعۃ اللمعات[۱] ص ٦٨٦ / ج ۴ /۔

(۳) آپ نے جو حاشیہ بخاری شریف ص ۴۱۰ / کی عبارت نقل کی ہے اس کا یہ حاشیہ پورا دیکھ لیجئے کہ ابن التین اور ابن المنیّر نے کس طرح تعقب کیا ہے یہ حاشیہ فتح الباری[۲] ص ۴۷ / ج ٦ / سے ماخوذ ہے۔ نیز یزید کے مغفرت وعدم مغفرت کا مسئلہ اس کے اسلام وکفر کی فرع ہے جن کے نزدیک اس کے احوال استحلال خمر وزنا واہانت اہل بیت واہانت مسجد نبوی وغیرہ (جن کی تفصیل جذب القلوب[۳] الی دیار المحبوب وغیرہ میں ہے) محقق ہوگئے وہ لعنت وغیرہ کی بھی اس پر اجازت دیتے ہیں جیسا کہ علامہ ابوالحسن ثانی غزالیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا قول علامہ دمیری نے حیٰوۃ الحیوان[۴] ص ۲۲٦ / ج ۳ / میں نقل کیا ہے ایسا ہی فتاویٰ[۵] عزیزیہ ص ۱۰۵ / ج ۱ / میں ہے اور علامہ تفتازانی نے لکھا ہے۔ **والحق ان رضا یزیدبقتل الحسین واستبشارہ بذلک واھانۃ اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مماتواتر معناہ وان کان تفاصیلہ اٰحاد فنحن لانتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ انصارہ واعوانہ** اھ شرح عقائد النسفیہ[٦] ص ۱۱۷ /۔

[۱] اشعة اللمعات ص ٦٨٦ / ج ۴ / كتاب الفتن،

[۲] فتح البارى ص ۲۰۱ / ج٦ / كتاب الجهاد، باب ماقيل فى قتال الروم، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكة مكرمة،

[۳] جذب القلوب الى ديار المحبوب ص ۳۳ / فصل ازشنع شنايع واقبح قبايح كه درزمان يزيد الخ، مطبوعه نول كشورلكهنؤ،

[۴] حيات الحيوان ص ۲۲٦ / ج ۳ / الفهد،

[۵] فتاوى عزيزى ص ۱۰۲، ۱۰۳ / ج ۱ / طعن بغاوت بعضے اصحاب واجتهاد معاويه، مطبوعه رحيميه ديوبند،

[٦] شرح عقائد ص ۱٦۲، ۱٦۴ / مبحث، يجب الكف عن الطعن فى الصحابة، مطبوعه تهانوى ديوبند،

امام ابوحنیفہؒ کا مسلک اس میں تعارض روایات کی بناء پر توقف ہے آپ کے سوال کا جواب نہایت مختصر جواب کی جگہ اور محصول کی رعایت کرتے ہوئے تحریر کیا ہے بسط وتفصیل کی نہ کاغذ میں گنجائش ہے نہ محصول میں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم احکم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۱۷/۳/۶۰ھ

صحیح ہے: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ عالیہ مظاہرعلوم سہارنپور ۲۲/ربیع الاول ۶۰ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ عالیہ مظاہرعلوم سہارنپور ۲۳/ربیع الاول ۶۰ھ

جوابات پر چند اعتراض

جواب (۱) نمبر۲/ یزید نے دعوی خلافت (۳) کیا اور حضرت معاویہؓ نے اپنی زندگی میں اس کو ولی عہد بنایا اور اکثریت نے اس کو تسلیم کیا اور بیعت کی تو پھر کیا وجہ جو امام حسینؓ کے نزدیک وہ مستحق خلافت (۴) نہ تھا حالانکہ اس کی خلافت مستقر ہو چکی تھی اس کو تسلط حاصل تھا بادشاہت مل چکی تھی دیکھو سر الشہادتین لماتملک یزید وتسلطن وذلک فی رجب سنة ستین بدمشق دیکھو سر الشہادتین ص ۵۰/ مالک و بادشاہ شد و یزید تسلط یافت بر مملکت وآن در ماہ رجب سال ششتم از ہجرت بشہر دمشق۔

علامہ ابواسحاق اسفرائنی نور العین (۶) میں لکھتے ہیں کہ یزید دمشق میں اپنے والد کی جگہ خلیفہ تھا سب عرب اس کی اطاعت کرتے تھے تمام بادشاہ اس کو تحائف بھیجتے تھے سب خلقت (۷) اس کی مطیع تھی حافظ (۸) اسلم تحریر فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ ابن عمرؓ نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہو گیا تو ان لوگوں (۹) نے بیعت کر لی۔تاریخ الامت ص ۴۳۱ امامت بطریق ثلاثہ منعقد میشود یکے بیعت اہل حل وعقد دوم استخلاف خلیفۂ سابق۔

سوم تسلط۔ میگویم در یزید ایں ہر سہ طریق محقق بودند اول بیعت (۱۰) کردند بدست یزید ابن عمرؓ وابن عباسؓ وغیرہما کہ ہمہ از اہل حل (۱۱) وعقد بودند اما ثانی کہ ثابت است کہ حضرت معاویہؓ یزید (۱۲) راخلیفہ کرد سوم تسلط غلبہ ثابت است آپ فرماتے ہیں کہ

''امام حسینؓ مظلوم کو ظالم کے پنجے سے بچانے گئے تھے'' مگر واقعات (۱۳) بتلاتے ہیں کہ آپ خلافت کے لئے گئے تھے۔ جب امام حسنؓ نے صلح کی تو آپ راضی نہ تھے یہ پہلی دلیل (۱۴) ہے۔ کوفیوں نے خط لکھا تھا (۱۵) کہ آپ آیئے خلافت آپ کا حق ہے۔ خلافت کیجئے ہم آپ کے شیعہ ہیں آپ کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں آپ یزید سے جنگ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں یہ دوسری دلیل (۱۶) ہے اور امام مسلم کے ہاتھ پر چالیس (۱۷) ہزار جنگی کا بیعت ہونا تیسری دلیل (۱۸) ہے۔ دیکھو تاریخ اسلام، واقعات کربلا، عامہ کتب ان واقعات سے کیا ظاہر ہوتا ہے تو ایسی حالت میں جو مخالفت کرے گا وہ باغی سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور اس کا قتل واجب ہے یا نہیں؟ ملاحظہ ہو وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اِذَابُوْیِعَ لِخَلِیْفَتَیْنِ (۱۹) فَاقْتُلُوْ االْاٰخَرَمِنْھُمَا کذافی شرح فقہ اکبر ص۱۷۹/ مَنْ اَتَاکُمْ وَاَمْرُکُمْ جَمِیْعٌ (۲۰) عَلیٰ رَجُلٍ وَاحِدٍ یُرِیْدُ اَنْ یَشَقَّ عَصَاکُمْ اَوْیُفَرِّقَ جَمَاعَتَکُمْ فَاقْتُلُوْہُ رواہ مسلم وَسَتَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَتَکْثُرُ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ فُوْ ابِبَیْعَةِالْاَوَّلِ (۲۱) مسلم ص۱۲۶/ ج۲/ وَقَالَ مَنْ مَاتَ (۲۲) وَلَیْسَ فِی عُنُقِہٖ بَیْعَةٌ مَاتَ مِیْتَةً جَاھِلِیَّةً رواہ مسلم ولایجوز نصب الا مامین (۲۳) فی عصر واحد شرح فقه اکبر ص۱۷۹ فالامام من انعقدت له البیعة من اکثر الخلق والمخالف باغ، شرح فقه اکبر ص۱۷۹ ان طاعته کانت (۲۴) واجبة علی الحسینؓ ابوشکور (۲۵) سالمی ان یزید کان اماماً مطاعاً والحسین باغیا فقتل بسیف جده صواعق (۲۶) وقال ابن عربی ماقتل الحسین الا بسیف جده ای لانه الخلیفة والحسین باغ علیه واول خارج (۲۷)

فی الاسلام حسین بن علی شرح قصیدہ (۲۸) ہمزیہ۔

آپ لکھتے ہیں کہ ابن عمرؓ وغیرہ کی بیعت مابعد (۲۹) پرمحمول ہے اگر یہ صحیح ہے تو کیا مابعد میں یزید فرشتہ (۳۰) ہوگیا تھا اور ماقبل میں شیطان تھا (۳۱)۔ کیا جب اہل مدینہ نے خلع (۳۲) بیعت کیا تو ابن عمرؓ نے اپنے حشم کو جمع کرکے یہ نہیں کہا کہ جوخلع کریگا وہ غدار ہوگا میں نے اللہ ورسول (۳۳) کی بیعت سمجھ کرکی ہے۔ دیکھو بخاری پارہ ۲۹ر۔

اب آپ بتلایئے کہ ابن عمرؓ بیعت (۳۴) کرکے اور امام حسینؓ بیعت نہ کرکے کیا ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ بارہ خلفاء میں اختلاف ہے میں کہتا ہوں بہرحال اختلاف صحیح مگر کسی نے آج تک امام حسینؓ کو پانچواں (۳۵) خلیفہ لکھا اگر لکھا اور اکثریت نے تو صرف یزید کولکھا تو پھر جھگڑا کیسا۔(۳۶) مطلع صاف ہے۔ جب امام حسین کوکوئی پانچواں خلیفہ لکھتا کوئی یزید کوتب اختلاف ہوتا یہاں تو خدا (۳۷) کے فضل سے صاف ہے۔ آپ نے حدیث هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلىٰ يَدَیْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ میں یزید کوخلاف (۳۸) جمہور شمار کیا اور اس حدیث کونظر انداز کردیا ہے جس سے جمہور کے نزدیک یزید کا مغفور وجنتی ہونا ثابت ہورہا ہے حدیث اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِي يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ اس پرآپ لکھتے ہیں (۴۰) کہ ابن التین وابن منیر نے تعقب کیا ہے حتی لو ارتد واحد ممن غزاہ بعدذلک لم یدخل فی ذلک العموم اتفاقاً میں کہتا ہوں کہ یہ تعقب باطل ہے اس لئے کہ یزید (۴۱) کا ارتداد ثابت نہیں بلکہ ایمان ثابت ہے۔ ان ایمان یزید محقق ولا یثبت کفرہ، شرح فقہ اکبر ص ۸۸ر اور وہی قول صحیح ہے جو حاشیہ بخاری ص ۴۱۰ر میں ہے۔ کان اول (۴۲) اول من غزا مدینۃ قیصر یزید ابن معوٰیۃ وقال المھلب فی ھذالحدیث منقبۃ لولدہ لانہ من غزامدینہ قیصر اور بخاری پارہ ۵ر سے جس کی تائید ہوتی ہے فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوَفِّي فِيْهَا وَيَزِيْدُ بْنُ مُعٰوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِاَرْضِ الرُّوْمِ بخاری کتاب التهجد اور علامہ (۴۳)

تفتازانی کا جواب ملاعلی قاری نے شرح فقہ اکبر ص ۸۷؍ میں دے دیا ہے۔ یعنی یزید قتل پر راضی نہ تھا انــہ لایثبــت اصلاً شرح فقہ اکبر ص ۸۷؍۔ اگر قتل پر راضی تھا تو یہ کفر نہیں ان الـرضـا بـقتـل الـحسيـن ليـس بكفر شرح فقہ اکبر ص ۸۷؍۔ اور یزید نے قتل کا حکم بھی نہیں دیا و قلنا هذا ممالم يثبت اصلاً شرح فقہ اکبر ص ۸٦؍ اگر حکم قتل دیا بھی تو کفر نہیں لان الامر بقتل الحسين لايو جب الكفر شرح فقہ اکبر ص ۸۷؍۔

جب امام اعظم کا مذہب سکوت ہے تو فاسق (۴۴) فاجر ملعون مردود یزید پلید کیوں کہا جاتا ہے۔ اور جواز (۴۵) لعن تک کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ کیا امام اعظم (۴٦) کا مسلک صحیح نہیں اور اس بارہ میں امام اعظمؒ کے واضح ارشادات کیوں نہیں نقل کئے جاتے ہیں۔ فقط والسلام

مدلل مفصل ہر شق (۴۸) پر اعتراض ہر دلیل ہر عبارت ہر حدیث کا جواب باصواب مرحمت فرماویں۔

بسط (۴۹) و تفصیل کے ساتھ جواب دیجئے اور اس مسئلہ پر کافی غور (۵۰) کیجئے لکیر (۵۱) کے فقیر کی ضرورت نہیں۔ تحقیق ۵۲ کی ضرورت ہے اگر یہ پرچہ ناکافی ہو تو جواب دیگر پرچہ (۵۳) پر دیجئے۔

غور فرمائیے کیا یزید پر طرح طرح کے الزامات (۵۴) لگا کر ان بشارات (۵۵) نبویہ کو رد کر دیا جائیگا جسطرح (۵٦) رافضی تمام بشارات نبوی کو رد کر دیتے ہیں صحابہ کرام کو الزامات لگا کر اگر وہ الزامات نہ لگائیں تو صحابہ کرام کو فاسق فاجر غاصب (۵۷) ظالم کیسے کہیں گے جیسے آج (۵۸) ہمارے علماء یزید پر الزامات (۵۹) عائد کرتے ہیں حالانکہ احادیث صحیحہ (٦۰) نبویہ کے مقابل چند غیر معتبر (٦۱) حکایات کی کوئی حقیقت نہیں البتہ وہ راوی (٦۲) وہ حدیث (٦۳) جھوٹی کہی جاسکتی ہے مگر پیشین گوئی رسول (٦۴) جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ سمجھ (٦۵) کر جواب دیجئے۔ المستفتی کبیر الدین اوری پورہ بنارس المرقوم ۳۱ ؍مئی ۴۲ ھ

جناب مولانا محترم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ایک استفتاء روانہ کرتا ہوں اس کو ایک پرچے پر نقل کروا کر بسط وتفصیل سے جواب لکھ کر روانہ فرمائیے۔ محصول کے لئے ٹکٹ ۲؍ کا رکھ دیا گیا ہے جواب برائے مہربانی واپس نہ فرمائیے گا، مسئلہ یزید پر بسط وتفصیل کی سخت ضرورت ہے۔ آپ کا پہلا فتویٰ آیا میں بیمار تھا اور کچھ پریشانیوں کی وجہ سے بہت عرصہ ہوگیا خیر جواب مرحمت فرمائیے اور کامل جواب دیجئے واپس نہ فرمائیے۔ واما السائل فلاتنھر.

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) فتاویٰ ناواقف اور جاہل کے لئے ہوتے ہیں اہل علم جن کے سامنے ہر نوع کی نصوص موجود ہوں ان کو کسی سے دریافت کرنے اور پھر جواب پر اعتراض کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا پہلوان اکھاڑے میں کھڑا ہوکر ھل من مبارز کی صدا بلند کررہا ہے۔ طرز تحریر نہ سائلانہ ہے نہ مستفتیانہ بلکہ مناظرانہ اور مکابرانہ ہے۔ ہم لوگ نہ اس کے لئے تیار ہیں نہ ہمارے پاس اتنا وقت ہے تقریباً سو کتابیں حدیث، عقائد، تاریخ کی دیکھیں اور جواب تحریر کیا ہے مگر آپ کی خشونت مزاجی ودرشتی لہجہ اور آزاد طبیعت سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ہرگز تسلیم نہ کریں گے، اس لئے اس جواب کو بھیجنا اضاعت علم اور وضع العلم فی غیر اہلہ تصور کرکے مختصر جواب پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۲) جواب (۱) وجواب (۲) کے متعلق کچھ گوہر افشانی نہیں فرمائی کیا بات ہے۔

(۳) اس کو پہلے ہی سے ولی عہد بنادیا گیا تھا۔

(۴) اس لئے کہ وہ فاسق تھا جیسا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ وغیرہ نے بھی فرمایا تھا۔

E:\F.M.Fainal\Jild-6\ Ahd-e-Tabeen ke Tarikhi Haqaeiq

(۵) یہ کس کی تصنیف ہے ایک تو اس نام کی کتاب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تصنیف فرمائی ہے جس میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کو بہت سی احادیث سے ثابت فرمایا ہے۔

(٦) کیا ابواسحٰق اسفرائنی نے اردو میں اس نام کی کوئی کتاب تصنیف کی ہے؟

(۷) شروع ہی سے مطیع ہوگئی تھی یا اخیر میں اگر شروع سے سب خلقت مطیع ہوگئی تھی تو چالیس ہزار جنگی نے امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی تھی اور اہل مدینہ نے خلع بیعت کیوں کیا کیا یہ واقعات غلط ہیں حالانکہ یہ آپ نے خود بھی لکھے ہیں۔

(۸) حافظ اسلم یہ وہی ہیں نا جن کا مضمون کچھ عرصہ ہوا حدیث کی مخالفت میں شائع ہوا تھا کہ حدیث قابل اعتبار نہیں تاریخ کے مقابلہ میں حدیث کی کوئی حیثیت نہیں جب ان کے خلاف احتجاج کیا گیا تو معافی طلب کی مگر اب بھی دوسروں کے نام سے ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں اور یہ جامعہ دہلی میں ملازم ہیں کیا آپ نے ان کی تاریخ امت پوری دیکھی اور اس کے مضامین حدیث کے مطابق ہیں؟

(۹) اس سے معلوم ہوا کہ اولاً بیعت نہیں کی بلکہ ان کی بیعت مابعد پر محمول ہے یعنی جب مدافعت کی قوت اپنے اندر نہ دیکھی میں نے یہی چیز لکھ دی تھی تو آپ ناراض ہوگئے۔

(۱۰) ان کی بیعت مابعد میں ہوئی جیسا کہ آپ کے حافظ اسلم نے لکھا اور آپ نے تسلیم کیا۔ اگرچہ میرے لکھے ہوئے کو رد کردیا۔

(۱۱) تمام اہل حل وعقد کا بیعت کرنا ابتداءً ثابت نہیں۔

(۱۲) مگر حضرت امیر معاویہؓ کے سامنے بھی بعض حضرات نے صاف انکار کردیا جیسے کہ عبدالرحمٰن ابن ابی بکر نے۔ ابن جریر کو دیکھئے کہ اخیر وقت میں امیر معاویہؓ نے یزید کو مخالفین کی فہرست بتائی اور ان سے حفاظت کی ترکیب سمجھائی[۱] تب معلوم ہوگا کہ تمام اہل حل

[۱] تاریخ طبری مترجم ص ۱۴۳ / ۱۴۴ / ۴، ولی عھدی یزید، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی،

وعقد نے بیعت کی تھی یا نہیں اور جن سے بیعت لی گئی اس کی تفصیل فتح الباری[1] وروضۃ الصفاء[2] میں دیکھئے کہ بعض کو اسی ہزار دینار پیش کر کے بیعت کی درخواست کی گئی۔ نیز امیر معاویہؓ نے اخیر وقت میں ولیعہد بنانے پر اپنی غلطی کا اعتراف اور ندامت کا اظہار فرما کر استغفار بھی کیا۔ کذافی روضۃ الصفاء[3]

(۱۳) کیا اس کی تائید میں امام حسین کا بھی کوئی مقولہ پیش کر سکتے ہیں؟

(۱۴) اس خط کے جواب میں تحریراً یا تقریراً امام حسینؓ نے کیا فرمایا؟

(۱۵) یہ دلیل کی کونسی قسم ہے؟

(۱۶) اور یہ کونسی قسم ہوئی دلیل کی؟

(۱۷) یہ قسم کونسی ہے افسوس آپ نے کسی کی بھی تعیین نہ کی۔

(۱۸) یہ یزید کی خلافت پر اجماع کی بھی دلیل ہوگی اور غالباً چوتھی دلیل ہوگی اس کا بھی عدد بتلا دیتے تو اچھا تھا۔

(۱۹) امام حسینؓ کے ہاتھ پر تو بیعت نہیں کی گئی اس لئے وہ مستحق قتل نہیں ہوئے۔

(۲۰) یہاں نہ امر شخص واحد پر مجتمع تھا کیونکہ چالیس ہزار جنگی نے امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جیسا کہ آپ نے لکھا اور ارباب حل وعقد میں سے عبداللہ بن عمرؓ وعبداللہ بن عباسؓ نے بیعت نہیں کی تھی بلکہ بعد انعقاد اجماع کی ہے جیسا کہ حافظ اسلم سے آپ نے نقل کیا اور حضرت عائشہؓ نے تو انکار فرما ہی دیا تھا اور ایک فہرست جس میں عبداللہ بن زبیرؓ، امام حسینؓ، عبدالرحمٰن ابن ابی بکرؓ وغیرہم ہیں امیر معاویہؓ نے بتلائی تھی جیسا کہ تاریخ ابن

---

[1] فتح الباری ص ۵۷۵ / ج ۱۴ / کتاب الفتن، باب اا قال عند قوم شیأثم خرج الخ مطبوعه مصطفی احمدالباز مکه مکرمه.

[2] روضة الصفاء ص ۲۳ / ج ۳ / ذکر ولی عهد کردانیدن معاویه یزیدرا، مطبوعه بمبئی.

[3] روضة الصفاء ص ۲۹ / ج ۳ / ذکر انتقال معاویه ازدنیا، مطبوعه بمبئی.

جریر طبری[۱] میں ہے۔ نیز جو لوگ بیعت کر چکے تھے امام حسینؓ ان کے پاس تشریف نہیں لے گئے تا کہ ان میں تفریق ڈالیں بلکہ ایسے لوگوں کے پاس گئے جنہوں نے بیعت نہیں کی تھی لہذا وہ مستحق قتل نہیں تھے۔

(۲۱) جو لوگ امام حسینؓ کے ساتھ تھے انہوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ نیز امام حسینؓ نے دعویٰ خلافت نہیں کیا جو کثرت خلفاء صادق آ سکے۔

(۲۲) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب خلیفہ موجود ہو اور جب کہ امام حسینؓ کے نزدیک وہ خلیفہ ہی نہیں تھا تو اس کی بیعت واجب نہیں تھی لہذا ان کے حق میں ایسی حدیث پیش کرنا اعلیٰ درجہ کی جہالت ہے۔

(۲۳) یہاں دو امام بنائے ہی نہیں گئے۔

(۲۴) یہ کوئی قرآن کریم کی آیت ہے یا حدیث شریف جس پر عمل کرنا امام حسینؓ کے ذمہ فرض تھا۔

(۲۵) کیا ابوشکور سالمی کی اتنی حیثیت ہے کہ اس کا قول امام حسینؓ پر حجت ہو۔

(۲۶) یہ کوئی خدائی کتاب ہے یا حدیث شریف ہے جس سے امام حسینؓ پر الزام قائم کیا جا سکے۔

(۲۷) شاید ابن عربی کی آپ نے پوری کتاب نہیں دیکھی ورنہ صرف اتنا فقرہ نقل کرنے کی جرأت نہ فرماتے۔

(۲۸) شارح قصیدہ ہمزیہ کا مجموعہ فتاویٰ حدیثیہ دیکھئے کہ یزید کے متعلق کیا کچھ لکھا ہے تب آنکھیں کھلیں گی کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں سراسر آپ کے خلاف ہی خلاف ہو۔

---

[۱] تاریخ ابن جریر طبری مترجم ص ۱۴۳ / ج ۴ / ولی عھدی یزید، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی،

(۲۹) میرا کہنا گرانی خاطر کا باعث ہوتو حافظ اسلم کے کہنے سے مان لیجئے۔ مرد باید کہ گیرد اندر گوش ور نبشت است پند بر دیوار۔

(۳۰) فرشتہ تو نہیں بلکہ بذریعۂ جبر وتشدد غالب وحاوی ہوگیا تھا۔

(۳۱) میں نے تو شیطان نہیں کہا۔

(۳۲) کیا تسلط تام۔ کامل بادشاہت۔ اجماع عام کے بعد ہی خلع بیعت کی نوبت آئی؟ سخت حیرت ہے۔

(۳۳) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے کسی قول یا فعل سے امام حسینؓ پر حجت قائم نہیں کیجا سکتی جب کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے یزید کا تسلط اور اپنا ضعف محسوس کرلیا تو بیعت کرلی یہ ان کا اجتہاد تھا اور بیعت کے بعد خلع کرنا غدر ہے۔ امام حسینؓ نے شروع سے ہی بیعت نہیں کی ان پر غدر کا الزام عائد نہیں ہوسکتا اگر بیعت کرکے توڑتے تو ہوتا۔

(۳۴) دونوں ماجور ہوئے۔

(۳۵) میں نے تو اس کا دعویٰ نہیں کیا۔

(۳٦) میں خود ہی جھگڑا پسند نہیں کرتا۔ لقوله تعالیٰ لَاتَنَازَعُوْا الآیة[۱]

(۳۷) میرا ابھی یہی خیال ہے کہ خدا کے فضل سے مطلع آپ کا صاف ہے اگر خدا کے فضل کا ابر سایہ فگن ہوتا تو جس کو خدا کے رسول نے سید شباب اہل الجنۃ[۲] فرمایا اس کو واجب القتل، خارجی، جاہلیت کی موت مرنے والا نہ لکھتے کَبُرَتَ كَلِمَةٌ تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ[۳] الآیة .

(۳۸) میں خلاف جمہور کیوں شمار کرتا میں نے تو فتح الباری[۴] سے نقل کیا ہے۔ دیکھئے

---

[۱] سورۂ انفال آیت ۴٦/.

[۲] مشکوۃ شریف ص ۵۷۰/باب مناقب اهل البیت ،الفصل الثانی .

[۳] سورۂ کهف آیت ۵/.

[۴] فتح الباری ص ۵۰۰/کتاب الفتن،باب قول النبی ﷺ هلكة امتی علی یدی غلمة الخ مطبوعه نزار مصطفی احمدالباز مکه مکرمه.

اس میں کس قدر دلیلیں اس کی مذکور ہیں۔

(۳۹) میں نے ان کو نظر انداز نہیں کیا اور ان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جن سے یزید پر لعنت کا استدلال کیا جاتا ہے دونوں قسم کی روایتیں سامنے ہیں۔ تیسری قسم کی وہ روایات بھی سامنے ہیں جن میں صحابہ کرامؓ پر سب وشتم کی ممانعت اور ان کے فضائل بالخصوص حضرت حسینؓ کے فضائل اور شہادت کے درجات مذکور ہیں۔

(۴۰) کیا میں نے جھوٹ لکھا کیا ان دونوں نے تعقب نہیں کیا[1]۔

(۴۱) نہ میں نے اس کو مرتد لکھا نہ ابن التین اور ابن المنیر نے اگر آپ یہ مطلب سمجھے تو بریں فہم ودانش بباید گریست۔

(۴۲) میں نے اس کا انکار نہیں کیا جو اثبات کی ضرورت ہو۔

(۴۳) مجھے اس پر اصرار نہیں کہ یہی صحیح ہے بلکہ میں نے قول نقل کیا تھا کہ اس میں اس طرح اختلاف ہے اس قول کو راجح نہیں کہا تھا۔

(۴۴) میں نے اپنی طرف سے کوئی غلط نہیں کہا نہ ایسا کہنے کو ترجیح دی۔

(۴۵) میں نے اس کا فتویٰ نہیں دیا صرف آپ کے غلو کو دیکھ کر نقل کیا تھا تاکہ آپ اعتدال پر آجائیں صرف تصویر کا ایک ہی رخ سامنے نہ رکھیں۔

(۴۶) بالکل صحیح ہے یہ ہی ہم کو بھی بلا چون وچرا تسلیم ہے۔

(۴۷) ہم نے تو صاف صاف ان کا ارشاد نقل کر دیا کہ ان کا مسلک توقف اور سکوت ہے۔

(۴۸) آپ کی ہر چیز لاجواب ہے۔

(۴۹) بسط وتفصیل کے ساتھ ضرور لکھتا مگر کیا کروں آپ کی تحریر دیکھ کر توقع نہیں

---

[1] وتعقبه ابن التين وابن المنير بماحاصله الخ صحيح البارى ص ۱۰۲/ ج۶/ كتاب الجهاد باب ماقبل فى قتال الروم.

رہی کہ آپ حق کو قبول کریں گے۔ دوسرے آپ ناواقف ہوتے یا آپ کی طبیعت میں کوئی تردد ہوتا تو لکھنا مفید بھی ہوتا۔ جب آپ کا مذہب ہی یہ ہے تو اس کا بدلنا مشکل ہے جیسا کہ خوارج کا اپنے مذہب کو چھوڑنا مشکل ہے۔

(۵۰) ضرور ایسا ہی کرتا مگر ڈر یہ ہے کہ آئندہ آپ اس سے زیادہ گالیاں امام حسینؓ کو سنائیں گے۔

(۵۱) تقریباً سو کتابیں اس مسئلہ کے متعلق مطالعہ کرنے کے بعد بھی میں تو اسی اعتقاد پر ہوں کہ حضرت امام حسینؓ جنتی ہیں حضور اقدس ﷺ نے انکو جنت کی بشارت دی ہے[1] اور وہ شہید ہوئے ہیں اور یزید کے حق میں لعنت وغیرہ سے سکوت چاہئے، ہم تو ایسے لکیر کے فقیر ہیں کہ اب سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل کی باتیں اپنا عقیدہ اور راہ عمل بنائے ہوئے ہیں۔

(۵۲) اللہ پاک ایسی تحقیق سے محفوظ رکھے جس میں صحابہؓ اور اہل بیت پر سب وشتم ہو اور حدیث کی مخالفت ہو مجھے بھی اور آپ کو بھی اور جملہ اہل اسلام کو۔

(۵۳) دوسرا پرچہ کونسا آپ نے تو کوئی سادہ پرچہ بھیجا نہیں۔

(۵۴) میں نے کوئی الزام نہیں لگایا امام احمد ابن حنبل جو کہ بہت بڑے محدث ہیں وہ کچھ فرماتے ہیں۔ نیز شیخ عبدالحق۔ ابن جریر۔ حافظ ابن حجر۔ صاحب خمیس وغیرہم نے کچھ کچھ لکھا ہے۔ واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے۔ اتنا خیال ضرور ہے کہ ان حضرات کی دیانت کا تقاضا نہیں کہ از خود کسی پر الزام لگائیں ان حضرات کو متدین تصور کرتے ہوئے بھی میں یزید پر لعنت نہیں کرتا اس لئے کہ فائدہ کچھ نہیں نہ مجھ سے قیامت میں اس کا سوال ہوگا اس کے اعمال اس کے ساتھ میرے اعمال میرے ساتھ۔

(۵۵) اگر وہ مستحق ہیں تو کون رد کرسکتا ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۷۰/ باب مناقب اهل البيت ،الفصل الثانی .

(۵٦) رافضی اکابر اہل اللہ پر الزامات لگاتے ہیں خود قیامت میں مزہ چکھیں گے اوران کے رد کرنے سے بشارت رد نہیں ہوتیں۔

(۵۷) ہمارا خیال تو یہ نہیں کہ جن اکابر محدثین نے یزید کے مظالم کو تحریر و نقل کیا ہے انہوں نے محض ظالم و غاصب کہنے کی نیت سے اس پر ان مظالم کا اپنی طرف سے الزام لگایا ہے۔

(۵۸) آج تو الزامات نہیں لگائے جاتے پرانے واقعات بیان کئے جاتے ہیں تاہم جو الزام لگائے وہ یقیناً گنہ گار ہے خواہ وہ آج لگائے خواہ پہلے لگائے ہوں۔

(۵۹) امام حسینؓ کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرنے والا کن درجات کا مستحق ہے، جیسے آپ نے لکھے ہیں کبھی اس کے متعلق بھی غور کی نوبت آئی ہے یا نہیں؟

(٦٠) جن احادیث میں نام لے کر امام حسینؓ کو جنتی اور شہید فرمایا گیا ہے کیا آپ کے نزدیک وہ سب قابل رد ہیں؟

(٦۱) غیر معتبر تو ہر حال میں غیر معتبر ہے خواہ وہ یزید کے متعلق ہو خواہ حضرت امام حسینؓ کے متعلق ہو خواہ کسی اور کے متعلق ہو۔

(٦۲) کونسا راوی جس نے یزید کے مظالم کی روایت ذکر کی یا وہ حدیثیں روایت کی ہیں جن سے یزید کا مستحق لعنت ہونا معلوم ہوتا ہے یا کوئی اور راوی مراد ہے جھوٹے راوی کی روایت یقیناً قابل رد ہے[1]۔

(٦۳) کونسی حدیث جھوٹی ہوسکتی ہے کس طرف اشارہ ہے۔

(٦۴) حضور اقدس ﷺ کی پیشین گوئی کیا حدیث کے علاوہ بھی کہیں پائی جاسکتی ہے جو پیشین گوئی ہوگی وہ حدیث ضرور ہوگی پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ حدیث جھوٹی ہوسکتی

---

[1] والثانی یغلب علی الظن کذب الخبر ثبوت کذب ناقلہ فیطرح الخ نخبۃ الفکر ص ۷ ا / المقبول معمول دون غیرہ مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

ہے پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوسکتی۔

(٦۵) سمجھ کر کا کیا مطلب ہے کہ آپ کی ڈانٹ ڈپٹ اور ترش کلامی سے مرعوب ہو کر یا اس ڈر سے کہ آپ حضرات امام حسینؓ کی شان میں گستاخی دریدہ دہنی بدزبانی سے کام لیں گے۔ آپ کی ہاں میں ہاں ملادوں۔آپ کے پرچہ میں جگہ نہیں رہی دوسرے۔

گفتگو آئین درویشی نبود ورنہ باتو ماجراہا داشتیم اھ

محترمی .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا استفتاء نہیں بلکہ نامۂ عتاب پہونچا آپ کے طرز تحریر اور مناظرانہ پہلو اور اکابر کی شان میں ناشائستہ الفاظ کے استعمال کی بناء پر احقر کے اکابر کی رائے ہرگز نہیں تھی کہ جواب تحریر کیا جائے۔مگر ہمر شتہ چوانگشت پرچہ پر اخیر میں آیت بھی آپ نے لکھی تھی۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَاتَنْهَرْ[1] محض اس کلام الٰہی کے پیش نظر جواب ارسال ہے۔

(گزارش) اگر کسی مسئلہ یا بحث کے متعلق کوئی شبہ ہو تو اس کے دریافت کرنے میں مضائقہ نہیں مگر برائے خدا بہ نیت مناظرہ ومکابرہ آئندہ کوئی خط آپ تحریر نہ فرماویں کہ یہ ہم لوگوں کے مسلک کے خلاف ہے اس لئے کہ مناظرہ کے حدود کی آج کل رعایت نہیں کی جاتی اور یہ صورت کچھ نتائج بہتر پیدا نہیں کرتی نہ دنیا میں نہ آخرت میں جو سخت کلمات جواب میں تحریر کئے گئے ہیں ان میں کوئی وزن نہیں بہ نسبت ان کلمات کے جو کہ آپ نے حضرت امام حسینؓ کی شان میں تحریر فرمائے۔تاہم میں آپ سے معافی چاہتا ہوں میرے سامنے ان صحیح احادیث کا ذخیرہ موجود تھا جن میں صحابہؓ پر سب وشتم کرنے والے کو لعنت[2] کی گئی ہے اور امام

[1] سورۃ الضحی آیت ۱۰/ **ترجمہ**:-اور سائل کو مت جھڑ کئے۔

[2] عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِي فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ مشکوۃ شریف ص ۵۵۴/باب مناقب الصحابۃ ،الفصل الثالث، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

حسینؓ کی فضیلت و بشارت جنت مذکور ہے[۱] اگر آپ میری ذات خاص کو سخت ترش کہیں تو اس پر اتنا رنج وصدمہ نہ ہو جتنا کہ اکابر کی شان میں سن کر ہوتا ہے۔ یہاں لدھیانہ میں ایک مدرسہ میں اس کے مدرس چلے گئے جس کی وجہ سے مدرسہ کے ویران ہونے کا اندیشہ تھا۔ یہاں کے مدرسہ والوں نے ارباب مظاہر علوم سے درخواست کی۔ اس بناء پر کچھ مدت کے لئے احقر کو لدھیانہ بھیج دیا گیا۔ اطلاعاً تحریر ہے تا کہ اگر دوبارہ مراجعت کی نوبت آئے تو خط صحیح طریق پر پہنچ سکے۔ فقط والسلام

محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

مسئلۂ یزید

سوال:- چند ایک مسائل ہیں جن کو اگر آپ حل کر دیں تو میرے لئے بہت بڑی سعادتمندی ہوگی، اور آج کل یہاں یہ بھی مسائل بڑے زور وشور سے دینی پرچوں کا موضوع بنے ہوئے ہیں، ترجمان القرآن، البلاغ، بینات، ترجمان اسلام، خدام الدین وغیرہ۔

''وہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں''

(۱) فقہی اعتبار سے یزید کافر ہے یا مؤمن فاسق؟

(۲) اگر وہ کافر نہیں اور اس کو فاسق کہا جائے تو اس پر لعنت کرنا اور سب وشتم کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

(۳) اگر وہ مومن فاسق تھا تو حضرت معاویہؓ نے اس کو کس بنیاد پر خلافت عنایت فرمائی؟

(۴) حضرت امام حسینؓ کی شہادت میں یزید کا دخل ہےکہ نہیں؟ وہ ایسا چاہتا تھا کہ نہیں؟

---

[۱] وعن ابی سعیدٍ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة مشکوة شریف ص ۵۷۰، باب مناقب اهل البیت، الفصل الثانی، طبع یاسر ندیم دیوبند،

(۵) اگر اس سلسلہ میں حضرت امام اعظمؒ کا فتویٰ یا روایات کتب فقہ میں مرقوم ہوں تو مستفید فرمائیں؟

(۶) کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے گناہ کا ارتکاب ہوسکتا ہے یا نہیں؟

مودودی کی کتاب خلافت وملوکیت پر آپ کی کیا رائے ہے کیا جن کتب کا مودودی نے حوالہ دیا ہے، صفحہ ۳۰۳ / پر وہ واقعی علمائے دیوبند کی نظر میں قابل قبول کتابیں ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یزید کے کفر واسلام سے بحث کرنا نہ تو اعتقادی مسئلہ ہے، کہ بغیر اس کے ایمان ہی معتبر نہ ہو، نہ ہی عملی مسئلہ ہے کہ اعمال شرعیہ اس پر موقوف ہوں[1]۔

اس بحث میں پڑنا اپنے وقت عزیز کو ضائع کرنا ہے، وقت خدائے پاک کی طرف سے ایک بیش بہا خزانہ ہے، اس کی قدر لازمی ہے، ناقدری سے اس کو ضائع کر دینا اور لایعنی میں صرف کر دینا انتہائی ناقدری ہے جس کا کوئی بدل نہیں، اس ''اضاعت'' کا وبال بہت سخت ہے تاہم آپ کو اصرار ہے تو جواب عرض ہے۔

(۱) حنفیہ نے یزید کی تکفیر نہیں کی[2] اس کے حالات سے فسق ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ

۱؎ وینبغی ان لایسأل الانسان عمالاحاجة الیه کان یقول کیف هبط جبریل (الی قوله) الیٰ غیر ذٰلک ممالاتجب معرفته ولم یردالتکلیف به. شامی زکریا، ص ۴۸۵ / ج، ۱۰ / کتاب الخنثیٰ مسائل شتیٰ (الشامی نعمانیه ص ۴۸۰ / ج۵)

۲؎ وهل یجوز لعن یزید حکی القاضی ثنا ء الله فی مکتوباته ان للعلماء فیه ثلاثة مذاهب الاول المنع کما قاله الامام ابوحنیفة فی الفقه الاکبر الخ. (هامش بذل المجهود، ص۱۴۷ / ج۱۹ / مصری، کتاب الادب باب اللعن ص ۲۶۰ / ج۵ / (مطبوعه سهارنپور) روح المعانی ص۱۲۶ / ج۸ / آثار القیامة فی حجج الکرامة، شرح فقه اکبر ص۸۷، مطبوعه مجتبائی دهلی) فتاوی ابن تیمیه ص ۴۸۳ / ج۴ / مفصل الاعتقاد، مطبوعه دارالفکر بیروت،

کتب تواریخ میں[۱] ہے امام احمد بن حنبلؒ اور علامہ کیاہراسی شافعیؒ سے اس کی تکفیر منقول ہے[۲]۔

(۲) امام غزالیؒ نے احیاء العلوم[۳] میں اس پر بلکہ شیطان پر بھی لعنت کرنے سے روکا ہے، کہ اس میں کیا فائدہ ہے، سبحان اللہ، الحمد للہ پڑھنے میں تو فائدہ بھی ہے لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں، شرح عقائد نسفی[۴] میں اس پر لعنت کی اجازت دی ہے، لیکن لعنت نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں[۵]۔

(۳) حضرت معاویہؓ نے جس وقت ولی عہد بنایا ہے اس وقت حالات خراب نہیں تھے، بعد میں خراب ہوئے، لہٰذا حضرت معاویہؓ پر الزام نہیں، کمافی روضة الصفاء[٦]۔

(۴) مستند روایات سے یزید کا حضرت امام حسینؓ کے قتل کا حکم ثابت نہیں، اس کا

---

۱ قال الذهبی ولما فعل يزيد باهل المدينة مافعل مع شربه الخمر واتيانه المنكرات اشتد عليه الناس (الصواعق المحرقة ص ۲۲۱/طبع استنبول) ومع القطع باسلامه فانه فاسق شرير (اتحاف ص ۴۸۹/ج۷/كتاب آفات اللسان، الآفة الثامنة اللعن، طبع دار الفكر بيروت،

۲ وبعضهم اطلق اللعن عليه منهم ابن الجوزی ومنهم الامام احمدبن حنبل ومنهم القاضی ابو يعلی لماانه كفرحين امر بقتل الحسين (النبراس ص ۳۳۱/اللعن علی يزيد خلاف التحقيق، طبع امداديه ملتان، حياة الحيوان ص۲۷۵/ج۳/ الفهد، فتاوی ابن تيميه ص۴۸۵/ ج۴/ مفصل الاعتقاد، مطبوعه دارالفكر بيروت،

۳ وهذايدل علی ان لعن فاسق بعينه غيرجائز وعلی الجملة ففی لعن الاشخاص خطر فليجتنب ولاخطر فی السكوت، عن لعن ابليس الخ (احياء العلوم ص۱۰۸/ج۳/ (مطبوعه مصری) كتاب آفات اللسان، الآفة الثامنة اللعن) فتاوی عزيزی۱۰۳/ج۱/ مطبوعه رحيميه ديوبند،

۴ وبعضهم اطلق اللعن عليه لما انه كفر حين امربقتل الحسين الخ (شرح عقائد ص ۱۶۲/ مبحث يجب الكف عن اللعن الخ)

۵ ولوجاز لعنه فسكت لم يكن عاصيابالاجماع (حياة الحيوان ،ص ۲۲٦/ج۲/)

٦ (روضة الصفاء ص۲٦/ج۳/ فتاویٰ رشيديه ص۱۰/۲/ باب العقائد، مطبوعه ديوبند)

مقصود ان پر قابو پانا تھا، لیکن ان کو شہید کر دیا گیا[1]، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ''حقیقت یزید'' مفتی مہدی حسن صاحب نے تصنیف کی ہے اسکا مطالعہ مفید ہوگا۔

(٦) حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے دین کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اعتماد فرما کر دین ان کو سکھایا اور اس کی تبلیغ کا ان کو ذمہ دار بنایا، پھر انہوں نے عمر بھر اس کی اشاعت کی، جہاں جہاں تک پہنچ سکتے تھے، وہاں جا کر دین کو پہنچایا، جن مقدس ہستیوں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امین قرار دیا، آج ان کے متعلق یہ بحث کرنا کہ ان سے گناہ صادر ہوتے تھے، اور انہوں نے فلاں فلاں گناہ کئے ہیں، جیسا کہ جماعت اسلامی مودودی کی کتابوں میں بے لاگ تنقید کی جاتی ہے، درحقیقت ان کی امانت وذمہ داری کو مجروح کر کے ان سے بے اعتمادی پیدا کرنا ہے، جس کی زد حضرت رسول مقبول ﷺ پر جا کر پڑتی ہے، کہ معاذ اللہ آپ نے نااہلوں پر اعتماد فرمایا اور اتنی بڑی امانت کی ذمہ داری ان کے سر ڈالی جس کے وہ اہل نہیں تھے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سارا دین مخدوش اور ناقابل اعتماد ہو جائے گا، اس لئے کہ جب صحابہ کرامؓ پر اعتماد نہیں ہوگا، تو تابعین، محدثین فقہاء، مفسرین، اولیاء کاملین، متکلمین کسی پر بھی اعتماد نہیں رہے گا، کیونکہ ان سب کو جو دین پہنچا ہے، وہ حضرات صحابہ سے ہی پہنچا ہے، اوّل طبقہ کو بلا واسطہ بعد والوں کو بواسطہ۔

لہٰذا اخیر میں صحیح دین وہ شمار ہوگا جس کو مودودی صاحب بیان فرمائیں، کیونکہ بغیر ان

---

[1] فان قيل هل يجوز لعن يزيد لكونه قاتل الحسين او آمراً به قلنا هذا لم يثبت اصلاً فلايجوز ان يقال انه قتله او امربه مالم يثبت فضلا عن اللعنة لانه لاتجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غير تحقيق (شرح فقه اكبر ص٨٧/ اختلفوا في اللعن على يزيد الخ، مطبع مجتبائی دهلی، احياء علوم الدين ١٢١/ج٣/ كتاب آفات اللسان، الافة الثامنة اللعن، مطبع مصطفى البابى مصر، الصواعق المحرقة ص٢٢٢/ طبع استنبول اتحاف ص٤٨٨/ج٧/طبع دارالفكر بيروت، حياة الحيوان ص٢٤٥/ ج٢/

کے واسطے کے فرمائیں گے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ''میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ قرآن اور سنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، ترجمان القرآن، ۶۴ھ ج ۲۶/عدد ۳/۴/۵/۶/ص، ۱۴۱۔

صحابہ کرام کو جو شخص برا کہے ان کے عیوب شمار کرے حدیث شریف میں ایسے کام پر لعنت آئی ہے، حدیث میں صاف صاف فرمایا گیا، کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو برا مت کہو لیکن مستقل جماعت ہے جو اس کام میں لگی ہوئی ہے، اللہ پاک ہدایت دے۔

''عَنْ اِبْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَارَاَئيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِىْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلىٰ شَرِّكُمْ، رواه الترمذى''[1]

''عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِىْ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَسُبُّوْااَصْحَابِىْ فَلَوْاَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍذَهْبًا مَابَلَغَ مُدَّاَحَدِهِمْ وَلَانَصِيْفَهُ، متفق عليه[2]''

''عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعالىٰ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلّى اللّٰه عليه وسلّم يَقُوْلَ سَأَلْتُ رَبِّىْ مِنْ اِخْتِلَافِ اَصْحَابِىْ مِنْ بَعْدِىْ فَاُوْحِىَ اِلَىَّ يَامُحَمَّدَ اَنَّ اَصْحَابَکَ عِنْدِىْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِى السَّمَآءِ بَعْضُهَا اَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٍفَمَنْ اَخَذَ بِشَئْىٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِىْ عَلىٰ هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلّى اللّٰه

---

[1] مشكوة شريف ص ۲/۵۵۴، باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث، مطبوعه ياسرنديم ديوبند، ترمذى شريف ص ۲/۲۲۷/ مطبوعه رشيديه دهلى، ابواب المناقب، باب ماجاء فضل من بايع تحت الشجرة،

ترجمہ:-جب تم لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو گالی دیتے ہیں، تو کہو، اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر،

[2] (مشكوٰة شريف، ص ۵۵۳/ (مطبوعه ياسرنديم ديوبند) باب مناقب الصحابة)

ترجمہ:-میرے اصحاب کو گالی مت دو اگر تم میں کوئی احد برابر سونا بھی خرچ کرے تو، ان میں سے کسی کے ایک مد یا آدھے مد کے اجر کو نہ پہنچ سکے گا۔۱۲

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِىْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ. رواه رزين اھ مشکوٰۃ شریف[۱]۔"

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

یزید کی ولی عہدی

سوال:- کیا وجہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات میں اپنے نالائق فرزند یزید پلید کو امام مسند تخت نشین بنایا اور تخت پر بٹھلا کر ولی عہد بنانے کی اطلاع کا ہر ایک شہر میں حکم روانہ کیا تا کہ عوام کو معلوم ہو جائے، جب کہ وہ عیاش، دائم الخمر، بدکردار، ظالم، زانی، شرابی، فاسق، فاجر، حرام کار تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کے سامنے یہ افعال نہیں تھے جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۰/ج ۲/[۲] میں ہے، اگرچہ ورع اور زہد کے اعتبار سے دوسرے بہت سے حضرات اس سے بہتر موجود تھے، اور بعض منکرات کا وہ مرتکب بھی تھا، لیکن زیادہ خراب حالت بعد میں ہوئی، ان کے نزدیک وہ نہایت

[۱] (مشکوٰۃ شریف، ۵۵۴/مناقب الصحابة) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا یہ فرماتے ہوئے کہ میں نے اپنے پروردگار سے میرے بعد اپنے صحابہؓ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا تو اس نے میری جانب وحی کی کہ اے محمد ﷺ آپکے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستاروں کے ہیں آسمان میں انمیں سے بعض بعض سے قوی ہیں اور ہر ایک کا ایک نور ہے پس جس نے لیا اس میں سے کچھ جس پر وہ ہیں انکے اختلاف سے تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتداء کروگے راہ پاؤگے۔

[۲] فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰/ج ۲/حضرت معاویہ کا یزید کو خلیفہ بنانا (مطبوعہ رحیمیہ دهلی) کتاب العقائد،

مدبر اور بہادر تھا[1] حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ نے درحقیقت ابتداءً اس چیز کا مشورہ دیا ہے کہ یزید کو ولی عہد بنایا جائے[2] اب صدیوں بعد اس کو گالیاں دینے سے کیا نتیجہ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

یزید کی ولی عہدی

سوال:-حضرت امیر معاویہؓ کی سلطنت میں یزید سے زیادہ کوئی قابل حکمراں موجود نہ تھا، جس کو وہ تخت پر بٹھاتے اور حکومت سپرد کرتے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے زیادہ مدبر اور بہادر ان کی نظر میں کوئی نہ تھا[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وذکر ابوبکر بن العربی فی العواصم ان معاویة ترک الافضل فی ان یجعل الخلافة شوری وعدل الی ولایة یزیدوعقد له البیعة فبایعه الناس وانعقدت بیعته ویزید اهل لذلک وان کان هناک من هواحق من امامة یزید (تطهیر الجنان واللسان لابن حجرالمکی ص ۱۶/خاتمة طبع استنبول، البدیة والنهایة ص۷۷/جزء ۸/جلد۴/ مکتبه تجاریه مکة المکرمة.

[2] وکان ابتداء ذٰلک واوله من المغیرة بن شعبة الخ ،الکامل فی التاریخ لابن اثیر، ص ۵۰۳/ ج ۳/(دارصادر بیروت)ذکر البیعة لیزید بولایة العهد، ملاحظه هو دائرهٔ معارف اسلامیه ص ۲۹۲/ ج۲۳/(مطبوعه لاهور) یزید بن معاویه)

[3] وقد کان معاویة لماصالح الحسن عهد للحسن بالامرمن بعده فلما مات الحسن قوی امر یزید عند معاویة ورأی انه لذٰلک اهلا وذٰلک من شدة محبة الوالد لولده ولماکان یتوسم فیه من النجابة، الدنیویة وسیما اولاد الملوک ومعرفتهم بالحروب وترتیب الملک والقیام بأبهته وکان ظن ان لایقوم احد من ابناء الصحابة فی هذاالمعنی الخ (البدایه والنهایة ، ج،۴/ ص۷۷/جزء۸/ مطبوعه التجاریة مکه مکرمه، ثم دخلت سنة ست وخمسین)

یزید کی نسل

سوال:- یزید پلید کی اولاد کا سلسلہ جاری ہے، یا نہیں؟ اگر ہے تو کس جگہ ہے؟ یزید پلید کے بعد اسکا فرزند معاویہ ابن یزید کو خلافت کی مسند پر بٹھانا چاہا، مگر تخت پر بیٹھ کر اسنے نصیحت کی اور اپنے باپ کا ظلم بیان کیا اور تخت پر سے اتر گیا اور کہا ابوسفیان کے خاندانمیں سے جس کو تخت پر بیٹھنا ہو وہ بیٹھے مجھ کو اس تخت نشینی سے کوئی تعلق نہیں، معاویہ کے بعد تخت پر کون بیٹھا تھا؟

الجواب حامداًومصلیاً

یزید کے ہاتھ پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی تھی اس کے مرنے پر حجاز ویمن عراق وخراسان کے لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، اور معاویہ بن یزید کے انتقال پر اہل شام ومصر نے بھی کر لی اور وہ مستقل خلیفہ ہو گئے۔ (کذا فی تاریخ الخلفاء، ص ۱۴۸ / [1])

یزید کے خاندان اور نسل کا مجھے علم نہیں کہ اب بھی اس کی اولاد کہیں موجود ہے یا نہیں؟ یہاں کوئی تاریخ بھی ایسی دستیاب نہیں ہوئی جس سے معلوم ہو سکے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا یزید نے حضرت عائشہؓ کو پیغام نکاح دیا تھا

سوال:- ہمارے یہاں ایک پیر صاحب ہیں وہ اکثر اپنے وعظ میں کہا کرتے تھے کیا

[1] لم يبايع فوجد عليه يزيد عبدالله بن زبير كان ممن ابى البيعة ليزيدبن معاوية وفر الى مكة ولم يدع الى نفسه ولكن لم يبايع فوجد عليه يزيد وجداً شديداً فلما مات يزيد بويع له بالخلافة واطاعه اهل الحجاز واليمن والعراق وخراسان الخ، تاريخ الخلفاء ص ۱۴۸ / (مطبوعه مجتبائى دهلى، احوال عبدالله بن زبير)

یہ صحیح ہے؟ یزید نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس شادی کا پیغام بھیجا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یزید نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیغام نکاح دیا تھا یا نہیں؟ مجھے اس کی تحقیق نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مروان کا مدینہ سے اخراج اور پھر واپسی

سوال:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کو مع ان کے باپ الحکم کے کس وجہ سے مدینہ منورہ سے نکال دیا تھا، جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت میں بلا لیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مروان کے باپ کی یہ عادت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو منافقین سے کہہ دیتا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکال دیا تھا۔ کذا فی الاستیعاب[2] اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے

---

[1] کتب تاریخ وسیر میں یہ بات منقول نہیں ہے۔ قرآن کریم میں صریح ممانعت موجود ہے وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا (احزاب ۵۳/)

ترجمہ:- اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپؐ کے بعد آپؐ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔

[2] وَاَبُوْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ كَانَ مِنْ مُسْلِمَةِ الْفَتْحِ وَاَخْرَجَهُ رَسُوْلُ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَطَرَدَهُ عَنْهَا فَنَزَلَ الطَّائِفُ (الى قوله) فَلَمْ يَزَلْ الْحَكَمُ بِالطَّائِفِ اِلٰى اَنْ وُلِّيَ عُثْمَانُ فَرَدَّهُ عُثْمَانُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَبَقِى فِيْهَا (اِلٰى قَوْلِهٖ) وَاخْتَلَفَ فِي السَّبَبِ الْمُوْجِبِ لِنَفْيِ رَسُوْلِ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم اِيَّاهُ فَقِيْلَ كَانَ يَتَحَيَّلُ وَيَسْتَخْفِيْ وَيَتَسَمَّعُ مَايُسِرُّهُ رسُوْلُ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم اِلٰى كِبَارِ اَصْحَابِهٖ فِيْ مُشْرِكِي قُرَيْش وَسَائِرِ الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِيْنَ، الاستيعاب فى معرفة الاصحاب ص ١٢٠، ١٢١/ ج ١/ الحكم ابن ابى العاص، الاستيعاب على هامش الاصابة ج ١/ ص ٣١٧/ مطبوعه دارالفكر بيروت،

بلالیا تھا، کہ اس وقت یہ خطرہ نہیں تھا، کیونکہ منافقین نہیں رہے تھے، نیز وہ آپ کا رشتہ دار بھی تھا، صلہ رحمی کا آپ میں غلبہ تھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

کیا کعبہ حضرت رابعہؒ کے استقبال کو گیا تھا

سوال: -حضرت رابعہ بصریؒ کی کرامات میں یہ روایت کہاں تک درست ہے، کہ وہ جب حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئیں، تو کچھ فاصلہ پر کعبہ ان کے استقبال کو گیا؟ اس وقت جب ایک بزرگ طواف کی غرض سے حرم میں پہنچے تو کعبہ کو وہاں نہ پایا، اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس کی کیا حقیقت ہے؟ کیا عین کعبہ اپنی جگہ سے چلا گیا تھا، یا مثل کعبہ؟ اس قسم کی باتیں وعظ میں کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت حدیث شریف کی روایت نہیں جس کیلئے سند متصل تلاش کر کے بتایا جا سکے نہ اس کی تحقیق کی ضرورت ہے، عوام کے سامنے ایسی باتیں تقریر میں بیان کرنا ان کو پریشانی میں مبتلا کرنا ہے، جب تک وہ حقیقت نہیں سمجھیں گے پریشان رہیں گے، اور ہر ایک میں حقیقت سمجھنے کی صلاحت نہیں[1] کعبۃ اللہ تجلی گاہ ہے وہ مخصوص تجلی جب کسی اور جانب ہوتی ہے، تو بعض اہل کشف کہتے ہیں کہ کعبۃ اللہ اپنی جگہ پر موجود نہیں یعنی اس کی مخصوص تجلی نہیں

---

[1] عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَااَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْماً حَدِيْثًالَاتَبْلُغُهُ عُقُوْلُهُمْ اِلَّاكَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةٌ مُقَدِّمَهُ مُسْلِمُ شَرِيْف ص ۹ / ۱، مطبوعه رشيديه دهلی، باب النهی عن الحديث لكل ماسمع.

ترجمہ :-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں کے سامنے ایسی باتیں بیان نہ کریں جہاں تک ان کی عقل کی رسائی نہ ہو سکے، مگر یہ کہ بعض لوگوں کیلئے وہ بات فتنہ بن جائے۔

رہی کسی اور جگہ ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۶/۷ ۱۳۹ھ

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا سن پیدائش

سوال:- حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کس سن ہجری میں پیدا ہوئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

۸۰ھ میں کذا فی مقدمہ الاوجز[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

امام اعظمؒ کا عشاء کے وضو سے فجر کی نماز

سوال:- امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے، ایک صاحب اسکا بھی انکار کرتے ہیں، آپ ارشاد فرمائیں کہ یہ بات کہاں تک درست ہے، میں نے سنا ہے کہ علامہ شبلیؒ نے اس بات کو سیرت النعمان میں غلط کہا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض کتابوں میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق چالیس سال تک عشاء کے وضو

---

[1] ولد الامام رضی اللّٰہ عنہ سنة ثمانین بالکوفة فی خلافة عبدالملک بن مروان (مقدمة الاوجز الباب الرابعة ، ص ۸۶ / مطبوعه امدادیه مکه مکرمه)

سے فجر کی نماز پڑھنا منقول ہے، شبلیؒ اوران کے ہم خیال لوگوں نے اس کو غلط کہا ہے[۱]، مگر جو وجہ غلط ہونے کی لکھی ہے وہ کوئی معقول وجہ نہیں، یہ لوگ بزرگان دین کے احوال ومقامات سے نیز ان کے مجاہدوں سے واقف نہیں، ان کی زندگی کو اپنی زندگی پر قیاس کرتے ہیں، انکا یہ قیاس بے محل اور غلط ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۱/۸۸ھ

امام اعظمؒ کا منصور کے خلاف واقعہ

سوال:- ہر وہ حکومت جو قرآن وحدیث کے مطابق نہیں ہے، باطل ہے، اگر ایسی باطل حکومت میں کوئی خفیہ تنظیم مسلمانوں کو جمع کرکے اگر جہاد کیا جائے، تو شریعت کے مطابق ہوگا یا نہیں؟ اسی طرح کا ایک واقعہ امام ابوحنیفہ کے وقت بادشاہ منصور کے وقت میں پیش آیا تھا، جواب دلیل کے ساتھ فرمائیں؟

---

[۱] شبلیؒ نے اپنی کتاب سیرۃ النعمان، ص۳۹/ج۱/اخلاق وعادات کے باب میں اس قصہ کے بعد اسکے فضول و افسانے میں سے ہونا بتلایا ہے، حالانکہ امام صاحب کی سوانح تحریر کرنے والے تمام ہی حضرات نے اس کو ذکر کیا ہے چنانچہ علامہ ذہبیؒ جیسے محتاط محدث رقمطراز ہیں:

قد تواتر قیامه اللیل وتهجده وتعبده رحمه الله تعالیٰ، ص ۱۲/ آگے چل کر فرماتے هیں "روی الخطیب فی تاریخه من جهة اسد بن عمر وقال صلی ابوحنیفة فیما حفظ علیه صلوٰة الفجر بوضوء العشاء اربعین سنة" (مناقب الامام ابی حنیفه وصاحبه ص ۱۴/) شامی کراچی ص ۵۱/ ج ۱/فی المقدمة الخیرات الحسان ص ۷۴/الفصل الرابع فی شدة اجتهاده فی العبادة، مطبوعه مصر، تبییض الصحیفة ص ۹۲/عبادة الامام ابی حنیفهؒ، مطبوعه الرشید،

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے منصور کے مقابلہ میں کون سی فوج بنائی؟ اور جہاد وقتال کیا، میرے علم میں نہیں، امام صاحبؒ کی سوانح اور منصور کی تاریخ میں مجھے اس فوج اور جہاد وقتال کا پتہ نہیں ملا[1] ہاں اتنی بات تھی کہ جو حکم خدا ورسول کے خلاف تھا اس کے سامنے سر نہیں جھکایا، اور یہ اصولی بات ہے کہ خدا ورسول کا حکم سب سے بالا ہے، اور بالا رہنا چاہئے اور سب کو اپنی حیثیت کے موافق اس کا لحاظ لازم ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ پر گمراہ ہونے کا الزام

سوال:- سائل کا بیان ہے کہ رسالہ نشیمن میں شائع ہوا ہے، تجلی دیوبند میں مضمون شائع ہوا ہے، کہ مفتیان دارالعلوم دیوبند نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ حضرت امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ گمراہ ہیں، کیا واقعی یہ بات صحیح ہے؟ اس کے بارے میں مطلع فرمائیں؟

---

[1] فائدہ حضرت منصور اور حضرت امام کے درمیان جو واقعہ پیش آیا وہ یہ ہے کہ خلیفہ منصور نے امام صاحب کو عہدہ قضاء قبول کرنے کے لئے کہا امام صاحب نے قاضی بننے سے انکار کر دیا خلیفہ منصور نے عہدہ قضا کے لئے بہت دباؤ ڈالا لیکن امام صاحب کسی طرح بھی قاضی بننے پر تیار نہیں ہوئے، تو خلیفہ نے آپ کو کوڑے لگوائے، اور جیل میں قید کروا دیا اور جیل ہی میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ (تذکرة النعمان ص ۲۴۹/ عقود الجمان ص ۳۱۴/ مکتبه الایمان مدینه منوره)

[2] عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صلّی اللّٰه عَلَيْهِ وسلّم لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِیْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، مشکوٰة ص ۳۲۱/ کتاب الامارة والقضا الفصل الثانی، (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ :- حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

علماء دیوبند حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں ،ان کے مذہب کی کتابیں نورالایضاح، قدوری، کنز،شرح وقایہ، ہدایہ پڑھاتے ہیں، اوران کتابوں کے موافق عمل کرتے ہیں، اور یہاں کے مفتی بھی امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب پرفتویٰ دیتے ہیں، اوران کے ہرہرمسئلہ کو پختہ دلائل کے ذریعہ سمجھاتے ہیں، حدیث شریف میں امام اعظمؒ کے خاص شاگردامام محمدؒ کی کتاب مؤطاامام محمدؒ پڑھاتے ہیں،جس میں امام ابوحنیفہؒ کی سند سے حدیثیں موجود ہیں، نیزطحاوی شریف پڑھاتے ہیں،جس میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پردلائل قائم کئے گئے ہیں،حضرت امام مالکؒ کوبھی علماء دیوبند بہت بڑامحدث اورامام اورفقیہ مانتے ہیں، ہرگز ہرگزان دونوں بزرگ اماموں کو یہاں کے مفتیوں نے گمراہ نہیں کہا،جوشخص بھی دارالعلوم دیوبند کے مفتیوں کے متعلق یہ کہتا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے گمراہ ہونیکا فتویٰ دیاہے، وہ غلط اورسراسر بہتان ہے[1] خدائے قہار کے سامنے اس کو میدان حشر میں اس کا جواب دیناہوگا،دارالعلوم کے مفتی اس الزام سے بالکل بری ہیں،آئے دن قسم قسم کے الزامات لگائے جاتے ہیں،ہم معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہیں۔

تنبیہ :دارالافتاء میں حضرت امام ابوحنیفہؒ اورحضرت امام مالکؒ کے متعلق کوئی سوال آیاہی نہیں کہ جوان کوگمراہ بتلا دیا جائے ،نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۴/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمدنظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۴/۹۲ھ

[1] البھتان ھو کذب عظیم الخ مرقاۃ ،ص۶۲۷/ج۴/ (مطبوعہ اصح المطابع ممبئی)باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم. لایجوز نسبۃ مسلم الیٰ کبیرۃ من غیر تحقیق ،شرح فقہ اکبر ، ص۸۷/(مطبوعہ مجتبائی دھلی، اختلفوا فی اللعن علی یزید.

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کو مرجیہ کہنے والا

سوال: -حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین مرجیہ ہیں، ایسا کہنے والا، لکھنے والا علمائے حق کے نزدیک پیر یا ولی، قطب یا غوث کہلانے کا حقدار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کے متعلق پوری عبارت مع حوالہ نقل کریں، اگر حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی ''غنیۃ الطالبین'' کے متعلق یہ سوال ہے تو اس کی توضیح شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے کی ہے[1] اس کو دیکھیں اشکال رفع ہو جائے گا[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۶/۹۶ھ

---

[1] وقد طال البحث قديماً وحديثاً بين علماء المذاهب الاربعة فى عبارة الغنية واستشكلوا وقوعها من مثل هذا الشيخ الجليل ،والصوفى النبيل (أى عبد القادر الجيلان)وذلک لوجهين الاول ان كتب الامام ابى حنيفة كالفقه الاكبر وكتاب الوصية تنادى باعلى النداء على انه ليس مذهبه فى باب الايمان وفروعه ماذهبت اليه المرجئة اصحاب الاغوا ،وكذلک كتب الحنفية تشهد ببطلان مذهب المرجئة وان الحنفية وامامهم ليسوا منهم فهذه النسبة الواقعة فرية بلامرية وصدورها من مثل هذا الشيخ الذى هو سيد الطائفة الرضية بلية اى بلية والثانى، ان غوث الثقلين بنفسه ذكر فى الغنية ،ابا حنيفة بلفظ الامام ،واورد قوله عندذكر خلاف الائمة الاعلام الخ (مجموعة رسائل للكنوى ص ١٨٥ / ج٥ / رساله الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل ص ۵۳ /تحت عنوان ،نافع لكل وجيه مطبوعه كراچى)

[2] امام ابوحنیفہ پرارجاء کی تہمت ص ۱۳ / مطبوعہ دارالعلوم دیوبند امام ابوحنیفہ اور معترضین ص ۶۵،۸۶،۹۲ / مطبوعہ خادم الاسلام ہاپوڑ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پنجم

عہدِ سلف کی تاریخی شخصیات

محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کے متعلق تفصیل

سوال:- ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پرانے حضرات تو کچھ فرمائیں، اوراب کے نئے ان کے خلاف تحقیق کچھ اور لکھیں، نہ معلوم کیوں ان کے مقابلہ میں اپنے آپ کو قابل سمجھا جاتا ہے، اوراگلوں کی تحقیق کو غلط سمجھا جاتا ہے، کیوں اپنی بڑائی مقصود ہے، اور اپنا کمال وتحقیق ظاہر کیا جاتا ہے، چاہے اگلوں کی توہین ہوجائے، سائل گمراہ ہوجائے، کچھ خیال نہیں اب تک توہم نے یہ عقیدہ رکھا کہ قطب الارشاد امام ربانی صاحب گنگوہیؒ نے جو کچھ فرمایا حق وصحیح ہے، اب ان کو غلط وجھوٹا اور صحیح نہ لکھنے والا سمجھیں، اوراب آپ یہ عقیدہ رکھیں کہ جو آپ قطب الارشاد عالم ربانی کے خلاف لکھ رہے ہیں، وہ صحیح ہے، اورآپ سچے ہیں، اورانہوں نے جولکھا غلط لکھا ہے، عجیب مذاق ہے، معاف کیجئے گا، سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنا زبردست وقطب الارشاد امام ربانی تو غلط لکھ دے اوران کو معلوم نہ ہوا اورآپ کو ساری تحقیق ہوگئی، اب تو فتاویٰ رشیدیہ کا کوئی مسئلہ ہی صحیح نہیں رہا، نہ معلوم کون سا صحیح اورکون سا غلط ہے، ہوسکتا ہے، کہ امام ربانی نے

اور دوسرے مسائل میں بھی غلطی کی ہوگی، تحقیق نہ ہوئی ہوگی، اب آپ اپنے فتوے شائع کرائیے امام ربانی کے فتوے شائع کرانا بند کرائیے، ورنہ سب گمراہ ہوجائیں گے، ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ جیسا امار بانی کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ مؤلف آپ کے یعنی امام ربانی کے کمالات علمیہ وعملیہ کا حق اداء نہیں کرسکتا، خلاصہ یہ ہے کہ ملت محمدیہ کو اگر آسمان کہا جائے تو آپ کو اس کا کوکب دری کہا جائے گا، اب یہ تعریف غلط یا پہلی ہی غلط یا جھوٹ لکھی گئی، ہم تو لوگوں کو حضرت امام ربانی کا معتقد بناتے ہیں، اور آپ ان سے برگشتہ کرتے ہیں، اور ان کے کمالات علمی کی شان کو بالکل بیکار کردینا چاہتے ہیں، آج آپ نے یہ لکھا کل کو کل فتاویٰ رشیدیہ ہی کو غلط اور بغیر تحقیق سے لکھا ہوا بتادیجئے گا، آپ خود بھی سوچئے اور خدا کے لئے غور فرمایئے، کہ اس کے بعد فتاویٰ کی کیا ویلو (Value) باقی رہ جاتی ہے، امام ربانی کی شان تو یہ ہے جیسا کہ ارواح ثلاثہ میں تحریر ہے کہ خاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ نے مولوی محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی سے فرمایا کہ فلاں مسئلہ شامی میں دیکھو، مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مسئلہ شامی میں تو نہیں ہے، فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے، لاؤ شامی؟ شامی لائی گئی، حضرت اس وقت آنکھ سے معذور ہوچکے تھے، شامی کے دوثلث اوراق دائیں جانب کرکے اور ایک ثلث بائیں جانب کرکے کرکے اندازہ سے کتاب ایک دم کھولی کہ بائیں صفحہ پر نیچے کی جانب دیکھو، دیکھا تو وہ مسئلہ اسی صفحہ پر موجود تھا، سب کو حیرت ہوئی، حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔

اب بتایئے کہ کیا اتنے بڑے امام نے غلط لکھا، بھول ہوئی معلوم نہ ہوا کہنے والا تو کہتا ہے، کہ اگر آپ نے اس فتاویٰ رشیدیہ کے موافق دیوبند سے جواب منگوادیا تو وہ مان لونگا، ورنہ فتاویٰ رشیدیہ غلط ماننے اور عمل کرنے کے لائق نہیں، اب آپ ہی غور فرمایئے کہ جب اس کو آپ کا یہ جواب دکھایا جائے گا، تو وہ امام ربانی گنگوہی کی طرف سے کس قدر بدظن

ہوگا، معتقد ہونے کے بجائے مخالف ہوگا، غلط بیان کرنے والا سمجھے گا، اس کی نظر میں بلکہ اوروں کی نظر میں بھی فتاویٰ رشیدیہ کی کتنی وقعت رہ جائے گی، اور یہ سب آپ کی وجہ سے ہوگا، امام ربانی کی ساری زندگی محنت اور سرمایۂ زندگی بے کار ہوکر رہ جاتا ہے، یانہیں؟ بلکہ یہ مسئلہ یہیں تک ہی ختم نہیں ہوجاتا، آگے بڑھے گا، اپنے بھی بدظن ہی نہیں بلکہ ان کی نظروں میں بھی امام ربانی کی کوئی وقعت نہیں رہ جاتی، ان کی تحریر پر کسی کو اعتماد نہیں رہتا، ہم تو امام ربانی کی سوانح عمری اور فتاویٰ سناسنا کر ان کا معتقد بناتے ہیں، اور آپ جدائی قائم کرتے بدظن بناتے اور عزت کھوتے ہیں، اتنے بڑے امام کی شامی پر اس قدر گہری نظر ہو تو کیا وہ غلط کہے گا ،معلوم نہ ہوگا، یا یہ تعریف یا اس قسم کی کتابیں غلط وجھوٹ ہیں، دونوں طرح مشکل ہے یا فتاویٰ بالکل غلط، اور جب فتاویٰ رشیدیہ غلط تو اب آپ ہی غور فرمائے کہ امام ربانی کی کیا عزت باقی رہ جاتی ہے، یا پھر امام کی تعریف میں بھری یہ کتابیں غلط ہیں، تو لکھنے والے اکابر غلط اور جھوٹے اور من گھڑت تعریف اور غلط اور جھوٹی کتابیں صرف روپیہ حاصل کرنے کی خاطر اس قسم کے غلط افسانے لکھنے اور تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے والے سمجھے جاتے ہیں، افسوس صد افسوس، ہم نہیں سمجھتے، ہم تو صرف فتاویٰ رشیدیہ ہی کو سمجھتے ہیں، اب آپ کا کیا کہنا ہے، آپ تو مفتی صاحب ہیں، میں تو اس قابل نہیں کہ آپ کو کوئی مشورہ دے سکوں، ان مشکلوں سے حل کا صرف یہی طریقہ ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسی طرح جواب تحریر فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں، اور فتاویٰ رشیدیہ کے اس فتوے کے مطابق کیا یہ جواب نہیں ہوسکتا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے حالات پہلے مخفی اور پوشیدہ سے تھے، اب تو ان کی بہت سی کتابیں سامنے آچکی ہیں، عربی اردو اخبارات وغیرہ میں ان کے حالات شائع ہوچکے، اور ہوتے رہتے ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب صاحب نجدی کے متعلق اکثر الزامات بالکل غلط ہیں، ان کے ہم خیال آج کل حرمین شریفین کے فرمانرواں ہیں، سب ہی

جانتے ہیں کہ وہ اہل سنت کا ایک فرقہ ہیں، برا کہنا سخت بری بات ہے، توبہ کرنی چاہئے، لہٰذا امام ربانی نے صحیح تحریر فرمایا ہے، اس صورت میں تو فتاویٰ رشیدیہ کی لاج وعزت اور امام ربانی گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی شان رہ جاتی ہے، اگر یہ صورت اختیار نہ کی گئی تو پھر آپ جانئے، عرض کر دینا خادم کا کام تھا، کہدیا، ہم تو آپ کے الٹ پلٹ لکھ دینے سے خود بھی الٹ پلٹ ہوکر رہ گئے، لہٰذا مہربانی فرمائیں، اور توجہ کریں اپنا بنانا مقصود ہے، لہٰذا اس بار پھر سوال آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں، اگر اس گزارش کی بنا پر جواب لکھ دیا تو اپنی بھی بات رہ جاتی ہے، اور امام ربانی کی شان بھی اور فتاویٰ رشیدیہ کی لاج بھی، ویسے پھر میں زحمت نہیں دونگا، سائل سے جس طرح ہوگا نمٹ ہی لونگا، جھوٹا بن کر ہی نمٹ لونگا، مگر جب میں دیوبند پہنچ گیا اس وقت میں پھر جو کچھ کہنا ہوگا کہہ ہی لوں گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ العزیز اپنے وقت کے بہت بڑے محدث، فقیہ، مفسر، عارف، متبع سنت، بزرگ تھے، تمام عمر حضرت نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے اور ان کی تعلیم دینے انکی اشاعت میں گزار دی ان کمالات کے باوجود عالم الغیب نہیں تھے، ان کو کشف بھی ہوتا تھا، مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر چیز کا اور ہر وقت ہوتا ہو، ایک مرتبہ ایک مسئلہ بیان فرمایا، مولانا محمد یحیٰ صاحبؒ کو اس کا حوالہ مطلوب تھا، وہ ان کو نہیں مل رہا تھا، تلاش کرتے تھے، حضرت گنگوہی سے دریافت کیا، حضرت نے شامی کا حوالہ دیا، مولانا موصوف نے کہا کہ شامی میں تلاش کرلیا ہے، نہیں ملا، حضرت نے فرمایا کہ فلاں جلد لاؤ؟ وہ جلد لائی گئی، حضرت نے اندازے سے اس کو کھول کر دیا تو وہاں وہ مسئلہ مل گیا،[1] اس پر حضرت نے وہ جملہ فرمایا جو آپ نے نقل کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو مسئلہ بتادیا وہ صحیح تھا، غلط

---

[1] ارواح ثلاثہ ص ۲۱۹ / مطبوعہ امدادالغرباء سہارنپور۔

نہیں تھا، چنانچہ وہ شامی ہی میں مل گیا، اہل علم حضرات جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بیان فرمودہ مسائل کو جانچتے ہیں تو صحیح پاتے ہیں، عبدالوہاب نجدی کے ابتدائی حالات جو مشہور تھے، وہ یہی تھے کہ وہ بدعات کو مٹا کر سنت کو قائم کرنا چاہتے تھے، یہی شہرت ہندوستان میں بھی پہنچی، اس شہرت کی بناء پر نیز ہر مسلمان سے حسن ظن رکھنے کا حکم ہے[۱] اس بناء پر حضرتؒ نے وہ رائے تحریر کی جو فتاویٰ رشیدیہ میں درج ہے[۲] پھر شامی حضرتؒ کے پاس حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے بھجوائی اس میں علامہ شامیؒ نے وہ حالات درج کئے ہیں، جوانہوں نے بچشم خود دیکھے تھے، اگر حضرت رحمۃ اللہ کے پاس وہ حالات پہنچ جاتے جو شامی میں درج ہیں[۳] تو ظاہر ہے کہ حضرتؒ ایسی رائے قائم نہ فرماتے جو فتاویٰ رشیدیہ میں ہے، اس کی وجہ سے نہ فتاویٰ رشیدیہ کے مسائل غلط ثابت ہوتے ہیں، اور نہ حضرت کی شان میں فرق آتا ہے، نہ حضرتؒ کے فتاویٰ کے مقابلہ میں ہمارے فتاویٰ کی ترجیح ثابت ہوتی ہے، نہ حضرت کی شان کے مقابلہ میں ہماری شان کچھ بلند ہوتی ہے، اس سلسلہ میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے، وہ توہمات ہیں جو کم علمی اور کم فہمی سے بھی پیدا ہو سکتے ہیں، بہت ممکن ہے کہ کسی شخص کے متعلق تاریخی و نجی معاملات و حالات حضرتؒ کے علم نہ ہوں یا ناتمام ہوں، اور اس شخص کے قریب

---

۱ حسن الظن من حسن العبادة، مشکوٰة شریف ص ۴۲۹، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، باب ماینهی من التهاجر والتقاطع، حسن ظن بهترین عبادت هے،

۲ فتاوی رشیدیه ص۲۶۲/ محمد عبدالوهاب نجدی کا مذهب، مطبوعه محمودیه سهارنپور،

۳ اعلم ان السلطان سلیم الثالث حدث فی مدة سلطنته فتن کثیرة منها فتنة الوهابیة التی کانت فی الحجاز حتی استولوا علی الحرمین ومنعوا وصول الحج الثانی والمصری الخ، (فتنه الوهابیه ص۲٦) الشامی نعمانیه ص ۳۰۹/ج۳/ مطلب فی اتباع عبدالوهاب الخوارج فی زماننا، باب البغاة.

رہنے والوں کو حالات زیادہ معلوم ہوں، علامہ شامیؒ کی وفات ۱۲۵۲ھ[۱] میں ہے، اور حضرت گنگوہیؒ کی وفات ۱۳۲۳ھ[۲] میں ہے، شخص مذکور کے متعلق ہم نے جو کچھ لکھا ہے، وہ اپنی رائے نہیں لکھی، اور نہ یہ بات محض رائے سے لکھنے کی ہے، نہ یہ فقہی مسئلہ ہے کہ حضرتؒ کی رائے پر ہماری رائے فائق ہو جائے، یا حضرتؒ کے تحریر فرمودہ فقہی مسئلہ پر ہمارا لکھا ہوا مسئلہ فائق ہو جائے، بلکہ علامہ شامیؒ نے قریب سے بچشم خود حالات دیکھے ان کی بناء پر ہم نے لکھا ہے، علاوہ ازیں مولانا حسین احمد صاحب مدنی علیہ الرحمہ نے تفصیل سے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور الشہاب الثاقب[۳] میں ان مسائل کی فہرست درج کی ہے، جس میں وہابی نجدی مسائل سے علماء دیوبند کا مسلک بالکل جداگانہ ہے، اور اختلاف شدید ہے، حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کی شان اس سے بالاتر ہے، کہ کوئی فتاویٰ رشیدیہ سنا سنا کر لوگوں کو ان کا معتقد بنائے یا غیر معتقد بنائے اور گالیاں دے، جسے اپنی عاقبت درست کرنا ہو حضرتؒ کے فتاویٰ اور دیگر تالیفات سے فائدہ حاصل کر کے اپنا ایمان مستحکم کرلے، اعمال درست کرلے، اخلاق درست کرے، حضرت مولانا پر اس کا کوئی احسان نہیں بلکہ خود اس کا نفع ہے، جسے اپنی عاقبت برباد کرنا ہو وہ حضرت کے فتاویٰ اور دیگر تالیفات بلکہ ان کی مخالف گروہ کی گالیوں سے بھری ہوئی تصنیفات سنا سنا کر دوسروں کو بدعقیدہ کرے اور حضرتؒ کے کلام کا مطلب بگاڑ بگاڑ کر اپنا دین تباہ کرے، اعمال برباد کرے اخلاق خراب کرے، چنانچہ دونوں قسم کے لوگ دنیا میں اپنی اپنی اختیار کردہ راہ پر چل رہے ہیں، اور سرگرم عمل ہیں، خدا وہ دن لائے کہ آپ کی دیوبند تشریف آوری ہو اور ملاقات پر زبانی گفتگو ہو کر آپ کے پوشیدہ دلی خلجانات سب سامنے آئیں، اور

---

[۱] مات (ابن عابدین رحمه الله تعالىٰ الاربعاء الحادى والعشرين من ربيع الثانى سنة ۱۲۵۲/ (حاشیه، قرة عيون الاخيار تكملة ردالمحتار، ص ۱۳/ج۷/کراچی.

[۲] تذكرة الرشيد، ص ۳۳۰-۳۳۱/ج۲/.

[۳] الشهاب الثاقب على المسترق الكاذب (ص ۴۳، ۶۸، چھٹا بھتان اورمکر عظیم)

اللہ پاک آپ کو تشفی بخش جوابات کے ذریعہ مطمئن فرمادے۔

ضروری گزارش یہ ہے کہ جھوٹ بولنا حرام ہے[۱] حضرت رسول مقبول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے[۲] اس لئے کسی مخالف سے نمٹنے کے لئے، نہ جھوٹ بولنے کی ضرورت ہے اور نہ اجازت ہے، اہل حق کبھی اس کو اختیار نہیں کرتے نہ اس سے خوش ہوتے ہیں، حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہٗ کا کسی کو معتقد بنانے کیلئے ہرگز ہرگز جھوٹ بولنے کی جرأت نہ کریں، یہ شیوہ اہل باطل کا ہے وہ جھوٹ بول بول کر اپنے بڑوں کی عقیدت کا سکہ جماتے ہیں اہل حق اس سے بے نیاز بلکہ متنفر ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۵/۸۸ھ

صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۵/۸۸ھ

(۲) محمد بن عبدالوہاب کا حال

(۳) نجد کی تحقیق

(۲) محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں عقائد علماء دیوبند ص۱۲۹۱/ ہمارے نزدیک اس کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے، اور خوارج ایک جماعت ہے، شوکت والی،

---

[۱] عین الکذب حرام الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۴۲۷/ ج۶/ فصل فی البیع، کتاب الخطر والاباحۃ، احیاء العلوم ص۱۱۹/ کاب آفات اللسان، بیان مارخص فیہ من الکذب، مطبوعہ مصر، نووی علی مسلم ص۳۲۵ ج۲/ کتاب البر، باب تحریم الکذب، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

[۲] عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار (الحدیث مشکوٰۃ شریف، ص۴۱۲/ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی، اورتاویل سے امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے، جوقتال کوواجب کرتی ہے، اس تاویل سے یہ لوگ ہمارے مال اور جان حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کوقیدی بناتے ہیں، آگے فرماتے ہیں، کہ ان کا حکم باغیوں کا ہے، پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ یہ فعل تاویل سے ہے، اگر چہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے، جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر منقلب ہوا اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے، لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو اسکے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے، اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکی شوکت توڑ دی، اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اسکا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلے میں نہیں ہے، نہ تفسیر وفقہ وحدیث کے علمی سلسلہ میں اور نہ تصوف میں، اب رہا مسلمانوں کے جان و مال اور آبرو کو حلال سمجھنا سو یہ ناحق ہوگا، یا حق ، پھر اگر ناحق ہے، تو بلا تاویل ہے، جو کفر اور خارج از اسلام ہونا ہے، اور اگر ایسی تاویل سے ہے جو شرعاً جائز نہیں ، تو فسق ہے ، اور اگر حق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے، باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو ہم ان میں سے نہ تو کسی کو کافر کہتے ہیں، اور نہ ہی کسی کو کافر سمجھتے ہیں، بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع ہے، اس سے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک وہ خارجی اور رافضی ہے، لیکن جان و مال اور آبرو کو حلال جاننے میں معاملہ صاف ہوا کہ حق کیسے ہوسکتا ہے، اگر حق ہوتا تو علامہ شامی اس طرح کیسے کہتے ، اب باقی رہا ناحق یا بلا تاویل فاسدہ یا تاویل جواز آپ کی نظر میں کون ٹھیک ہے تو ضیح فرمائیں، اور ایک رسالہ میں دیکھا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے، اور مذہب ان کا حنبلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی، مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے

تھے، اور یہ بھی سنا جاتا ہے کہ وہ کسی امام کو نہیں مانتے۔

(۳) نجد سے کیا مراد ہے، صوبہ نجد یا عراق کی بلند زمین، مدلل لکھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۲) ہندوستان کے علماء نے محمد بن عبدالوہاب سے ملاقات نہیں کی، جیسی خبریں لوگوں نے سنائیں اور سنا کر دریافت کیا، اس کے متعلق جواب دیا، چونکہ مسلمان سے نیک گمان رکھنا چاہئے اور نیک گمان کیلئے کسی دلیل کی حاجت نہیں، اسلام خود ضامن ہے، البتہ بد گمانی کی دلیل نہ ہو اس لئے تکفیر میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔

"**کف اللسان والقلم عن تکفیر مسلم**" لازم ہے[1] محمد بن عبدالوہاب سے متعلق متعدد کتابیں لکھی گئیں ہیں، جس کو جیسا پہنچا لکھ دیا، اب اس بحث کی ضرورت بھی کیا ہے، اس کے گروہ میں بھی بعض لوگ متشدد ہیں، بعض نرم ہیں، سب پر یکساں حکم نہیں۔

(۳) وہاں کے جغرافیہ والوں سے اس کی تحقیق کیجئے یہ کوئی فقہی مسئلہ ہے بھی نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۵/۱۴۰۰ھ

محمد بن عبدالوہاب نجدی

سوال:- دارالعلوم دیوبند کے سابق شیخ الحدیث جناب مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری کی مندرجہ ذیل عبارت سے علمائے حق متفق اور ان کی یہ رائے درست ہے یا نہیں،

---

[1] لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف ولو کان ذالک روایة ضعیفة الخ الدر المختار علی الشامی ج٦/ص٣٦٧/ (مطبوعه زکریا دیوبند) کتاب الجهاد، باب المرتد، مجمع الانهر ص٥٠٢/ ج٢/ باب المرتد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص١٢٥/ ج٥/ باب احکام المرتدین.

امام محمد بن عبدالوہاب النجدی فانہ ، کان رجلاً بلیداً قلیل العلم فکان یسارع الی الحکم بالکفر (مقدمہ فیض الباری) ان کی مندرجہ بالا رائے درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علامہ شامیؒ کی رائے بھی اسی کے قریب ہے جیسا کہ ردالمحتار[1] ص ۴۲۷/ ج ۳/ باب البغاۃ میں ہے زمانہ بھی دونوں کا ایک ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

پالن حقانی

سوال:- ہمارے یہاں ایک صاحب محمد پالن حقانی صاحب آئے اور وعظ کہا جس

---

[1] قوله ویکفرون اصحاب نبینا صلی اللّٰه علیه وسلم)علمت ان هذا غیر شرط فی مسمیٰ الخوارج بل هو بیان لمن خرجوا علی سید نا علی رضی اللّٰه عنه والا فیکفی فیهم اعتقاد هم کفر من خرجوا علیه کماوقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابله لکهنم اعتقدوا انهم هم المسلمون الخ (الشامی نعمانیه ص ۳۰۹/ ج۳/ کتاب الجهاد، باب البغاة، وشامی زکریا ص ۴۱۳/ ج۶/ مطلب فی اتباع عبدالوهاب الخ)

[2] ای ان ابن عبدالوهاب النجدی وابن عابدین فی زمان واحد لانه رحمه اللّٰه تعالیٰ ولدٗ فی سنة ثمان وتسعین بعد المأة والف (۱۱۹۸) وتوفی فی سنة ۱۲۵۲/ کما ذکره نجل ابن عابدین فی قرة عیون الاخیار تکملة ردالمحتار ص ۱۳/ ج۷/ مطبوعه کراچی، وابن عبد الوهاب النجدی الحنبلی الوهابی الذی تنسب الیه الطائفة الوهابیة ولد سنة ۱۱۱۵/ وتوفی سنة ۱۲۰۶/ کما ذکره اسماعیل پاشا فی هدیة العارفین، اسماء المؤ لفین وآثار المصنفین ص ۳۵۰/

سے سامعین پر بہت اثر ہوا، اور دوسرے مقامات پر بھی وعظ کی درخواست کی گئی، چنانچہ متعدد بیانات ہوئے، سامعین کی بہت بڑی تعداد نے بدعات سے توبہ کی نماز کا جذبہ پیدا ہوا، مساجد کثیرہ آباد ہوگئیں، قلوب میں خدا کا خوف اور دین کی طلب کا ولولہ ان کی تقاریر سے پیدا ہوا وہ خود عالم نہیں اس کا بھی اقرار کرتے ہیں، ایک کتاب بھی انہوں نے تصنیف کی ہے، اس کا نام ہے ''شریعت یا جہالت'' بعض لوگ ان کی تقریر سننے سے منع کرتے ہیں، اور ان کی کتاب دیکھنے سے روکتے ہیں، کہتے ہیں کہ ان کی کتاب میں مسائل غلط ہیں، مثلاً قبروں پر پھول ڈالنا انہوں نے جائز بتایا ہے، اور تمبا کو کو حرام لکھا ہے، اس لئے دیوبند سے دریافت کیا گیا جواب میں دو فتوے آئے ایک موافق ایک مخالف تو آپ رہنمائی کریں کہ ان کی کتاب دیکھی جائے یا نہیں، یہ دونوں بھی ارسال ہیں، اور ان کی تقریر سننا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محمد پالن حقانی کے متعلق آپ کے مرسلہ دو مطبوعہ اشتہار پہنچے جن میں موافق ومخالف دیوبند کے دو فتوے درج ہیں، جب سوال یہ کیا جاوے کہ وہ اپنی تقریر میں ہر مسئلہ کو قرآن پاک آیات اور حدیث شریف اور فقہ کے مکمل حوالہ کے ساتھ مبرہن کر کے بیان فرماتے ہیں، تو لامحالہ جواب وہی ہوگا، جو کہ بذیل ۱۸/۶/۱/۸۶ھ کو دیا گیا ہے، اور جب سوال یہ کیا جاوے کہ وہ ان پڑھ جاہل ہیں اور ان کی تقریروں میں بہت سے مسائل غلط ہیں، تو ظاہر ہے کہ جواب وہ ہوگا جو کہ ٦٦/ کے ذیل میں ۲٦/۱/۸٦ھ کو دیا گیا ہے، لہٰذا اختلاف جواب اختلاف سوال پر مبنی ہے، دیوبند ہی کے دونوں فتوے ہیں، لیکن جو فتویٰ حقانی صاحب کے خلاف ہے، اس کے حاشیہ والی عبارت یہاں کے فتوے کی نہیں ہے، وہ کسی اور صاحب کا اضافہ ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ کن صاحب کا اضافہ ہے اب آپ نے کتاب ''شریعت یا جہالت'' بھی روانہ کی ہے اسکو دیکھ کر معلوم ہوا کہ مخالف صاحبان نے دونوں مسئلوں میں احتیاط

سے کام نہیں لیا، یا خود غلط فہمی میں مبتلا ہو کے دوسروں کو مغالطہ دینا چاہا۔

قبر پر پھول ڈالنے کے متعلق حقانی صاحب نے ایک یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ قبروں پر پھول ڈالنا اور خوشبو ڈالنا درست ہے، اور اس کا حوالہ بھی دیا ہے، لیکن اس قول کو پسند نہیں کیا، نہ اس کی ترغیب دی بلکہ اس کے خلاف کو پسند کیا ہے، جس عقیدہ سے لوگ اولیاء کرام کی قبروں پر پھول ڈالتے ہیں اول اس عقیدہ کی جڑ کاٹی ہے لکھا ہے:

اس میں کسی دوسرے قسم کی نیت نہ ہو یعنی یہ میری مشکل حل کر دیں گے، یا مجھے بیٹا، بیٹی دیں گے، یا مجھے قرض سے نجات دلائیں گے یا مجھے نوکری یا بیوپار دھندا مل جائے گا، اس نیت سے قبروں پر جانا قطعاً حرام ہے، کیونکہ یہ شرک ہے اور شرک کرنے والا اگر بے توبہ کے مر گیا تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنمی ہے، پھر اخیر میں لکھا ہے کہ رقم کو خیرات کر کے اس کا ثواب اس قبر والے کو بخش دے یہ پھولوں سے زیادہ اچھا ہے[1]

اب دیکھئے عوام کا کیا حال ہے، پھول قبر پر عامۃً تقرب کے لئے چڑھائے جاتے ہیں، اور نیت وہی ہوتی ہے جو حقانی صاحب نے لکھی ہے، اس نیت سے پھول چڑھانا کیا معنی قبر پر جانا بھی حرام لکھا ہے، پھر یہ کہنا کہ حقانی صاحب نے قبر پر پھول ڈالنے کو جائز لکھا ہے، صحیح نہیں بلکہ مغالطہ ہے۔

دوسرا مسئلہ آپ نے تمباکو کے متعلق لکھا ہے، کہ حقانی صاحب نے اس کو حرام لکھا ہے، واقعہ یہ ہے کہ بعض علماء نے اس کو حرام فرمایا ہے[2] ان کی کتابوں سے حقانی صاحب نے نقل کیا ہے، اس کا مدار اس بات پر ہے کہ تمباکو مسکر (نشہ آور ہے یا نہیں، جن حضرات کے نزدیک یہ

[1] ملاحظہ ہو شریعت یا جہالت ص ۲۱۴/ قبروں پر عمارتیں، پھول اور چراغ، عرس (مکتبہ ربانی دھلی)

[2] والتتن اقول قد اضطربت آراء العلماء فيه فبعضهم قال بكراهته وبعضهم قال بحرمته وبعضهم باباحته الخ شامي زكريا ص ۴۲/ج ۱۰ / كتاب الاشربة)

مسکر ہے انہوں نے ناجائز لکھا ہے، اور جن کے نزدیک مسکر نہیں انہوں نے اجازت دی ہے، یا بدبو کی وجہ سے مکروہ تنزیہی لکھا ہے، چنانچہ دوسرا قول بھی حقانی صاحب نے نقل کیا ہے، اس کی حرمت پر ان کو اصرار نہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

میرے عزیز دوست بعض مولوی صاحبان تمبا کو کو مکروہ تنزیہی سمجھ کر کھاتے ہیں، میرے دوست تو جو سمجھ رہا ہے، وہی سمجھ لے پھر بھی آپ کو چھوٹے سے چھوٹے مکروہات کو چھوڑنا ہوگا، کیونکہ جنت کی جو خاص نعمتیں ہیں وہ ان کی آڑ میں ہیں، یعنی ان کاموں کے ترک کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے، ص ۴۹۳ر[1]

یہ بات حدیث شریف میں بھی ہے کہ مقام تقویٰ کو حاصل کرنے کیلئے بعض مباحات کو بھی ترک کرنا ہوتا ہے[2] کیونکہ اگر ہر مباح کو اپنی خواہش کے موافق کرنے لگے تو نوبت غیر مباح تک پہنچ جاتی ہے، یہ ان دونوں مسئلوں کی حقیقت ہے جس کو حقانی صاحب نے لکھا ہے، اصل کتاب گجراتی زبان میں تھی جس میں قرآن، حدیث، فقہ کے تراجم سے مدد لی گئی ہے، پھر اس کا اردو میں ترجمہ کردیا گیا ہے، حقانی صاحب نہ عربی سے واقف نہ اردو میں تصنیف کر سکتے ہیں، ان کی مخالفتوں کا زور ہے، یہ زور اب سنبھل میں بھی شروع ہوگیا، اگر بہ نظر انصاف مطالعہ کیا جائے تو ان کی کتاب مجموعی حیثیت سے بہت مفید ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] شریعت یا جهالت ص ۱۴۷ / مطبوعه ربانی دهلی، لهسن پیاز تمباکو،

[2] عَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَالَا بَأْسَ بِهٖ حَذَرَ لِمَا بِهٖ بَأْسَ رواه الترمذی و ابن ماجه (مشکوٰة شریف، ص ۲۴۲ / باب الکسب وطلب الحلال، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ: حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا بندہ متقیوں کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، جب تک وہ ان چیزوں کو نہ چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہیں، ان چیزوں کے ڈر کی وجہ سے جن میں حرج ہے، مطلب یہ ہے کہ جب تک مشتبہ چیزوں کو نہ چھوڑ دے تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتا۔

مولانا اشرف علیؒ کے جانشین

سوال:- مولانا اشرف علیؒ کے جانشین کون ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جانشین تو معلوم نہیں البتہ خلفاء بہت ہیں جن کے نام مختلف کتابوں میں چھپے ہوئے ہیں، جو اپنی اپنی جگہ دین کی خدمت کر رہے ہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سحبان الہند

سوال:- سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا کیا مقام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہت عمدہ خوش بیان واعظ تھے، چند کتابوں کے مصنف تھے، جمعیۃ العلماء کے ناظم تھے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۵/۲۰ھ

---

[۱] ان کے مشہور خلفاء میں سے چند حسب ذیل ہیں:
حضرت مولانا مفتی شفیع احمد صاحبؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ، حضرت مولانا یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا مسیح اللہ خاںؒ، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ، حضرت مولانا عبدالغنی پھولپوری صاحبؒ، مولانا اسعد اللہ صاحب، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری حضرت مولانا ابرارالحق صاحب تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو بزم اشرف کے چراغ اوراشرف السوانح ،ص ۲۳۸،ج ۳،) اور ملاحظہ ہو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ اوران کے خلفاء کرام ،مؤلفہ ڈاکٹر فیوض الرحمٰن۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سید قطب اور اخوان المسلمین

سوال: - اخوان المسلمین اور سید قطب شہید کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اخوان المسلمین اور سید قطب شہید نے اصلاحی قدم اٹھایا حکومت وقت نے برداشت نہیں کیا، اس اصلاح کا تفصیلی نظام میرے سامنے نہیں کہ اس کے متعلق لکھ سکوں کہ کس قدر وہ کتاب وسنت کے مطابق تھا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۱۴۰۰ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] سحبان الہند مفسر قرآن الحاج مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۸۸۵ء وفات ۱۹۵۹ء۔ موصوف نے ترجمہ قرآن کریم ''کشف الرحمٰن اور تیسر القرآن و تسہیل القرآن'' اٹھارہ سالہ محنت شاقہ وعرق ریزی سے ترتیب وتالیف کیا، جس کو علماء کرام کی ایک موقر جماعت کے مشورہ سے شروع کیا، اور اس کو مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا محمد کفایت اللہ صاحبؒ کی سرپرستی ونگرانی حاصل رہی، ۱۹۵۶ء میں اس سے فراغت ہوئی جنت کی کنجی، دوزخ کا کھٹکا، خدا کی باتیں، ترجمہ احادیث قدسیہ وغیرہ مفید کتابوں کے مصنف ہیں، اور آپ کے متعدد مجموعہ تقاریر مرتب ومطبوع دستیاب ہیں، ۱۹۴۱ء میں مبارک پور کی ایک تقریر پر ایک ماہ قید کی سزا دی گئی، قید خانہ میں آپ نے آٹھ سو احادیث قدسیہ کا ترجمہ کیا اور توضیح کر کے خدا کی باتیں نام رکھا، آپ کو ۴/دسمبر بروز جمعہ ۱۹۵۹ء قلب کا دورہ پڑا اور چند منٹ میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، آپ نے ۷۶/برس کی عمر پائی اور آپ کو مہرولی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے جنوبی دروازہ کے چبوترہ متصل ظفر محل ۵/دسمبر ۱۹۵۹ء کو مدفون کیا گیا، عیسوی تاریخ وفات اس مصرعہ سے نکلتی ہے، جو ہے ''جنت کی کنجی'' پھر کہاں ''دوزخ کا کھٹکا'' ہجری تاریخ وفات کیلئے یہ فقرہ ہے ''**فان احمد السعید عاش حمیداً مات سعیداً رحمة الله رحمة واسعة**'' **مستفاد کشف الرحمن ص ۱/**

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] تفصیل کے لئے دیکھئے پرانے چراغ مصنفہ مولانا علی میاں ندوی اور تفسیر فی ظل القرآن اردو کا مقدمہ دیکھئے۔

عبدالرحمٰن قاری کا حال

سوال: – اسی طرح مولانا احمد رضا خاں کے ملفوظ میں ہے کہ ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا (اسے ناظرین قرأت سے قاری نہ سمجھیں بلکہ قارہ سے ہے) حضور اقدس ﷺ کے اونٹوں پر آپڑا، اونٹ مانگ کر لے گیا، چرواہے کو قتل کر دیا اسے حضرت ابوقتادہ انصاریؓ نے قتل کیا اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ عبدالرحمٰن قاری صحابی تھے، ان کو مولانا احمد رضا خاں صاحب نے کافر کہا، کیا یہ اعتراض درست ہے؟ کیا عبدالرحمٰن قاری نام کے کوئی صحابی ہیں؟ اگر کوئی خاص دقّت نہ ہو تو جس کتاب میں انکا تذکرہ ہو اس کتاب کا نام مع سنِ پیدائش اور وفات اور کب ایمان لائے تحریر کریں۔

الجواب حامداً و مصلیاً

عبدالرحمٰن قاری حضرت نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں پیدا ہوئے تھے لیکن صغرِ سنی کی وجہ سے روایت سننے کی نوبت نہیں آئی، اس وجہ سے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے، اور اصطلاحِ محدثین میں یہ صحابہ میں شمار نہیں، بلکہ مدینہ پاک کے تابعین میں داخل ہیں، ۸۱ھ میں ان کی وفات ہے، اس وقت ان کی عمر ۷۸ سال تھی ''اکمال'' میں ان کا ترجمہ موجود ہے یہ مشکوٰۃ شریف کے آخر میں ہے[1]۔

دیگر کتب رجال میں زیادہ تفصیل ہے[2] الملفوظ کے حوالہ سے جو کچھ ان کی طرف

---

[1] ھو عبدالرحمن بن عبد القاری یقال انہ ولد علی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولیس لہ منہ سماع ولا روایۃ وعدہ الواقدی من الصحابۃ فیمن ولد علی عھد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والمشھور انہ تابعی مات سنۃ احدی وثمانین ولہ ثمان وسبعون سنۃ (الاکمال مع المشکوۃ، ص ۶۰۹)

[2] عبد الرحمن بن عبد القاری من ولد القارۃ بن الدیش ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

منسوب کیا گیا ہے، وہ بالکل غلط ہے، اوران کو کافر کہنا تو انتہائی جرأت ہے، اورایک مومن کے لئے بہت خطرناک ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو کافر کہنا کیا معنیٰ، ادنیٰ بے ادبی اور خلاف شان بات کہنا بھی مومن کی شان نہیں، جو شخص صحابہ کرامؓ کو برے قسم کے الفاظ کہے وہ ملعون ہے، حدیث پاک میں ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۲۱/ ۷؍ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۱/ ۷؍ ۸۷ھ

کیا امام مہدی علیہ السلام پہلے سے موجود ہیں

سوال:- بہشتی زیور میں یہ لکھا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے تو کیا ان کا وجود پہلے سے ہے؟ ظاہر ہونے سے شبہ ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں پہلے سے نہیں کتاب المہدی کے عنوان پر امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں احادیث بھی سند کے ساتھ بیان فرمائی ہیں، جن میں ان کی علامات اور کچھ حالات درج ہیں، کہ وہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............یقال له صحبة وقيل بل ولد على عهد النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وقيل اتى به اليه وهو صغير وقال ابن سعد توفى بالمدينة سنة ۸۵/ فى خلافة عبد الملك وهو ابن ۷۸/سنة (تهذيب التهذيب ج۳/ص ۱۳۹/مطبوعه دارالاحياء بيروت، تهذيب الكمال ص۲۸۵/ ج ۱۱/دارالفكر بيروت.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذارايتم الذين يسبون اصحابى فقولوا لعنة اللّٰه على شركم رواه الترمذى (مشكوة المصابيح ص ۵۵۴/ ج ۲، باب مناقب الصحابة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

ایسے ایسے ہوں گے، اور یہ کام کریں گے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۰/۱۳۹۹ھ

بادشاہ جمحاہ کا دوبارہ زندہ ہونا

سوال:- آثار سعید میں بادشاہ جمحاہ کا واقعہ لکھا ہے کہ اس بادشاہ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہونا اور دوزخ وغیرہ کا حال بیان کرنا پھر یہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آکر اسّی برس تک طاعت ربی میں رہنا کیا یہ واقعہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مجھے اس کی صحت کا علم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۵/۴/۹۴ھ

کیا حاتم طائی اور نوشیرواں ایمان لائے

سوال:- حاتم طائی اور نوشیرواں عادل کس دین پر تھے، اور ظاہر میں کس حالت پر مرے؟ کیا نوشیرواں بادشاہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی زمانہ پایا تھا، حاتم طائی نے دعا کی تھی کہ میری اولاد حیات رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک بغرض ایمان لانے کے، حاتم کی لڑکی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی تھی، کیا نام تھا؟

---

[1] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسلّم اَلْمَھْدِیُ مِنِّی اَجْلٰی الْجَبْھَۃِ اَقْنٰی الْاَنْفِ یَمْلأُ الْاَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجَوْراً وَیَمْلِکُ سَبْعَ سِنِیْنَ. (ابوداؤد شریف ج ۲/ص ۵۸۸) اول کتاب المھدی، مطبوعہ سعد دیوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً

حاتم طائی اورنوشیرواں ہردوکا انتقال اس وقت ہوا جبکہ حضور ﷺ کی عمر شریف ۸/ سال تھی[۱] دونوں غیر مسلم تھے، روح المعانی میں حاتم طائی کے حق میں تخفیف عذاب کی روایت نقل کی ہے[۲] حاتم طائی کی دعا میری نظر سے نہیں گزری، حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدیؓ مسلمان ہوئے[۳] بیٹی کا نام سفّانہ تھا۔ کذا فی الخمیس[۴] سفّانہ کا اسلام لانا کہیں نہیں[۵] دیکھا، زادالمعاد[۶] سیرت ابن ہشام[۷] فتح الباری[۸] روضۃ الصفا، تاریخ الخمیس[۹] وغیرہ میں قصہ منقول ہے، مگر اس کا اسلام منقول نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

۱ ومن الحوادث (أی فی سنة ثمان من مولده صلی اللّٰه علیه وسلم) هلاک حاتم الطائی ومن الحوادث أیضافی سنة ثمان من مولده صلی اللّٰه علیه وسلم موت کسریٰ أنوشروان (المنتظم بیروت، ج۲/ص ۲۸۵تا۸۹/ذکر الحوادث التی کانت فی سنة ثمان من مولده صلی اللّٰه علیه وسلم)

۲ فقد وردأن حاتما یخفف اللّٰه تعالی عنه لکرمه (روح المعانی (۲۱۳/ج۳۰/ سورۂ زلزال آیت ۷۰۸/ ادارة الطباعةالمصطفائیه دیوبند)

۳ قال عدی بن حاتم، ماکان رجل من العرب اشد کراهیة لرسول الله صلی الله علیه وسلم منی حین سمعت به صلی الله علیه وسلم وکنت امرءاً شریفاً الی قوله فقلت انی حنیف مسلم قال فرأیت وجهه ینبسط فرحاً، زاد المعاد ص ۳/۴۵۲، فصل فی ذکر سریة علی بن ابی طالبؓ، قصه عدی بن حاتم الطائی، مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت، عمدة القاری ص ۲/۴۵، جزء۳، کتاب الوضو، باب اذا شرب الکلب فی الاناء،

۴ تاریخ الخمیس میں حاتم کی بیٹی کا نام سنانہ لکھا ہے جب کہ اسد الغابۃ اور الاصابۃ میں اس کا نام سفانۃ لکھا ہے، وسبیت اختبه سنانة بنت حاتم فی السبایا، تاریخ الخمیس ص ۲/۱۲۰، الموطن التاسع فی حوادث السنة التاسعة من الهجرة بعث علی بن ابی طالب ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اولیاءِ کرام میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے

سوال:- خلفاء راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان ائمہ عظام کے بعد اولیاء کرام میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو اپنے مالک جل شانہ کو زیادہ خوش کرے، اس کا مرتبہ زیادہ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/۹۴ھ

حواشی صفحہ گذشتہ)............ الی الفلس، مطبوعہ مؤسسة شعبان بیروت،

۵ اسد الغابہ میں سفانہ کا اسلام لانا مذکور ہے، "وترک اختہ سفانہ بنت حاتم فاخذھا المسلمون فاسلمت وعادت الیه فأخبرته (اسد الغابة ج۳/ص ۵۰٦/ عدی بن حاتم، مطبوعہ دار الفکر)

٦ زاد المعاد ص ۳/۴۵۲، فصل فی ذکر سریة علی بن ابی طالب، مؤسسة الرسالة بیروت،

۷ سیرة ابن ھشام، ج۴/ص ۲۱۱/ عدی بن حاتم.

۸ فتح الباری ج۸/ص ۴۳۹/ کتاب المغازی، باب قصة وفد طی وحدیث عدی بن حاتم حدیث ۴۳۹۴/ (مطبوعہ نزار مصطفی الباز)

۹ ملاحظہ ھو حاشیہ نمبر: ۴،

(**حاشیہ صفحہ ھذا**) ۱ قیل للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من اکرم الناس قال اکرم الناس اتقاھم (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۷۸، کتاب الانبیاء، باب قوله تعالیٰ ام کنتم شھداء، مطبوعہ اشرفی دیوبند،

ترجمہ:- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ باعزت کون ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ باعزت متقی لوگ ہیں۔

امام بخاریؒ امام مسلمؒ کے استاذ ہیں

سوال:- صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کونسی کتاب صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں ہی ٹھیک ہیں، بخاری استاذ ہیں امام مسلم شاگرد ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۶/۲۸/ ۱۴۰۱ھ

not found.

[1] روی عنہ (البخاری) خلق کثیر کمسلم فی غیر صحیحۃ (مرقاۃ ج ۱/ ص ۱۷، خطبۃ الکتاب، مطبوعہ اصح المطابع ممبئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ششم

﴿چندتاریخی حقائق﴾

اوّل غلاف کعبہ کس نے دیا

سوال:- خانہ کعبہ میں جوغلاف پڑا رہتا ہے وہ کس مقصد سے پڑا رہتا ہے؟ کیا نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے ہے یا حضرت آدمؑ کے وقت سے غلاف چڑھانے کا رواج ہے، یا کسی خلیفہ یا بادشاہ نے ایجاد کیا، اور غلاف چڑھانے میں خانہ کعبہ پر کیا بھید ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اخبار مکہ، ص۲۴۹/ میں ازرقی نے لکھا ہے "**قال ثنا ابو محمد قال حدثنا ابو الولید قال حدثنی جدی قال حدثنا ابراهیم بن محمد بن ابی یحییٰ عن همام ابن منبه عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه نهی عن سب اسعد الحمیری وهو تبع وکان هو اول من کسی الکعبة**[۱] اھ"، پھر، ص۲۶۵/

[۱] اخبار مکه ص ۲۴۹/۱/ ذکر من کسی الکعبة فی الجاهلیة، طبع دار الثقافة مکه مکرمه،
ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد حمیری کو گالی دینے سے منع فرمایا اور وہ تبع تھے اور وہ اول شخص ہے جس نے کعبہ کو غلاف پہنایا۔

تک غلاف کعبہ کی تفصیل بیان کی ہے، مقصود تعظیم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خانۂ کعبہ کے غلاف کا رنگ

سوال:- احقر نے کئی بار محسوس کیا کہ مجھے یہ ہدایت ہورہی ہے کہ جب تو یہ جانتا ہے کہ نور خداوندی سفید اور نور محمدی کا رنگ سبز ہے، تو علماء حق کو غلافِ خانہ کعبہ کے سیاہ رنگ کی طرف کیوں توجہ نہیں، کیونکہ حضور مقبول ﷺ نے جن رنگوں کا غلاف خانہ کعبہ پر چڑھا یا وہ سرخ، سفید یا سبز رنگ کے تھے، نیز یہ بات بھی احقر کے دل میں ہے کہ یہ رنگ تصوف میں عیسائیوں سے منسوب کیا جاتا ہے، سیاہ رنگ کا استعمال غلافِ کعبہ پر اوّل کس نے دیا، یہ تو احقر کو معلوم نہیں، امید کہ جناب اس بارے میں اپنی گراں قدر رائے اور احادیث کی روشنی میں حوالوں سے احقر کو یہ بتائیں کہ حقیقت حال کیا ہے؟ اور میں اس بارے میں کیا طریقہ اختیار کروں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بیت اللہ شریف کا غلاف مامون الرشید نے دیباجِ ابیض کا سب سے پہلے ڈالا، دیر تک یہ سلسلہ رہا، پھر محمد بن سبکتگین نے دیباج اصفر کا ڈالا، پھر ناصر عباسی نے دیباج اخضر کا ڈالا، پھر اسی نے دیباج اسود کا ڈالا، جواب تک جاری ہے، عباسیوں کا درباری لباس اور خصوصی شعار بھی سیاہ تھا، وہ اسکو عزت وعظمت کا لباس تصور کرتے تھے، حضرت نبی اکرم ﷺ کا اسود عمامہ احادیث[1] میں مذکور ہے، غالباً اسی وجہ سے عباسیوں نے اسود کا انتخاب کیا غلاف کعبہ

[1] عن جابر رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل عام فتح المكة وعلیه عمامة سوداء. ابوداؤدشریف ص۵٦۳/۲/ مطبوعه سعد دیوبند، کتاب اللباس، باب فی العمائم.

کے متعلق تفصیل فتح الباری[1]، ج ۳/ص ۶۲ ۳/ ۳ عینی[2] ج ۴/ص ۶۰۰/، اوجز المسالک[3]، ج ۲/ص ۵۴۳/ میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/۹۲ھ

سن ہجری اور عیسوی کی ابتدا

سوال: -سن ہجری اور سن عیسوی کی تفصیل فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سن ہجری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے سال سے شمار کیا جاتا ہے،[4] اور سن عیسوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے شمار کیا جاتا ہے، بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ عیسائیوں کے غلط عقیدہ کے مطابق (العیاذ باللہ) جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی

---

[1] وذكر الفاكهي ان اول من كساها الديباج الابيض المامون بن الرشيد واستمربعده وكسيت في ايام الفاطميين الديباج الابيض وكساها محمدبن سبكتكين ديباجااصفر وكسا ها الناصر العباسي ديباجا اخضرثم كساها ديبا جا اسود فاستمر الىٰ الان (فتح البارى مصرى ج۳/ ص۳٦٧/ كتاب الحج ،باب كسوة الكعبة)

[2] عمدة القارى دارالفكر ج۵/ص ٢٣٦/ الجزء التاسع كتاب الحج، باب كسوة الكعبة،

[3] اوجز المسالك ج۳/ص ۵۴۳/ كتاب الحج، كسوة الكعبة،

[4] اعلم ان ابتدأ التاريخ المشهور من الهجرة من مكة الى المدينة، مجمع بحار الانوار ص ٢٩٦/ ج۵/ فصل فيمايتصل بالصحابة، مكتبه دارالايمان مدينه منوره .

تاريخ الخلفاء ص۷ ۹/ مطبوعه مجتبائى دهلى، فصل فى اوليات. (شرح السيرالكبير ص ٦٣، ٦۴/ ج۴/ تاريخ الخميس ص ٢٦٩/ج ٢/.

گئی اس وقت اس سن کی ابتدا ہوئی ہے[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اردو کس نے ایجاد کی

سوال:- اردو کس نے ایجاد کیا ہے، اور کہاں سے کیا اور کس سن سے ہوا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

کسی بادشاہ کے لشکر میں مختلف علاقوں کے لوگ تھے، زبانیں الگ الگ تھیں، ان کی مجموعی زبان اردو ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا چودھویں صدی پر دنیا ختم ہوجائے گی

سوال:-۱۳۹۱ھ جو چل رہی ہے، اور چودھویں صدی پوری ہونے میں صرف ۹/ سال اور باقی ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ارشاد ایسے بھی تھے کہ دنیا کی زندگی چودھویں صدی کے بعد کچھ اور ہے یا نہیں؟

بعض غیر مسلم کہتے ہیں کہ کلجگ کے بعد ستجگ ایک دور اور ہے، یہ کہاں تک صحیح ہے، احادیث نبوی اور آسمانی صحیفہ کے استدلال پر جواب سے مطلع فرمائیں، اگرچہ غیر مسلم حضرات کے کہنے پر یقین تو نہیں ہے، لیکن اتنی بات ہمیں درج کرنا ہی ضروری تھا؟

---

[۱] نزهة الخواطر ص ۵/ ج ۱/ الطبقة الاولى فيمن قصد الهند في القرآن الاول طبع مجلس دائرة المعارف حيدرآباد دكن، قطب الاقطاب.

[۲] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۳۳۴/ ج ۲/ اردو، مطبوعہ دانش گاہ لاہور.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس دنیا کے باقی رہنے یا ختم ہوجانے کے سلسلے میں چودھویں صدی کا تذکرہ کہیں کسی حدیث یا آیت میں نہیں دیکھا قیامت کی جونشانیاں بڑی بڑی احادیث میں مذکور ہیں ان سے تو معلوم نہیں ہوتا کہ چودھویں صدی پر دنیا ختم ہوجائے گی، حضرت مہدی علیہ السلام[1] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ونزول مغرب سے طلوع شمس وغیرہ سب باقی ہیں[2] ۹ رسال میں یہ سب چیزیں پوری نہیں ہونگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳ ر۴ ر۹۱ھ

مجنوں کس قبیلہ سے تھا کیا لیلیٰ مجنوں کی شادی ہوگئی

سوال:- اقوال عام ہے کہ مجنوں لیلیٰ کے عشق میں سرگرداں تھا اس کا تعلق کس قبیلہ سے تھا لوگ کہتے ہیں کہ بروز حشر ان کی شادی ہوگی یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بنوعذرہ سے تھا[3] بروز محشر لیلیٰ مجنوں کی شادی کے متعلق جولوگ یقین کے ساتھ کہتے

---

[1] قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لَاتَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِيْ (مشكوٰة ص ۴۷۰/۲/ باب اشراط الساعة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

[2] اِنَّهَا اَیُ الْقِيَامَةَ لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْاقبلَهَا عَشَرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَال وَالدَّابَةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسىٰ ابْنِ مَرْيَمَ الحديث (مشكوٰة ج ۲/ص ۴۷۲) باب العلامات بين يدى الساعة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

[3] مجنون ليلى قيس بن الملوح بن مزاحم اشتهر بعشق ليلى فى الدنيا وهو احد بنى بن عامر بن صعصعة واما ليلى فانها من بنى ربيعة (شذرات الذهب ص ۲۷۷/ج ۱/ سنة سبعين ومائة، طبع دارالفكر بيروت، دائره معارف اسلاميه ص ۵۸۷/ج ۱۹/ مجنون، طبع دانشگاه پنجاب لاهور،

ہیں ان سے ہی دلیل پوچھئے پھر ہم کو بھی مطلع کر دیں تو بہتر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۹۵ھ

حضرت میکائیل علیہ السلام کے شانے کی مسافت

سوال:- ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت میکائیل علیہ السلام کے شانہ سے سر تک آٹھ سو برس کی مسافت ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عظیم جثہ کا بتانا مقصود ہے تحدید مقصود نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۹۵ھ

گاڑا کون ہیں

سوال:- یہ گاڑا قوم کہاں سے چلی اور کون ہیں یہ لفظ سمجھ میں نہیں آیا کہ کہاں سے سے یہ نام چلا ہے اس کے متعلق تحریر کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے نہ کتب فقہ میں نہ کتب حدیث وتفسیر میں اس پر بحث ہے ایسا مشہور ہے کہ سلاطین مغلیہ کے وقت کسی جنگ کو کامیاب بنانے کیلئے ایک فوج کا یہ نام تجویز کیا گیا تھا، پھران لوگوں کو حکومت کی طرف سے زمین کاشت کیلئے انعام میں دی گئی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۳/۹۶ھ

شیخ صدیقی، شیخ فاروقی اور مغل پٹھان کی نسل

سوال:- کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیخ اور یہود ونصاریٰ سے مغل و پٹھان کی نسل جاری ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شیخ صدیقی اپنے کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسل سے[1] اور شیخ فاروقی اپنے کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل سے کہتے ہیں[2] مغل[3] پٹھان کے متعلق مجھے معلوم نہیں[4]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا عرب سب امی تھے

سوال:- اہل عرب کیا بالکل ان پڑھ جاہل تھے، اوران میں کوئی پڑھا لکھا نہیں تھا، اوراگران میں کچھ پڑھے لکھے لوگ بھی تھے، توامت امیہ سے اہل عرب مراد لینا صحیح ہوگا یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان میں لکھے پڑھے بھی تھے، اسی وجہ سے حضرت رسول مقبول ﷺ وحی کو لکھوا دیا

---

[1] دائرۂ معارف اسلامیہ اردو ص ۱۰۲/ج ۱۲/مطبوعہ لاہور.

[2] ملاحظہ ہو دائرہ معارف اسلامیہ ص ۴۸/ج ۱۵/مطبوعہ لاہور.

[3] مغل ہندوستان کے شہنشاہوں کے ایک خاندان کا نام ہے ملاحظہ ہو: دائرہ معارف اسلامیہ ص ۳۹۲/ ج ۲۱/ مطبوعہ لاہور،

[4] ملاحظہ ہو اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص ۹۲۹/ج ۲/(افغان) مطبوعہ لاہور.

کرتے تھے[۱] خط وکتابت بھی کرتے تھے[۲] حدیثیں بھی وہ حضرات لکھا کرتے تھے[۳] مگر اس کا عمومی رواج نہیں تھا[۴] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۳/۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۳/۵ھ

AGE24\A0
not found.

---

۱ وكانوا يكتبون ذلك في الصحف والالواح والعسب الخ فتح الباری،ج۱۰/ص۱۷/ كتاب فضائل القرآن،باب جمع القرآن مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه
"فتوح البلدان بلاذری ص۴۷۷-۴۷۸/ بحواله سير الصحابه ج۱/ص۳۴/ علوم وفنون (مطبوعه معارف اعظم گڑھ)

۲ حديث عبد اللّه بن عمرو بن العاص في كتابة الحديث راجع حديث علي في قصة كتابة حاطب بن ابي بلتعه الى اهل مكة (بخاری شريف ص۶۱۲/ ج۲/ باب غزوة الفتح ومابعث به حاطب، كتاب المغازى ،مكتبه اشرفيه ديوبند.

۳ اخبرني وهب بن منبه عن اخيه قال سمعت اباهريرةؓ يقول ما من اصحاب النبي صلى اللّه عليه وسلم احداكثرحديثاعنه مني الاما كان عن عبد اللّه بن عمرو فانه كان يكتب ولااكتب (بخاری شريف ص۲۲/ ج۱/ باب كتابة العلم، كتاب العلم مكتبه اشرفيه ديوبند، فتح الباری ص۲۸۰/ج۱/ مكتبه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه ،كتاب العلم، تحفة الاحوذی ص۴۲۹/ج۷/ باب الرخصة، فيه كتاب العلم، طبع دارالفكر،

۴ مجمع بحارالانوار ص۱۰۷/ج۱/ طبع دارالايمان المدينة المنورة.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہفتم

﴿تاریخِ ہند کے چند حقائق﴾

جمعیۃ العلماء کا جھنڈا

سوال:- جمعیۃ العلماء کے ہاتھوں میں جو سفید اور کالی دھاریوں والا جھنڈا پرچم ہے آیا اس کا ثبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا نہیں؟ مثبت پہلو پر صحیح ابتداء علم نبوی کی روایت سے مع دلیل واضح فرما کر شکریہ کا موقع دیں، کرم ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک جھنڈا سفید اور کالی دھاریوں کا بھی تھا، (فتح الباری[1]، شرح بخاری، ص ۸۹/ ج ۶/) اور عمدۃ القاری[2] شرح بخاری، ص ۲۳/ ج ۷/ میں ہے، حدیث البـــــراء ان رایة

---

[1] ان رأية رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كانت سوداء مربعة من نمرة (فتح البارى، ص ۸۹/ ج ۶/ مصرى، (مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه، ص ۲۳۰/ ج ۶/ باب ماقيل فى لواء النبى صلى الله عليه وسلم. (كتاب الجهاد)

[2] عمدة القارى شرح بخارى ص ۲۳۲/ ج ۷/ الجز الرابع عشر، باب ماقيل فى لواء النبى صلى الله عليه وسلم (مطبوعه دارالفكر بيروت)

رسول اللّٰہ کانت سوداء مربعة من نمرة اھ مجمع البحار[1] ص ۳۹۷/ج ۳/ میں نمرہ کی تحقیق کے ذیل میں لکھا ہے "وفیہ فجاءہ قوم مجتابی النمار ھی کل شملة مخططة من مآزر الاعراب فھی نمرة وجمعھا نمار کانھا اخذت من لون النمر لمافیھا من السواد والبیاض وھی من الصفات الغالبة ای جاءہٗ قوم لابسی آزر مخططة من صوف اھ" سفید زرد، سیاہ، جھنڈے کی بھی روایت عینی[2] اور فتح الباری[3] میں مذکور ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳/۹۴ھ

بانیٔ جامع مسجد دہلی

سوال:- جامع مسجد دہلی کس نے تعمیر کرائی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مشہور ہے کہ شاہجہاں نے بنوائی[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مجمع البحار ص ۸۰۹/ج ۴/ تحقیق نمر، مطبوعہ دارالایمان مدینہ منورہ،

[2] کان لواء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابیض الی قولہ عن رجل من قومہ عن آخرمنھم قال رأیت رایة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صفراء وروی الطبرانی فی الکبیرمن حدیث جابر ان رأیة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کانت سواداء الخ. عمدة القاری ج۷/ص ۲۳۲ / الجزء الرابع عشر، باب ماقیل فی لواء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم. (کتاب الجھاد، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

[3] فتح الباری ص ۲۳۰/ج٦/ مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، باب ایضا،

[4] ومن اٰثارہ مدینة شاھجھان آباد بقرب دھلی القدیمة والقلعة والحمراء والجامع الکبیر فی تلک البلدة (نزھة الخواطر ص ١٦٦ / ج۵/ ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قیام دارالعلوم ومظاہر علوم کی تاریخ

سوال:- دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کس تاریخ سن میں قائم ہوئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دارالعلوم دیوبند محرم ۱۲۸۳ھ[۱] اور مظاہر علوم سہارنپور رجب ۱۲۸۳ھ میں[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور // //

کیا سب سے پہلے خواجہ معین الدین چشتیؒ ہندوستان میں آئے

سوال:- ایک صاحب کہتے ہیں کہ ہندوستان میں سب سے پہلے خواجہ معین الدین چشتیؒ آئے ہیں، ان سے پہلے اور کوئی مسلمان نہیں آیا، کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............شاهجهان بن عالمگير مطبعه مجلس دائرة المعارف حيدرآباد، نیز ملاحظہ ہو: ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی کارنامے ص۱۳۷، ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ ص۲۸۸/عہد شاہجہاں کی تعمیرات (مطبوعه اسلامی دهلی)

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] تاریخ دارالعلوم دیوبند ۱۵۵/ج ۱/ دارالعلوم کا افتتاح،

[۲] تاریخ مظاهر، ص۵/ج ۱/ مطبوعه اشاعت العلوم سهارنپور. خصوصی حالات مدرسه کی ابتداء اور بنیاد.

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندوستان میں پہلی صدی ہجری میں بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعینؒ کا آنا ثابت ہے[1]۔

محمد بن قاسم کا علاقۂ سندھ میں آنا بکثرت تواریخ میں مذکور ہے[2] پھر بعد میں بھی تقریباً ہر صدی میں کچھ نہ کچھ مسلمان آتے رہے ہیں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے جس طرح یہاں رہ کر مستقلاً تبلیغ دین فرمائی ہے، وہ ان کا ہی حصہ ہے، اس طرح ان سے پہلے یہ خدمت کسی نے انجام نہیں دی[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خواجہ اجمیریؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنیوالوں کی تعداد

سوال:- میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے

---

[1] نزهة الخواطر ص ٥/ ج ١/ الطبقة الاولى فيمن قصد الهند فى القرن الاول، طبع مجلس دائرة المعارف حيدر آباد دكن، قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے خلیفہ اجل مولانا محمد یوسف صاحب متالا نے اپنی کتاب مشائخ احمد آباد جلد اول، ص ۷/ پر معتبر کتب تواریخ سے قدوم صحابہ کرامؓ کا ذکر کیا ہے، نیز ملاحظہ ہو ہندوستان اسلام کے سائے میں۔

[2] الكامل فى التاريخ ص ٥٣٦/ ج ٤/ ذكر قتل داهر ملك السند سنه تسع وثمانين، طبع دارصادر بيروت، المنتظم ص ٢٩٤/ ج ٦/ سنة تسعين مكتبه دار الباز مكة المكرمة، نزهة الخواطر ص ٩/ ج ١/ الطبقة الاولى فى من قصد الهند فى القرن الاول مطبعه دائرة المعارف دكن، نیز ملاحظہ ہو مؤرخ بلاذری کی کتاب فتوح البلدان مترجم، ص ٦١٢/ ج ٢/ فتوح السند۔

[3] ہندوستان میں جو کچھ خدا کا نام لیا اور اسلام کا کام کیا گیا وہ چشتیوں اور ان کے مخلص وعالی ہمت بانی سلسلہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے حسنات اور کارناموں میں شمار کئے جانے کے قابل ہے (تاریخ دعوت وعزیمت ص ٢٩/ ج ٣/ مطبوعه لكهنؤ،

ہاتھ پر نوے لاکھ آدمی مسلمان ہوئے تھے، لیکن ایک صاحب اس کا انکار کرتے ہیں کہ یہ بات کسی تاریخ سے ثابت نہیں، لہٰذا ارشاد فرمائیں کہ یہ بات درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے ہاتھ پر بہت بڑی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے [1] ایک عیسائی نے نوے لاکھ تعداد لکھی ہے، ہوسکتا ہے، کہ اس کا مبالغہ ہو، ایسی باتوں پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٥/١١/٨٥ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ١٦/١١/٨٥ھ

حضرت شمس تبریز کی پیدائش سے متعلق ایک بے سند واقعہ

سوال:- زید نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ حضرت مولانا شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے، صورت یہ بتائی کہ حضرت مولانا روم کی جولڑکی تھی اس کے پیٹ میں درد ہوا اس نے باپ سے جاکر کہا کہ ابا جان میرے شکم میں درد ہے، آپ نے فرمایا کہ فلاں طاق میں شیشی رکھی ہوئی ہے، اس میں سے دوا استعمال کرلو، لڑکی نے ایسا ہی کیا مگر اس طاق میں ایک دوسری شیشی رکھی ہوئی تھی، جس میں حضرت منصور کی راکھ تھی بس وہ استعمال کرلی اس سے لڑکی کو حمل قرار پایا اس سے حضرت شمس تبریز پیدا ہوئے کیا یہ واقعہ صحیح ہے کتاب کا نام یاد نہیں ہے؟

---

[1] عزلت گزیں باجمیر شد وفرواں چراغ برافروخت واز دم کبرائے اوگروہا گروہ مردم بہرہ برگرفتند، آئین اکبری ص ٢٧٠/ سرسید اڈیشن بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت ص ٣٠/ ج٣/ مطبوعات تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ،

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ واقعہ بے سند بلکہ بے اصل ہے مولانا شمس تبریزؒ تو مولانا رومؒ کے شیخ اور بزرگ تھے ،مولانا رومؒ کی بیٹی کے لڑکے نہیں تھے۔[1]

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا صابر صاحبؒ نے بیوی کو جلا دیا

سوال:-صابر میاں بلاشک بزرگ تھے،مگر روایت ملتی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو جلا دیا تھا غصہ میں آکر،اور جبکہ شب وصال تھی،اور صابر میاں نے بیوی کا حق پورا نہ کیا،اور وہ بزرگ تھے تو بیوی کا حق ادا کرنا فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیوں کیا،اور ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی بیوی سے شادی کرو جو زیادہ بچے پیدا کرے کے خلاف ہوا،تو ان کے بزرگ ہونے میں شک ہوا یا نہیں؟اگر نہیں ہوا تو حدیث کے خلاف بات کیوں ہوئی؟ان کا مدلل جواب دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

میں نے کسی کتاب میں ایسا نہیں پڑھا کہ حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ نے بیوی کو جلا دیا،

---

[1] شمس الدین محمد بن ملک داد تبریزی،آپ صوفی اور مولانا جلال الدین رومی کے مرشد تھے،آپ کے والد بزازی کا کام کیا کرتے تھے،دائرہ معارف اسلامیہ، ص ١٢٦ / ج٦/ (مطبوعہ لاھور) تحت حرف تا، تبریزی،

بیوی یا کسی بھی انسان کو جلا دینا شرعاً درست نہیں[1] بزرگوں کی طرف کچھ معتقدین کچھ مخالفین غلط باتیں منسوب کر دیتے ہیں، جن کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہُ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۱۴۰۶ھ

خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کا زمانہ

سوال:- حضرت شیخ عبدالقادر فخر الدین جیلانی نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی نور اللہ مرقدہٗ کے زمانہ میں کتنا تفاوت ہے، حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانیؒ کیا تابعین میں سے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں بزرگوں کا زمانہ قریب قریب ہے، ان میں تابعین کوئی نہیں، بلکہ یہ حضرات

---

[1] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ الْاَسْلَمِیْ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّرَه عَلٰی سَرِیَّةٍ قَالَ فَخَرَجْتُ فِیْهَا وَقَالَ اِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا فَاَحْرِقُوْهُ بِالنَّارِ فَوَلَّیْتُ فَنَادَ انِی فَرَجَعْتُ اِلَیْهِ فَقَالَ اِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا فَاقْتُلُوْه وَلَا تُحَرِّقُوْهُ فَاِنَّهٗ لَایُعَذِّبُ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ (ابو داؤد شریف ص ٦، ٧/ ج ٢) کتاب الجهاد، باب فی کراهیة حرق العدو بالنار، (مطبوعه رشیدیه دهلی)

ترجمہ: محمد بن حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک جنگ کے موقع پر امیر بنایا، تو انہوں نے فرمایا میں اس جنگ کیلئے نکلا اور آپ نے فرمایا اگر تم فلاں شخص کو پاؤ تم آگ میں جلا دینا تو میں چلا پھر آواز دی تو میں انکے پاس لوٹ کر گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم فلان کو پاؤ تو اس کو قتل کر ڈالو اور اس کو مت جلانا اسلئے کہ آگ کے ذریعہ عذاب دینے کا حق اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کو نہیں ہے۔

چھٹی ساتویں صدی میں گزرے ہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۵/۸٦ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین

دارالعلوم دیوبند ۵/۵/۸٦ھ

اعلیٰ حضرت بریلوی کی سند

سوال: - کیا مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی اور حضرت گنگوہی دونوں ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں، اگر نہیں تو بریلوی صاحب کے استاذ کون صاحب ہیں، وہ باقاعدہ عالم کا نصاب پڑھے ہوئے تھے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلیٰ حضرت احمد رضا خانصاحب بریلوی نے اپنے والد مولانا نقی علی خاں صاحب سے پڑھا ہے، انہوں نے مولانا یعقوب علی خاں صاحب سے سنا ہے، انہوں نے شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلویؒ سے پڑھا ہے، حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ نے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی محدث دہلوی سے پڑھا ہے۔

خاں صاحب نے اپنی سند فتاویٰ رضویہ[۲] کے شروع میں اللہ تعالیٰ تک پہنچائی ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[۱] (خواجہ معین الدین چشتی) کی پیدائش باتفاق اہل تواریخ ۵۳۷ھ کو ایران کے علاقہ ستیان قصبہ سنجر میں ہوئی الخ، (تاریخ مشائخ چشت ۱۷۰/ مصنفه شیخ زکریا رحمه الله تعالیٰ، مطبوعه اشاعت العلوم سهارنپور) (عبدالقادر جیلانیؒ) کی پیدائش ۴۷۰ھ/ ۱۰۷۷ء یا ۱۰۷۸ء میں ہوئی، دائره معارف اسلامیه ص ۹۲۴/ ج ۱۲/ مطبوعه لاهور، تحت حرف العین. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیا اعلیٰ حضرت خان صاحب نے دارالعلوم دیوبند میں پڑھا ہے

سوال:-(۱) زید وبکر کے درمیان عرصہ سے یہ بحث جاری ہے کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی ابتدائی تعلیم اور دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند میں دوراول کے اساتذہ سے حاصل کی ہے، اور سند فراغت حاصل کی ہے، زید اس بارے میں اثبات کرتا ہے اور بکر نفی کرتا ہے، حضرت والا کو حکم بنایا گیا ہے کہ زید وبکر کے درمیان اثبات ونفی کرنے کے سلسلہ میں فیصلہ صادر فرمائیں کہ کون صحت پر قائم ہے؟

(۲) زید وبکر کے درمیان دوسری بحث یہ بھی جاری ہے کہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ قدس سرہٗ العزیز کے مریدین اوران کے خلفاء میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی داخل ہیں، اور یہ ارادت وخلافت کا معاملہ اس وقت ہوا جب حاجی صاحبؒ نے ہندوستان سے ہجرت کرکے مکہ معظّمہ میں مستقل سکونت اختیار فرمالی تھی، زید کا پہلو اس بحث میں اثبات کا ہے اور بکر نفی کا پہلو لئے ہوئے ہے، لہٰذا حضرت والا منصب حکم سے تحقیقی فیصلہ صادر فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱،۲) مثبت کے لئے بینہ (دلیل) پیش کرنا ضروری ہوتا ہے، منکر کے لئے بینہ کی ضرورت نہیں، یہ مسلمہ اصول ہے[۱]۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] ملاحظہ ھو الفتاویٰ الرضویۃ ص۸/ ج ۱/ دارالاشاعت، سند الفقیر فی الفقہ الخ،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] البینۃ علی المدعی والیمین علیٰ من انکر قواعد الفقہ ص ٦٦/ مطبوعہ دارالکتاب دیوبند،

لہٰذا زید اپنے دعویٰ کے ثبوت کیلئے دلیل پیش کرے ورنہ اس کا دعویٰ واجب التسلیم نہیں، جس شخص نے خانصاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہوگا، وہ ہرگز زید کے دعویٰ کو تسلیم نہیں کرے گا، ان کی کتابوں میں اکابر دیوبند پر اس قدر سب وشتم ہے کہ شاید روافض کی کتابوں میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر بھی نہ ہو، جن اساتذہ سے علم دین حاصل کیا جائے، کیا ان کے احترام کا یہی تقاضا ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۳/۹۵ھ

اورنگ زیب عالمگیرؒ کو ولدالحرام کہنا

سوال:- ایک شخص کہتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے جد امجد جلال الدین اکبر نے جودھابائی سے شادی کی تھی، تو نکاح نہیں ہوا، ایسی صورت میں عالمگیرؒ کو ولدالحرام کہتا ہے (نَعُوْذُبِاللّٰہ) اس کی بابت مسئلہ قطعی طور پر صاف کردیں کہ واقعہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اورنگ زیب عالمگیرؒ کو جلال الدین اکبر کا بیٹا ولدالحرام کہنا تاریخ سے ناواقفیت پر مبنی ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۶/۹۶ھ

[1] سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ کے والد ابوالمظفر شہاب الدین شاہ جہاں اور والدہ ارجمند بانو ملقب ممتاز محل بنت آصف خاں تھی جس سے شاہ جہاں کا نکاح ١٦١٢ء میں ہوا اسی کے بطن سے چھٹے نمبر پر عالمگیر پیدا ہوئے، اس لئے انکے ثبوت نسب پر اعتراض کرنا بیجا اور غلط ہے، البتہ عالمگیر کے دادا جہانگیر کی پیدائش راج کماری جودھابائی بنت راجہ بہاری مل کے بطن سے ہوئی جس سے اکبر نے شادی کر لی تھی، تاریخ ہند، ص ۲۸۴/ اکتیسواں باب شاہجہاں دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۲۰/ص ۶۳/ مطبوعہ لاہور، علماء ہند کا شاندار ماضی، ص ۲۶۷/ج ۱/۔

گاندھی اور نہرو کی موت پر کس نے تلاوت کی

سوال:- وہ کون کون علماء کرام ہیں، جنہوں نے گاندھی اور نہرو کی ارتھی پر قرآن کریم کی تلاوت فرمائی تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گاندھی اور جواہر لال نہرو کی ارتھی پر کس کس نے قرآن کریم کی تلاوت کی مجھے معلوم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۵/۹۴ھ

